ESTD.1927 اپریل ۱۹۳۱ء

ایڈیٹر- رازق الخیری

بچوں کا سب سے پرانا ماہوار رسالہ

بنات
(یعنی بچیاں)

...ت ہندوستان کے مختلف
...مات تعلیم مثلاً یو۔پی
...سی پی، برار، پنجاب، بہار، دہلی
...ہ دکی طرف سے زنانہ سکولوں
...سرکاری طور پر منظور ہے

بنات کا سالانہ چندہ صرف ۱۲؍
بذریعہ وی پی صرف ۲؍۱۲
غیر ملکوں سے چار شلنگ
مستقل خریداروں کو سالگرہ نمبر
مفت ملتا ہے

...ندرھواں سال | فہرست مضامین ماہ اپریل ۱۹۴۲ء | جلد ۲۹ نمبر ۱

(باہتمام رازق الخیری پرنٹر پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ عصمت دہلی سے شائع ہوا)

بنات

ہماری باتیں

از: ایڈیٹر

اس ماہ کا پرچہ کچھ پھیکا پھیکا سا معلوم ہوگا۔ کیونکہ آٹھ صفحے اس دفعہ کم ہیں اور یہ صفحے بھی آخری کاپی کے ہیں جس میں مستقل عنوانوں پر دلچسپ مضامین ہوتے ہیں۔ یہ ساری مصیبت کاغذ کی ہے۔ سوا دو روپیہ رم کا کاغذ بارہ بارہ تیرہ تیرہ بلکہ پندرہ پندرہ روپیہ رم کا خرید کر بنات میں لگایا گیا ہے۔ یہ تو ہوئی کیفیت کاغذ کے مہنگے ہونے کی لیکن جب کاغذ چگنی اور چوگنی قیمت پر بھی بازار میں نہ ملے تو کیا کیا جائے۔ اس دفعہ یہی دقت ہوگئی۔ مجبور ہوکر آخری آٹھ صفحوں کی کاپی روک لی گئی تاکہ کاغذ کے انتظار میں کہیں خدانخواستہ رسالہ ایک دو دن لیٹ نہ ہو جائے۔ اس پندرہ برس کی مدت میں آج تک رسالہ نہایت پابندی وقت سے شائع ہوا کبھی ایک دن کی بھی دیر اشاعت میں نہیں ہوئی۔ خدا کرے بنات کی یہ پابندی وقت آئندہ بھی قائم رہے۔

ہم کئی بار لکھ چکے ہیں کہ جو لڑکیاں یہ چاہتی ہیں کہ ان کی محنت بے کار نہ جائے اور ان کا مضمون بنات میں شائع ہو وہ بنات کی مضمون نگاری کے قواعد کا خیال رکھا کریں۔ یہ قواعد سال میں کئی مرتبہ شائع ہوتے ہیں۔ انھیں ضرور پڑھا اور سمجھ لیا کریں۔ جو مضمون لکھیں وہ دلچسپ اور نتیجہ خیز ہو۔ اور کم سے کم لفظوں میں لکھا جائے۔ بڑے بڑے مضمونوں کے لئے جگہ کئی کئی ماہ گذرنے کے بعد بھی رسالہ میں نہیں نکل سکتی اور چھوٹے چھوٹے مضمون جلد شائع ہو سکتے ہیں۔ بناتی لڑکیاں ان دو باتوں کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

بنات کے کہانی نمبر کے لئے عنقریب اعلان کیا جائے گا۔

گڑیا

مری پیاری گڑیا، مری جان گڑیا ⁂ مری زندگی تجھ پہ قربان گڑیا
جدائی نہیں تیری مجھکو گوارا ⁂ کہ رہتی ہوں تجھ بن پریشان گڑیا
لگائے پھروں تجھ کو سینہ سے ہر دم ⁂ یہی ہے مرے دل کا ارمان گڑیا
ترے سامنے کوئی جچتا نہیں ہے ⁂ نرالی ہے سب سے تری شان گڑیا
وہ چھٹی کا ہو وقت یا مدرسہ کا ⁂ مرے دل میں رہتی ہے ہر آن گڑیا
تجھے دیکھ کر بھول جاتی ہوں سب غم ⁂ ہر اک درد کا تو ہے درمان گڑیا
مجھے اچھی لگتی ہے سارے جہاں سے ⁂ یہ خاموش گڑیا یہ بے جان گڑیا
زر و سیم کیا چیز ہیں اس کے آگے ⁂ کہ لعل و جواہر کی ہے کان گڑیا
خوشی گر کوئی نغمہ ہے زندگی کا ⁂ یقیناً تو ہے اس کی اک تان گڑیا
بڑا لطف ہوتا اگر بولتی بھی ⁂ کسی طرح مانند انسان گڑیا
جدا تجھ سے ہر گز نہ ہونگی کبھی میں ⁂ یہ کرتی ہوں میں تجھ سے پیمان گڑیا
ثریا کے گڈے سے بیاہوں گی تجھ کو ⁂ بہت سے بلاؤں گی مہمان گڑیا
رچاؤں گی شادی تری ٹھاٹھ سے میں ⁂ نکالوں گی سب تجھ پہ ارمان گڑیا
کھلاؤں گی کھانے ہر اک طرح کے میں ⁂ غضب کا پکاؤں گی پکوان گڑیا

سجاؤں گی ایسا کہ سارے کے سارے
تجھے دیکھ کر ہوں گے حیران گڑیا

سید محمود حسن - آف کیتھل

بنات

ہماری باتیں

از: ایڈیٹر

اس ماہ کا پرچہ کچھ پھیکا پھیکا سا معلوم ہوگا۔ کیونکہ آٹھ صفحے اس دفعہ کم ہیں اور یہ صفحے بھی آخری کاپی کے ہیں جس میں مستقل عنوانوں پر دلچسپ مضامین ہوتے ہیں۔ یہ ساری مصیبت کاغذ کی ہے۔ سوا دو روپیہ رم کا کاغذ بارہ بارہ تیرہ تیرہ بلکہ پندرہ پندرہ روپیہ رم کا خرید کر بنات میں لگایا گیا ہے۔ یہ تو ہوئی کیفیت کاغذ کے مہنگے ہونے کی لیکن جب کاغذ چگنی اور چھ گنی قیمت پر بھی بازار میں نہ ملے تو کیا کیا جائے۔ اس دفعہ یہی دقت ہوگئی۔ مجبور ہو کر آخری آٹھ صفحوں کی کاپی روک لی گئی تاکہ کاغذ کے انتظار میں کہیں خدانخواستہ رسالہ ایک دو دن لیٹ نہ ہو جائے۔ اس پندرہ برس کی مدت میں آج تک رسالہ نہایت پابندی وقت سے شائع ہوا کبھی ایک دن کی بھی دیر اشاعت میں نہیں ہوئی۔ خدا کرے بنات کی یہ پابندی وقت آئندہ بھی قائم رہے۔

ہم کئی بار لکھ چکے ہیں کہ جو لڑکیاں یہ چاہتی ہیں کہ ان کی محنت بے کار نہ جائے اور ان کا مضمون بنات میں شائع ہو وہ بنات کی مضمون نگاری کے قواعد کا خیال رکھا کریں۔ یہ قواعد سال میں کئی مرتبہ شائع ہوتے ہیں۔ انھیں ضرور پڑھا اور سمجھ لیا کریں۔ جو مضمون لکھیں وہ دلچسپ اور نتیجہ خیز ہو۔ اور کم سے کم لفظوں میں لکھا جائے۔ بڑے بڑے مضمونوں کے لئے جگہ کئی کئی ماہ گذرنے کے بعد بھی رسالہ میں نہیں نکل سکتی اور چھوٹے چھوٹے مضمون جلد شائع ہو سکتے ہیں۔ بناتی لڑکیاں ان دو باتوں کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

بنات کے کہانی نمبر کے لئے عنقریب اعلان کیا جائے گا۔

گڑیا

مری پیاری گڑیا، مری جان گڑیا ٭ مری زندگی تجھ پہ قربان گڑیا
جدائی نہیں تیری مجھکو گوارا ٭ کہ رہتی ہوں تجھ بن پریشان گڑیا
لگائے پھروں تجھ کو سینہ سے ہر دم ٭ یہی ہے مرے دل کا ارمان گڑیا
ترے سامنے کوئی جچتا نہیں ہے ٭ نرالی ہے سب سے تری شان گڑیا
وہ چھٹی کا ہو وقت یا مدرسہ کا ٭ مرے دل میں رہتی ہے ہر آن گڑیا
تجھے دیکھ کر بھول جاتی ہوں سب غم ٭ ہر اک درد کا تو ہے درمان گڑیا
مجھے اچھی لگتی ہے سارے جہاں سے ٭ یہ خاموش گڑیا یہ بے جان گڑیا
زر و سیم کیا چیز ہیں اس کے آگے ٭ کہ لعل و جواہر کی ہے کان گڑیا
خوشی گر کوئی نغمہ ہے زندگی کا ٭ یقیناً تو ہے اس کی اک تان گڑیا
بڑا لطف ہوتا اگر بولتی بھی ٭ کسی طرح مانند انسان گڑیا
جدا تجھ سے ہرگز نہ ہونگی کبھی میں ٭ یہ کرتی ہوں میں تجھ سے پیمان گڑیا
ثریا کے گڈے سے بیاہوں گی تجھ کو ٭ بہت سے بلاؤں گی مہمان گڑیا
رچاؤں گی شادی تری ٹھاٹھ سے میں ٭ نکالوں گی سب تجھ پہ ارمان گڑیا
کھلاؤں گی کھانے ہر اک طرح کے میں ٭ غضب کا پکاؤں گی پکوان گڑیا

سجاؤں گی ایسا کہ سارے کے سارے
تجھے دیکھ کر ہوں گے حیران گڑیا

سید محمود حسن۔ آف کیتھل

ہوائی حملے اور بچاؤ

جنگ ہم سے بہت قریب آگئی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس کا مردانہ وار بہادری سے مقابلہ کریں۔ خصوصاً ہم لڑکیوں کو کم از کم نرسنگ اور ہوائی حملے کے بچاؤ کی تدابیر سے واقف رہنا ضروری ہے نرسنگ کی تعلیم قریباً ہر شہر کے ہسپتال میں دی جا رہی ہے ہم کو بھی اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ کیونکہ یہ تعلیم نہ صرف مفید بلکہ ہمارے لئے حد درجہ ضروری ہے۔ چند ایک تدابیر یہاں لکھی جا رہی ہیں۔

ہم ہوائی حملے سے بچنے کے لئے گھر کا ایسا کمرہ منتخب کریں جو نیچے کی منزل میں اور بیچ میں ہو جس میں آئینے کی کھڑکیاں یا دروازے نہ ہوں۔ اگر دروازے وغیرہ ہوں تو ان کے آئینے اور شیشے وغیرہ نکال کر ان کی جگہ لکڑی کے تختے لگوا دیں یا اندر سے مقوہ (کاغذ کا موٹا گتہ) یا موٹا کپڑا لگا دیں۔ اس سے شیشوں کے ٹکڑے آپکو نقصان نہ پہونچا سکیں گے جس وقت خطرہ کی گھنٹی یا سیٹی بجے تو اسی کمرے میں کھڑکیوں اور دروازوں سے دور کسی کونے میں یا لکڑی کے تخت اور میز وغیرہ کے نیچے چھپ جائیں۔ اور جب تک حملے کے ختم ہونے کی اطلاع نہ ہو وہاں سے نہ نکلیں۔ اگر سڑک پر ہوں اور اس وقت خطرہ کا اعلان ہو تو بغیر کسی دہشت کے پاس کی پناہ گاہوں میں چلے جائیں۔ اگر میدان میں ہوں تو بھاگ کر گھر تک پہونچنے کی ناکام کوشش نہ کریں بلکہ اطمینان سے زمین پر اوندھے لیٹ جائیں۔ اگر کسی سواری میں ہوں تو فوراً سڑک کے ایک طرف گاڑی کو روک کر اسی کی آڑ میں پناہ لیں۔ ایسے موقعوں پر ہم کو بدحواس اور دہشت زدہ نہ ہونا چاہیے گھر میں چراغ۔ لالٹین لیمپ اور دیاسلائی کی ڈبیا رکھنی نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اگر بجلی کی روشنی یکایک بند ہو جائے تو گھر میں فوراً روشنی کرلی جائے۔ پانی اور ریت کا انتظام بھی گھر میں رکھنا چاہیے تاکہ آگ لگ جائے تو بجھائی جاسکے

صغرا عبدالرحیم حیدرآباد

بھول

(کام کرنے والے)

(۱) مسٹر توفیقی - باپ

(۲) شوکت - } بیٹے

(۳) فہمی - }

(۴) کنیز - خادمہ - بھٹو - ڈرائیور

منظر:- کھانے کا کمرہ - باپ کھانے کی میز پر بیٹھا ہے - اس کا نچلا نصف بدن میز کی اوٹ میں ہے اور اوپر کا نصف کھلا ہوا - مگر وہ بھی اخبار سے جس کو وہ پڑھ رہا تھا ڈھکا ہوا ہے کبھی کبھی کھانستا ہے - اخبار کے اوراق الٹتا ہے - میز کے بائیں طرف ایک کرسی پر شوکت بیٹھا ہوا کچھ لکھ رہا ہے -

کنیز داخل ہوتی ہے - ہاتھ میں طشتری ہے جس کو وہ مسٹر توفیقی کے سامنے رکھتی ہے - طشتری میں نصف ابلے ہوئے دو انڈے ہیں

مسٹر توفیق:- اتنی دیر سے تم کیا کر رہی تھیں - آج کیوں دیر ہوئی -

کنیز:- جی! بیگم صاحبہ کل انڈے منگوانا بھول گئی تھیں اب میں پڑوسن کے ہاں سے انڈے لائی ہوں -

مسٹر توفیقی:- (پیالی میں چائے انڈیلتے ہوئے) خیر - شوکت کو یہاں بھیج دو -

کنیز:- (دروازے کی طرف جاتے ہوئے) جی، اچھا سرکار -

مسٹر توفیقی:- نمک دان کہاں ہے ؟

کنیز:- سرکار بھول گئی نمکدان طاق پر ہی رہ گیا -

(نمکدان کو طاق میں سے لے کر میز پر رکھتی ہے)

مسٹر توفیقی:- سچ سچ! دیکھنا اور کچھ بھول تو نہیں ہوئی تم سے -

کنیز:- (طاق میں اِدھر اُدھر ٹٹول کر) جی، نہیں سرکار -

مسٹر توفیقی:- (انڈوں پر گول مرچ کا سفوف اور نمک ڈالتے ہوئے) بہت خوب - دیکھنا، کہیں شوکت کو بھیجنا نہ بھول جانا -

کنیز:- جی نہیں سرکار - (گردن ہلاتی ہوئی

باہر چلی جاتی ہے۔)

شوکت:۔ کیا ہے، ابا جان؟

مسٹر توفیقی:۔ سخت تعجب کی بات ہے۔ میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں کہ تم یہیں میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے ہو۔ تم اور خاموشی! کیا کر رہے ہو تم؟

شوکت:۔ حساب کے سوالات نکال رہا ہوں۔ ماسٹر صاحب نے گھر سے حل کر کے لانے کو کہا تھا۔ اگر آپ کو فرصت ہو تو میں آپ کے پاس آجاؤں۔

مسٹر توفیقی:۔ ابھی تو بالکل فرصت نہیں ہے۔ مجھے دفتر جانے میں دیر ہو جائے گی۔ تم نے رات کے وقت کیوں نہیں یاد دلایا؟ اس کے لئے تو رات کا وقت ہی زیادہ اچھا ہے۔

شوکت:۔ رات کو اس کا بالکل خیال نہ رہا بھول ہو گئی۔

مسٹر توفیقی:۔ تو پھر آپ ہی حل کرلو۔ اسکول میں بھی تو ماسٹر صاحب نے تمہیں بتایا ہوگا۔

شوکت:۔ ماسٹر صاحب نے تو بتایا تھا لیکن۔۔۔ میں بھول گیا۔

مسٹر توفیقی:۔ واہ! کیا خوب۔ بھول گئے۔ کیا اچھا ہوتا اگر ماسٹر صاحب تمہیں آج اسکول کے بعد روک لیتے۔ پھر شاید تمہیں یاد آجاتا۔ جب میں تمہارے برابر تھا تو مجھے بید کے زور سے یاد کرایا جاتا تھا۔ افسوس کہ آج کل اسکولوں سے سزا ملتی بند کر دی گئی ہے اور بچوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جا رہا ہے۔ موجودہ طریقہ تعلیم میں یہ سخت خرابی پیدا ہو رہی ہے۔ مجھ سے تو کبھی بھول نہیں ہوتی۔ اور اس بات کا فخر ہے کہ میرا حافظہ اب تک تمہارے حافظہ سے بہتر ہے۔ (شوکت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) پانی پت کی پہلی لڑائی کب ہوئی تھی؟

شوکت:۔ چودہ سو۔۔۔ نہیں۔ نہیں پندرہ سو۔۔۔ (سر کھجلاتے ہوئے) کمبخت دل ہی دل میں پھر رہا ہے۔ لیکن زبان تک نہیں آتا۔

مسٹر توفیقی:۔ ٹھیک! تم کو اپنے حافظے کا علاج کرنا ہوگا۔ (گھڑی کی دیکھ کر چونک جاتا ہے) فہمی کہاں غائب ہو گیا؟

(دروازہ کھلتا ہے اور فہمی داخل ہوتا ہے)

فہمی:۔ کیا ہے ابا جان؟

مسٹر توفیقی:۔ ذرا مسٹر صدیقی کو ٹیلیفون

کردو۔ وہ میرے ساتھ آج ناشتہ میں شریک ہو جائیں۔ مجھے ان سے کچھ کہنا ہے۔ پارک ڈبل او، سیون، نائن۔ چلو جلدی کرو۔

فہمی:۔ اچھا آبا جان (دروازہ کی طرف جاتے ہوئے)۔۔۔ اور ہاں۔ کیا ابھی؟

مسٹر توفیقی:۔ میں نے کہا، ابھی، فوراً، کیا تمہیں معلوم نہیں دس بج رہے ہیں۔

فہمی:۔ جی اچھا لیکن میں نے تو ٹیلیفون کی نسبت کچھ نہیں کہا۔ میں نے ناشتہ کا وقت پوچھا تھا۔

مسٹر توفیقی:۔ میں نے بھی تو آج ہی کہا تھا۔ خدا کے لئے ذرا ہلو بھی۔!

(فہمی جلدی میں گرتے ہوئے سنبھلتا ہے اور باہر چلا جاتا ہے۔ اس اثنا میں مسٹر توفیقی انڈے کھاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ گردن ایک طرف کو جھکی ہوئی ہے اور غور سے کچھ سن رہے ہیں۔)

فہمی:۔ آبا جان میں فون کا نمبر بھول گیا۔

مسٹر توفیقی:۔ (خفگی سے چلا کر) پارک ڈبل او، سیون، نائن، کیسا حافظہ ہے تم لوگوں کا۔ ایک چھوٹی سی بات یاد نہیں رکھ سکتے (اخبار پڑھنے لگتا ہے) کسی کا حافظہ قابل اعتبار نہیں۔

(مسٹر توفیقی بڑبڑانے لگتے ہیں۔ فہمی ٹیلیفون کرتے ہوئے دکھلایا جاتا ہے۔)

فہمی:۔ ہیلو۔ پارک ڈبل او، سیون، نائن۔ ہاں۔ کون ہے ۔۔۔۔ مسٹر صدیقی۔ ۔۔۔ میں ہوں فہمی۔

جی ہاں ۔۔۔۔ آج ۔۔۔ اچھا خدا حافظ

(کمرہ میں داخل ہوتے ہوئے) ہاں آبا جان صدیقی صاحب ڈیڑھ بجے آپ سے ملیں گے۔

مسٹر توفیقی:۔ کہاں؟

فہمی:۔ نہ معلوم کس جگہ کا نام بتایا انہوں نے لیکن میں بھول ہی گیا ۔۔۔۔ اسی جگہ جہاں وہ آپ کے ساتھ پہلے ناشتہ کر چکے ہیں۔

مسٹر توفیقی:۔ کیا کہا! اسی جگہ۔ مجھ کو کیا معلوم کس جگہ۔ جیسے کہ میں برابر اُن کے ساتھ ناشتے میں شریک ہوتا ہوں۔ مجھ کو کیا معلوم وہ کہاں ناشتہ کرتے ہیں۔ اور اس بے چارے کو کیا معلوم کہ میں کہاں ناشتہ کرتا ہوں۔ (اس اثنا میں کنیز آکر میز صاف کرنے لگتی ہے) ذرا ٹھہر جاؤ (جاری رکھتے ہوئے) اس گھر میں بھول کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ پہلے تو بیگم انڈے منگوانا بھول جاتی ہیں۔ اس کے بعد

کنیز نمکدان بھول جاتی ہے۔ اس کے بعد شوکت رات کو حساب کے سوالات حل کرنا بھول جاتا ہے اس پہ طرہ یہ کہ تم مسٹر صدیقی کی بتائی جگہ کا نام بھول جاتے ہو۔ میں کہتا ہوں کہ تم لوگوں کا سر پھر گیا ہے؟ اگر اس قدر بھول مجھ سے ہوتی تو شائد میں پاگل خانے میں بند کر دیا جاتا۔۔۔۔ (باہر سے کھٹکھٹانے کی آواز سن کر رک جاتے ہیں) دیکھو کنیز کون ہے۔ (کنیز باہر جاتی ہے) میں کیا کہہ رہا تھا۔ ہاں پاگل خانے میں۔ پاگل خانہ ہی تم جیسے بھولنے والوں کے لئے اچھا مقام ہے۔

نعیمی:۔ کہئے تو دوبارہ ان سے ٹیلیفون میں پوچھ لوں۔

مسٹر توفیقی:۔ نہیں میں دفتر پہونچ کر ان سے ٹیلیفون میں دریافت کرلوں گا۔ بشرطیکہ میں وہاں پہونچ سکوں۔ تم گھر کے لوگ سب مجھے دیر کرانے پر تلے ہوئے ہو۔

(شوکت دوڑکر نعیمی کے پاس جاتا ہے دونوں کانا پھوسی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔)

کنیز:۔ (اندر آکر) سرکار بھٹو گاڑی کی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہے۔

مسٹر توفیقی:۔ (گھڑی دیکھ کر) سات منٹ لیٹ۔ اس سے کہہ دو کہ انجن چالو کرلے۔ میں ابھی آیا۔

کنیز:۔ وہ آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ بہت ضروری بات ہے۔

مسٹر توفیقی:۔ بہت ضروری۔ کونسی بات ہے جو اس قدر ضروری ہے۔ اسے یہاں بھیج دو۔ (کنیز باہر جاتی ہے اور ڈرائیور کو اپنے ساتھ لاتی ہے) کیا بات ہے، بھٹو؟

بھٹو:۔ حضور گاڑی خراب ہوگئی ہے انجن سٹارٹ نہیں ہوتا۔ چابی گھماتے گھماتے میرا بازو دکھ گیا۔ شائد آپ کو معلوم ہوکل سپہر کو گیٹ کے پاس گاڑی خراب ہوگئی تھی۔

مسٹر توفیقی:۔ (سنجیدگی کے ساتھ) ہاں، یاد ہے لیکن میں نے یہ بھی تو کہہ دیا تھا کہ رات کو درست کرلینا۔

بھٹو! جی ہاں لیکن شام کو بیگم صاحبہ نے مجھ سے پھولوں کے گملوں میں پانی دینے کو کہہ دیا اور میں انجن کو درست کرنا بھول گیا۔

مسٹر توفیقی:۔ کہیں دنیا دیوانی تو نہیں ہوگئی ہے۔ ہر ایک سے بھول ہو رہی ہے دیکھو بھٹو! تم کو ایک ہفتے کی مہلت دیتا ہوں۔

اگر تم اس طرح بھولا کرو گے تو مجھے جواب دینا پڑے گا۔

بھٹو: حضور معاف فرمائیں۔ آخر میں بھی تو آدمی ہوں۔ آدمی سے کبھی نہ کبھی بھول ہو ہی جاتی ہے۔

مسٹر توفیقی: غلط، سراسر غلط۔ میں بھی تو آخر آدمی ہوں۔ مجھ سے تو کبھی بھول نہیں ہوتی اگر میں بھی تم لوگوں کی طرح بھولا کروں تو میرا دیوالہ نکل جائے۔ تم لوگ سازش کرکے مجھے دفتر جانے سے روک رہے ہو۔ ناک میں دم کر رکھا ہے تم لوگوں نے۔ عاجز آ گیا میں تم لوگوں سے۔ جاؤ جلد ایک ٹیکسی لاؤ۔ ابھی پچاس سکنڈ کے اندر۔ ورنہ خیریت نہیں تمہاری سمجھا تم نے!

بھٹو: جی۔ ہاں سرکار۔

شوکت: ابا آپ کی اسے معاف کر دیجئے وہ بڑا ہی بھولا بھالا اور نیک ہے۔

مسٹر توفیقی: تم سب کے سب ایک ہی قماش کے معلوم ہوتے ہو۔ ایک سے ایک بھلکڑ۔ خدا کا شکر ہے کہ میرا حافظہ تم لوگوں کا سا نہیں۔ میں تو کبھی کوئی چیز نہیں بھولتا۔ مجھ سے تو کوئی بھول نہیں ہوتی۔ (جلدی سے اٹھ کر باہر کی طرف جانا چاہتا ہے۔ پاؤں کی جوتی نکل جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خود جوتا پہننا بھول گیا ہے۔)

زینت بانو۔ ڈھاکہ

لطیفہ اور کہانی:-

کہا جاتا ہے کہ ایک شخص کو ہر پایا تھا۔ اس نے دی ہے۔ اتنا کہتے ہی وہ مالا چھوڑ گئے میں نظر آنے لگی جماعت کا کام شروع ہو گیا۔ ماسٹر صاحب نے لڑکوں سے نظم سنانے کو کہا۔ حامد نظم یاد کرکے نہیں آیا تھا۔ اپنی باری آتے ہی اس نے استاد سے کہا "آج میری بہن بہت بیمار تھی۔ دوا لینے دواخانہ گیا تھا اس لئے یاد کرنے کے لئے وقت نہ مل سکا۔"

استاد نے کہا۔ "سچ کہتے ہو؟"

حامد: "جی ہاں! بالکل سچ!"

یہ کہہ کر حامد نے گلے سے ہاتھ لگایا تو مالا غائب تھی۔ حامد پچتایا اور گردن جھکا کر استاد سے کہنے لگا۔ "ماسٹر صاحب میں نے جھوٹ بولا صبح وقت تو ملا۔ مگر میں نے نظم یاد نہیں کی۔" اتنا کہتے ہی مالا گلے میں چمکنے لگی۔ اس طرح خود بخود اس کو جھوٹ

موتیوں کی مالا

ایک شہر میں ایک آدمی رہتا تھا۔ اس کا ایک بیٹا تھا جس کا نام حامد تھا۔ وہ ہر کام میں ہوشیار اور چالاک تھا۔ لیکن اس میں ایک بہت بُری عادت جھوٹ بولنے کی پڑگئی تھی۔ اس سے کوئی پوچھتا! "حامد! کہاں گئے تھے؟" کہتا" بازار گیا تھا بھائی" حالانکہ وہ باغ گیا ہوتا۔

دن بہ دن اس کی یہ عادت بڑھتی گئی۔ اس کے والد کو اس بات کا بڑا صدمہ تھا۔ ایک روز اس کے گھر ایک فقیر آیا۔ اس کے والد نے اس سے پوچھا" میرے بچے کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ یہ کس طرح دُور ہوگی؟"

فقیر مسکرا کر بولا! "کچھ فکر نہ کرو تمہارے لڑکے کو ابھی رستے پر لے آتا ہوں۔ بلاؤ اس کو"

باپ کے آواز دیتے ہی حامد آگیا!

فقیر نے اپنی جھولی سے ایک نہایت خولصورت موتیوں کی مالا نکالی اور حامد کو دکھا کر کہا" میاں حامد! یہ چمک دار موتیوں کی مالا تم کو دیتا ہوں، تمہارے گلے میں بہت بھلی معلوم ہوگی لیکن خیال رہے کہ جھوٹ بولوگے تو یہ مالا غائب ہو جا[ئے] اور جب تک سچ بولوگے تو تمہارے [گلے میں] پڑی رہے گی"

مالا دیکھ کر حامد بہت خوش ہوا اور [کہا] "نہیں! بابا! میں اب کبھی جھو[ٹ نہیں] بولوں گا"

گلے میں مالا ڈال کر حامد مدرسہ چلا[گیا]۔ لڑکوں کو یہ مالا دیکھ کر بڑی حیرت ہو[ئی]۔ اس کے آزو بازو بیٹھ کر مالا کی تعریف ک[رنے لگے]۔ لڑکوں نے پوچھا! "حامد! تمہیں [یہ مالا] کس نے دی؟" حامد نے فخریہ انداز [سے کہا] "آج یہ مالا میرے ماموں نے لا کر دی [ہے۔] کتنی خولصورت ہے؟" یہ کہہ کر مالا د[یکھنے] لگا۔ لیکن مالا گلے میں نہ تھی۔ فوراً وہ [سمجھ گیا] اور رنجیدہ ہو کر لڑکوں سے کہا۔

"میں نے غلطی کی، یہ مالا مجھے میر[ے ماموں] جان نے نہیں دی ہے۔ باقی مضمون صفحہ ۹

عموماً گھروں میں دیکھا جاتا ہے کہ گھر تو خوب پاک و صاف ہے مگر احاطہ میں کوڑا کرکٹ جمع ہے اگر اس میں باغیچہ بنا دیا جائے اور کوڑا کرکٹ وغیرہ ایک گڑھے میں ڈال دیں تو کھاد بھی مفت ملتی رہے گی احاطہ بھی صاف رہے گا۔ تمام گھروں میں خالص ہوا بھی آسکے گی بیل اور ترکاریاں پیدا ہوتی رہیں گی۔ علاوہ ان فائدوں کے باغیچہ کی خوبصورتی سے دل کو فرحت بھی حاصل ہوگی اگر روزانہ ایک گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ کیاریاں بنانے۔ پھولدار پودے اور بوٹے لگانے میں صرف کردیا جائے تو گھر کی خوبصورتی اور دل فریبی سے لطف اندوز ہونے کے علاوہ صحت پر بھی بہت اچھا اثر پڑے گا۔ گھر اور صحن کی زینت بھی دوبالا ہو جائے گی۔

کھاد تیار کرنے کی ترکیب:۔ پھولوں کی کاشت وغیرہ کے متعلق بہن سرور جہاں صبا رعنا بی اے نے اپنی کتاب "پھول پھلواری" میں بہت سی مفید اور پُراز معلومات ہدایات دلچسپ پیرایہ میں لکھ دی ہیں۔ ان سے بلا کسی مالی کی امداد کے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

اب میں دو کیاریوں کے ڈیزائن پیش کرتی ہوں جو میں اپنے باغیچہ میں بنا چکی ہوں۔ اگر بہنوں نے ان کو پسند کیا تو آئندہ اور ڈیزائن پیش کرنے کی جرأت کروں گی۔

(۱)

(۲)

موتیوں کی مالا

ایک شہر میں ایک آدمی رہتا تھا۔ اس کا ایک بیٹا تھا جس کا نام حامد تھا۔ وہ ہر کام میں ہوشیار اور چالاک تھا۔ لیکن اس میں ایک بہت بُری عادت جھوٹ بولنے کی پڑ گئی تھی۔ اس سے کوئی پوچھتا! "حامد! کہاں گئے تھے"؟ کہتا "بازار گیا تھا بھائی" حالانکہ وہ باغ گیا ہوتا۔

دن بہ دن اس کی یہ عادت بڑھتی گئی۔ اس کے والد کو اس بات کا بڑا صدمہ تھا۔ ایک روز اس کے گھر ایک فقیر آیا۔ اس کے والد نے اس سے پوچھا "میرے بچے کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ یہ کس طرح دُور ہو گی"؟

فقیر مسکرا کر بولا! "کچھ فکر نہ کرو تمہارے لڑکے کو ابھی رستے پر لے آتا ہوں۔ بلاؤ اس کو"

باپ کے آواز دیتے ہی حامد آگیا!

فقیر نے اپنی جھولی سے ایک نہایت خوبصورت موتیوں کی مالا نکالی اور حامد کو دکھا کر کہا "میاں حامد! یہ چمکدار موتیوں کی مالا تم کو دیتا ہوں، تمہارے گلے میں بہت بھلی معلوم ہو گی لیکن خیال رہے کہ جب جھوٹ بولو گے تو یہ مالا غائب ہو جائے گی۔ اور جب تک سچ بولو گے تو تمہارے گلے میں پڑی رہے گی"۔

مالا دیکھ کر حامد بہت خوش ہوا اور کہا۔

"نہیں! بابا! میں اب کبھی جھوٹ نہ بولوں گا"۔

گلے میں مالا ڈال کر حامد مدرسہ چلا گیا۔ لڑکوں کو یہ مالا دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی۔ وہ اس کے آزو بازو بیٹھ کر مالا کی تعریف کرنے لگے لڑکوں نے پوچھا! "حامد! تمہیں یہ مالا کس نے دی"؟ حامد نے فخریہ انداز میں کہا "آج یہ مالا میرے ماموں نے لا کر دی۔ دیکھو کتنی خوبصورت ہے"؟ یہ کہہ کر مالا دکھانے لگا۔ لیکن مالا گلے میں نہ تھی۔ فوراً وہ سمجھ گیا اور رنجیدہ ہو کر لڑکوں سے کہا۔

"میں نے غلطی کی، یہ مالا مجھے میرے ماموں جان نے نہیں دی ہے۔ (باقی مضمون صفحہ ۹ پر دیکھئے)

گھریلو باغیچہ

عموماً گھروں میں دیکھا جاتا ہے کہ گھر تو خوب پاک وصاف ہے مگر احاطہ میں کوڑا کرکٹ جمع ہے اگر اس میں باغیچہ بنا دیا جائے اور کوڑا کرکٹ وغیرہ ایک گڑھے میں ڈال دیں تو کھاد بھی مفت ملتی رہے گی احاطہ بھی صاف رہے گا۔ تمام گھروں میں خالص ہوا بھی آسکے گی پھل اور ترکاریاں پیدا ہوتی رہیں گی۔ علاوہ ان فائدوں کے باغیچہ کی خوبصورتی سے دل کو فرحت بھی حاصل ہوگی اگر روزانہ ایک گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ کیاریاں بنانے۔ پھول دار پودے اور بوٹے لگانے میں صرف کردیا جائے تو گھر کی خوبصورتی اور دل فریبی سے لطف اندوز ہونے کے علاوہ صحت پر بھی بہت اچھا اثر پڑے گا۔ گھر اور صحن کی زینت بھی دوبالا ہو جائے گی۔

کھاد تیار کرنے کی ترکیب:۔ پھولوں کی کاشت وغیرہ کے متعلق بہن سرور جہاں صبا رعنا بی اے نے اپنی کتاب "پھول پھلواری" میں بہت سی مفید اور پُراز معلومات ہدایات دلچسپ پیرایہ میں لکھ دی ہیں۔ ان سے بلا کسی مالی کی امداد کے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

اب میں دو کیاریوں کے ڈیزائن پیش کرتی ہوں جو میں اپنے باغیچہ میں بنا چکی ہوں۔ اگر بہنوں نے ان کو پسند کیا تو آئندہ اور ڈیزائن پیش کرنے کی جرأت کروں گی۔

(۱)

(۲)

ڈیزائن نمبر۲:- اس پر مٹی کی تین انچ تہہ جما کر تختۂ گیاہ لگائیے۔ یہاں فلاکس Phlax لگائیے۔ دو بڑے دائروں میں آسٹرس Astres یا لاکسپر Larkspur لگا دیجئے چھوٹے دائرہ کے بیچ میں وانز لگا کر اطراف میں سالویا Salvia لگا دیں۔

ڈیزائن نمبر۱:- ایسی شکلوں میں کیانڈی ٹفٹ Candytuff لگائیے ایسی شکلوں میں فلاکس Phlax وسط میں یعنی اس پر تختۂ گیاہ لگا دیں۔ اگر بیچ میں وانز لگا دیا جائے تو اس کی خوشنمائی دوبالا ہو جائے گی یہ ڈیزائن فوارہ کے اطراف میں بھی بنایا جا سکتا ہے۔

تختۂ گیاہ لگانے کا طریقہ:- جڑ سمیت گھاس اکھاڑ کر اس کے باریک ٹکڑے کریں پھر ان ٹکڑوں کو مٹی اور گوبر میں ملا کر رکھ دیں اور جہاں لگانا منظور ہو وہاں پہلے مٹی کی تین انچ تہہ جما کر یہ گھاس اس پر جما دیں اور ہر روز پانی ڈالتے رہیں تو چند دن میں گھاس اُگ آتی ہے۔

تختۂ گیاہ لگانے کا دوسرا آسان طریقہ:- باغوں میں اور گھاس کے میدانوں میں جہاں نرم قسم کی گھاس پیدا ہوتی ہے۔ اسے مٹی سمیت کرپی سے آہستہ نکال کر جہاں لگانا مقصود ہو وہاں لگا دیں اور ہر روز پانی ڈالتے رہیں۔ اگر گھاس بڑھ جائے تو قینچی سے کاٹ کر ہموار کر لیں۔

نمونے

صفیہ حاجی علی محمد بنگلور

سلہ گھانس

اچھے اچھے کام

نہ جھگڑیں کسی سے شرافت یہی ہے
رہیں سب سے خوش نیک عادت یہی ہے
بھلے آدمی کی علامت یہی ہے
رہیں آپ خوش اور کو شاد رکھیں
پڑھیں وقت پر، وقت پر کھیل کھیلیں
کہ ہر نیک بچے کی عادت یہی ہے
کریں علم حاصل تو ہے پار بیڑا
کریں روشن بہت نام ہوگا ہمارا
خدا کی بڑی سب سے نعمت یہی ہے
بھلے کام دنیا میں ہم کر دکھائیں
سبق اچھے اچھے جہاں کو سکھائیں
بزرگی اسی میں ہے عزت یہی ہے
ہمیں خوف کس کا، ہیں ہندوستانی
شجاعت میں جن کا ملے گا نہ ثانی
مگر ایک ہو جائیں، طاقت یہی ہے
رکھو دھیان میں ایک مقصد کوئی تم
کرو اس کے پانے میں محنت بڑی تم
بس اکبر کی تم کو نصیحت یہی ہے

اکبر۔ حیدرآباد دکن

اقوال حضرت عثمان غنی رضؓ

(۱) خدا سے محبت کرنے والا تنہائی پسند ہوتا ہے۔

(۲) فقیر کا ایک پیسہ صدقہ غنی کی لاکھ روپیہ کی خیرات سے بہتر ہے۔

(۳) تلوار کا زخم جسم پر ہوتا ہے اور بُری بات کا روح پر۔

(۴) ایسی بات کبھی نہ کہنی چاہئے جو بات سننے والے کی سمجھ سے باہر ہو۔

(۵) گناہ کسی نہ کسی صورت سے دل کو بے چین رکھتا ہے۔

(۶) نعمت کا نامناسب جگہ پر خرچ کرنا ناشکری ہے۔

(۷) جس شخص کو سال بھر تک کوئی تکلیف اور رنج نہ پہونچے تو وہ سمجھ لے کہ اُس کا رب اس سے ناراض ہے۔

(۸) افسوس ہے اس شخص پر جو دوزخ کو برحق مانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔

ننھی بیگم۔ شکارپور

مہینوں کی کہانی

ملک یونان میں صدیوں پہلے دیوتا اور دیویوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ ان کے مختلف نام تھے۔ ان پر یونانیوں کو بہت اعتقاد تھا۔ اُن کا اعتقاد اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ انھوں نے مہینوں کے نام بھی اپنے انہی دیوتاؤں پر رکھے۔ ذیل میں میں سال کے بارہ مہینوں کے نام اور یہ کہ ان کا نام کس طرح پڑا ۔ مختصر لکھتی ہوں۔

جنوری:- انگریزی کیلنڈر کے پہلے مہینے کا نام جنوری ہے۔ اس کا نام اس طرح پڑا کہ یونانیوں کا ایک دیوتا تھا جس کا نام جینس Janus تھا۔ اس کے دو چہرے تھے۔ ایک آگے کی طرف اور ایک پیچھے ۔ اس کے بائیں ہاتھ میں ایک چابی رہتی تھی۔ یونانی اس دیوتا کی پوجا صرف لڑائی کے زمانے میں کرتے ۔ اور امن وامان کے زمانے میں اس کی پوجا بند کردی جاتی تھی۔ اگر کسی شخص کو کوئی نیک کام شروع یا ختم کرنا ہوتا تو وہ اس کے پاس آکر مدد مانگتا۔ جس مندر میں یہ دیوتا رکھا ہوا تھا اس کے بارہ دروازے تھے۔ سال کے پہلے مہینے کا نام جنوری رکھنے سے یونانیوں کی عقلمندی ظاہر ہوتی ہے چونکہ جنوری کے مہینے میں عموماً انسان کو یہ خیال آتا ہے کہ وہ اپنے گذشتہ سال کے کاموں پر نظر ڈالے۔ اور آئندہ کے لئے منصوبے باندھے جس طرح کہ دو چہرے والا دیوتا آگے اور پیچھے دونوں طرف دیکھ سکتا ہے۔

فروری:- صدیوں پہلے فروری سال کا آخری مہینہ گنا جاتا تھا۔ لیکن اب مدّت سے اس کو دوسری جگہ مل گئی ہے اور یہ وہیں قائم ہے۔ ہر چوتھے سال فروری میں انتیس دن ہوتے ہیں۔ یونانی ایک تہوار منایا کرتے تھے جس کا نام فیبروا Februa ان کا خیال کا تھا کہ اس تہوار کے دن وہ بالکل پاک وصاف ہوجاتے ہیں

اور اس خوشی میں خوب دعوتیں کیا کرتے تھے چنانچہ فروری کا نام اس تہوار فیبر وا کے اوپر رکھا۔

مارچ:۔ یونانیوں کو اپنے دیوتا مارز Mars پر بہت اعتقاد تھا۔ وہ اس کو لڑائی دیوتا کہتے۔ وہ اس کو دیوتا ہی نہیں بلکہ ایک بہادر سپاہی بھی خیال کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ مارز جو چاہے وہ کر سکتا ہے۔ اس لئے ہر مصیبت میں اس سے مدد مانگتے۔ اور مختلف طرح کی قربانیاں اس کو خوش کرنے کے لئے کرتے۔ جب سپاہی لڑائی پر جاتے تو اپنے ساتھ مرغی کے چند بچے لے جاتے۔ ان کا خیال تھا کہ مارز کو مرغی کے بچے بہت پیارے ہیں۔ اسی خیال سے وہ ان کو دانہ ڈالتے۔ اگر بچے دانہ شوق سے کھا لیتے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ "مارز" ان کی طرف ہے اور وہ جیت جائیں گے۔ اگر بچے دانہ نہ کھاتے تو اس کے برعکس سمجھا جاتا یعنی لڑائی میں شکست کھائیں گے۔

اپریل:۔ اپریل کا نام کسی دیوتا یا دیوی پر نہیں رکھا گیا۔ یہ موسم بہار کا فرشتہ ہے۔ بہت ہی نازک اور ہر ایک کا دل خوش کرنے والا۔ اپریل کے معنی ہیں کھولنے والا۔ یہ نام اس مہینے کو بہت سجتا ہے۔ چونکہ اس میں موسم بہار کا دروازہ کھل جاتا ہے اور ہر طرح کے پھل پھول ہوتے ہیں۔

مئی:۔ اس مہینے کا نام ایک دیوی جس کا نام میّیا Maia تھا لے لیا گیا۔ یونانیوں کا عقیدہ تھا کہ "میّیا" کا باپ اٹلس ہے۔ اور دنیا اس کے کندھوں پہ ہے۔ "اٹلس" کی سات بیٹیاں تھیں لیکن "میّیا" بہت مشہور تھی۔ اس کا ایک بیٹا تھا۔ اور وہ دوسرے دیوتا اور دیویوں کے کام نہایت خوشی کے سات پورے کیا کرتا تھا۔

جون:۔ جون کا نام کس طرح پڑا اس میں کچھ اختلاف ہے بعض یونانیوں کا خیال تھا کہ ماہ جون کا نام جونو Juno جو کہ ایک مشہور دیوی تھی اس پر رکھا گیا ہے۔ بعض کہتے تھے کہ ایک مشہور یونانی خاندان کے ایک فرد جن کا نام جونیس Junius تھا اس پر ہے۔ "جونو" ایک بہت ہی خوبصورت

مگر ساتھ ساتھ حاسد دیوی تھی۔ وہ ایک خوبصورت گاڑی جس کو کہ عمدہ قسم کے سور کھینچا کرتے تھے اس میں بیٹھ کر آجایا کرتی تھی۔ "جونیس" ایک مغرور اور سخت دل آدمی تھا۔ بہرحال جس کے نام پر بھی اس مہینے کا نام ہو۔ ہم کو تو خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ اس نے ہم پر اپنا رحم کیا اور ہمیں دھوپ جیسی شے اس مہینے میں کثرت سے عنایت کی جس کی گرمی سے پھول پھل اور ترکاری تیار ہوتی ہے اور ہم اپنا پیٹ بھرتے ہیں

جولائی:۔ اس مہینے کا نام یونانیوں کے ایک مشہور و معروف بادشاہ جولیس سیزر Julius Caesar کے نام پر رکھا گیا ہے۔ "جولیس" ایک بہادر سپاہی اور ہر دل عزیز شہنشاہ تھا۔ وہ نہایت عقل مند تھا۔ اس نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ اور یونانیوں کے لئے نئے قانون بنائے۔ جولائی کا پہلا نام کچھ اور تھا۔ مگر "جولیس" نے کہا کہ یہ نام اس مہینے کو نہیں پہونچتا۔ اور چونکہ وہ خود بھی اسی مہینے میں پیدا ہوا تھا۔ اس لئے اس مہینے کا نام جولائی رکھا۔

اگست:۔ اس آٹھویں مہینے کا نام "جولیس سیزر" کے بھانجے کے لڑکے پر رکھا گیا ہے۔ اس لڑکے کا نام پہلے تو آکیٹویس Octavius تھا۔ مگر جب وہ تخت پر بیٹھا تو اس نے اپنے آپ کو ایک کامیاب شہنشاہ ثابت کیا۔ اور اس کے عہد حکومت میں ملک یونان نے بہت ترقی کی تو یونانیوں نے اپنے شہنشاہ کا نام آگسٹس Augustus رکھ دیا۔ جس کے معنی ہیں عظیم الشان اور آٹھویں مہینے کا نام اگسٹ رکھ دیا۔ اب ان کو یہ خیال ہوا کہ جولائی کے مہینے میں اکتیس دن ہیں اور اگست میں صرف تیس۔ اس لئے آگسٹس کو ماہ جولائی میں ایک دن زیادہ ہونے سے حسد ہوگی۔ اس لئے انھوں نے ماہ ستمبر سے ایک دن لے کر اگسٹ میں بڑھا دیا۔

ستمبر:۔ ستمبر نواں مہینہ ہے۔ مگر انگریزی لفظ Septem کے معنی ہے۔ سات۔ اس طرح یہ نام اس مہینے کو دینا بالکل غلط ہے۔ مگر اب تو یہ جس جگہ ہے وہیں رہے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ صدیوں پہلے سال کا شروع ماہ مارچ سے ہوتا تھا۔ اس طرح ستمبر ساتواں مہینہ تھا۔ مگر بعد میں

سال کا شروع جنوری سے گنا جانے لگا تو کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی کہ ستمبر کو نویں جگہ مل گئی ہے

اکتوبر:- جس طرح ستمبر غلط جگہ پر ہے اسی طرح اکتوبر بھی ہے۔ اکتوبر کے معنی ہیں آٹھ۔ مگر یہ دسواں مہینہ ہے۔ جب یونانیوں نے آٹھویں مہینے کا نام اپنے شہنشاہ پر اگست رکھا تو ان کو یقین تھا کہ اب کوئی شخص ان کے شہنشاہ جتنا قابل نہ ہوگا۔ اس لئے کسی اور مہینے کا نام رکھنے کی ضرورت نہ آئے گی۔ اس لئے جو نام پہلے ساتویں اور آٹھویں مہینے کے تھے وہ انھوں نے نویں اور دسویں مہینے کے رہنے دئے۔ یعنی ستمبر نویں مہینے کا اور اکتوبر دسویں مہینے کا۔!

نومبر:- نومبر کے معنی ہیں نو۔ یعنی جس زمانے میں سال کا آغاز مارچ سے ہوتا تھا۔ تو یہ نواں مہینہ تھا۔ مگر جب بعد میں جنوری سے سال کا آغاز ہوا تو کسی کو نومبر کا نام بدلنے کا خیال ہی نہ آیا۔

دسمبر:- معلوم ہوتا ہے کہ سال کے آخری چار مہینے یعنی ستمبر۔ اکتوبر۔ نومبر اور دسمبر کچھ بد قسمت واقع ہوئے ہیں۔ چونکہ ان کے جو معنی ہیں وہ ان کی جگہ کے لحاظ سے غلط ہیں جس طرح ستمبر۔ اکتوبر اور نومبر اپنے معنی کے لحاظ سے غلط جگہ پر ہیں اسی طرح دسمبر کے معنی ہیں دس۔ اور یہ سال کا بارھواں مہینہ گنا جاتا ہے۔ خیر اس میں ان بے چاروں کا کیا قصور۔ ان کو تو جس جگہ رکھا گیا وہاں انھوں نے خاموشی سے اپنا ڈیرا جما لیا! ہاں اگر سال کا آغاز ماہ مارچ سے ہی رہتا جیسا کہ شروع شروع میں تھا تو ان کی جگہ بالکل درست تھی۔ مگر خیر اب بھی سب اپنی اپنی جگہ خوش ہیں۔

(ترجمہ از انگریزی)

جمیلہ اسد اللہ کلکتہ

ذرا ہنسئے

(۱) ماں:- جب میں تمہاری عمر کی تھی تو کبھی جھوٹ نہ بولتی تھی۔

لڑکی:- تو پھر کب سے جھوٹ بولنا شروع کیا۔

(۲) معلمہ:- پھول کے برتن کہاں بنائے جاتے ہیں؟

لڑکی:- قنوج اور جونپور کے باغوں میں۔

خورشید جہاں - دیوریا

کفایت شعاری

بہت سے لوگ اپنا روپیہ پانی کی طرح بہا دیتے ہیں۔ اپنے روپیہ کو ٹھیک طرح خرچ کرنا نہیں جانتے۔ ایک عقلمند کا قول ہے کہ روپیہ کمانا آسان ہے لیکن اسے ٹھیک ٹھیک طور سے خرچ کرنا مشکل ہے۔ یوں تو ہر شخص روپیہ کو خرچ کر سکتا ہے مگر وہ خرچ کرنا نہیں کہلاتا ہے۔ روپیہ کا صحیح طور پر خرچ کرنا اور وقت بے وقت کے لئے اس میں سے کچھ بچا کر رکھنا کفایت شعاری ہے۔ جو لوگ اپنی تمام آمدنی کو خرچ کر ڈالتے ہیں آئندہ پیش آنے والی غیر معمولی ضرورتوں کے وقت انکو بڑی مشکل کا سامنا ہوتا ہے۔ جو لوگ تجربہ کار دُور اندیش ہوتے ہیں وہ ہمیشہ اپنے فراغت کے دنوں میں مصیبت کے وقت کے لئے کچھ نہ کچھ بچا لیتے ہیں۔

کفایت شعاری کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کے پاس دولت جمع ہو جاتی ہے۔ اور یہ ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں۔ دنیا میں انسان کی دولت کی وجہ سے عزت ہوا کرتی ہے۔ دوسرا فائدہ اس کا یہ ہے کہ وقت پر انسان کو کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑتا ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ کفایت شعاری سے انسان میں ضبط نفس کی عادت پڑ جاتی ہے۔ عام طور پر لوگ کفایت شعاری اور کنجوسی کو ایک چیز سمجھتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کنجوسی کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنی ضروری اور مناسب ضروریات پر بھی روپیہ صرف نہ کرے بلکہ روپیہ کو جوڑے۔ لیکن کفایت شعار آدمی اپنی مناسب ضروریات پر مناسب روپیہ خرچ کرتا ہے اور غیر ضروری چیزوں پر فضول پیسہ نہیں بہاتا۔ وہ روپیہ کو اس غرض سے پس انداز کرتا ہے کہ آئندہ وقت ضرورت پر کام آئے۔ کفایت شعار آدمی فضول خرچ اور کنجوس کے درمیان چلتا ہے۔ اس روش کو میانہ روی کہتے ہیں۔

ہ نہ غیر ضروری چیزوں پر روپیہ صرف کرتا ہے
ر نہ مناسب ضروریات پر روپیہ خرچ کرنے سے
یغ کرتا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انجام
ں اسے پشیمانی نہیں اٹھانی پڑتی۔ کنجوس
دمی کو انجام میں یہ حسرت ہوتی ہے کہ ہائے
یں نے آمدنی سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ فضول
رچ کو یہ افسوس ہوتا ہے کہ میں نے اپنا روپیہ
صیبت کے لئے بچا کر نہیں رکھا لیکن کفایت
شعار خندہ پیشانی کے ساتھ رہتا ہے۔ کیونکہ
اس نے شروع میں بھی اپنی آمدنی کو کھایا
اور آخر کے لئے بھی بچا کر رکھا۔ اگر ہم غور سے
دیکھیں تو بہت سی چیزیں جنھیں ہم ضروری
سمجھتے ہیں درحقیقت ضروری نہیں بلکہ ایسی
خراب عادتیں ہیں جنھیں ہم نے زبردستی اپنے
پیچھے لگا لیا ہے۔ مثلاً بعض آدمی ایسے
ہوتے ہیں کہ جو کھانے کے بعد مٹھائی نہ کھائیں
تو انھیں کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ یا اگر سنیما نہ
دیکھیں تو رات کو نیند نہیں آتی۔ یہ لوگ اپنی
دانست میں یہ سمجھتے ہیں کہ روزانہ مٹھائی کھانا
اور روزانہ سنیما دیکھنا ہماری ضروریات زندگی
میں داخل ہے۔ لیکن اگر غور کیجئے تو ان کا
غلط خیال ہے۔ کبھی کبھی مٹھائی کھانے یا سنیما
دیکھنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن روزانہ
کی عادت ڈال دینا فضول خرچی ہے۔ لہذا
کفایت شعاری کا سب سے پہلا اصول
یہ ہے کہ ہم اپنی تمام ضرورتوں پر سختی سے نظر
کریں اور یہ ضروریات ایسی ہیں جنھیں ہم آسانی
سے چھوڑ سکتے ہیں اور کون سی ایسی ہیں جن کے
بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے ہیں۔ دوسرا
اصول یہ ہے کہ بلا ضرورت کوئی چیز نہ خریدی
جائے۔ وہ کیسی اچھی اور سستی کیوں نہ ہو۔
تیسرا اصول یہ ہے کہ کوئی چیز ہرگز قرض نہ
لی جائے۔ وہ کیسی ہی ضروری کیوں نہ ہو۔
چوتھا اصول یہ ہے کہ آمدنی سے خرچ کبھی
زیادہ نہ چاہئے بلکہ کچھ نہ کچھ بچا کر رکھنا چاہئے۔

آصفہ خاتون۔ بریلی

چوزے ماتم میں

اے بدنہاد بلّی اے نابکار بلّی
ٹوٹے غضب خدا کا ہو تجھ پہ مار بلّی
چھوٹا سا ایک بچّہ عارف میاں تھے لائے
ظالم نے مار ڈالا اس کو بھی ہائے ہائے
خاموش ہو گیا ہے کچھ بولتا نہیں ہے
آغوش میں ہے لیکن منہ کھولتا نہیں ہے
پھینکوں گا میں نہ اسکو زیر زمیں رکھوں گا
پیش نظر ہمیشہ اس کو یہیں رکھوں گا
آنکھیں ہیں بند اس کی یہ فرش پر پڑا ہے
بالیں پہ جس کی ننھا سا ماتمی کھڑا ہے
یہ جاگ جائے ایسی کوئی دوا پلا دے
چلنے لگے یہ اُٹھ کے کوئی اسے جلا دے

مرسلہ عطیۃ الکبریٰ عثمانیہ۔ جودھپور

ابوالاسرار رمزی۔ اٹاوہ

لو موئے جاپان کو کیا ہو گیا

یوں تو موجودہ جنگ کا چرچا ہر گھر میں آج کل عام ہے۔ مگر میری ایک بہن کو تو بہت ہی دلچسپی ہے۔ ریڈیو پر خبروں کا کوئی پروگرام نہیں چھوڑتیں۔ دنیا کا نقشہ بھی دن میں دو چار مرتبہ دیکھ لیتی ہیں۔

کل وہ اپنے کمرہ میں اپنی سہیلیوں کو برما رنگون کے متعلق لڑائی کی موجودہ نقل و حرکت سمجھا رہی تھیں۔ اور ان کا پوئنٹر نقشہ پر سنگاپور سے برما اور رنگون پر گھوم رہا تھا کہ ان کی ساس صاحبہ اپنی عینک کو درست کر کے اور بغور نقشہ کو ملاحظہ فرما کر ناک بھوں چڑھا کر بولیں "لو موئے جاپان کو کیا ہو گیا ہے کہ اتنے سے کاغذ کے ٹکڑے پر جان دے دیتا ہے"۔

بی بی زیڈ۔ بی بیگم محمود حسین خاں

آپ جب کبھی ہمیں خط لکھیں تو نمبر خریداری ضرور لکھئے۔ ورنہ آپ کا خط ردی میں ڈال دیا جائے گا۔

منیجر

میری ڈائری کا ایک ورق

بروز پیر ۲۱ جنوری۔ صبح کا وقت ہے میں اپنے بستر پر کچھ سوا اور کچھ جاگ رہی تھی۔ دالان میں سے باجی اور اماں جان کے قرآن شریف پڑھنے کی آواز آرہی تھی اور مجھے غصہ آرہا تھا کہ میری نیند خراب ہورہی ہے لیکن ابا جان کی وجہ سے خاموش تھی۔ خدا خدا کرکے آواز بند ہوئی اور میں پھر سوگئی۔ جب آنکھ کھلی تو ساڑھے آٹھ بج رہے تھے اور دھوپ پھیل چکی تھی۔ میں تقریباً نصف گھنٹہ بستر پر انگڑائیاں لینے کے بعد اٹھ بیٹھی اور کپڑے تبدیل کرکے کمرے سے نکلی اور بستر کو کھلا چھوڑ کر منہ ہاتھ دھونے کے لئے غسل خانہ پہونچی۔ جب منہ دھونے کے لئے صابن تلاش کیا تو وہاں ندارد۔ میں نے چلا کر پکارا۔ باجی۔ باجی نے جواب دیا کیا ہے۔ کیوں شور مچا رکھا ہے۔ میں بولی پہلے یہ تبلائیے کہ میرا "موتیا سوپ" کہاں ہے۔ باجی نے باورچیخانہ سے ہی جواب دیا۔ ہمیں کیا معلوم منہ کون

دھوتا ہے تمہارے صابن سے۔ مجھے اس وقت بہت غصہ آیا۔ میں نے پھر کہا۔ یہاں غسل خانہ میں رکھا تھا۔ کون لے گیا آپ ہی نے اٹھایا ہوگا۔ باجی نے چلاتے ہوئے جواب دیا۔ میرا جھوٹا نام لگاتی ہے ابھی جا کر کہدونگی اماں سے۔ مجھے بھی طیش آگیا میں غسل خانہ میں سے نکل کر باورچی خانہ کے پاس پہونچی اور پھر۔۔۔ ہم دونوں میں خوب لڑائی ہوئی اتنے میں چھوٹا بھائی واحد صابن دانی ہاتھ میں لئے ہوئے آیا اور بولا "لو آپا لڑو مت باجی سے یہ صابن دانی آپ کی میز پر رکھی تھی میں نے صابن دانی لے لی۔ باجی غصہ سے بولیں صابن تو ڈال دیا میز پر اور مجھ پر جھوٹا الزام لگاتی ہیں۔ میں صابن لئے ہوئے بڑبڑاتی ہوئی چلی آئی۔ منہ ہاتھ دھوئے کپڑے پہن کر کھانے کے کمرہ میں پہونچی۔ سب لوگ ناشتہ کر چکے تھے۔ میرے لئے رکھا تھا۔ چائے کو جو منہ لگایا تو وہ بالکل پھیکی تھی۔ میں نے غصہ میں آکر پیالی

میز پر پٹک دی اور ماما سے بولی کیوں بڑی بی ساٹھ برس کی عمر ہونے کو آئی اور چائے تک بنانی نہ آئی یہ چائے ہے کہ جوشاندہ۔ ماما نے ڈرتے ہوئے جواب دیا بی بی شکر تو ڈالی تھی ابھی سب لوگ پی چکے ہیں۔ میں نے چلاتے ہوئے کہا اچھا تو ہم جھوٹ بولتے ہیں آئی بڑی صفائی دکھانے۔ مجھے اس وقت سخت غصہ چڑھا ہوا تھا میں نے بسکٹ کی پلیٹ زمین پر پھینکتے ہوئے کہا اور یہ بسکٹ ہیں۔ اگر کسی کے ماردو تو خون نکل آئے لکڑیوں کیطرح۔ میں یہ کہہ ہی رہی تھی کہ اماں جان داخل ہوئیں اور بولیں کیا بات ہے؟ میں نے کہا" اماں جان دیکھئے میرے ناشتہ کے لئے یہ بسکٹ اور پھیکی چائے رکھی گئی ہے۔ اماں نے غصہ سے ماما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیوں بڑی بی تمہیں چائے بنانی بھی نہیں آتی۔ اچھا جاؤ دوسری چائے لاؤ۔ اور دیکھو جام کا ڈبہ اور ڈبل روٹی کے ٹوسٹ مکھن لگا کر لیتے آنا۔ تھوڑی دیر بعد ماما سب چیزیں لے کر آئی۔ میں نے ناشتہ کیا۔ اتنے میں ڈاک آگئی۔ تھوڑی دیر ڈاک دیکھتی رہی۔ برآمدے میں جا رہی تھی کہ میری

نگاہ خانسامہ پر پڑ گئی۔ وہ کچھ چیز رکھ رہا تھا۔ میں فوراً وہاں سے چلی اور اماں جان کے پاس پہونچ کر میں نے کہا کہ خانسامہ کوئی چیز چرا رہا تھا۔ اماں نے فوراً خانسامہ کو بلوایا میں وہاں سے کھسک آئی۔ اس وقت دس بج رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ آج باجی نے مجھے بہت برا بھلا کہا تھا اس وقت بدلہ لوں گی یہ سوچ کر میں بھائی جان کے کمرے میں پہونچی بھائی جان کی محترم کی چھٹیاں تھیں اور وہ اس وقت کچھ پڑھ رہے تھے۔ میں نے جاتے ہی کہا۔ بھائی جان ایک بات بتاؤں۔ بھائی نے کہا۔ کیا بات ہے؟ میں بولی۔ آج باجی ابا جان سے کہہ رہی تھیں کہ آپ کچھ پڑھتے نہیں ہیں اور رات دن شاعری کرتے رہتے ہیں۔ اور شائد ابا جان آپ کو نصیحت کرنے بھی آئیں۔ بھائی جان نے یہ سن کر کہا۔ اچھا یہ شکائتیں ہوتی ہیں۔ ابھی جاتا ہوں باجی سے پوچھتا ہوں۔ یہ کہتے ہوئے بھائی جان کمرے سے چلے گئے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اب باجی سے خوب لڑائی ہوگی۔ میں اپنے کمرہ میں واپس آئی اور سوتی چھوٹا کوٹ پہن کر

اپنی سہیلی شاہدہ کے پاس جانے والی تھی کہ معلوم
ہوا کوٹ کا بٹن اکھڑ گیا۔ اب کیا کروں دوسرا
کوٹ دھوبی کے یہاں ہے۔ مجھے تو سوئی میں
دھاگہ بھی ڈالنا نہیں آتا۔ باجی سے لڑائی ہو
رہی ہے اور اماں جان خانسامہ پر برس
رہی ہیں ورنہ ٹکوالیتی۔ سوچتے سوچتے خود
ہی سوئی ہاتھ میں لی اور الٹا سیدھا ٹانکنا
شروع کیا۔ کبھی سوئی تک تو پکڑی نہ تھی۔ الٹا
بٹن لگانے چلی۔ ایک دفعہ جو زور سے سوئی
بھونکی تو انگلی میں چبھ گئی۔ میں نے جلدی سے
سوئی پھینک دی اور بغیر بٹن کا کوٹ پہن اور
ہاتھ میں کروشیا و سوت لے کر شاہدہ کے
ہاں چل دی۔ وہاں پہونچی تو شاہدہ کشیدہ
کاڑھ رہی تھی۔ دو تین دن سے مجھے شوق
چرایا تھا کہ میں کروشیا کا کام شاہدہ سے
سیکھوں اور کل شاہدہ نے نمونہ بھی ڈال دیا
تھا جس کو میں نے بڑی مشکل سے دو انچ
بنایا تھا۔ اب شاہدہ نے جو دیکھا تو بولی کہ یہ غلط
ہے اس کو ادھیڑ دو۔ یہ کہہ کر اس نے میرا
محنت سے بنا ہوا رومال کا نمونہ ادھیڑ دیا۔
مجھے سخت غصہ آیا۔ میں نے کہا شاہدہ
میں نے اتنی مصیبت سے آنکھیں پھوڑ کر بنایا تھا
اور تم نے غارت کر دیا۔ آئیں بڑی سکھلانے والی
میں نہیں سیکھتی کچھ بھی۔ شاہدہ بھی جواب دینے
لگی۔ غرض اس سے لڑ جھگڑ کر واپس آئی۔ دوپہر
کا کھانا کھایا اور اپنے کمرے میں رسالہ "مست قلندر"
پڑھتے پڑھتے سو گئی۔ تین بجے اٹھی غسل کیا۔
بہترین لباس پہنا اور ہوا خوری کو نکل گئی۔ پانچ
بجے واپس آئی لباس بدلا اور سیدھی باورچیخانہ
میں پہونچی۔ کیونکہ میں نے آج سوچا تھا کہ کوئی
چیز پکاؤں۔ خیر باورچی خانہ میں پہونچی آگ
تو ماما نے جلا ہی دی تھی۔ مجھے پالک کا ساگ
پکانا تھا۔ میں ویسے تو کبھی نہ پکاتی لیکن اماں
جان کے کہنے سے پکانے چلی۔ دیگچی میں قریباً
پاؤ بھر گھی ڈالا اور موٹی موٹی پیاز کاٹ کر ڈالی
دیگچی چولھے پر چڑھا کر پانی پینے چلی گئی۔ واپس
جو آئی تو ساری پیاز جل کر کوئلہ ہو گئی تھی۔ خیر
میں نے جلدی سے بغیر دھلا ہوا ساگ دیگچی
میں جھونک دیا۔ ساگ ڈالتے وقت میرا ہاتھ
جل گیا اور میں چیخنے چلانے لگی۔ ماما اور امی جان
میری آوازیں سن کر بے تحاشہ باورچی خانہ میں
آئیں۔ میں ہاتھ پکڑ کے رو رہی تھی ماما نے

جلدی سے آلو پیس کر لگا دئے اور میں اپنے کمرے میں چلی آئی۔ اصل میں میرا رونا بناوٹی تھا۔ خیر چھٹی ہوئی۔ ساگ پکانے سے نجات ملی۔ ابھی تھوڑی دیر گزری ہوگی کہ معلوم ہوا امی جان کی سہیلی مسز انور علی خاں اور ان کی لڑکی آئی ہیں۔ میں نے ان کی لڑکی کو کبھی نہ دیکھا تھا اب دیکھا۔ وہ بڑی خوبصورت تھی اور باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ ایف۔ اے۔ میں پڑھ رہی ہے۔ مجھے ایک تو اس کی صورت اور لباس سے ہی نفرت ہوگئی تھی تعلیم کا جو سُنا تو مجھے بہت حسد ہوا اور میں وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی۔ اور اب چونکہ آٹھ بج رہے ہیں۔ میں نے کھانا کھایا اور اب بستر پر سونے جا رہی ہوں۔ آداب عرض ہے۔

ناز۔ شاہجہانپوری

بھلا پڑھو تو:۔

فیضگنجمیںکبتکتکیلیبکینگی

اگر نہ پڑھ سکو تو نیچے کی سطر پڑھ کر پھر پڑھو۔

فیض گنج میں کب تک کیلے بکیں گے

ساجدہ بیگم

آپ کا خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر نیچے لکھے ہوئے ہیں اپریل کے پرچہ کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہوتا ہے۔ مہربانی فرما کر اگلے سال کا چندہ صرف ۲ ؍ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ فرمائیے اور رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو ۱۵ مئی تک اطلاع دیدیجئے۔ اگر منی آرڈر یا انکاری اطلاع نہ آئی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ وی۔پی کا انتظار کر رہی ہیں۔ چنانچہ مئی کا پرچہ وی۔پی حاضر ہوگا ہمیں امید ہے کہ آپ اسے ضرور وصول کر لیں گی۔

۹۵-۹۶-۱۳۰-۲۹۲-۴۴۶-۵۱۳-۵۶۶-
۵۶۹-۵۷۰-۵۷۳-۸۳۳-۹۲۷-۹۲۲-۹۳۳-
۱۳۱۳-۱۳۱۶-۱۸۳۴-۱۸۳۶-۱۸۴۰-۱۸۴۳-۱۸۶۱-
۱۹۵۱-۲۲۲۶-۲۲۴۶-۲۲۷۷-۲۲۸۵-۲۲۸۶-
۲۲۸۸-۲۳۱۵-۲۴۰۵-۲۸۰۵-۲۸۲۶-۲۸۳۱-
۲۸۳۵-۲۸۴۰-۲۸۴۱-۲۸۴۴-۲۸۵۰-۲۸۵۱-
۲۸۵۳-۲۸۵۶-۲۸۵۹-۲۸۷۳-۲۸۸۲-۲۸۹۲-
۲۹۱۸-۲۹۴۸-۲۹۵۴-۳۱۵۴-۳۱۷۰-۳۲۳۶-
۳۲۴۵-۳۲۵۵-۳۲۵۹ تا ۳۲۶۱-۳۲۶۳-۳۲۶۹-
۳۲۷۶-۳۲۷۳-۳۲۷۵-۳۲۸۴-۳۲۸۵-۳۳۱۳-
۳۴۴۴-۳۶۴۴ تا ۳۶۴۶-۳۶۵۲-۳۶۵۴-۳۶۵۵-
۳۶۵۷ تا ۳۶۶۱-۳۶۶۳ تا ۳۶۷۲-۳۶۷۵-۳۶۷۶-
۳۶۸۰-۳۶۸۲ تا ۳۶۸۹-۳۶۹۱-۳۶۹۲-۳۶۹۹-
۳۷۰۱-۳۷۰۴-۳۷۶۵-۳۸۰۶-۳۹۴۷-(۹۱۰۴)

ESTD 1927 ١٩٣١ء REGD

ایڈیٹر:- رازق الخیری

چندہ سالانہ پیشگی مع محصولڈاک
بذریعہ منی آرڈر ڈیڑھ روپیہ (عہ)
بذریعہ وی پی ایک روپیہ بارہ آنے

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری کی تصانیف

تاریخ و سیرت

- آمنہ کا لال ۵ر
- سیدہ کا لال ۱۴ر
- الزہرا ۷ر
- نوبتِ پنج روزہ یا وداعِ ظفر ۱۲ر
- وداعِ خاتون ۵ر
- امین کا دم واپسیں ۴ر
- دلی کی آخری بہار ۷ر
- بزمِ رفتگاں (با تصویر) ۱۰ر
- داستانِ پارینہ ۱۴ر

مذہبی مضامین

- احکامِ نسواں ۶ر
- محسنِ حقیقی ۶ر
- دعائیں ۶
- قرآنی قصے ۶ر
- زیورِ اسلام ۶ر

سیاسی صحافی سیاحتی مضامین

- شہیدِ مغرب ۶
- یادگارِ تمدن ۲
- عالمِ نسواں ۸ر
- سیاحتِ ہند ۶ر

مضامین کے متفرق مجموعے

- عروسِ مشرق ۱۰ر
- گدڑی میں لعل ۱۲ر
- مسلمان عورت کے حقوق ۱۲ر
- نالۂ زار ۴ر
- بلبلِ بیمار ۱۰ر
- ساجن موہنی ۴ر
- شادی کا انتخاب ۸ر
- فریبِ ہستی ۶ر
- بے فکری کا آخری دن ۴ر
- چمنستانِ مغرب ۔
- بکھری ہوئی پتیاں ۱۲ر

اصلاحی معاشرتی ناول

- حیاتِ صالحہ ۱۲ر
- منازل السائرہ مکمل ۱۴ر
- صبحِ زندگی ۱۲ر
- شامِ زندگی ۷ر
- شبِ زندگی دو حصے ۱۴ر
- نوحۂ زندگی ۱۴ر
- طوفانِ حیات ۶ر
- جوہرِ قدامت ۱۲ر

اسلامی تاریخ بطرزِ ناول

- ماہِ عجم ۱۲ر
- عروسِ کربلا ۱۲ر
- یاسمینِ شام ۱۲ر
- محبوبۂ خداوند ۱۴ر
- تیغِ کمال ۶ر
- شہنشاہ کا فیصلہ ۴ر
- منظرِ ابلس ۵ر
- شاہین و دراج ۸
- دُرِّ شہوار ۸

مزاحیہ افسانے

- نانی عشو ۱۰ر
- ولایتی ممی ۲
- دادا لال بجھکڑ ۸ر

نظموں کے مجموعے

- روداد قفس ۱۰ر
- گرفتارِ قفس ۴ر

ادبِ لطیف و انشا

- قلبِ حزیں ۸
- لڑکیوں کی انشا ۱۲ر
- مسلی ہوئی پتیاں ۶ر

لڑکیوں کا نصاب زیرِ طبع

اصلاحی معاشرتی افسانے

- بنت الوقت ۸ر
- سرابِ مغرب ۸ر
- فسانۂ سعید ۸ر
- سودائے نقد ۵ر
- تمغۂ شیطانی ۱۴ر
- سات روحوں کے اعمالنامے ۸ر
- غدر کی ماری شہزادیاں ۱۲ر
- سبز گ ۱۰ر
- ستونتی ۶ر
- سوکن کا جلاپا ۵ر
- موودہ ۶ر
- تفسیرِ عصمت ۵ر
- انگوٹھی کا راز ۲ر
- منازلِ ترقی ۴ر
- بچہ کا گُرتہ ۴ر
- ویدیا کی سرگذشت ۴ر
- چہار عالم ۴ر

مختصر افسانوں کے مجموعے

- جوہرِ عصمت ۱۲ر
- سیلابِ اشک با تصویر ۱۲ر
- طوفانِ اشک ۱۲ر
- قطراتِ اشک ۱۲ر
- خدائی راج ۶ر
- نسوانی زندگی ۸
- گلدستۂ عید ۸ر
- گوہرِ مقصود ۲ر
- گردابِ حیات ۶ر
- ساحلِ حیات ۶ر
- حور اور انسان ۱۲ر
- نشیب و فراز ۴ر

کھانے پکانے کی مستند کتابیں

- عصمتی دسترخوان ۱۴ر
- مشرقی مغربی کھانے ۱۴ر
- عصمتی ہنڈکلیا ۸ر
- ناشتہ ۱۰ر
- بچوں کے کھانے ۸ر
- بیماروں کے کھانے ۱۰ر
- مذاقیہ کھانے ۶ر

دیگر تصانیف محترمہ آمنہ نازلی

- دولت پر قربانیاں (افسانے) ۸ر
- تاریخی لطیفے ۸ر
- عقل کی باتیں ۸ر
- ہنسی کی باتیں ۸ر

تصانیف منشی پریم چند

- دودھ کی قیمت (افسانے) ۶
- روحانی شادی (ڈراما) ۲

تصانیف رازق الخیری

- وداعِ ماتم ۸
- عصمت کی کہانی ۸

تصانیف مولانا سیماب اکبرآبادی

- زنانہ بستہ (دو حصے) ۶ر
- آفتابِ زندگی ۲ر
- شبابِ زندگی ۲ر

تصانیف صاحبزادہ ولی اعظم صاحب

- مخصوص بیلو (اشتیوں کی دنیا کے عشق) ۱۲ر
- افسانے سلمٰی (زنانہ منظوم) ۲ر

کچھ اور زنانہ کتابیں

- پردہ و تعلیم (مذہبی و سیاسی رخ) ۱۲ر
- خواتینِ اندلس (دلچسپ تذکرہ) ۲ر
- خیابانِ نسواں (مفید مضامین) ۱۲ر

زنانہ دستکاری کی نہایت مفید کتب

- عصمتی کروشیا ۱۲ر
- عصمتی گلشیدہ ۶ر
- گلزارِ درخشاں ۶ر
- گلدستۂ گلشیدہ ۱۲ر
- گلشنِ زہرہ ۱۲ر
- چمنستانِ خیاطی (دو حصے) ۱۲
- گلستانِ خیاطی ۱۲
- موتیوں کا کام ۱۴ر
- سلمہ ستارہ کا کام ۱۴ر
- اونی کام سلائیوں سے ۱۲
- گوٹہ کناری کا کام ۱۲ر
- جالی کا کام ۱۲ر
- تارکشی کا کام ۶ر
- گلدستۂ تارکشی ۱۲ر
- کراس اسٹچ ورک ۱۲
- جوہرِ نسواں (رشیدہ فخری بیگم) ۶ر
- نسیم سوزن کاری ۱۲
- خواتین کی دستکاریاں ۲ر
- لکڑی کا باریک کام ۶
- وصلی کا کام ۸ر

عورتوں کی خاص کتابیں

- زچہ خانہ (دو حصے) ۱۲
- سنگھار خانہ ۶

نامور خواتین کے افسانے و ناول

- انوری بیگم ۱۲
- جاں باز ۱۲ر
- غیرت کی پتلی ۲ر
- شہیدِ وفا ۶
- چار رُخ ۴ر
- فیروزہ ۸ر

کچھ اور نہایت مفید کتابیں

- صنعت و حرفت ۱۴ر
- تندرستی ہزار نعمت ۴ر
- بچوں کی تربیت ۱۰ر
- آئینۂ موثر ۱۲ر
- گھر کی چہیتی ۸ر

تصانیف محترمہ خاتون اکرم

- جمالِ ہمنشیں
- گلستانِ خاتون (افسانے)
- پیکرِ وفا
- بچھڑی بیٹی

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں

- مشیرِ نسواں یا زہرہ
- سرگذشتِ ہاجرہ
- تحریر النسا
- موہنی

تصانیف محترمہ بلقیس بیگم

- خانہ داری کے تجربات
- مفیدِ نسواں

تصانیف محترمہ حجاب امتیاز

- ادبِ زریں
- نغماتِ موت

تصانیف محترمہ سروجہاں

- پھول پھلواری (باغبانی کی مستند)
- شہزادی نیلوفر (بچوں کی کہانی)

زنانہ افسانے وغیرہ

- افسانۂ حرم
- دامنِ باغباں
- دیہاتی گیت

زنانہ نظمیں

- شمعِ خاموش
- آئینۂ جمال

بچوں کے لیے کہانیاں

- جاپانی کہانیاں
- مزیدار کہانیاں
- بچوں کی دنیا

خواتین کے لئے دو مصنفوں کی کتابیں ... [illegible]

بچیوں کا سب سے پرانا ماہوار رسالہ

بنات ہندوستان کے مختلف
محکمات تعلیم مثلاً یوپی
سی پی، برار، پنجاب، بہار، دہلی
سرحد کی طرف سے زنانہ مدرسوں
کیلئے سرکاری طور پر منظور ہے

بنات

(یعنی بچیاں)

بنات کا سال بھر کا چندہ صرف ۲ؔ
بذریعہ وی پی صرف ۲ؔ
غیر ملکوں سے چار شلنگ
مستقل خریداروں کو سالگرہ نمبر
مفت ملتا ہے

پندرھواں ۱۵ سال | جلد ۲۹ نمبر ۲

فہرست مضامین ماہ مئی ۱۹۴۲ء

(باہتمام رازق الخیری پرنٹر پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ عصمت دریا گنج دہلی سے شائع ہوا)

ماں کا خط

از

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری رحمۃ اللہ علیہ

منجھلی بیگم کو ماں کی طرف سے بہت بہت دعا میں تمہارے بھانجے کی بیماری سے کچھ ایسی بے اوسان ہوئی کہ خط دیکھتے ہی پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ تمہارے آبا نے بہت سمجھایا۔ مگر نانی بندی کے منہ میں خاک۔ دل تھا کہ بیٹھا جاتا تھا۔ دو بجے خط آیا۔ شام پکڑنی مشکل ہو گئی چھ بجے کی گاڑی سے برقعہ اوڑھ ریل میں سوار ہو یہاں پہونچی۔ راستے کی حالت خدا دشمن کو نہ دکھائے۔ ایک دم ہو تو کہوں۔ ہزاروں طرح کی باتیں تھیں کہتی تھی پر نکل آئیں۔ اڑ کر پہونچوں۔ اور بچے کو صحیح سلامت دیکھ لوں۔ دھاروں روتی کلیجہ پکڑے۔ گرتی پڑتی یہاں پہونچی۔ تو بچہ ہاتھوں پر تھا۔ خدا خدا کر کے کہیں تیسرے دن جا کر آنکھ کھولی۔ تو ذرا جان میں جان آئی۔ دل ٹھکانے ہوئے تو اِدھر اُدھر کے ذکر شروع ہوئے۔ باتوں باتوں میں تمہارے خط کا ذکر آیا۔ خدا گواہ ہے۔ سروری محمودی کا یہ کہنا کہ اماں مجھے خدا نے اس قابل ہی نہیں کیا کہ سرور کے برابر بیٹھ سکوں۔ میرے کلیجے میں تیر لگ گیا۔ بیٹی کیا دنیا میں امیر غریب ہوتے نہیں۔ دولت ہو جاتی ہے تو اتنے نہیں اکڑ جاتے۔ کہ سگی بہن کو جوتیاں مارنے لگیں۔ پیاری گوندنی کی طرح جھکو نیم کی طرح فرنٹ نہ بنو۔ بڑی بہن کو تو ٹھوک دیا۔ وہ تو خیر دل مار کر بیٹھ گئی۔ مگر مجھ سے پوچھو۔ کہ میرے دل پر کیا گذری۔ سرور پیاری ایک نھان کے دو ٹکڑے ایک ماں کی دو بیٹیاں ہوئی مجھے تو تم سے زیادہ وہ اور اس سے زیادہ تم۔ وہ بدنصیب تو پہلے ہی کالے کوسوں حیدرآباد پڑی ہے تینس چالیس روپیہ کی آمدنی کٹم پورا کچا ساتھ لشتم پشتم گزر رہی ہے۔ اس کا تو پیسہ بھی اشرفی سے زیادہ ہے۔ اس محبت اور چاؤ سے تو نگوڑی نے چیزیں بھیجیں۔ اس کا یہ پھل ملا۔ کہ شریفے سڑے ہوئے کپڑا پرانا۔ سروری تم نے بڑی بہن کا دل نہیں دکھایا۔ مجھ کو تکلیف دی۔ اس کا دل پہلے ہی زہر ہے میری بیٹی ہو گی تو بڑی بہن سے قصور معاف کروالے گی۔ شاباش شاباش۔ (ص)

مکان اور جسم کی صفائی

کوئی مکان کتنا ہی عالی شان اور خوبصورت ہو اگر اسے صاف نہ رکھا جائے تو وہ کبھی اچھا نہیں معلوم ہوگا بلکہ اس کی خوبصورتی اور بھی میلے پن کو ظاہر کرے گی۔ ایک سادی بغیر بیل بوٹوں والی دیوار پر اگر خاک پڑے تو وہ اس قدر نمایاں نہیں ہوتی جیسی بیل بوٹوں میں بُری معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح جالیوں میں جالے اور روشندانوں کی خاک دور ہی سے نظر آجاتی ہے۔ لہٰذا اگر زیادہ آدمی کام کرنے والے گھر میں نہ ہوں تو ایسا مکان ہی نہ لیا جائے جس کی صفائی مشکل ہو۔ گھر کی روزانہ جھاڑو کے بعد اگر کمرے کے کونوں کے جالے بھی جھڑا دیے جائیں اور کواڑوں کو بھی صاف کر لیا جائے۔ میزوں۔ الماریوں۔ بریکٹوں مسہریوں وغیرہ کے پیچھے ایک ایک ہاتھ مار لیا جائے اور جھاڑو کے بعد میزوں کے اوپر کی چیزیں اور کرسیاں وغیرہ جھاڑن سے پونچھ کر صاف کر دی جائیں تو مدتوں تک کسی خاص اہتمام کے ساتھ صفائی کی ضرورت نہیں ہوتی مہینے دو مہینے بعد کمروں کا فرش وغیرہ اٹھا کر اچھی طرح اسے جھاڑ جھٹک کر صاف کرنا چاہئے اور فرش زمین پر جھاڑو دے کر اسے کچھ دیر کھلا پڑا رہنے دیں۔ اس عرصہ میں بچھانے کے فرش کو دھوپ میں ڈال کر پھیلا دیں تاکہ وہ بھی خوب سک جائے پھر اس کے بعد جھاڑ کر بچھا دیں اور باقی سب چیزیں جہاں رکھنے کی ہیں رکھ دیں۔ اگر کچھ دن بعد کمروں کا سامان اس طریقے سے تبدیل کر دیا جائے کہ سونے کا کمرہ ہے اسے بیٹھنے کا کر لیں اور بیٹھنے والے کمرے کو سونے کا تو اس تھوڑی سی تبدیلی کا بھی طبیعت پر اثر پڑتا ہے اور چیزیں بھی دوسری طرح سے رکھی ہوئی اچھی معلوم ہوتی ہیں۔

بیویوں کے لئے گھر کا صاف ستھرا رکھنا بے حد ضروری ہے۔ جو بہنیں صرف اپنی زیب و زینت کو مقدم سمجھتی ہیں اور

گھر کی صفائی پر پوری طرح متوجہ نہیں ہوتیں وہ پھوہڑ سمجھی جاتی ہیں۔ اپنی جسمانی صفائی کی طرح اپنے رہائشی مکان کو بھی صاف ستھرا رکھنا ضروری ہے۔

اپنی حیثیت کے موافق مکان کی آرائش اور سامان کی زیبائش بھی عورت کی خوش سلیقگی ظاہر کرتی ہے۔ خوش سلیقگی امارت ہی سے نہیں آتی بلکہ حسن انتظام اور صفائی کا مادہ طبیعت انسانی میں ہونا چاہیئے۔ یہ خیال غلط ہے کہ خوش سلیقگی انسان میں پیدائشی ہوتی ہے یا امیری اس کو ایسا بنا دیتی ہے نہیں بلکہ یہ بات کوشش سے بھی حاصل ہو سکتی ہے اور اکثر غربا میں بھی پائی جاتی ہے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ امیری میں خوش سلیقہ لوگوں کو کافی امداد ملتی ہے۔ بہر حال خوش سلیقگی عورت میں خصوصاً ایک ذاتی جوہر ہونا چاہیئے جس سے وہ سگھڑ کہلائی جائے۔ امیر ہونا کوئی سگھڑپن نہیں ہے۔ یہ بات اکثر دیکھنے میں آئی ہے کہ بہت سی عورتیں لباس کی ٹیپ ٹاپ اور زیور کی زرق برق سے سوسائٹی میں اعلیٰ درجہ کی تعلیم یافتہ اور نہایت مہذب معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اگر اُن کا دولت خانہ جا کر دیکھو تو وہاں سلیقہ کی کوئی بات نظر نہ آئے گی۔ مجھکو ایک مرتبہ کا واقعہ یاد آیا۔ میں شاہ جہاں پور سے گونڈے آ رہی تھی ایک بہن سے ٹرین میں میری ملاقات ہوئی۔ بہت نفیس ساڑی زیب جسم تھی زیور بھی بہت کافی پہن رکھا تھا اور عمدہ لباس پہنے ہوئے تھیں۔ بات چیت کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ کسی بڑے اور مالدار گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں اور آپ کے شوہر بھی ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ صورت شکل کی بھی اچھی خاصی تھیں لیکن صاحب اس قدر گندی تھیں کہ بات کرنے یا پاس بیٹھنے سے نفرت ہوتی تھی درجہ میں اور بھی بہت سی عورتیں تھیں۔ جب میں سوار ہوئی تو اسی سیٹ پر مجھے مجبوراً بیٹھنا پڑا۔ کیونکہ اور کوئی جگہ خالی نہ تھی۔ ان کے نیچے ایک عمدہ مخملی قالین بچھا ہوا تھا۔ اس پر ایک سفید ریشمی بیلدار چادر مگر بے انتہا میلی جس پر پان کی پیک کے دھبے لگے ہوئے تھے بچھی تھی اور سرہانے ریشمی تکیہ بھی رکھا ہوا تھا۔ وہ بھی پیکوں کے دھبوں سے بالکل سرخ ہو رہا تھا۔

دیر تک تو وہ بیوی خاموش بیٹھی رہیں - پھر میری طرف مخاطب ہوئیں - ان کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کو اپنی پوشاک اور زیورات پر بہت غرور ہے - ہاں چاندی کا ایک خوشنما پاندان بھی ان کے ساتھ تھا - جلدی جلدی پان کھا رہی تھیں - بات کرتی تھیں تو منہ سے بدبو کے بھپکے آتے تھے - کثرت پان نوشی سے سارے دانت سیاہ ہو گئے تھے - ان کا منہ کیا گویا اوگالدان تھا -

جس عورت کو خود اپنی صفائی کا خیال نہ ہوگا وہ اپنے مکان کو کیا صاف رکھ سکتی ہے یہ بھی امید نہیں کہ وہ اپنے بچوں کو صاف رکھ سکے گی - حالانکہ بچوں کا صاف رکھنا بھی گھر سے کچھ کم ضروری نہیں ہے - یہ خیال کسی حالت میں بھی توجہ کے قابل نہیں ہے کہ مفلسی کچھ نہیں کرنے دیتی میرے خیال میں ہر عورت اگر چاہے تو اس کا مکان اور جسم ہر وقت اور ہمیشہ صاف رہ سکتا ہے - خوبصورتی اس بات کی ہے کہ سلیقہ شعاری اور ہنرمندی سے ۵۰ روپیہ آمدنی والا مکان سَو روپیہ کی آمدنی والا گھر معلوم ہو -

بیگم حامد علیخاں - گونڈا

آقا ہماری بگڑی بنا دے

داتا ہمارے مالک ہمارے
زندہ ہیں ہم سب تیرے سہارے
بے کس کی لینا تو ہی خبر ہے
دکھیوں کی تیرے در پہ نظر ہے
تیرے ہی در کے سب ہیں بھکاری
سارا جہاں ہے تیرا اپجاری
تیری ہی رحمت کا ہے سہارا
تجھ بن نہیں ہے کوئی ہمارا
علم و ہنر سے دامن ہمارا
بھر دے خدایا بھر دے خدایا
پار لگا دے ڈوبی یہ نیّا
تیرے سوا ہے کون کھویّا
آقا ہماری بگڑی بنا دے
ناؤ وطن کی پار لگا دے

شجاعت سندیلوی

آپ جب کبھی ہمیں خط لکھیں تو نمبر خریداری ضرور لکھئے - منیجر

وفادار کُتّا

لی ولین ویلز کا شہزادہ تھا۔ کارناون کے مشہور قلعے میں رہا کرتا تھا۔ کبھی کبھار شکار کی غرض سے بھی چلا جایا کرتا تھا۔ جنگل میں عارضی سکونت کے لیے اس نے ایک چھوٹا سا مکان بھی بنوا رکھا تھا۔ اکثر وہ اپنے ننھے بچے ڈیوڈ اور کتے گیلرٹ نامی کو بھی ساتھ رکھتا تھا۔ گیلرٹ نہایت ذہین، ہوشیار اور وفادار کتوں میں سے تھا۔ لی ولین اس کی دل سے قدر کرتا تھا۔

ایک دن صبح سویرے منہ اندھیرے جو لی ولین کی آنکھ کھلی تو قدرت کے انوکھے سمے نے اس کو مدہوش کر دیا۔ ہوا سے معطر جھونکوں اور خوش الحان پرندوں کے چہچہوں نے اس پر عجب کیفیت طاری کر دی۔ مسرت اور سرور اس کی رگ رگ میں سرایت ہو گیا۔ من چلے دل نے اسے شکار پر جانے کے لئے اکسایا۔ اور وہ تیر کمان سنبھال کر کھڑا ہو گیا۔ باہر جانے سے پہلے اس نے کتے کو یوں مخاطب کیا۔ "گیلرٹ دیکھو تم کو یہیں ٹھہرنا ہوگا۔ میرے واپس آنے تک تم کو ڈیوڈ کی حفاظت کرنی ہوگی۔" کتے نے مالک کا حکم سن کر اس کی طرف اس طریقے سے دیکھا جیسے وہ اس کا مطلب سمجھ گیا ہو۔ پھر وہ آہستہ آہستہ بچے کی پلنگڑی کی طرف سرکتا گیا۔

لی ولین بچے کی طرف سے مطمئن تو ہو ہی چکا تھا اس لئے وہ باہر جنگلوں میں نکل گیا۔ جاتے وقت وہ دروازہ بند کرتا گیا۔ لیکن افسوس اسے دروازہ بند کرتے وقت یہ خیال نہ رہا کہ چٹخنی ٹوٹ چکی ہے اور دروازہ کے کھل جانے کا امکان ہے۔

اب مکان میں مکمل سکون طاری تھا۔ بچہ حسب منشا سو رہا تھا اور کتا اس کی حفاظت میں مشغول۔ پورا ایک گھنٹہ اسی طرح گزر گیا۔ لیکن اس کے بعد باہر سے کسی جانور کے پاؤں کی ہلکی سی چاپ سنائی دی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ آہستہ آہستہ کھلا جس میں سے ایک بدصورت بھیڑئیے نے اپنا بدنما سر اندر کیطرف

بڑھایا۔ ڈیوڈ اور گیلرٹ کو اس کے اندر پاکر
وہ تیزی سے اندر گھس آیا۔ گیلرٹ بھیڑئے کو
دیکھتے ہی مقابلہ کے واسطے کھڑا ہوگیا۔ اور
زور زور سے غرانے لگا۔ بھیڑیا بدستور بچے
کی جانب بڑھ رہا تھا۔
اس کے بعد کتے اور بھیڑئے کے درمیان
بہت خونخوار کشتی ہوئی۔ دونوں جانور ایک
دوسرے کو اپنے خوفناک دانتوں سے چیر
پھاڑ ڈالنے کی کوشش میں مصروف تھے
دونوں کے بدن لہولہان ہو رہے تھے۔
اس کشتی کے دوران میں ایک عجیب واقعہ
ظہور پذیر ہوا بچے کی پلنگڑی الٹ گئی ننھے
شہزادے کو ویسے تو کوئی چوٹ نہ آئی۔ ہاں
وہ خوفناک آوازیں سن کر رونے ضرور لگا۔
تھوڑی دیر کے بعد یہ خونریز جنگ ختم
ہوگئی اور کمرے میں پھر اک بار سکون ہوگیا
بچہ روتے روتے پلنگڑی کے نیچے ہی سوگیا
گیلرٹ نے بھیڑئے کی گردن کے قریب اس
طرح کاٹا کہ وہ جاں بلب ہوگیا۔ باہر بھاگ
جانے کی تو اس میں ہمت نہ تھی اس لئے
کمرے کے ایک کونے کی طرف بھاگا۔ اور

پردے کے پیچھے ایک مٹی کے ڈھیر کی طرح گر گیا
دراصل اب بھیڑیا مرچکا تھا۔ کتا اپنا پارٹ
نہایت بہادری اور شجاعت سے سرانجام دے
چکا تھا۔ لڑائی نے اسے ادھ موا تو کر ہی دیا تھا
اس میں زیادہ عرصہ کھڑے رہنے کی طاقت
باقی نہ رہی تھی اس لئے وہ ایک بار پھر پلنگڑی
کے قریب جا لیٹا اور اپنے زخموں کو چاٹنے لگا۔
جب اس نے اپنے مالک کے قدموں
کی چاپ سنی تو وہ دوڑ کر دروازہ تک اس کا
خیر مقدم کرنے گیا۔ اسے دیکھ کر وہ اپنی دم
ایک معنی خیز طریقہ سے ہلانے لگا جب شہزادہ
نے اس کا خون آلودہ منہ دیکھا تو اس کا
ماتھا ٹھنکا۔ وہ نہایت سے کمرے کے اندر
گھس گیا۔ بچہ کو ادھر ادھر تلاش کیا۔ اس کا
نام ونشان نہ پاکر وہ بہت گھبرایا۔ سمجھا کہ گیلرٹ
نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ اس خیال کے
آتے ہی وہ طیش میں آگیا اور غصہ کے عالم
میں بید مجنوں کی طرح کانپنے لگا پس اس غم و
غصہ کی حالت میں اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ
فٹ سے چھرا نکال گیلرٹ کو ختم کر دیا۔
مرتے وقت کتے نے عجب بے بسی کے

عالم میں اپنے مالک کو دیکھا۔ اس کے بشرے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس سے کچھ کہنا چاہتا ہے ۔۔۔ آہ یہ اس کی آخری الوداع تھی ۔

کچھ دیر بعد سچ کا اظہار ہو گیا مرے ہوئے بھیڑیئے اور صحیح سلامت بچے کو دیکھ کر لی ولین کو وفادار کتے کے مارے جانے کا بے حد افسوس ہوا۔ اس میں تو شک نہیں کہ بچے کو زندہ پاکر اسے بہت خوشی ہوئی لیکن یہ خوشی جلد ہی ملیامیٹ ہو گئی ۔ اس کی وجہ کیا تھی ؟ وہی عزیز کتے کی موت ۔ شہزادہ بہتیرا اپنے کئے پر ہاتھ ملتا تھا۔ لیکن اب کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت ۔

گو شہزادہ گیلرٹ کو دوبارہ زندہ نہ کر سکتا تھا۔ تاہم اس نے یہ قسم کھائی کہ اس کے بہادرانہ اور وفادار کام کو زندہ جاوید بنانے کی کوشش کرے گا بس وہ اپنے ارادہ کا سچا اور دھن کا پکا رہا۔ اس نے گیلرٹ کے لئے ایک شاندار مقبرہ بنوایا۔ جو اب تک اس کی یاد دیلز کے لوگوں کے دلوں سے محو نہیں ہونے دیتا ؛

(ترجمہ)

نصرت نشاط

ہنڈکلیا

میٹھے بسکٹ :-

گھی دو چھٹانک ۔
شکر تین چھٹانک ۔
سمندر پھین ۲ ماشہ ۔ دودھ ڈیڑھ چھٹانک ۔
میدہ گیہوں ۵ چھٹانک کم ایک سیر ۔

ترکیب :- اول گھی اور شکر کو نان خطائی کی طرح خوب پھینٹیں ۔ اور ذرا ذرا دودھ چھوڑتے جائیں جب سب دودھ مل جائے تو آدھ پاؤ پانی ایک دفعہ ہی چھوڑ دیں اور اس میں سمندر پھین کو بھی پیس کر ڈال دیں۔ اس کے اوپر میدہ ڈال دیں اگر نرم زیادہ ہو جائے تو اور میدہ ڈال دیں۔ جب ٹھیک ہو جائے تو روٹی کی طرح بیلن سے بیلیں۔ اور جتنا بڑا بسکٹ بنانا ہے اتنی ہی بڑی ڈبیا سے کاٹ کر تیار کریں اور ٹین کے پتر پر رکھ کر تنور میں رکھیں جب پک جائے تو نکال لیں ۔ بسکٹ تیار ہے ؛

صغیرا خاتون ۔ رانچی

ترک لڑکیاں

بہنو! سچ بتانا تم میں سے کتنی ہیں جو ہوائی جہاز پر چڑھی ہیں۔ کتنی ہیں جنھوں نے بندوق چلائی ہے۔ اور کتنی بندوق کی آواز سن کر ہی اچھل پڑی ہیں؟ کیا تم میں اتنی ہمت ہے کہ اپنی ملت اور مذہب کی حفاظت کی خاطر میدان جنگ میں جاکر دشمن کا مقابلہ کرو۔ ٹینک چلاؤ۔ اور بمبار ہوائی جہاز اڑاؤ؟ کیا تم موقعہ پڑنے پر ہوائی جہاز سے کود سکتی ہو آگ بجھانے والے انجن کے ذریعے بموں کی لگائی ہوئی آگ بجھا سکتی ہو مشین گن چلا سکتی ہو ___ ؟ نہیں اور یقیناً نہیں لیکن تمہاری ترک بہنیں آج یہ سب کام جو تمہارے نزدیک بے حد مشکل اور صرف مردوں کے کرنے کے ہیں نہایت شوق اور دلچسپی سے انجام دے رہی ہیں۔

جب چار ہندوستانی مسلمان لڑکیاں ایک جگہ جمع ہوتی ہیں تو اس قسم کی باتیں کرتی ہیں ___ رضیہ تم نے یہ بندے کتنے میں خریدے ہ ___ ارے آج مس رائے نے کلاس کے بعد صفیہ کو بلا کر اس سے خوب خوب باتیں کیں۔ کل چائے پر بلایا ہے۔ دیکھ لینا اب صفیہ ہر [illegible] پاس ہوا کرے گی نیر کیسے چلتی ہے۔ مجھے تو اس کی بھونڈی چال دیکھ کر ہنسی آتی ہے۔ مگر اس کی وہ زرد ساڑی بہت عمدہ ہے جو اس نے زبیدہ کی سالگرہ کے روز پہنی تھی۔ اور زبیدہ کی سالگرہ پر رابعہ نے کتنا معمولی اور سستا تحفہ دیا تھا۔ اس سے تو نہ دینا اچھا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔

دیکھا آپ نے۔ ایسی فضول باتوں میں ہم اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں لیکن ترک لڑکیاں نیر کی زرد ساڑی اور رابعہ کے تحفہ سے زیادہ ضروری اور اونچی باتیں کرتی ہوتی ہیں۔ جب وہ ایک دوسرے سے ملتی ہیں تو اپنی قوم اور ملک کی ترقی کے متعلق تدبیریں سوچتی ہیں اور ان پر عمل کرتی ہیں۔

ہر ترک لڑکی کو اپنے ملک کے حالات سے اتنی ہی واقفیت ہے جتنی آپ کو اپنے بُندوں اور سینڈلوں سے۔

ہم میں کتنی بہنیں ایسی ہیں جو روزانہ اخبار کا مطالعہ کرتی ہیں یا رسالوں میں قصہ کہانیوں کے علاوہ مفید مضامین بھی غور سے پڑھتی ہیں؟ اگر آپ سے پوچھا جائے۔ کہ سید جمال الدین افغانیؒ یا طارق کون تھے اور انھوں نے کیا کیا تھا تو آپ جواب دے سکیں گی؟ آپ نے اقبال کی نظموں کو غور سے پڑھا ہے اور ان کا مطلب سمجھنے کی کوشش کی ہے؟ کیا آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ مسلم لیگ کا کیا مقصد ہے اور پاکستان کے کیا معنی ہیں؟

ہم ہندی مسلمان ایک مردہ اور بے حس قوم ہیں۔ آج سے بیس پچیس سال پہلے ترک بھی ہماری طرح غافل اور بے حس تھے لیکن اتاترکؒ کی آواز نے انہیں جگا دیا اور وہ اس قابل ہو گئے کہ اب دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکر کھانے کے لئے تیار ہیں۔ یورپ کا "بیمار آدمی" اسوقت اتنا تندرست اور طاقت ور ہے کہ اسے اس نام سے یاد کرنے والے خود اس سے ڈر رہے ہیں۔ اور اس "بیمار آدمی" کو توانا بنانے میں عورتوں نے بھی اتنی ہی کوشش کی ہے جتنی مردوں نے۔

آج ترکی میں کوئی ایسی طالب علم لڑکی نہیں ہے جسے فنون جنگ اچھی طرح نہ آتے ہوں۔ ترکی کی یونیورسٹیوں میں جنگی تعلیم لازمی مضمون ہے۔ کوئی لڑکی اس وقت تک کسی اور امتحان میں نہیں بیٹھ سکتی جب تک کہ وہ ملٹری ٹریننگ میں اچھی طرح پاس نہ ہو گئی ہو۔

چنانچہ اس وقت ترکی میں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ٹریننگ حاصل کی ہوئی لڑکیوں کی بہت بڑی فوج موجود ہے ۱۹۳۹ء میں ترکی میں ایک قانون پاس ہوا ہے جس کی رو سے ضرورت پڑنے پر ہر پندرہ سال سے زیادہ عمر کی لڑکی اور لڑکے کو فوج میں شامل ہونے کے لئے بلایا جا سکتا ہے۔

ترکی میں ہوابازی آج کل بے حد پسندیدہ مشغلہ بن گیا ہے۔ اور آپ کو یہ سُن کر

رنگین دھوکا

(کام کرنے والے)

قاسم:۔ زبیدہ کا شوہر۔ ÷ احمد حسین:۔ بانو بی کا ہونے والا شوہر۔

زبیدہ:۔ بانو بی کی والدہ۔ ÷

عابدہ:۔ بانو بی کی چھوٹی بہن۔ ÷ واجدہ:۔ بانو بی کی سہیلی۔

پہلا منظر

قاسم اپنے بیوی بچوں کو دیکھنے آئے ہوئے ہیں۔

(آرام کرسی پر بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے ہیں۔)

زبیدہ:۔ (پان بناتے ہوئے) کیوں جی میں نے تمہیں کئی دفعہ لکھا کہ بانو بی اب جوان ہے اور میں نے اس کے لئے ایک اچھا بر تلاش کرلیا ہے۔ لیکن تم نے کوئی جواب نہیں دیا۔

قاسم:۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ میں کس قسم کا آدمی ہوں۔ جب تک میں خود احمد حسین کو نہ دیکھ لوں۔ تب تک کچھ نہیں کہہ سکتا۔

زبیدہ:۔ میں تم سے پہلے تحقیقات کر چکی ہوں۔ لڑکا خوبصورت ہے۔ اچھے گھر کا ہے۔ لائق ہے۔ تنخواہ بھی اونچا ہے۔ اور ایم بی بی اس پاس ہے۔

قاسم:۔ کچھ بھی ہو میں ان کو کل ٹھیک چار بجے یہاں پر آنے کے لئے کہلا بھیجتا ہوں جب ان سے گفتگو ہوگی تو تمام حالات معلوم ہو جائیں گے۔ پردہ گرتا ہے۔

دوسرا منظر

بانو بی کمرے میں ٹہلتی ہوئی سر میں پھول لگا رہی ہے اور آہستہ آہستہ کہہ رہی ہے کہ ابھی تک نہیں آیا آخر کیا سبب ہوگا گیارہ بج رہے ہیں۔ پیچھے مڑتی ہے تو اپنی نانی کو غصہ میں بھرے ہوئے کھڑے دیکھتی ہے۔

نانی:۔ (غصہ سے) میں نے کئی دفعہ

قاسم سے کہا کہ لڑکیوں کو تعلیم دلانا اچھا نہیں دیکھو یہ لڑکی ہمارے ہی سامنے کسی کے انتظار میں ہے۔

(کرسی پر بیٹھتے ہوئے) کیوں بانو بی تم کس کا انتظار کر رہی ہو۔ ابھی تم کہہ رہی تھیں کہ ابھی تک نہیں آیا۔ آخر آنے والا شخص کون ہے۔

بانو:۔ (مسکراتے ہوئے) نانی اماں وہ میرا پیارا "بنات صاحب" ہے جس کو میں بہت چاہتی ہوں۔ جب کبھی اس کے آنے میں دیر ہوتی ہے تو مجھ کو پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔

نانی:۔ (کسی غیر شخص کا نام سمجھ کر حیرت سے) "بنات صاحب" ! تمہارے پاس کیوں آتے ہیں؟ کیا تمہارے بابا کو معلوم ہے؟

بانو:۔ جی ہاں! وہ پہلے انھیں کے پاس جاتا ہے۔ اور اس کے بعد ابا جان کسی کے ذریعے میرے پاس اُس کو بھیج دیتے ہیں۔

نانی:۔ (غصہ سے) اس کے یہاں آنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیا تمہارے بابا کے پاس اس کا آنا کافی نہیں ہے۔

بانو:۔ (مسکراتے ہوئے) نہیں نانی اماں وہ خاص میرے واسطے آتا ہے۔ نئی نئی باتیں۔ دلچسپ قصے سناتا ہے۔ لطیفے سُنا کر ہنساتا ہے۔۔۔ کیا میں اُس کو آپ کے پاس بھی بھیج دوں!۔

نانی:۔ نا بابا! خدا نہ کرے میں کلمہ کو غیر مرد سے باتیں کروں۔ اس زمانے کی لڑکیوں کو پردہ کا مطلق خیال ہی نہیں میں ابھی جا کر قاسم سے کہتی ہوں کہ اس کا تم سے ملنا بند کردے

عابدہ ہاتھ میں کوئی اخبار لئے ہوئے داخل ہوتی ہے۔

بانو:۔ (شرارت سے مسکراتے ہوئے) کیوں عابدہ بنات صاحب ابھی تک نہیں آئے نانی اماں ان کا کب سے انتظار کر رہی ہیں کہ ان کی پیاری صورت کب دیکھوں۔

عابدہ:۔ واہ آپا۔ آج آپ کس خیال میں ہیں۔ گویا آپ چاہتی ہیں ۱۴ تاریخ ہر مہینے دو مرتبہ آئے۔ خدا خدا کر کے آج ۲۰ ر تاریخ ہوئی ہے اور بنات تو برابر ۱۴ تاریخ کو آتا ہے۔

...بیٹھتے ہوئے، ہاں عابدہ!
...ہوں کہ بنات مہینے میں دو مرتبہ
...میں ایک ایک دن گن کر ۲۸ تاریخ
...کرتی ہوں۔

ثانی:۔ ... عابدہ کیا تم بھی اس سے
واقف ہو۔ آخر ... کا ہے کو یہاں آتا ہے۔
کیا اس نے تاریخ و دن بھی مقرر کر رکھا ہے۔
انشاء اللہ میں ۲۸ تاریخ کو یہاں ضرور
آؤں گی اور دیکھوں گی وہ کون ذات شریف
ہیں دفعتہً ہیں اٹھ کر چلی جاتی ہے۔

بانو تمام وقت ... ہے ... اور
دونوں ... ہیں۔ ... کرتا ہے۔

تیسرا منظر

بانو بی آرام کرسی پر بیٹھی ہوئی ... کا
پرچہ پڑھ رہی ہے۔ واجدہ آہستہ آہستہ آتی
ہے اور بانو بی کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بند
کر دیتی ہے۔

بانو بی:۔ ارے یہ کون!

واجدہ:۔ آہا پیاری بانو کیا تم اپنی سہیلی
واجدہ کو بھول گئیں۔ دونوں سہیلیاں خوشی
خوشی ملتی ہیں۔ واجدہ دوسری کرسی پر بیٹھ

جاتی ہے۔

بانو:۔ واجدہ خیریت تو ہے۔ تم اتنے
دنوں سے کیوں نہیں آئیں۔

واجدہ:۔ کیا کروں بانو گھر میں پریشانی
ہے۔ ابا مصوری چھوڑ کر حکیم بن گئے ہیں جس
سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔

بانو:۔ (حیرت سے) مصوری کیوں
چھوڑ دی؟

واجدہ:۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر تصویر بنانے
میں کوئی غلطی ہوتی ہے تو ہزاروں آدمی
اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن اگر طبابت میں
غلطی ہو جائے تو اس کو زمین چھپا لیتی ہے۔

بانو:۔ (میز پر سے اخبار اٹھاتے ہوئے)
واجدہ سے مخاطب ہو کر۔ واجدہ۔ اسٹار ٹاکیز
میں فلم جھولا دکھلایا جا رہا ہے اور ٹکٹ ایک
روپیہ ہے۔

واجدہ:۔ (خوشی سے جس نے کبھی
سینما نہیں دیکھا تھا) تو مجھ کو صرف آٹھ آنے
صرف کرنے پڑیں گے۔

بانو:۔ (حیرت سے) یہ کیوں؟

واجدہ:۔ (جس کی ایک آنکھ نہیں تھی)

قاسم سے کہا کہ لڑکیوں کو تعلیم دلانا اچھا نہیں دیکھو یہ لڑکی ہمارے ہی سامنے کسی کے انتظار میں ہے۔

(کرسی پر بیٹھتے ہوئے) کیوں بانو بی تم کس کا انتظار کر رہی ہو۔ ابھی تم کہہ رہی تھیں کہ ابھی تک نہیں آیا۔ آخر آنے والا شخص کون ہے۔

بانو:۔ (مسکراتے ہوئے) نانی اماں وہ میرا پیارا "بنات صاحب" ہے جس کو میں بہت چاہتی ہوں۔ جب کبھی اس کے آنے میں دیر ہوتی ہے تو مجھ کو پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔

نانی:۔ (کسی غیر شخص کا نام سمجھ کر حیرت سے) "بنات صاحب" تمہارے پاس کیوں آتے ہیں؟ کیا تمہارے باوا کو معلوم ہے؟

بانو:۔ جی ہاں! وہ پہلے انھیں کے پاس جاتا ہے۔ اور اس کے بعد آپا جان کسی کے ذریعے میرے پاس اُس کو بھیج دیتے ہیں۔

نانی:۔ (غصہ سے) اس کے یہاں آنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیا تمہارے باوا کے پاس اس کا آنا کافی نہیں ہے۔

بانو:۔ (مسکراتے ہوئے) نہیں نانی اماں وہ خاص میرے واسطے آتا ہے۔ نئی نئی باتیں۔ دلچسپ قصّے سناتا ہے۔ لطیفے سُنا کر ہنساتا ہے۔ ... کیا میں اُس کو آپ کے پاس بھی بھیج دوں!۔

نانی:۔ نا بابا! خدا نہ کرے میں کاہے کو غیر مرد سے باتیں کروں۔ اس زمانے کی لڑکیوں کو پردہ کا مطلق خیال ہی نہیں میں ابھی جا کر قاسم سے کہتی ہوں کہ اس کا تم سے ملنا بند کرے

عابدہ ہاتھ میں کوئی اخبار لئے ہوئے داخل ہوتی ہے۔

بانو:۔ (شرارت سے مسکراتے ہوئے) کیوں عابدہ بنات صاحب ابھی تک نہیں آئے نانی اماں ان کا کب سے انتظار کر رہی ہیں کہ ان کی پیاری صورت کب دیکھوں۔

عابدہ:۔ واہ آپا۔ آج آپ کس خیال میں ہیں۔ گویا آپ چاہتی ہیں ۴ر۲ر تاریخ ہر مہینے دو مرتبہ آئے۔ خدا خدا کر کے آج ۲۰ر تاریخ ہوئی ہے اور بنات تو برابر ۴ر۲ر تاریخ کو آتا ہے۔

[illegible] بیٹھتے ہوئے) ہاں ماں!
[illegible] پابند ہوں کہ بنات مہینے میں دو مرتبہ
آتی ہے میں ایک ایک دن گن کر ۲ تاریخ
کا انتظار کرتی ہوں۔

نانی:- [illegible] واجدہ کیا تم بھی اس سے
واقف ہو۔ آخر وہ کاہے کو یہاں آتا ہے۔
کیا اس نے تاریخ و دن بھی مقرر کر رکھا ہے۔
انشاء اللہ میں ۲ تاریخ کو یہاں ضرور
آؤں گی اور دیکھوں گی وہ کون ذات شریف
ہیں (غصے میں اٹھ کر چلی جاتی ہے۔)

بانو: تمام وقت [illegible] واجدہ سے کہتی ہے اور
دونوں ہنسنے لگتی ہیں۔ پردہ گرتا ہے۔

تیسرا منظر

بانو بی آرام کرسی پر لیٹی ہوئی بنات کا
پرچہ پڑھ رہی ہے۔ واجدہ آہستہ آہستہ آتی
ہے اور بانو بی کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بند
کر دیتی ہے۔

بانو بی:- اے یہ کون!

واجدہ:- آہا پیاری بانو کیا تم اپنی سہیلی
واجدہ کو بھول گئیں۔ دونوں سہیلیاں خوشی
خوشی ملتی ہیں۔ واجدہ دوسری کرسی پر بیٹھ
جاتی ہے۔

بانو:- واجدہ خیریت تو ہے۔ تم اتنے
دنوں سے کیوں نہیں آئیں۔

واجدہ:- کیا کروں بانو گھر میں پریشانی
ہے۔ ابا مصوری چھوڑ کر حکیم بن گئے ہیں جس
سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔

بانو:- (حیرت سے) مصوری کیوں
چھوڑ دی؟

واجدہ:- وہ کہتے ہیں کہ اگر تصویر بنانے
میں کوئی غلطی ہوتی ہے تو ہزاروں آدمی
اعتراض کرتے ہیں لیکن اگر طبابت میں
غلطی ہو جائے تو اس کو زمین چھپا لیتی ہے۔

بانو:- (میز پر سے اخبار اٹھاتے ہوئے)
واجدہ سے مخاطب ہو کر۔ واجدہ۔ اسٹار ٹاکیز
میں فلم جھولا دکھلایا جا رہا ہے اور ٹکٹ ایک
روپیہ ہے۔

واجدہ:- (خوشی سے جس نے کبھی
سنیما نہیں دیکھا تھا) تو مجھ کو صرف آٹھ آنے
صرف کرنے پڑیں گے۔

بانو:- (حیرت سے) یہ کیوں؟

واجدہ:- (جس کی ایک آنکھ نہیں تھی)

اس لئے کہ تماشہ تو میں صرف ایک آنکھ سے دیکھوں گی۔

زبیدہ:۔ عابدہ! عابدہ! تم کہاں ہو۔ میں کتنی دیر سے کہہ رہی ہوں کہ بھاجی کو دھو کر لاؤ۔

(عابدہ بانو کے پاس سے اٹھتے ہوئے) جی اماں۔ میں بھاجی دھونے کے لئے صابون ڈھونڈھ رہی ہوں کہاں رکھا ہوا ہے۔ (جانے لگتی ہے۔)

بانو:۔ عابدہ جاتے ہوئے اوپر دیکھتی جاؤ۔ کوّے کباب نہ کھا رہے ہوں۔

عابدہ:۔ (نہایت اطمینان سے) آپا آپ خاطر جمع رکھیں میں نے تمام کباب گن کے رکھے ہیں۔ (چلی جاتی ہے) بانو یہ سُن کر ہنستی ہے۔ پردہ گرتا ہے۔

چوتھا منظر

قاسم اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے اخبار پڑھ رہے ہیں۔ ملازم کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مسٹر احمد آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ قاسم یہ نام سُن کر حیران ہوتا ہے۔ اپنے لباس پر ایک نگاہ ڈال گھڑی کی طرف دیکھتا ہے اور اپنے دل میں کہتا ہے۔۔۔ میں نے ان کو ٹھیک چار بجے کا وقت دیا تھا اور وہ ابھی سے آموجود ہوئے۔ اس سے کئی نتیجے نکل سکتے ہیں۔ ان کو وقت کی قدر نہیں۔ شادی بہت جلد کرنا چاہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ (نوکر سے) اچھا آنے دو۔ یہ حکم دے کر اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ مسٹر احمد داخل ہوتے ہیں۔ قاسم کو بتایا جا چکا تھا کہ ان کے ہونے والے داماد کی عمر ۲۴ یا ۲۵ سال کی ہو گی لیکن یہ ان کی صورت دیکھتے ہی تاڑ گئے کہ اس کی عمر ۳۵ یا ۳۶ سے کم نہیں ہے۔ چنانچہ ان کو سخت غصہ آیا مگر اس کو پی کر بولے۔ کیا تم ہی احمد حسین ہو (کرسی کی طرف اشارہ کر کے) اس پر بیٹھ جاؤ۔

احمد حسین:۔ جی ہاں میرا ہی نام احمد حسین ہے کتنے دنوں سے آپ سے ملنے کا ارادہ کر رہا تھا۔

قاسم:۔ میرے خیال میں تمہارے لئے ضروری ہے کہ وقت کی قدر کرو۔

احمد حسین:۔ (حیران سا ہو کر) میں اپنا وقت کبھی ضائع نہیں کرتا اور اپنا۔۔۔۔

تعجب ہوگا کہ ترک لڑکیاں دوسری یورپین قوموں
کی لڑکیوں سے زیادہ اچھی طرح اور زیادہ دلچسپی
سے ہوائی جہاز چلاتی ہیں ۔ ہندوستان
میں کتنی مسلمان لڑکیاں ہوا باز ہیں ؟

اس وقت ترکی کے پاس لاتعداد ماہر
ہوا باز لڑکیاں موجود ہیں جن کی وجہ سے ترکی
کی ہوائی طاقت بے حد مضبوط ہوگئی ہے ۔ ترک
لڑکیاں معمولی ہوائی جہاز اڑانے کے علاوہ
جنگی اور بمبار طیارے بھی نہایت آسانی سے
اڑاتی ہیں ۔ وہ غباروں یا ہوائی چھتریوں کے
ذریعے کودنے کی بھی ماہر ہیں ۔ وہ اپنے جسم
کے ساتھ ہلکی مشین گن باندھ کر غباروں کے
ذریعے ہوائی جہاز پر سے عین دشمن کی فوجوں
پر کود سکتی ہیں ۔ وہ بندوق اور دوسرے
ہتھیاروں سمیت دریاؤں کو تیر کر پار کر سکتی
ہیں ۔ انھیں گوریلا قسم کی لڑائی بھی نہایت
اچھی طرح لڑنا آتی ہے ۔ گوریلا لڑائی اس
لڑائی کو کہتے ہیں جہاں ایک منظم فوج باقاعدہ
دشمن پر حملہ نہیں کرتی بلکہ دس دس پندرہ
سپاہی دستے بنا کر جہاں موقعہ ملا دشمن کے
سامان پر چھاپہ مارتے ہیں اور جو ہاتھ آئے لوٹ
کھسوٹ لیتے ہیں ۔ دشمن کی رسد کے ذرائع
کو کاٹ ڈالتے ہیں ۔ ریل کی پٹریوں کو تباہ
کر دیتے ہیں وغیرہ ۔ یہ بہت خطرناک کام ہے
لیکن ترک لڑکیاں اس میں بھی اچھی طرح
ماہر ہیں ۔ ان کو فرسٹ ایڈ اور نرسنگ بہت
اعلیٰ پیمانہ پر سکھائی جاتی ہے اور ہر طالب علم
لڑکی کے لئے اس کا جاننا ضروری ہے ۔ وہ فائر
بریگیڈ یعنی آگ بجھانے والے محکمہ میں بھی کام
کرتی ہیں اور جہاں کہیں آگ لگتی ہے اسے
خود جا کر بجھاتی ہیں ۔ کلکتہ بمبئی اور دوسرے
بڑے شہروں میں رہنے والی بناتی بہنیں
جنھوں نے آگ بجھانے والے انجن دیکھے
ہیں اچھی طرح جانتی ہوں گی کہ یہ کس قدر
خطرناک اور بہادری کا کام ہے ۔ میں نے
کسی انگریزی اخبار میں کسی انگریز کا مضمون
دیکھا تھا جو اس نے ترکی سے واپس آنے کے بعد
لکھا ۔ کہ ایک روز میں اپنے کمرے میں سو رہا تھا
کہ باہر کی چیخ پکار سے میری آنکھ کھل گئی معلوم ہوا
کہ پاس کے مکان میں آگ لگ گئی ہے میں کھڑکی
میں جا کھڑا ہوا ۔ چند لمحوں میں دو انجن آئے اور
ان میں سے نوعمر لڑکیاں اتر کر بجلی کی سی تیزی

لڑکیوں کا گیت

اسلام کی دنیا میں اک شور مچا دیں گے
سوتی ہوئی بہنوں کو غفلت سے جگا دیں گے
مشرق کا سر لے کر مغرب سے ملا دیں گے
تکبیر کے نعروں سے دنیا کو ہلا دیں گے
سیکھا ہے جو کچھ ہم نے اوروں کو سکھا دینگے
بھٹکی ہوئی بہنوں کو رستہ پہ لگا دیں گے
رسمیں ہیں بری جتنی چھوڑیں گے چھڑا دیں گے
بے ہودہ عقیدوں کی بنیاد ہلا دیں گے
گو جڑ سے ہلا ڈالا ہے باد مخالف نے
ہم باغ کے مالی ہیں پودوں کو جلا دیں گے
تعلیم کی عینک سے ہر چیز کو دیکھیں گے
ہم پردے جہالت کے آنکھوں سے اٹھا دینگے
تعلیم کے چرچوں سے گھر گونج رہے ہوں گے
تم دیکھنا گھر گھر میں اسکول بنا دیں گے
دنیا نہ خفا ہوگی خالق کو منا لیں گے
پیروں پہ کھڑے ہو کر خود کام سنبھالیں گے

(مولانا ابوالاسرار رمزی)

مرسلہ عطیۃ الکبریٰ عثمانیہ جودھپور۔

کام کی باتیں

(۱) اگر شیشے کی بوتل کا منہ اس طرح بند کرنا مقصود ہو کہ ہوا نہ جا سکے تو کارک کو گرم پانی میں ڈبوئیں اور بوتل کا منہ اس سے بند کر دیں۔

(۲) اگر سردی میں ہاتھ وغیرہ پھٹ جاتے ہوں تو پیپل کا دودھ یا نرم کونپلوں کا رس ہاتھوں میں ایک دفعہ لگانے سے آرام ہو جائے گا۔

(۳) جامن کی گٹھلیوں کو شہد میں ملا کر بنائی ہوئی گولیاں منہ میں رکھ کر چوسنے سے بیٹھا ہوا گلا اور آواز کا بھاری پن دور ہو جاتا ہے اگر دیر تک استعمال کیا جائے تو دیر سے بگڑی ہوئی آواز بھی درست ہو جاتی ہے۔ زیادہ بولنے یا گانے والوں کے لئے عجیب چیز ہے

(۴) لوہے سے زنگ دور کرنا ہو تو مٹی کا تیل لگا کر پرانی اینٹ سے جو نرم ہو رگڑ دیجئے۔

مس رئیسہ اشتیاق دہلوی

میاں کٹکی

ایک گاؤں میں ایک بوڑھی عورت اپنے دو بچّوں کے ہمراہ رہتی تھی۔ ان کے پاس تھوڑی سی زمین، چند گائیں اور مرغیاں تھیں جن کے دودھ اور انڈوں پر اُن کا گزارہ تھا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب چرند پرند بھی ہماری تمہاری طرح باتیں کیا کرتے تھے اور اچھے اچھے گانے گاتے تھے۔ بڑھیا کے پاس ایک مُرغ تھا جس کا نام "میاں کٹکی" تھا۔ میاں کٹکی اتنا اچھا گاتا کہ ملک بھر میں اس جیسا کوئی نہ گا سکتا تھا بھی بڑا خوبصورت۔ اس کی سات بیویاں تھیں۔ مگر ان میں سب سے زیادہ خوبصورت عقل مند اور نرم مزاج "بی چاندنی" تھیں اور میاں کٹکی کو ان سے بے انتہا محبّت تھی۔ صبح سویرے نور کے تڑکے جب وہ دونوں مل کر خدا کی حمد گاتے تو عجب سماں بندھ جاتا۔

ایک صبح کا ذکر ہے کہ میاں کٹکی سوتے سوتے زور سے چیخنے چلّانے لگے۔ بی چاندنی نے جگا کر وجہ پوچھی تو کہنے لگے "بس بیگم، کچھ نہ پوچھو۔ میں نے بہت ڈروانا خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا ہے کہ میں باغ میں پھر رہا ہوں کہ اتنے میں کتّے کی شکل کے ایک خوفناک جانور نے آکر مجھے دبوچ لیا ہے۔ اسے دیکھ کر مارے ڈر کے میری چیخیں نکل گئیں"۔ بی چاندنی نے یہ بات سن کر سخت ناراض ہوکر اور چلّا کر کہا "کیسے بزدل مرد ہو۔ جو ایک خواب سے ڈرے جاتے ہو۔ ہم عورتیں تو ایسے مرد پسند کرتی ہیں جو بہادر اور نڈر ہوں۔ بھلا کہیں خواب بھی سچّا ہوتا ہے"۔ میاں کٹکی یہ بات سُن کر بہت شرمندہ ہوئے اور بولے بیگم تم نے سچ کہا ہے واقعی مردوں کو ڈرنے سے کیا سروکار۔ لیکن خواب کے متعلق میرا خیال ہے کہ کبھی کبھی سچّا بھی ہوتا ہے۔ اگر تم نے حضرت یوسف علیہ السّلام کا واقعہ سُنا ہوتا تو تمہارا بھی یہی خیال ہوتا"۔ اتنے میں دن چڑھ آیا اور میاں کٹکی اپنی بیگمات کو لے کر چہل قدمی کے لئے باغ میں نکل آئے۔

پھرتے پھرتے میاں لنگی نے یک لخت سر جو اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ پاس ہی کے درخت کے نیچے سے ایک لومڑی جھانک رہی ہے۔ میاں لنگی کی تو سن سے گویا جان ہی نکل گئی۔ جوں ہی انھوں نے بھاگنے کی کوشش کی لومڑی ہنس کر بولی۔ اے ہے بیٹا! تم نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں تو تمہارے ابا اور امی کی بہت گہری دوست ہوں۔ تمہارے ابا اللہ بخشے ایسا اچھا گایا کرتے تھے کہ کوئی پہروں سنا کرے۔ ان کی عادت تھی کہ گاتے وقت دونوں آنکھیں بند کر لیا کرتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ تم بھی ویسا ہی اچھا گاتے ہوگے۔ بھلا سناؤ تو سہی۔"

میاں لنگی اپنے والد بزرگوار کی تعریف سن کر پھولے نہ سمائے اور فوراً دونوں آنکھیں بند کر کے الاپنا شروع کر دیا۔ لومڑی نے دوڑ کر انھیں گردن سے پکڑ لیا اور اپنے گھر کی طرف بھاگ گئی۔ جوں ہی میاں لنگی کی بیگمات نے یہ نظارہ دیکھا وہ زور زور سے رونے اور بین کرنے لگیں۔ بڑھیا اور اس کے بچے ان کی آواز سن کر باہر نکل آئے اور دیکھا کہ میاں لنگی کو لومڑی اٹھائے لئے جا رہی ہے۔ وہ شور مچاتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑے۔ بے چارے لنگی کا دم گھٹ رہا تھا۔ اتنے میں اسے ایک ترکیب سوجھی اور وہ بڑی مشکل سے بولا "خالہ جان! اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو ان پیچھے آنے والوں کو ڈانٹ بتاتا اور کہتا کہ نادانو بھاگ جاؤ۔ تم مجھے ہرگز نہیں پکڑ سکتے یہ مرغ اب میرے قابو میں ہے۔ جب میرا جی چاہے گا کھا لوں گی"۔ لومڑی کو یہ بات پسند آئی اور جوں ہی اس نے یہ کہنے کے لئے منہ کھولا میاں لنگی اس کے منہ سے چھوٹ گئے اور اڑان بھر کر قریب کے درخت پر جا بیٹھے۔ لومڑی یہ دیکھ کر بہت سٹ پٹائی۔ پھر مسکرا کر بولی "واہ میاں واہ تم نے مجھ پر ناحق شک کیا میں نے تو یوں ہی مذاق کے طور پر تمہیں پکڑا تھا۔ لو اب آؤ اور میرے ساتھ چلو تاکہ میں تمہاری جی بھر کر تواضع کر سکوں"۔ یہ سن کر میاں لنگی ہنس پڑے اور بولے۔ "بخشو بی بلی چوہا لنڈورا ہی بھلا۔ اب میں آپ کے دھوکے میں نہیں آنے کا۔

(ترجمہ) مسلمہ از لاہور

قاسم:۔(بات کاٹ کر) اچھا رہنے دو ہاں یہ بتاؤ کہ تمہارے والد کیا کام کرتے ہیں۔

احمد حسین:۔(حیران ہو کر) قاسم کا منہ دیکھنے لگتے ہیں۔ میرے والد وکیل ہیں۔

قاسم:۔ اور تمہاری عمر میرے خیال میں ۳۵ یا ۳۶ سال کی ہوگی۔

احمد حسین:۔ جی ہاں۔

قاسم:۔ تو گویا مجھ کو غلط بتائی گئی ہے۔

احمد حسین:۔ ان باتوں کو جانے دیجئے تھوڑی سی رقم ہے اس کے لئے آپ ناحق وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اگر آپ آج نہ دیں گے تو مجھ کو رپوٹ کرنی پڑے گی۔

قاسم:۔(غصہ سے) میری رپوٹ اور تم کرو گے۔ احمد حسین کو گردن سے پکڑ کر۔ کیوں جی ہم پر یہ الزام کیسا؟

احمد حسین:۔ دیکھئے آپ سرکاری نوکر کی توہین کر کے دوسرا جرم کر رہے ہیں۔

قاسم:۔ کروں پولس کے حوالے اسی شیخی پر شادی کرتے ہو۔

احمد حسین:۔ مگر میری شادی تو ہو چکی اور میں اولاد والا ہوں۔

قاسم:۔(بچارے احمد کو فرش پر گرا کر اور گلہ دبا کر) بے شرم۔ دغا باز۔ بے حیا۔ اس قدر سخت فریب پہلے شادی ہو چکی ہے۔ اس پر دوسری شادی کرتے ہو۔

احمد حسین:۔ میں نے کبھی شادی کا نام تک نہیں لیا۔ میں تو کمیٹی کا ملازم ہوں اور ٹیکس وصول کرنے آیا ہوں۔

قاسم:۔ شرمندگی سے اسے چھوڑ کر اچھا تو یہ دھوکا ہوا ہے۔ آپ کل آ کر ٹیکس لے جائیے۔

اسی وقت گھڑی نے چار بجائے اور ملازم کمرے میں آ کر ملاقاتی کارڈ دیتا ہے جس پر لکھا ہوتا ہے۔

مسٹر احمد حسین۔ یم بی بی اس۔

پردہ گرتا ہے۔

اشرف النساء۔ مدراس

چچا کا چل چلاؤ

چچا کی چوتھی

آج چچا چھکن کی چوتھی چراغ بلڈنگ میں رچائی جائے گی۔ چچا نے چار بجے سے ہی چیخم چاخ مچا دی۔ غسل کر کے چینی ریشم کی چار خانے دار قمیص پہنی اور چوڑی چپت پاجامہ چڑھایا۔ سر پر چچا تارے کی چوگوشہ ٹوپی پہنی اور چانما سلک کی اچکن پہنی بالوں میں چنبیلی کا تیل ڈالا اور پاؤں میں چمڑے کا چرمر کرتا ہوا چمکدار جوتا پہنا۔ چھوٹے چچا چھبن اور چار دوستوں کو لے کر چاندنی چوک کا چکر لگاتے ہوئے چھ بجے چراغ بلڈنگ پہونچے۔ چاندنی چھٹکی ہوئی تھی چودھری صاحب کے چھوٹے بچوں نے چچا کو چمن میں بٹھایا۔ چچا جیب میں سے چلغوزے چھیل چھیل کر چبا رہے تھے۔ اتنے میں اندر سے چینی کے برتنوں میں چچا کے لئے چائے آئی چیڑ کی میز پر چھالٹین کا میز پوش بچھا کر چائے کے برتن چنے گئے۔ چچا نے چائے دانی سے چا کی پیالی میں چائے انڈیلی اور چائے کی چسکی لگاتے ہی چکرا گئے۔ کیونکہ چائے میں بجائے چینی کے نمک پڑا تھا۔ پیالی کو میز پر رکھ کر چمچہ سے چم چم مٹھائی چکھی لیکن چوندھیا گئے کیونکہ اس میں بھی مرچ پڑی تھی۔ چاروں دوست اور چودھری صاحب کے لڑکے ہنستے ہنستے چیخنے سے لگے۔ چچا نے منہ پونچھا تھوڑی دیر میں چچا اور چھوٹے چچا اندر پہونچے بیچ کے کمرے میں چاندنی پر چچا کی چچی بیٹھی تھیں ان کی چھوٹی بیٹی کی آج چوتھی تھی چندا بی اچھی لڑکی تھی چچا کو آئے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ان کی دولہن چچا زاد بہن چندا بی کی چھوٹی بہنیں آئیں اور چچا کو لے چلیں۔ چلتے چلتے چچا صحن میں پہونچے۔ دوسری طرف صحنچی میں چوکور چبوترے پر چادریں اور ان کے اوپر چاندنی بچھی تھی۔ وہیں دو چار کشتیوں میں چاول کی بریانی پلاؤ اور چند اچھے اچھے کھانے چنے ہوئے تھے۔ چچا کی

چچیری بہنوں نے چچا کو ایک چوکور چوڑی چارپائی
پر جس پر دسترخوان بچھا تھا بٹھایا۔ چچا اور چھوٹے
چچا جیسے ہی بیٹھے چارپائی ٹوٹ گئی۔ اس کے
نیچے ایک گڑھا تھا چچا اس میں گر پڑے۔ اوپر
سے چچا چھبن بھی گرے۔ چاروں طرف چنچل
چچیری بہنیں کھڑی ہنس رہی تھیں۔ چچا نے
لاکھ ہاتھ پاؤں چلائے لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔ اتنے
میں چچی جو صحنچی میں چلی جا رہی تھیں چلتے چلاتے
اِدھر آئیں۔ یہ تماشہ دیکھ کر چلائیں۔ اری
چڑیلوں کیوں جھکن کو چھیڑ رہی ہو؟ چاروں
چچی کو دیکھتے ہی رفوچکر ہوئیں چچی نے دونوں
کو چھٹکارا دلایا۔ اب چچا نے جوتا دیکھا تو غائب
چچی نے کہا۔ ان ہی چلبلیوں کی شرارت ہے
چچیری بہنوں نے کہا کہ ہمیں جوتا چرائی دو۔
چچا نے بڑی چوں چرا کی مگر چھ روپیہ نکال کر
دے دئے تب جوتا ملا۔ آٹھ بج چکے تھے
سب نے کھانا کھایا اور چوتھی کھیلنے کے لئے
صحن میں پہونچے۔ وہاں ٹوکروں میں چکوترے
چچینڈے۔ چقندر اور چھوہارے رکھے تھے۔
چچا کے جاتے ہی چچینڈوں اور چقندروں کی
بارش ہونے لگی چچیری بہنوں اور بھائیوں
نے خوب مارا۔ چچا چکرا گئے۔ غرض چار گھنٹے
تک وہ دھما چوکڑی مچی کہ نوکر چاکر بھی چلا پڑے
پھر چندابی کو چوتھی کا جوڑا پہنایا گیا۔ اور چچا
بڑے خوش ہوئے کہ چلو چھٹی ہوئی۔ اب
جلدی سے گھر پہونچ جائیں گے۔ مگر چوتھی کھیلنے
سے چکنا چور ہو چکے تھے۔ اور چھٹی کا دودھ یاد
آگیا۔ خیر دروازہ پر پہونچے تو پھر چاروں لڑکیاں
آپہونچیں اور چمپا چنبیلی کے پھولوں کی چھڑیاں
چلانا شروع کر دیں۔ چچا چاہتے تھے چھین کر
توڑ ڈالیں لیکن کچھ بس نہ چلا۔ تھوڑی دیر بعد
انھوں نے حق مانگا۔ چچا چڑ گئے اور چلا پڑے
چلو چلو ہو چکا ایک تو چھڑیاں چلائیں اس پر
حق مانگتی ہیں۔ مگر وہ چوکھٹ روک کر کھڑی
ہو گئیں۔ ناچار چودہ روپیہ چاروں بہنوں
اور چاروں بھائیوں کے حوالے کئے۔ اتنے میں
چھدّو چھوکرا چاندی کی تھالی میں چاندی کے
ورق لگے ہوئے پان لایا۔ چچا نے جلدی سے
پان منہ میں رکھ لیا۔ مگر چباتے ہی مرچیں لگ
گئیں۔ اس میں چھالیہ کے بجائے کالی مرچیں
اور چونہ کے بجائے نمک تھا۔ چچا نے پان تھوکا
اور چیختے چلاتے چندابی کو لے کر چل دئے۔ ناز شاہجہانپوری

مامون الرشید اور ایک بڑھیا

اک روز ایک بڑھیا ÷ گھر سے ہوئی روانا
گھر بادشہ کے پہونچی ÷ تھی بات کی وہ پکّی
مامون سے جاکے بولی ÷ آئی ہوں لے کے عرضی
ظالم نے آہ میری ÷ کل جائداد لے لی
ہے فکر، عمر میری ÷ ہوگی بسر یہ کیسی
تھی میرا یہ سہارا ÷ اب رحم ہو خدارا

مامون اس سے بولا ÷ اے نیک بخت بڑھیا!
کس نے ستم یہ ڈھایا ÷ کس نے تمہیں ستایا

بڑھیا غریب بولی ÷ اپنی زبان کھولی
عبّاس تیرا بیٹا ÷ کرتا ہے ظلم ایسا

عبّاس شاہزادے ÷ تھے پاس اُن کے بیٹھے

مامون ان پہ بگڑے ÷ تیور بدل کے بولے
شہزادے جلد اٹھو ÷ مجرم ہو تم کھڑے ہو
اور دو بیان اپنا ÷ یہ ظلم کیوں کیا تھا
بے خوف ہو کے کہنا ÷ خاموش تم نہ رہنا

عبّاس تب ادب سے ÷ بولے حضور میرے!
بڑھیا نے جو کہا ہے ÷ وہ حق ہے اور بجا ہے
جو چاہے وہ سزا دو ÷ انکار کب ہے مجھکو

بڑھیا بڑی نڈر تھی ÷ ہرگز ڈری نہ جھجکی
سُن کر وزیر بولا ÷ حد سے نہ بڑھ تو بڑھیا
مامون سُن کے بولا ÷ روکو نہ اس کو بے جا
حق بات کا اثر ہے ÷ جو اس قدر نڈر ہے
پھر بادشہ نے اپنا ÷ یہ فیصلہ سُنایا
کل جائداد اس کی ÷ واپس کرے وہ جلدی

بیٹے کو کی نصیحت ÷ کرنا نہ اب شرارت
ہرگز کسی کو ایذا ÷ دینا نہ میرے بیٹا

(حاجی) جوہر چاندوڑی

نرالے جوابات

پرشیا کے بادشاہ کے پاس ایک پلٹن
ی جس سے بادشاہ کو بہت دلچسپی تھی۔
ب کبھی کوئی نیا سپاہی پلٹن میں ملازم
تا تو بادشاہ اس سے تین سوال کرتا۔ پہلا
وال یہ ہوتا کہ تمہاری عمر کیا ہے؟ دوسرا
کتنے عرصہ سے اس پلٹن میں ملازم ہو؟
برا سوال یہ ہوتا تھا کہ کیا تم کو پلٹن کے
انے اور رہنے کا آرام ہے؟۔

اتفاق سے ایک فرانسیسی جو پرشیا
ی زبان سے بالکل ناواقف تھا اس پلٹن
ں بھرتی ہوگیا۔ پلٹن کے افسروں نے اس
خص کو وہ تینوں سوالات اور ان کے جواب
ی بتادیئے۔ فرانسیسی سپاہی نے وہ
نوں سوال مع جوابوں کے خوب اچھی طرح
ے یاد کرلئے۔

ایک دن بادشاہ پلٹن کے ملاحظہ کے
اسطے گیا اور اس نئے شخص کو دیکھ کر سوال
ا "میں نے تم کو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ تم کتنے
دنوں سے میری خدمت میں ہو؟" فرانسیسی
نے جواب دیا "تیس سال"۔ بادشاہ نے
حیران ہوکر پوچھا "تو پھر تمہاری عمر کیا ہے؟"
سپاہی نے جواب دیا "تین ہفتے"۔ بادشاہ
کو بڑا غصہ آیا اور اس نے تیز آواز سے کہا۔
"کیا تم دیوانے ہوگئے ہو یا میں"۔ سپاہی
نے گھبرا کر جواب دیا "دونوں"۔ اس پر بادشاہ
کو اور بھی غصہ آیا اور اس نے اس سپاہی کو
اپنی پلٹن سے خارج کردیا۔ اس ساری غلط
فہمی کی وجہ یہ تھی کہ ایک نئی زبان کے الفاظ
کو سمجھ کر یاد کرنے کے بجائے اس نے طوطے
کی طرح رٹ لئے تھے۔ اور امتحان کے
وقت وہ گھبرا گیا۔

بچو! تم نے دیکھا کہ بغیر سمجھے کسی چیز کے
حفظ کرنے میں کتنا بڑا نقصان ہے۔

(ترجمہ از انگریزی)

زہرا احمد علیخاں۔ آستانہ

ریڈیم

دنیا کی سب سے زیادہ قیمتی چیز ریڈیم ہے۔ جسے پروفیسر اور میڈیم کیوری نے ۱۸۹۸ء میں دریافت کیا۔ چونکہ بیسویں صدی تک اس کے مختلف خواص بتدریج معلوم ہوتے گئے اس لئے اسے اسی صدی سے منسوب کرنا زیادہ مناسب ہے۔ زیکوسلواکیا ۔وسط افریقہ۔ آسٹریلیا اور پرتگال میں بعض خام معدنیات کے اجزا سے ریڈیم حاصل ہوتے ہیں۔ اور چھ ٹن یا ۱۶۵ من خام دھات میں سے صرف ایک گرام ریڈیم نکل سکتا ہے لیکن پھر بھی اس قیمتی شے کی برآمدگی کو غنیمت سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک شیشے کی نلی میں رکھا جاتا ہے جس کے اندر کی جانب ایک باریک سا شیشہ کا پردہ ہوتا ہے۔ شیشہ سیر بین والا ہوتا ہے۔ اور اس کے اندر آلپین کے سرے کی برابر ایک مدھم پیلی روشنی ہوتی ہے۔ یہ ہے لاکھوں روپیہ کی قیمت کی حقیقت۔ تاریکی میں یہ روشنی بہت تیز ہو جاتی ہے اور دور سے دکھائی دیتی ہے۔

کہتے ہیں کہ ریڈیم کو انسانی درد کے دور کرنے کے لئے پچاس نسلوں تک کام میں لایا جا سکتا ہے۔ اس زبردست قوت سے انسانی زندگی میں کس قدر انقلاب ہو سکتا ہے۔ قیاس کرنے کی بات ہے۔ اس وقت تک تمام اطبا اور حفظان صحت کے ماہرین سرطان کے مریض کو لاعلاج کہتے ہیں۔ اور اس سے شفا پانی تقریباً لاعلاج سمجھی گئی ہے لیکن ریڈیم کے ماہرین نے بالآخر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ریڈیم کے ذریعہ اس مرض کو دور کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تک بھی یہ آزمایا گیا ہے کہ "لو ورود" میں ریڈیم کی کانوں میں کام کرنے والے مزدور عموماً نہایت تندرست رہتے ہیں۔ اس دریافت کے بعد ماہرین نے ریڈیم کی گولیاں تیار کیں جن کا استعمال عمر رسیدہ اور ضعیفوں کے لئے نہایت مفید اور صحت بخش ثابت ہوا۔

محمود علی۔ حیدرآباد دکن

حسابی معمّے

(سوچے ہوئے اعداد بتانے کا طریقہ)

(۱) کسی سہیلی سے کہو کہ وہ کوئی سا
ہندسہ سوچ لے۔ سوچے ہوئے ہندسہ
کو دوگنا کر کے چار جمع کر لے۔ اب ان اعداد
کو پانچ سے ضرب دے۔ پھر اس میں بارہ
جمع کر لے اور اس حاصل جمع کو دس سے
ضرب دے۔ اس کے بعد اس سے حاصل
ضرب پوچھو۔ جب وہ بتائے تو اس میں سے
۳۲۰ گھٹا دو۔ اس کے بعد جو عدد بچے
وہی اس کا سوچا ہوا عدد ہوگا۔
مثلاً سوچا ہوا ہندسہ ۶ ہے۔ اس کو دگنا کیا
ر ۵ ہوئے۔ ۴ جمع کئے ۱۶ ہوئے۔ پانچ
سے ضرب دیا ۸۰ حاصل ضرب آئے۔ اب
اس میں ۱۲ جمع کیا ۹۲ ہوئے۔ اس کو
پھر دس سے ضرب دیا جائے ۹۲۰ ہوئے
اب ۹۲۰ میں سے ۳۲۰ گھٹا دو تو ۶۰
بچ رہے۔ اس میں دو صفر چھوڑ دو۔ چھ
سوچا ہوا ہندسہ باقی رہے گا۔ جو بالکل صحیح
ہے۔ ہاں یہ خیال رہے کہ جمع ضرب میں کوئی
غلطی نہ ہو اور ہر حال میں آخری رقم میں سے
۳۲۰ وضع کر لو۔ حساب صحیح آئے گا۔ اور
تمہاری سہیلی یہ سن کر بہت اچنبھے میں پڑ
جائے گی۔

(۲) سوچا ہوا ہندسہ بتانے کا یہ دوسرا
طریقہ بہت آسان اور دلچسپ ہے۔ مثلاً
۶ سوچا گیا۔ اس میں ایک جمع کیا۔ ۷ کو ۳
سے ضرب دیا ۲۱ ہوئے۔ پھر اس میں ایک
ملایا ۲۲ ہوئے۔ اب ان عددوں میں سوچا
ہوا نمبر ملاؤ۔ ۲۸ ہوئے۔ اب اس میں
سے ۴ گھٹا دو۔ ۲۴ رہے۔ انھیں ۴ سے
تقسیم کیا تو ۶ آئے۔ یہ ہی اس کا سوچا
ہوا ہندسہ ہے۔ اس کا قاعدہ یہ ہے
کہ ہر حال میں ۴ وضع کر کے ۴ سے تقسیم
کیا جائے۔ تو بالکل ٹھیک جواب آئے
گا۔ اور سوچنے والا متحیر ہوگا۔

(۳) مثال نمبر ۳ کا سوچا ہوا ہندسہ
بتانے کا طریقہ بھی بالکل آسان ہے۔ جس کی
مثال حسب ذیل ہے۔ مثلاً کسی نے نمبر ۶
سوچا۔ اس کو فریق ثانی سے ۳ سے ضرب
دلاؤ تو ۱۸ ہوئے۔ اس میں ایک ملانے سے
۱۹ ہوئے۔ پھر اس کو ۳ سے ضرب دلواؤ۔
۵۷ ہوئے۔ اس میں پھر اس کا سوچا ہوا
نمبر جمع کراؤ۔ ۶۳ ہوئے۔ تین چھوڑ کر اس کا
اگلا نمبر ۶۔ اس کا سوچا ہوا ہوگا۔ فریق ثانی
سے مندرجہ بالا حساب کر چکنے کے بعد اس سے
آخری میزان دریافت کی جائے۔ اس کا
پچھلا نمبر ۳ چھوڑ کر اگلا جو رہے گا۔ وہی فریق
ثانی کا سوچا ہوا نمبر ہوگا۔ جو بالکل ٹھیک ہوتا
ہے۔ کیونکہ اس حساب میں ہمیشہ ۳ لازماً
آتا ہے۔ اس لئے یہ چھوڑ کر اگلا بتانا
چاہیئے۔

(۴) کسی سے کہا جائے کہ کوئی ہندسہ
سوچ لے۔ اور اس کو اپنی پسند سے ضرب
دے لے۔ جب وہ ضرب دے لے تو
اس سے کہا جائے کہ اس نے پیشتر جو ہندسہ
سوچا تھا اس میں سے ایک نکال کر اس
ہندسہ کو بھی اپنی پسند سے ضرب دے لے
جب وہ یہ بھی کر چکے تو اس سے کہا جائے کہ
پہلے کے ہندسہ اور اب کے ہندسہ کا درمیانی
فرق بتلائے۔ اس کے بتلانے پر اس میں
اپنی طرف سے ایک جمع کر کے اس کو ½
آدھا کیا جائے۔ جو جواب آئے وہی فریق
ثانی کا سوچا ہوا نمبر ہوگا۔ آسانی کے لئے
اس کی مثال حسب ذیل ہے۔

مثلاً کسی کا سوچا ہوا نمبر ۶ ہے۔
اس نے اس کو ۶ سے ضرب دیا ۳۶ ہوئے
پھر سوچے ہوئے نمبر سے ایک نکالنے پر
۵ ہوئے۔ اس ۵ کو اس نے ۵ سے ضرب
دیا ۲۵ ہوئے۔ اس کا درمیانی فرق جو
بتایا گیا۔ ۱۱۔ تھا۔ یعنی ۳۶۔ اور ۲۵ کا
درمیانی فرق ۱۱ ہوگا۔ اب اس ۱۱ میں تم
ایک جمع کر لو۔ ۱۲ ہونے پر اس کا آدھا
۶ ہوگا۔ جو فریق ثانی کا سوچا ہوا نمبر ہے۔
پر فریق ثانی کو یہ نہ معلوم ہونے دیا جائے کہ
آپ نے اس میں ایک جمع کر کے اس کو آدھا کیا
اس طرح اس کو سوچا ہوا نمبر بتا کر متحیر کیجئے۔

(باقی باقی) ب۔ن۔ آمنہ ابراہیم

شلوار کی بیل
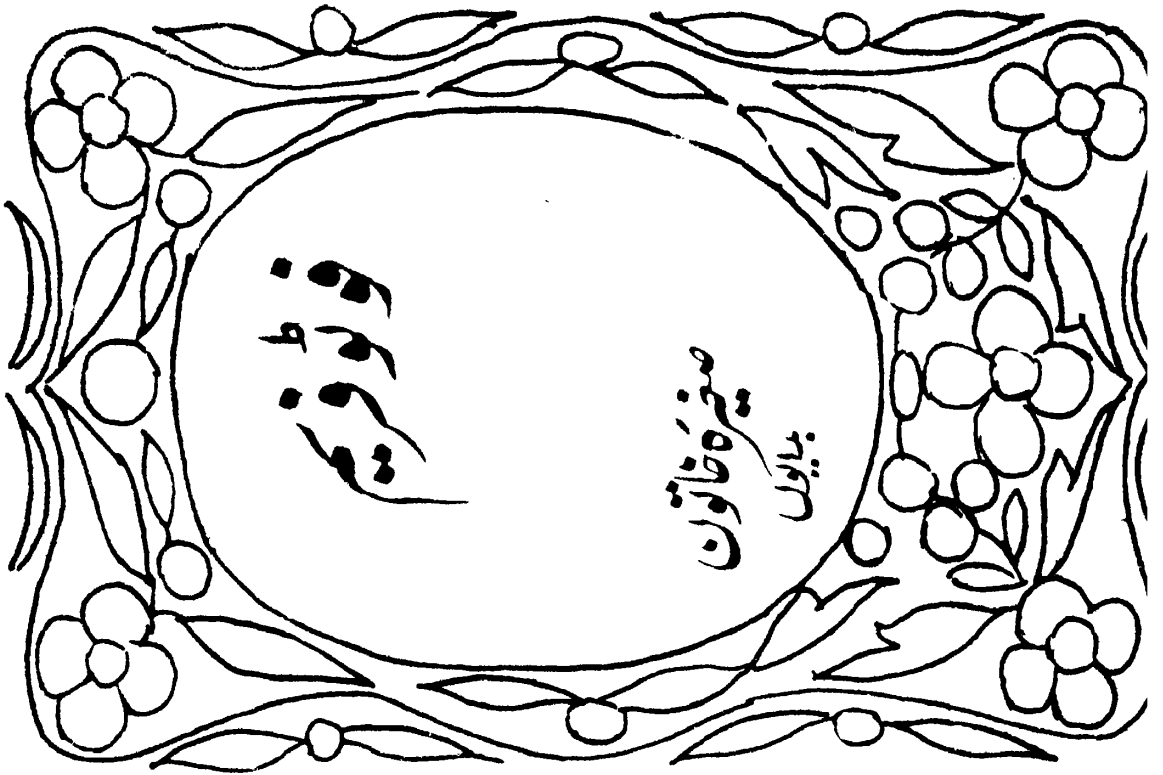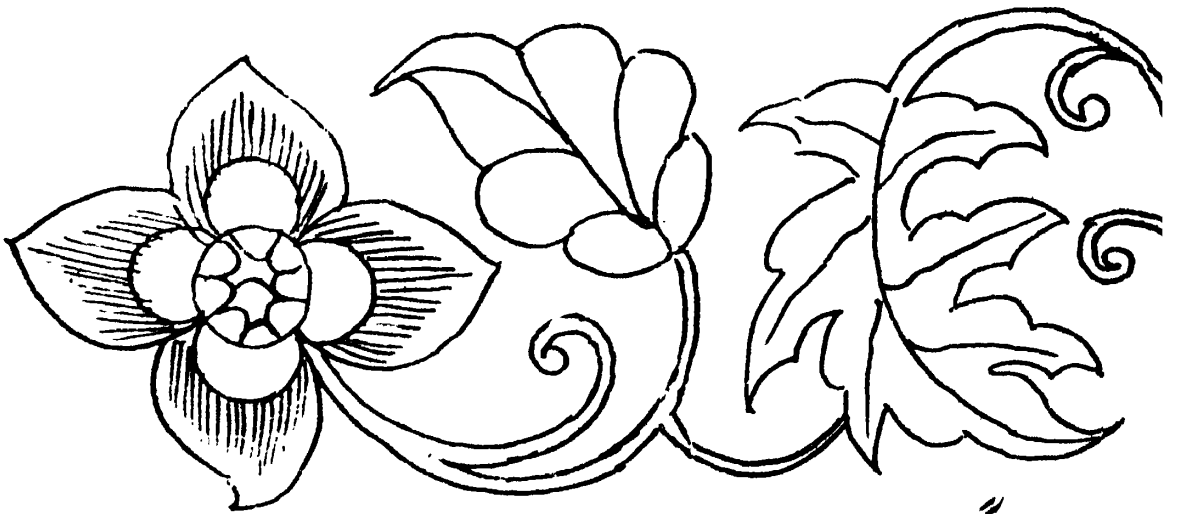
حسب پسند رنگوں سے کاڑھیے۔

حمیدہ خاتون۔ بہرائچ

(۳) مثال نمبر ۳ کا سو...

بتلانے کا طریقہ بھی بالکل آسان

مثال حسب ذیل ہے۔

سوچا۔ اس کو ذریق ثانی ...

دلاؤ تو ۱۰۸ ... کا چندہ

... خریداری نمبر لکھ کر روانہ فرمائیے

اور رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو ۲۰ جون تک اطلاع دیجیے۔ اگر منی آرڈر یا انکاری اطلاع نہ آئی تو اسکے معنی یہ ہیں کہ آپ وی پی کا انتظار کر رہی ہیں لہذا جون کا پرچہ وی پی حاضر ہوگا ہمیں امید ہے کہ آپ اسے ضرور وصول کر لیں گی۔

۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲

۲۰۴-۲۹۴-۳۷۲-۴۸۵-۵۷۸-۵۸۰-

۵۹۲-۶۲۶-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۴-۹۴۸-۹۵۵-

۹۵۸-۹۷۲-۱۳۱۹-۱۳۴۲-۱۳۵۰-۱۴۹۲-

۱۶۲۰-۱۶۶۴-۱۷۴۵-۱۸۵۶-۱۸۶۳-۱۸۶۸-

۱۸۷۰-۱۸۷۸-۱۸۸۵-۱۹۷۱-۲۱۴۹-۲۲۷۸-

۲۲۸۷-۲۳۱۶-۲۳۲۲-۲۳۲۶-۲۳۳۱-۲۳۳۳-

۲۳۳۴-۲۳۶۶-۲۳۶۸-۲۳۷۱-۲۴۰۸-

۲۸۲۹-۲۸۴۳-۲۸۵۵-۲۸۵۸-۲۸۶۰-

۲۸۰۲-۲۸۶۴-۲۸۷۲-۲۸۷۴-۲۸۸۳-۲۸۸۴-

۲۸۸۸-۲۸۹۶-۲۸۹۹-۲۹۰۴-۲۹۱۲-۲۹۸۴-

۳۱۷۵-۳۲۲۰-۳۲۶۴-۳۲۶۶-۳۲۷۶-

۳۲۸۷-۳۲۸۸-۳۲۹۰-۳۲۹۷-۳۲۹۹-

۳۳۰۰-۳۳۰۱-۳۳۰۵-۳۳۰۶-۳۳۱۰-

۳۳۴۲-۳۴-

۳۶۶۴-۳۶۷۷-۳۶۷۸-

۳۶۹۰-۳۶۹۳-۳۶۹۴-

۳۶۹۵-۳۶۹۶-۳۶۹۷-۳۶۹۸-۳۷۰۰-

۳۷۰۵-۳۷۰۶-۳۷۰۷-۳۷۰۸-۳۷۰۹-

۳۷۱۰-۳۷۱۱-۳۷۱۳-۳۷۱۴-۳۷۱۶-

۳۷۱۷-۳۷۱۹-۳۷۲۰-۳۷۲۱-۳۷۲۴-

۳۷۲۸-۳۷۳۱-۳۷۳۲-۳۷۳۳-۳۷۳۹-

۳۷۴۰-۳۷۴۱-۳۷۴۲-۳۷۴۶-۳۷۴۷-

۳۸۹۳-(۹۱۲۴)-۴۰۶۰-

منیجر

ایڈیٹر - رازق الخیری

اس پرچہ میں جس قدر مضامین شائع ہو رہے ہیں ان کے حقوق بحق بنات محفوظ ہیں

چندہ سالانہ پیشگی مع محصولڈاک
بذریعہ منی آرڈر ڈیڑھ روپیہ
بذریعہ وی پی ایک روپیہ بارہ آنے

اس پرچہ میں جس قدر مضامین شائع ہوتے ہیں ان کے حقوق بحق بنات محفوظ ہیں

ایڈیٹر - رازق الخیری

چندہ سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک
بذریعہ منی آرڈر ڈیڑھ روپیہ
بذریعہ وی پی ایک روپیہ بارہ آنے

بچیوں کا سب سے پرانا ماہوار رسالہ

بنات (یعنی بچیاں)

بنات ہندوستان کے مختلف
محکمات تعلیم مثلاً یوپی
سی پی، برار، پنجاب، بہار، دہلی
سرحد کی طرف سے مدرسوں
کے سرکاری طور پر منظور ہے

بنات کا سالانہ چندہ
بذریعہ وی پی صرف ۔ ۱۲؍
غیر ملکوں سے چار شلنگ
مستقل خریدار کو سالگرہ نمبر
مفت ملتا ہے

پندرھواں سال ۱۵ | فہرست مضامین بابت ماہ جون ۱۹۴۲ء | جلد ۲۹ نمبر ۳

پوتی کا خط

از

مصوّرِ غم حضرت علّامہ راشد الخیری رحمتہ اللہ علیہ

بڑی دادی اماں صاحب کو لونڈی کا آداب۔ آج صبح منجھلے ماموں جان حیدر آباد جاتے ہوئے دو گھنٹہ کے لئے یہاں بھی ٹھیرے۔ میرا حصّہ مجھ کو دیا۔ اور اماں جان کا اماں جان کو۔ آپ نے جس محبّت اور شفقت سے تکلیف اٹھا کر یہ چیزیں مجھ کو بھیجیں۔ میرا منہ نہیں کہ شکریہ ادا کر سکوں۔ دادی اماں نماز کے بعد دعا مانگتی ہوں کہ خدا آپ کا سایہ ہمارے سر پر سلامت رکھے۔ ہماری ددھیال تو آپ ہی کے دم سے ہے۔ خدا اس دم کو رہتی دنیا تک رکھے۔ اور آپ جیسی چاہنے والی دادی قیامت تک زندہ رہیں۔ دیکھئے۔ وہ کون سا مبارک دن ہوتا ہے کہ میں اپنی دادی جان کو جھک کر آداب کروں۔ اور دادی جان مجھے کلیجے سے لگائیں۔ میں نے آپ کے دو حرف سر پر رکھے۔ آنکھوں سے لگائے اور عمر بھر پاس رکھوں گی۔ دادی اماں اپنے بزرگ کہاں نصیب ہوتے ہیں۔ آپ کی بیماری کا حال سن کر سخت رنج ہوا۔ اللہ ہماری طرف دیکھے اور آپ کو تندرست کر دے۔ پر نہیں جو اُڑ کر آؤں۔ اور اپنی دادی اماں کے پاؤں دباؤں۔ دیکھئے ابا جان کو چھٹی کب ملتی ہے۔ آج کل کرتے چھ مہینے تو ہو گئے۔ ملے یا نہ ملے۔ میں تو منجھلے ماموں جان کے ساتھ لوٹتی دفعہ آجاؤں گی۔ اماں جان جب چاہیں آئیں۔

(از لڑکیوں کی انشاء)

دُعائیہ گیت

حمد کے لائق ہے تیری پاک ذات ✤ سجدہ کرتی ہے تجھے سب کائنات
جس سے تو نے گُم کہا وہ کھو گیا ✤ جس سے تو نے کُن کہا وہ ہو گیا
دست بستہ ہم کھڑے ہیں بے ریا ✤ ہم سے معصوموں کی سُن لے تو دُعا
تیرے در کے ہیں بھکاری اے خدا ✤ کس کے آگے ہاتھ پھیلائیں بتا
اور اپنا کون ہے تیرے سوا ✤ علم کی دولت ہمیں تو کر عطا

سو ادب سے لائے ہیں اک التجا
اک التجا سے پائیں ہم سو مدعا

(مرسلہ عطیۃ الکبریٰ۔ جودھپور)　　(مولانا) ابوالاسرار رمزی

دُعا

اے خدا علم کی محبّت دے ✤ مجھ کو سچ بولنے کی عادت دے
جب بھی بولوں زباں سے سچ نکلے ✤ جھوٹ سے دل ہمیشہ بچ نکلے
نیکی کرنا ہی کام ہو میرا ✤ بیٹھتے اُٹھتے نام لوں تیرا
تڑکے تڑکے صُبح جاگوں میں ✤ سُستی غفلت سے دُور بھاگوں میں
نہ کسی سے حسد نہ ہو کینہ ✤ مثلِ آئینہ صاف ہو سینہ
جان داروں پہ میں کروں شفقت ✤ اور ماں باپ کی کروں خدمت

جو ہو۔ ناکام اس کے کام آؤں
بھولے بھٹکے کو راہ دکھلاؤں

عصمت اقبال

بھوت کی اصلیت

(۱)

عبدالحمید خاں اور رام لال ایک دوسرے کے جاں نثار اور بے لوث دوست تھے۔ عبدالحمید خاں پولیس انسپکٹر تھے۔ اور لالہ رام لال کا شمار شہر کے رئیسوں میں تھا ان کے متعدد ذاتی کارخانے چل رہے تھے۔

ایک دن خاں صاحب لالہ رام سے ملنے کو ان کے مکان پر گئے تو معلوم ہوا کہ لالہ جی کسی کام سے کشمیر گئے ہوئے ہیں۔ خاں صاحب واپس جانے کا ارادہ کر رہے تھے کہ رامو دوڑ کر آیا اور کہنے لگا کہ "حضور پان تو کھاتے جائیے"۔ رامو لالہ جی کا بہت معتبر ملازم تھا اور جب کبھی انسپکٹر صاحب آتے تھے تو یہ دوڑ کر ان کی خدمت کیا کرتا تھا۔ لہٰذا اس کے کہنے سے خاں صاحب لالہ جی کے کمرۂ نشست میں بیٹھ گئے اور رامو پان لانے کے لئے اندر گیا۔

(۲)

رجنی:۔ بھیا، ماتا جی کو وہ پیپل والا بھوت کل پھر دکھائی دیا اور بوا جی کہہ رہی تھیں کہ ہم نے بھی دیکھا ہے۔

موہن:۔ ہاں، رجنی، ایک دن میں نے بھی دیکھا تھا۔ میں ماتا جی کے ساتھ دالان میں تھا۔ اس کے لمبے لمبے دانت دیکھ کر مجھے بہت ڈر لگا۔ ماتا جی جلدی سے مجھے اندر لے آئیں۔ فوراً میں بستر میں گھس گیا۔ بس پھر مجھے نہیں معلوم کیا ہوا۔

انسپکٹر صاحب نے دونوں بچوں کو آواز دی اور پیار سے اپنے پاس بٹھا کر سمجھانے لگے۔ کہ اکثر لوگ ویسے ہی ڈر جاتے ہیں بھوت کی کچھ حقیقت نہیں۔ اتنے میں رامو پان لے کر آیا۔ خاں صاحب پان کھا کر رخصت ہو گئے۔

(۳)

اس دن رات کو عبدالحمید خاں صاحب دیر تک کروٹیں بدلتے رہے۔ خیالات کا ایسا سلسلہ بندھا کہ گھنٹوں نیند نہیں آئی

پچھ سوچ کر وہ پلنگ سے اٹھے۔ کپڑے
ے۔ ٹارچ اور پستول جیب میں رکھ کر باہر
ے۔ ان کے دوست کے مکان کے قریب
ٹوٹا پھوٹا گھر تھا۔ اسی میں چھپ کر
پکٹر صاحب بیٹھ گئے۔ وہاں سے پیپل
رخت صاف دکھائی دیتا تھا۔ کوئی ڈیڑھ
ٹہ انتظار کرنے کے بعد خاں صاحب
ھنے کو تھے کہ پیپل کے نیچے پرچھائیں نظر
ی۔ وہ سایہ آہستہ آہستہ لالہ جی کے مکان
پشت کی طرف بڑھ رہا تھا۔ خاں صاحب
وشی کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چلے۔
ڑی دیر میں بھوت نظر سے اوجھل ہو گیا۔
ں کہ وہاں اُسے آڑ مل گئی۔ خاں صاحب
کھمبے کی سیدھ میں کھڑے ہو گئے کہ
یکھئے اب کیا کرشمہ ظہور میں آتا ہے۔

کچھ دیر بعد وہ پیپل والا بھوت اپنی کمر
یک گٹھر لادے برآمدے سے نیچے اُترا۔
پکٹر صاحب نے فوراً اس پر ٹارچ کی
شنی ڈالی اور ہوائی فائر کیا۔ پھر انھوں نے
ٹ کر کہا کہ "خبردار جگہ سے نہ ہلنا ورنہ گولی
ردوں گا"۔ ڈر کے مارے بھوت زمین
پر گر پڑا۔

(۴)

پھر انسپکٹر صاحب نے زور سے آواز
دی۔ "ارے کوئی ہے؟ جلدی آؤ"۔ پڑوسی
دوڑ دوڑ کر آنے لگے۔ موہن اور رجنی بھی اپنی
والدہ کے ساتھ باہر نکل کر آ گئے۔ موہن دوڑ کر
خاں صاحب کے پاؤں سے لپٹ گیا۔ انسپکٹر
صاحب نے بھوت کو حکم دیا کہ "کھڑا ہو"۔ جب
وہ کھڑا ہوا تو اس کے لمبے لمبے دانت سب
کو نظر آئے۔ فوراً خاں صاحب نے اس کے
منہ پر زور سے گھونسہ مارا۔ جیسے ہی نقلی
دانت زمین پر گرے لالہ رام لال کی اہلیہ
صاحبہ بول اٹھیں کہ "ارے یہ تو رامو
ہے!"

عابد مسیح (بی۔ اے)

بھوت کی اصلیت

(۱)

عبدالحمید خاں اور رام لال ایک دوسرے کے جاں نثار اور بے لوث دوست تھے۔ عبدالحمید خاں پولیس انسپکٹر تھے۔ اور لالہ رام لال کا شمار شہر کے رئیسوں میں تھا ان کے متعدد ذاتی کارخانے چل رہے تھے۔

ایک دن خاں صاحب لالہ رام سے ملنے کو ان کے مکان پر گئے تو معلوم ہوا کہ لالہ جی کسی کام سے کشمیر گئے ہوئے ہیں۔ خاں صاحب واپس جانے کا ارادہ کر رہے تھے کہ رامو دوڑ کر آیا اور کہنے لگا کہ "حضور پان تو کھاتے جائیے"۔ رامو لالہ جی کا بہت معتبر ملازم تھا اور جب کبھی انسپکٹر صاحب آتے تھے تو یہ دوڑ کر ان کی خدمت کیا کرتا تھا۔ لہٰذا اس کے کہنے سے خاں صاحب لالہ جی کے کمرۂ نشست میں بیٹھ گئے اور رامو پان لانے کے لئے اندر گیا۔

(۲)

رجنی:۔ بھیا، ماتا جی کو وہ پیپل والا بھوت کل پھر دکھائی دیا اور بوا جی کہہ رہی تھیں کہ ہم نے بھی دیکھا ہے۔

موہن:۔ ہاں، رجنی، ایک دن میں نے بھی دیکھا تھا۔ میں ماتا جی کے ساتھ دالان میں تھا۔ اس کے لمبے لمبے دانت دیکھ کر مجھے بہت ڈر لگا۔ ماتا جی جلدی سے مجھے اندر لے آئیں۔ فوراً میں بستر میں گھس گیا۔ بس پھر مجھے نہیں معلوم کیا ہوا۔

انسپکٹر صاحب نے دونوں بچوں کو آواز دی اور پیار سے اپنے پاس بٹھا کر سمجھانے لگے کہ اکثر لوگ ویسے ہی ڈر جاتے ہیں بھوت کی کچھ حقیقت نہیں۔ اتنے میں رامو پان لے کر آیا۔ خاں صاحب پان کھا کر رخصت ہوگئے۔

(۳)

اس دن رات کو عبدالحمید خاں صاحب دیر تک کروٹیں بدلتے رہے۔ خیالات کا ایسا سلسلہ بندھا کہ گھنٹوں نیند نہیں آئی

آخر کچھ سوچ کر وہ پلنگ سے اٹھے۔ کپڑے پہنے۔ ٹارچ اور پستول جیب میں رکھ کر باہر نکلے۔ ان کے دوست کے مکان کے قریب ایک ٹوٹا پھوٹا گھر تھا۔ اسی میں چھپ کر انسپکٹر صاحب بیٹھ گئے۔ وہاں سے پیپل کا درخت صاف دکھائی دیتا تھا۔ کوئی ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد خاں صاحب اٹھنے کو تھے کہ پیپل کے نیچے پرچھائیں نظر پڑی۔ وہ سایہ آہستہ آہستہ لالہ جی کے مکان کی پشت کی طرف بڑھ رہا تھا۔ خاں صاحب خاموشی کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چلے۔ تھوڑی دیر میں بھوت نظر سے اوجھل ہو گیا۔ کیوں کہ وہاں اُسے آڑ مل گئی۔ خاں صاحب ایک کھمبے کی سیدھ میں کھڑے ہو گئے کہ دیکھئے اب کیا کرشمہ ظہور میں آتا ہے۔

کچھ دیر بعد وہ پیپل والا بھوت اپنی کمر پر ایک گٹھڑ لادے برآمدے سے نیچے اُترا۔ انسپکٹر صاحب نے فوراً اس پر ٹارچ کی روشنی ڈالی اور ہوائی فائر کیا۔ پھر انھوں نے ڈانٹ کر کہا کہ "خبردار جگہ سے نہ ہلنا ورنہ گولی ماردوں گا۔" ڈر کے مارے بھوت زمین پر گر پڑا۔

(۴)

پھر انسپکٹر صاحب نے زور سے آواز دی۔ "ارے کوئی ہے؟ جلدی آؤ"۔ پڑوسی دوڑ دوڑ کر آنے لگے۔ موہن اور رجنی بھی اپنی والدہ کے ساتھ باہر نکل کر آ گئے۔ موہن دوڑ کر خاں صاحب کے پاؤں سے لپٹ گیا۔ انسپکٹر صاحب نے بھوت کو حکم دیا کہ "کھڑا ہو"۔ جب وہ کھڑا ہوا تو اس کے لمبے لمبے دانت سب کو نظر آئے۔ فوراً خاں صاحب نے اس کے منہ پر زور سے گھونسہ مارا۔ جیسے ہی نقلی دانت زمین پر گرے لالہ رام لال کی اہلیہ صاحبہ بول اٹھیں کہ " ارے یہ تو رامو ہے!"

عابد مسیح (بی۔ اے)

گفتگو کرتے وقت بہت سی تعلیم یافتہ عورتوں سے بھی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور بعد میں انھیں شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ بات کرنا سب جانتے ہیں مگر بہت کم ایسے ہیں جو بات کرنے کے فن سے واقف ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ بہت سی باتیں کرنے والے اچھی باتیں کرنے والے بھی ہوں بہت سے لوگ صرف اس لئے بکسان بکواس کئے جاتے ہیں کہ وہ صرف اپنی زبان کو مصروف رکھنا چاہتے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے بعض باتیں ایسی کہہ جاتے ہیں کہ جن سے بعد میں پچھتاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کاش ایسا نہ کہتے - یہ بغیر سوچی سمجھی باتیں ہزاروں آفتیں ڈھاتی اور بہت سے مفید مقصدوں کو خاک میں ملا دیتی ہیں۔ اس لئے گفتگو کے اصولوں سے واقفیت بہت ضروری ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہی ہے کہ بہت سی باتیں نہ کریں۔ زیادہ بکواس لوگوں کے دلوں سے عزت و وقعت کو کھو دیتی ہے۔ اگر کوئی شخص بلا ضرورت باتیں کئے جائے تو لوگ اس کو دیوانہ سمجھتے ہیں۔

(۲) اپنی رائے کے اظہار میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ خاموشی سے سنتے جاؤ۔ اگر کوئی سوال جماعت سے کیا جائے۔ اور تم کو اس کا جواب معلوم بھی ہے اور کوئی دوسرا شخص جواب دے رہا ہے اور تم کو اس سے بہتر معلوم ہے تو جب تک وہ اپنا جواب ختم نہ کرلے بیچ میں دخل نہ دو۔ بعد میں بیان کرو۔ مگر اس طرح کہ پہلے شخص کو ناگوار نہ گذرے۔

(۳) مجلس یا محفل میں اس طرح بات کرنی چاہیئے کہ سننے والے اچھی طرح سن سکیں۔ آواز نہ زیادہ پست ہو نہ بہت بلند باتیں کرنے میں آنکھ و ابرو سے اشارہ کرنا بہت برا ہے۔

(۴) اگر کسی مجلس میں چند آدمیوں کے بعد تمہیں گفتگو کرنے کا موقع ہو تو دوسروں پر اگرچہ ان کی رائے غلط ہو نکتہ چینی کرنا یا طعن کرنا مناسب نہیں۔ بلکہ جو کچھ اپنی رائے اور علم ہو متانت اور سنجیدگی سے ظاہر کرنی چاہئے۔

(۵) کسی فرقہ یا جماعت کے کسی فعل یا پیشہ پر نکتہ چینی کرنا یا کسی کو برا بھلا کہنا نہیں چاہئے ایک شخص بہت سی باتیں معاف کرتا اور بھول جاتا ہے لیکن کسی جماعت کے خلاف کہا جائے تو وہ نہیں بھولتی۔

(۶) بحث اور تکرار کرنا ہمیشہ خوف ناک ثابت ہوتا ہے اور نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلتا اس لئے طبیعت میں ضد اور نفرت پیدا ہوتی ہے۔ دوست دشمن ہو جاتے ہیں۔

(۷) ہر شخص سے اس کی عقل اور قابلیت کے مطابق بات کرنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ اپنی قابلیت جتانے کے لئے معمولی سمجھ کے آدمی سے ایسی دقیق باتیں کرنے لگیں کہ وہ سمجھ بھی نہ سکے۔

(۸) اگر کوئی تم سے ہم کلام ہو تو ہمیشہ نرمی اور ملایمت سے معقول جواب دینا چاہئے۔

(۹) فحش الفاظ زبان سے نکالنے خلاف تہذیب ہیں۔ جو لوگ اپنی زبان کو فحش سے آلودہ کرتے ہیں۔ وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کی طبیعت میں شرافت کا جوہر نہیں۔

(۱۰) اپنی نسبت کبھی بڑائی یا شیخی نہ کرنی چاہئے۔ بلکہ اپنی نسبت جو کچھ جتانا ہے وہ باتوں سے نہیں کاموں سے ظاہر کرنی چاہئے۔ اور دیکھنا چاہئے کہ لوگ تمہاری نسبت کیا کہتے اور کیا ظاہر کرتے ہیں۔

(۱۱) اپنا راز کسی سے نہ کہو۔ اگر اپنا راز تم خود پوشیدہ نہیں رکھ سکتے تو دوسرے بھی اس کو کبھی نہ چھپائیں گے چینی فلاسفر کنفیوشس کا قول ہے کہ عقل مند آدمی کی زبان اسکے دل میں ہے۔ اور بے وقوف آدمی کا دل اس کی زبان میں۔ جو کچھ اس کے دل میں آتا ہے کہہ دیتا ہے۔

(۱۲) اپنی رائے پر بہت زور مت دو۔ ممکن ہے تمہاری رائے صحیح نہ نکلے۔

(۱۳) کسی شخص کو بنانا طعن اور تشنیع کرنا یا لباس و صورت کا مذاق اڑانا بری بات ہے۔

جمیلہ ذوالفقار حسین کیرانوی

جوزف ڈی ولیسٹر

بچو! آج تمہیں ہم ایک ایسے شخص
کے حالات بتاتے ہیں جس نے ایسی قربانی
کی کہ شائد ہی کوئی ایسا کر سکے۔ اس شخص کا
نام جوزف ڈی ولیسٹر تھا۔ یہ بلجیم میں پیدا
ہوا۔ اس کا یہ نام اس کے چچا زاد بھائی
نے رکھا تھا۔

کہتے ہیں کہ آنے والے واقعات کا پہلے
ہی ظہور ہو جاتا ہے۔ یہ لڑکا بھی شروع سے
پاکیزہ خیالات رکھتا تھا۔ ایک دفعہ جب یہ
چار سال کا تھا تو اپنے بھائی کے ساتھ میلا دیکھنے
گیا۔ بوجہ بھیڑ کے یہ وہاں کھو گیا۔ ہر طرف
ڈھونڈا گیا۔ لیکن نہ ملا۔ کسی نے کہا۔ گرجہ میں
جا کر دیکھو۔ وہاں دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ
دوزانو بیٹھا ہوا عبادت الٰہی میں مصروف ہے
غرض کہ اس کے خیالات و حرکات
نہایت اچھے اور نیک تھے شروع سے ہی
اس کا ارادہ خلق کی خدمت کرنا ہو گیا تھا۔
وہ مذہبی تلقین دینے میں گونا دلچسپی لیتا۔

اس کا ایک بڑا بھائی تھا جو کہ پادری بن گیا
تھا۔ اور ایک بہن تھی جو کہ راہبہ بن گئی تھی۔
اس کا باپ چاہتا تھا کہ جوزف سوداگر
بن جائے۔ اس لئے اسے ایک سکول میں
داخل کرا دیا گیا۔ تاکہ وہ ایسی تعلیم سے بہرہ ور
ہو۔ لیکن جوزف کو سوداگر بننا پسند نہ تھا
اس کی رجوع زیادہ تر مذہب کی طرف تھی۔
ایک دن اس نے گھر چٹھی لکھی کہ اسے اجازت
دی جائے کہ وہ دنیا کو ترک کر کے پادری
بن جائے۔ اور دنیا کی خدمت کرے۔ جو کہ
بعد ازاں دے دی گئی۔ جوزف صرف ۱۹
سالہ نوجوان تھا جب اس نے مذہبی دنیا
میں قدم رکھا۔ وہ خوش رو اور اچھا مضبوط
نوجوان تھا۔ اس نے اس مشکل زندگی کے
لئے پہلے سے ہی تیاری کرنی شروع کر رکھی
تھی۔ وہ اپنے بستر کے نیچے لکڑی کا ایک تختہ
چھپائے رکھتا تھا اور رات کو اس پر سوتا
جانوروں پر رحم کرتا تھا۔ ایک عورت کا

...یان ہے۔کہ ایک بیمار گائے کی اُس نے ...ساری رات خدمت کی اور اس کی جان بچا لی۔

غرض کہ اس نے مذہبی تعلیم پیرس وغیرہ ...یں جاکر پائی۔ اور جب وہ تعلیم ختم کرچکا تو ...پنے بھائی کے پاس آگیا۔ یہ تین باتوں پر ...مل کرتا تھا خاموشی۔ سوچنا۔ اور عبادت۔

اس کے بھائی کو حکم ہوا تھا کہ وہ سینڈوچ جزیرہ میں جانے کے لئے تیار رہے۔ خدا کی قدرت کہ جب وقت آیا تو وہ بیمار ہوگیا۔ جوزف نے اجازت مانگی کہ اس کے بھائی ...ی جگہ اسے بھیج دیا جائے۔ جو کہ منظور ہوگئی۔

جوزف نے اپنا نام فادر ڈیمین رکھ لیا اور جب جزیرہ میں آیا تو مصمم ارادہ کرلیا کہ وہ وعظ کرے گا اور دنیا کو نیک بنائے گا۔

جزیرہ میں آناً فاناً ایک بیماری پھیل گئی جسے کہ کوڑھ کہتے ہیں۔ قانون بنایا گیا کہ تمام کوڑھی جزیرہ مولاکیہ میں بھیج دے جائیں۔ کیونکہ وہاں ایک پادری کا ہونا بھی ضروری تھا۔ اس لئے فادر ڈیمین نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس کی قربانی منظور کرلی گئی۔

کوڑھیوں کے ساتھ رہنا۔ ان کی باتیں سننا انھیں مذہبی تلقین دینا اور انھیں تسلی دینا فادر ڈیمین کا کام تھا۔ یہ سب کہنا اور سننا آسان ہے۔ لیکن کرنا بہت مشکل۔ کوڑھیوں کے کپڑے گندے ہوتے تھے۔ کیونکہ پانی کی قلت تھی۔ چاروں طرف گندی ہوا پھیلی رہتی تھی۔ اس بُو سے بچنے کے لئے فادر ڈیمین نے تمباکو نوشی شروع کرلی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ بھی ضرور اس موذی بیماری کا شکار ہو کر رہے گا۔

اس نے کوڑھیوں کی ہر طرح سے خدمت کی۔ ہسپتال بنوائے گرجے بنوائے ڈاکٹر منگوائے۔ نرسیں رکھیں اور جھونپڑیاں بنوائیں۔ پانی پائپ کے ذریعے سے منگوایا۔ اور ہر طرح سے ان کے آرام کا خیال رکھا۔ وہ جب سے آیا تھا ۱۲۰۰ کوڑھیوں کو دفنا چکا تھا۔ اکثر اسے پادری اور گورکن دونوں کا کام خود کرنا پڑتا تھا۔

آخر جس کا خطرہ تھا وہ ہو کر رہا۔ ایک دن جب کہ اس نے اپنے پاؤں ابلتے پانی میں رکھے تو اسے کچھ نہ محسوس ہوا۔

ڈاکٹر نے اسے بتلایا کہ وہ موذی مرض کا شکار ہو چکا ہے۔ اس کے بعد جب وہ وعظ کرتا تو کہا کرتا "ہم کوڑھی" ۔

جب اس بات کی خبر اس کی ماں کو ہوئی تو بے چاری صدمہ کی تاب نہ لا سکی اور مر گئی فادر ڈیمین کا چہرہ اب کافی بگڑ چکا تھا خوبصورتی جا چکی تھی۔ اور ۴۹ سال عمر پانے کے بعد وہ راہ عدم کو سدھارا جب وہ بیمار پلنگ پر پڑا تھا تو مرنے سے پہلے اس نے دیکھا کہ دو فرشتے اس کے سرہانے اور پائنتی کھڑے تھے۔ یہ ہے ایک نیک اور سچے انسان کی سچی قربانی ؎

محمودہ ملک۔ جہلم

امام اعظم ابو حنیفہؒ

امام اعظم ابو حنیفہؒ ؎ جن کا بڑا اونچا ہے رتبہ
جانتا ہے ہر بچہ بوڑھا ؎ رتبہ اُن کا۔ تقویٰ اُن کا
اک رستے سے وہ جاتے تھے ؎ بیٹھے تھے رستے میں لڑکے
اک لڑکے سے پاؤں جوان کا ؎ لگ گیا، وہ چلّا کر بولا
تجھ کو نہیں کچھ خوف خدا کا ؎ یہ جو سنا تو غش انھیں آیا
معر نے جو ہر یہ دکھایا ؎ بڑھ کر آگے اُن کو سنبھالا
ہوش میں آ کر لب جو کھولے ؎ معر سے اس وقت میں بولے
بولے وہ یوں امام اعظمؒ ؎ اس لڑکے کو ہم نے دیا غم
پہونچا ہے دُکھ اس کو کافی ؎ مانگی پھر لڑکے سے معافی

اللہ اللہ ابو حنیفہؓ! ؎ رکھتے تھے کیا خوف خدا کا

کیوں نہ ہو جوہر ان پہ ہر دم
لطف و فضل رب عالم

حاجی جوہر چاندوڑی

انتظام خانہ داری

آج کل ہر طرف یہ رونا رو دیا جا رہا ہے کہ اسکول اور کالج کی تعلیم یافتہ لڑکیاں عموماً خانہ داری کے اصولوں سے بالکل ناواقف ہوتی ہیں۔ اسکول پر یہ الزام لگانا کہ وہ خانہ داری سے محروم رکھتا ہے بالکل غلط ہے۔ اسکول میں خانہ داری کھانا پکانا وغیرہ سب کام سکھائے جاتے ہیں۔ مگر جب تک ان کاموں کی مشق گھر پر نہ ہوگی ان کی عادت نہیں پڑ سکتی۔ ایک باورچی خانہ ہی کو لیجئے۔ کس قدر گندہ رہتا ہے۔ یہ ایسی جگہ ہے جہاں ذرا سی گندگی بعض وقت سخت نقصان دہ ہو جاتی ہے۔ اگر ممکن ہو تو باورچی خانہ میں کھڑکیاں ضرور بنوائی جائیں۔ اکثر باورچی خانہ تنگ اور کوٹھری کی شکل کے ہوتے ہیں، جس کے ساتھ اگر ایک کوٹھری برائے جنس بھی ملحق ہو تو بہتر ہے۔ جنس ہمیشہ اکٹھی خریدنی چاہئے۔ موسم برسات سے قبل جلانے کے واسطے لکڑیوں کا انتظام ضرور کر لینا چاہئے۔ اگر سال بھر کے لئے گیہوں چاول وغیرہ خریدے جائیں تو انکی احتیاط بھی کرنی چاہئے ورنہ فائدے کی بجائے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ بوریوں کے بجائے لوہے کی چادروں کے ٹرنک خرید لئے جائیں یہ دیرپا اور آرام دہ ہوتے ہیں۔ چاول میں ذرا سا آٹا ملا کر رکھنے سے چاول عرصہ تک خراب نہیں ہوتے۔ بہترین گھی وہ ہے جو گھر میں گائے بھینس رکھ کر حاصل کیا جائے ورنہ کسی معتبر جگہ سے خریدنا چاہئے۔ خراب گھی سے پکایا ہوا کھانا مزیدار نہ ہوگا۔ آج کل کے دستور کے موافق باورچی خانہ بالکل نوکروں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ مگر اس تھوڑی سستی اور کاہلی سے جو نقصان ہوتا ہے اس کی انتہا نہیں ہے۔ اگر آپ باورچی خانہ کا انتظام خود نہ کریں گی تو کیا ہوگا۔ دودھ کی پتیلی نوکر ایک گندی صافی سے اتارے گا۔ خواہ صافی دودھ میں ڈوب ہی کیوں نہ جائے۔ کھانے کے برتن آپکے

سامنے صاف کرکے رکھ دے گا۔ آپ دیکھ کر خوش ہو جائیں گی۔ مگر آپ یہ نہیں جان سکتیں یہ کیسے صاف کئے گئے وغیرہ وغیرہ۔ اگر کھانا پکانے کے لئے عورت رکھی جائے تو بہتر ہے۔ کیونکہ پردہ دار بیبیاں اپنے سامنے خود کام کرا سکتی ہیں۔ چولھا ایسے رُخ پر بنانا چاہیئے کہ دھواں آسانی سے باہر نکل سکے۔ باورچی خانہ کے اندر طاق یا الماری ضرور ہونی چاہیئے۔ تاکہ سب چیزیں باقاعدہ رکھ دی جائیں الماری کو خوب صاف کرکے اندر کاغذ بچھا دینا چاہیئے۔ اس سے چیزیں خراب ہونے کا اندیشہ نہ رہے گا۔ دودھ گھی اچار وغیرہ کے لئے ایک نعمت خانہ ضروری ہے۔ اس کو گھر کے اندر ایسے رُخ پر رکھنا چاہیئے کہ اس میں ہوا آتی رہے مگر دھوپ نہ آئے۔ اس میں کھانا ہر موسم میں بخوبی اطمینان سے رکھا رہتا ہے جس جگہ آٹا دال اور دیگر چیزیں رکھی جائیں وہاں صفائی کا انتظام خاص طور پر رکھا جائے اس کی کنجی نوکروں کے ہاتھ میں نہیں دینی چاہیئے۔ کیونکہ وہ نہایت بے دردی سے خرچ کرتے ہیں اور زیادہ تو غائب ہی کر دیتے

ہیں۔ اس لئے نوکروں سے بھی ہوشیار رہنا چاہیئے۔ کھانا خواہ ملازم پکائے مگر خاتون خانہ کو ہر قسم کا کھانا پکانا خود بھی آنا لازمی ہے تاکہ وہ نقص نکال سکے اور بوقت ضرورت ملازم کی غیر حاضری کو گھر میں کسی کو محسوس نہ ہونے دیں کیونکہ آج کل ماما ئیں بہت مشکل سے ملتی ہیں۔ اگر ملتی بھی ہیں تو ان کے دماغ آسمان پر ہوتے ہیں۔ لہٰذا جو بہنیں کھانا پکانا نہیں جانتیں وہ ماماؤں کی بددماغی بدمزاجی سب برداشت کرتی ہیں۔ اگر برداشت نہ کریں تو کریں کیا۔ خود معمولی روزانہ کا کھانا پکانا بھی تو نہیں جانتیں۔ کھانا ہمیشہ دھیمی آنچ پر پکا ہوا اچھا ہوتا ہے بعض بہنیں فخریہ کہتی ہیں کہ ہم نصف گھنٹہ میں دو تین کھانے تیار کر لیتی ہیں۔ بحالت عجلت ایسا کرنا پڑتا ہے بصورت دیگر کھانے کو جھلس کر مفید اجزا کو خاک کیا جاتا ہے۔ ہانڈی میں پکا ہوا سالن عموماً مزیدار ہوتا ہے جس کی وجہ آہستہ آہستہ سینک لگنا ہے۔ بعض دفعہ پکاتے وقت ہاتھ جل جاتا ہے یا جلتے ہوئے شوربے کی چھینٹ پڑ جاتی ہے تو بڑی تکلیف دہ جلن ہونے لگتی ہے

ایسے موقع پر آلو چھیل کر اس کا لیپ کر دینا چاہئے۔ سوزش جاتی رہے گی اور آبلہ بھی نہیں پڑے گا۔

اب سارے گھر کی طرف توجہ کیجئے کیونکہ صرف باورچی خانہ ہی کی صفائی کر لینا کوئی بہت کام نہیں ہے۔ اپنے گھر کو اپنی مرضی کے مطابق ضروریات کے لحاظ سے مناسب حصوں میں تقسیم کر لینا چاہئے۔ اور خاتون خانہ کو نوکروں سے تاکید کر دینی چاہئے کہ کوئی چیز اِدھر سے اُدھر نہ ہونے پائے۔ اس طرح سب چیزیں اپنی اپنی جگہوں پر رکھی رہیں گی اور وقت پر کچھ دقت نہ ہوگی۔ صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ نوکروں سے ہمیشہ نرمی کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ کبھی کبھی انعام اکرام دیدینا چاہئے تاکہ نوکر بھی خوش رہا کریں اور کام بھی دل لگا کر کریں۔ گھر کی اشیاء کی طرف خیال رکھنا چاہئے پیتل کی چیزیں لیموں اور سرکہ سے صاف کر کے رکھوا دینا چاہئے اسی طرح تانبے کی چیزیں قلعی کرا کر استعمال کرنی چاہئیں۔ پھر وقتاً فوقتاً برابر قلعی کروایا کریں۔ اس طرح چیزیں خوبصورت رہیں گی۔ اگر نوکر دو تین یا اس سے زیادہ ہیں تو سب کے کام برابر تقسیم کر دینا چاہئیں اس سے سب نوکر ٹھیک کام کریں گے۔ اور ایک دوسرے پر ٹال بھی نہ سکیں گے۔ مہینہ میں کم از کم دو بار گھر کی صفائی نوکروں کی مدد سے ضرور کرنی چاہئے اور اگر ممکن ہو سکے تو ہر ہفتہ صاف کروائیں۔

اکثر بہنوں کی عادت ہوتی ہے کہ پان میں تمباکو بہت کھاتی ہیں اور گھر میں خوب گلکاریاں کرتی ہیں۔ یہ بہت بُری بات ہے اور انتہائی بدتمیزی بھی۔ اس لئے اُگالدان رکھ دینا چاہئے۔ تاکہ آپ کا گھر چمن بننے سے محفوظ رہے۔ لالٹین ہر روز خوب صاف کر کے رکھنی چاہئے۔ دوسرے تیسرے روز نیم گرم پانی سے شیشہ دھونے سے خوب رہتا ہے۔ گندی نالیوں کو صاف کرا کر فنائل چھڑکوا دینا چاہئے۔ اس سے بدبو کے علاوہ گندے جراثیم ہلاک ہو جائیں گے۔ دالان میں اکثر مکڑیوں کے جالے لگ جاتے ہیں جو بہت بُرے معلوم ہوتے ہیں انہیں ضرور صاف کروا دینا چاہئے۔ دوسرے تیسرے روز پورا گھر دھلوانے سے بہت

صاف معلوم ہوتا اور مہمان بیویوں کا دل
بھی بہت خوش ہو جاتا ہے۔ کبھی اتفاق
سے بغیر اطلاع کے کوئی صاحبہ آ دھمکتی ہیں
تو نہایت ندامت ہوتی ہے۔ اس لئے
بہنوں کو صفائی کا بہت خیال رکھنا چاہیئے
اکثر گھروں میں دیکھا گیا ہے جب مہمان صاحبہ
تشریف لے آئیں تب چپکے چپکے صفائی ہو
رہی ہے۔ یہ نہایت پھوہڑ پن ہے۔ بعض
بہنوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی کی چیز
دیکھی اور اسی طرح بنا لیا۔ یہ اچھی بات نہیں
یا دوسرے کی چیز منگا کر پھر دیکھ کر بنانا اور
بے ترتیبی سے ڈال دینا نہایت بدتمیزی
ہے۔ ایک بہن نے اپنی سہیلی سے بلاؤز
منگایا۔ دیکھ کر سی رہی تھیں کہ ان کے ہاں
مہمان آگئے۔ جلدی سے بلاؤز رکھ کر ان کے
استقبال کے لئے چلی گئیں اور باتوں میں
دیر لگ گئی۔ ان کی چھوٹی بیٹی نے پٹاری
سے کتھ چونہ خوب بلاؤز میں لگایا اور خوشی
سے دوڑ کر اپنی ماں کے پاس جا کر کہنے لگی امی
جان دیکھئے میں نے پھول بنائے ہیں ؎

اصغری خاتون

توبہ

میں اپنے کمرے میں بیٹھی اپنے مضمون
کی آخری سطر تحریر کر رہی تھی کہ برابر والے
کمرے سے آواز آئی "بہن۔ توبہ ہے تم نے
بچی کی یہ حالت کروا دی اور ڈاکٹر کو نہ دکھا
بلا سے مس منیرہ کو ہی بلالو"۔ دوسری آواز
سنائی دی "توبہ کرو بہن۔ ہمارے گھر
اس کا تو ذکر ہی نہیں۔ اگر کبھی مس منیرہ کا
نام لے لیا تو ارشاد ہوا" اجی توبہ کرو۔ وہ
شریفوں میں جانے کے قابل کب ہے۔
شریف لوگ تو اس کا نام سنتے ہی توبہ تو
کرتے ہیں"۔
ابھی یہ گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ بڑ
بی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتیں اور چیاں سی
آنکھیں چلاتی ہوئی تشریف لائیں اور ردو
سے پنکھا جھلتی ہوئی بولیں "توبہ توبہ کیسہ
گھمس ہے۔ بارش ہے کہ ہونے کا نام ہی
نہیں لیتی۔ میں یا تو مضمون لکھ رہی تھی یا
توبہ کے الفاظ نے خیالات کا سلسلہ توڑ

...سوچ رہی تھی کہ توبہ کا لفظ کس قدر بامعنی
...ہمل ہے۔ اتنے میں دھواں دھار بارش
...نے لگی۔ میرا دل مضمون لکھنے میں نہیں
...رہا تھا۔ مگر زبردستی قلم ہاتھ میں لیا اور لکھنا
...روع کیا "۔۔۔ مس گریزانی نے گلنا سے ہاتھ
...یا اور کہا "توبہ۔ توبہ کیسی گھمس کی گرمی پڑ
...ی ہے توبہ کرو بہن وہ بھی شریفوں کے ہاں
...نے کے قابل ہے؟ میں نے دوبارہ جو دیکھا
...ی عقل پر سخت غصہ آیا۔ توبہ توبہ یہ کیا
...اہیات لکھ گئی۔ میں نے قلم زمین پر پٹکا
...ر کاغذ ردی میں ڈال دیا۔ میرے دماغ
...ں اس وقت سوائے توبہ کے اور کچھ
...یال نہ تھا اور یقیناً کوئی اس وقت میں مجھ
...سے پوچھتا تو سوائے توبہ توبہ کے اور کچھ
...یرے منہ سے نہ نکلتا۔ بہرحال میں اٹھ کر
...ھڑی ہو گئی اور کمرے سے باہر نکلی تو دیکھا
...ہ بلقیس پانی میں بھیگ رہی ہے اور باجی
...وبہ تلا کر رہی ہیں۔ میری شکل دیکھتے ہی باجی
...ے کہا "توبہ توبہ ایسی بارش میں کہاں جا
...رہی ہو؟" میں نے جواب دیا "توبہ توبہ
...توبہ توبہ۔ باجی حیرانی سے میرا منہ دیکھنے لگیں

اور میں جلدی سے کھڑکی سے ہو کر سلیمہ کے
ہاں پہونچ گئی۔ سلیمہ نیم کے پیڑ میں جھولا
جھول رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی بولی توبہ ہے
بہن تم توحید کا چاند ہو گئیں شکل بھی نہیں
دکھاتیں "۔ میں خاموش تھی کہ سلیمہ نے پھر کہا
توبہ ہے بہن۔ کیا پاؤں میں مہندی لگا رکھی
ہے آونا۔ میں نے توبہ کے جھنجھٹ کو چھوڑا
اور سلیمہ کے ساتھ جھولا جھولنے لگی۔ تھوڑی
دیر بعد میں نے کہا "کیوں سلیمہ تم مس مان کو
شاہ سے ملنے گئیں تھیں۔ سلیمہ نے بُرا سا
منہ بنایا اور میں سمجھ گئی کہ یہ توبہ توبہ کرنے
والی ہے اور وہی اس نے کہا "توبہ بہن
تم نے بھی کس منحوس مکھی چوس کا نام لیا ہے
میں گئی تو پان کو بھی نہ پوچھا۔ ایسی بھی کیا
کنجوسی۔ توبہ توبہ۔ اب میرے دماغ
میں پھر بی توبہ چکر لگانے لگیں۔ میں جتنا
ان صاحبہ سے چھوٹنے کی کوشش کرتی
اتنی ہی وہ میرے سر پر سوار ہوتیں۔ ابھی
اسی خیال میں تھی کہ سلیمہ کی اماں جان
کی آواز مودی خانہ سے اس طرح گونجی
جیسے کوئی بیجاپور کے گنبد سے بول رہا ہو۔

ارے سلیمہ او سلیمہ۔ توبہ ہے منّا روتے روتے ہلکان ہوگیا اور تیرے کان پر جوں نہیں رینگی۔ توبہ توبہ ایسی چھوٹی منہ کی لڑکی اللہ دشمن کو بھی نہ دے۔ سلیمہ چپکے سے منّے کو اٹھالائی۔

ابھی ہمیں جھولتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہوگی کہ تڑ سے رسی ٹوٹی اور میں سلیمہ اور منّے میاں دھم سے زمین پر گرے منّے نے روتے روتے گھر سر پر اٹھالیا۔ صحن میں ایک دفعہ توبہ توبہ کی صدا پھر گونجی اور اماں جان نے منّے کو اٹھالیا۔ میرے بھی چوٹ آئی مگر میں اٹھی اور کان پکڑ توبہ توبہ کرتی ہوئی گھر بھاگ آئی۔

نازشاہجہانپوری

صفحہ ۱۲ کا باقی:۔

ہاتھ پھیلانا بے فائدہ ہے۔ خواہ مخواہ تم نے اتنی تکلیف اٹھائی اور اتنا فاصلہ طے کیا۔

نان بائی ابھی یہی باتیں کر رہا تھا کہ ایک اور آدمی جو کھانا کھا رہا تھا بیچ ہی میں بول اٹھا۔ امیر عبدالرحمٰن تو ایک درندہ ہے۔ خونخوار ظالم عنقریب ہی روس حملہ کرکے اس ملک کو تباہ کر دے گا اور پھر یہ امیر دربدر بھیک نہ مانگتا پھرے تو کہنا۔ اتفاق کی بات کہ ایک جاسوس یہ سب باتیں سن رہا تھا۔ اس نے بادشاہ کو جا سنائیں۔ بادشاہ نے دیہاتی، نان بائی اور تیسرے آدمی کو جو روسیوں کا حامی معلوم ہوتا تھا دربار میں طلب کیا۔

دیہاتی کو پانچ سو روپیہ بخش دئے۔

نان بائی کو غداری کے الزام میں قتل کرا دیا۔

اور روسیوں کے دوست کو ایک اونچے درخت پر چڑھا دیا۔ اور اسے حکم دیا کہ درخت کے اوپر بیٹھے رہو۔ جب روسی فوجیں آئیں تو نیچے اتر کر چلے جانا۔ درخت کے نیچے پہرہ مقرر کر دیا تاکہ وہ شخص فرار نہ ہوسکے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ تین ہی چار دن میں (۴) اس آدمی کی لاش نیچے گر پڑی اور اس طرح اس نے اپنے کئے کی سزا پائی۔

عزیز بہنو اور بھائیو! وطن سے غداری کرنا بہت برا ہے۔ غدار ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ لطیف اسلم۔ جالندھری

ریچھ میاں نے کھچڑی کھائی

کسی زمانہ میں ایک بوڑھا لکڑہارا اور اس کی بڑھیا بیوی ایک چھوٹے سے جھونپڑے میں رہتے تھے۔ جھونپڑا ایک رئیس آدمی کے باغ کے نزدیک تھا۔ اتنا نزدیک کہ ناشپاتی کے درخت کی شاخیں لکڑہارے کے آنگن میں لٹکتی تھیں۔ اگر کوئی ناشپاتی اس کے آنگن میں گرتی تو ان کو اس کے کھانے کی اجازت تھی۔ وہ بے چارے ہمیشہ یہی چاہتے تھے کہ خوب زور کی ہوا چلے تو ان کو خوب ناشپاتیاں کھانے کو ملیں۔ لیکن کبھی نہ ایسی زور کی ہوا چلی اور نہ ان کو ناشیاں کھانے کو ملیں۔

ایک روز بڑھیا جو بڑی تند مزاج تھی لکڑہارے سے کہنے لگی۔ ہم بہت غریب ہو گئے ہیں۔ میں تم کو سوکھی روٹی کے سوا کچھ نہیں دے سکتی۔ غریب لکڑہارا کچھ عرصہ تک سوکھی روٹی کھانے سے بہت دبلا ہو گیا۔ ایک روز اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ جب تک مجھے عمدہ خوشبودار کھچڑی کھانے کو نہیں ملے گی اس وقت تک میں لکڑی کاٹنے جنگل نہیں جاؤں گا۔ چار و ناچار اس کی بیوی کو عمدہ خوشبودار کھچڑی پکانی پڑی۔ لیکن کھچڑی پکانے کے بعد لکڑہارے کو نہیں دی۔ بلکہ اس سے کہا جب تک تم جنگل سے لکڑیوں کا دوسرا گٹھا نہ لاؤ گے اس وقت تک تم کو یہ کھچڑی نہیں ملے گی۔

اس لئے بوڑھا کلہاڑی لئے جنگل کی طرف روانہ ہوا اور جنگل پہونچ کر لکڑیاں کاٹنی شروع کیں۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے لکڑیوں کا ایک گٹھا تیار کر لیا اب اس کی آنکھوں میں وہی عمدہ و خوشبودار کھچڑی پھرنے لگی اور لکڑیوں میں سے بھی اسے کھچڑی کی خوشبو آنے لگی۔

اتنے میں ایک ریچھ میاں جھومتے ہوئے وہاں آن دھمکے اور لکڑہارے سے کہنے لگے۔ پیارے دوست خدا تمہیں سلامت رکھے! لکڑیوں کے اتنے بڑے گٹھے کو تم کیا کروگے

لکڑہارے نے جواب دیا۔ میں اپنی بیوی کے
واسطے گھر لے جا رہا ہوں۔ وہ مجھے اس کے
بدلے عمدہ کھچڑی کھانے کو دے گی۔ یہ سُن کر
ریچھ میاں کے منہ میں پانی آنے لگا۔ اور
لکڑہارے سے پوچھنے لگے کہ اگر میں بھی لکڑیوں
کا ایک گٹھا اس کے لئے لے جاؤں تو کیا مجھکو
بھی وہ کھچڑی کھانے کو دے گی! لکڑہارے
نے جواب دیا ہاں۔ اگر تم ایک بڑا بنڈل اسکے
لئے لے جاؤ گے تو تم کو بھی وہ کھچڑی دے گی
ریچھ میاں نے کہا کیا بیس سیر کافی ہونگی۔
لکڑہارے نے کہا میں ڈرتا ہوں شائد تمہیں
کھچڑی نہیں ملے گی۔ کیونکہ کھچڑی میں بہت
ہی عمدہ اور قیمتی چیزیں ڈالی گئی ہیں۔ "کہا تیس سیر
کافی ہوں گی"۔ "اوں ہوں اس سے کیا ہوتا ہے
ایک من تو ضرور ہونا چاہیئے"۔ "ایک من تو بہت
ہوتا ہے"۔ ریچھ میاں نے سانس بھرتے ہوئے
کہا۔ لکڑہارے نے کہا بھئی کھچڑی میں بھی تو
زعفران ڈالی گئی ہے۔ یہ سُن کر ریچھ میاں اپنے
ہونٹ چاٹنے لگے۔ اور ان کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں
خوشی اور لالچ سے چمکنے لگیں۔ آخر ریچھ میاں
ایک من لکڑی کاٹنے اور لے جانے پر آمادہ ہوگئے۔

پھر لکڑہارے سے کہنے لگے کہ تم کلہاڑی یہیں
چھوڑ جاؤ اور اپنا گٹھا اپنے گھر لے جاؤ اور جاتے
ہی اپنی بیوی سے کہنا کہ میرے لئے بھی گرم گرم
کھچڑی چھوڑ رکھے۔ میں ابھی لکڑیاں کاٹ کر
آتا ہوں۔

لکڑہارا خوش ہوتا ہوا اپنے گھر پہونچا اور
بیوی کو ریچھ کے ایک من لکڑی لانے اور
اس کے بدلے میں کھچڑی دینے کا وعدہ کہہ
سُنایا۔ اس کی بیوی یہ سُن کر بہت ناراض
ہوئی اور اس سے کہا ریچھ تو ایک ہی وقت
میں ساری کی ساری کھچڑی چٹ کر جائے گا۔
لکڑہارے نے کہا اچھا تو ہمیں ابھی سے کھچڑی
کھانے بیٹھ جانا چاہیئے۔ اور جب تک ریچھ آتا
ہے اس کے لئے تھوڑی سی کھچڑی رہنے
دیں گے۔ اب دونوں میاں بیوی کھچڑی
کھانے بیٹھ گئے۔ لکڑہارے نے ایک بڑا
نوالہ منہ میں لیتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا۔
ریچھ کے لئے بھی تھوڑی سی کھچڑی رہنے دینا۔
اس کی بیوی نے بھی ایک بڑا نوالہ منہ میں
لیتے ہوئے کہا ضرور ضرور۔ لیکن تم بھی ذرا
اس کا خیال رکھنا۔ ایسی ہی باتیں ہوتی

ہیں۔ یہاں تک کہ کٹورے میں کھچڑی کا
ایک دانہ بھی نہ بچا۔ اب لکڑہارا گھبرانے لگا
اور بیوی سے کہنے لگا کہ یہ سب تمہارا قصور
ہے۔ تم اتنی ساری کھچڑی کھا گئیں۔ اسکی
بیوی نے کہا نہیں یہ سب تمہارا قصور ہے
تم نے مجھ سے دوگنا کھایا۔ کیونکہ مرد عورت
سے زیادہ کھاتا ہے۔ لکڑہارے نے کہا
لڑنے جھگڑنے سے کیا فائدہ! اب ریچھ آتا
ہی ہوگا۔

دونوں نے صلاح کر کے خالی کٹورا
چولھے کے پاس رکھ دیا اور اوپر کے ایک
چھوٹے سے کمرے میں جاکر چھپ رہے۔
اتنے میں ریچھ میاں تھکے ماندے لڑکھڑاتے
لڑکھڑاتے چلے آئے۔ گھر میں کسی کو نہ پاکر سمجھے
کہ باہر گئے ہوں گے۔ چولھے کے پاس کٹورا
دکھائی دیا۔ جھٹ پٹ گٹھا زمین پر پھینک
کٹورے کے پاس آئے۔ کٹورے کو خالی
پاکر غصہ میں لال پیلے ہو گئے۔ آخر کار طے کیا
کہ گٹھا واپس لے جائے۔ گٹھے کے پاس
پہونچے تو پھر تھکاوٹ محسوس ہونے لگی۔
پھر کٹورے کو ہاتھ میں لے کر کہنے لگے۔ میں

یہاں سے خالی ہاتھ تو جا نہیں سکتا۔ اگر مجھے
کھچڑی کا مزا نہیں ملا تو اُس کی خوشبو
تو ضرور ملے گی۔

جیسے ہی وہ جھونپڑی کے باہر جانے والے
تھے کہ ان کی نظر خوبصورت ناشپاتی کے
درخت پر پڑی۔ ان کے منہ میں پانی آنے
لگا۔ کیونکہ وہ بہت ہی بھوکے تھے۔ جلدی
سے دیوار پر چڑھ کر بڑے آرام سے پکی
ناشپاتی کھانے کو تھے کہ خیال پیدا کہ اگر
میں یہ ناشپاتیاں اپنے گھر لے جاکر اپنے
دوستوں میں بیچوں گا تو بہت ہی قیمت میں
بک جائیں گی۔ اور ان روپیوں سے میں
عمدہ کھچڑی خریدوں گا۔ ہا ہا ہا۔! میں تو
بڑے ہی مزے میں رہا۔

یہ کہہ کر وہ جلدی سے اپنے کٹورے
میں پکّی پکّی ناشپاتیاں جمع کرنے لگے اور
جب کبھی ان کا ہاتھ کچّی ناشپاتی پر پڑتا تو
وہ اپنا سر ہلا کر کہنے لگتے " اس کو تو کوئی
بھی نہیں خریدے گا۔ لیکن اس کو ہاتھ سے
جانے دینا بڑی بے وقوفی ہوگی۔ اس لئے
وہ انھیں منہ میں ڈال کر منہ بنا بنا کر کھانے لگے

کیونکہ وہ بہت کھٹی تھیں۔

لکڑہارے کی بیوی ریچھ میاں کی یہ سب حرکتیں ایک دراز میں سے دیکھ رہی تھی۔ اسے دمہ کا عارضہ تھا اور سردی بھی بہت ہوگئی تھی۔ وہ اپنے سانس کو بڑی دیر سے روکے ہوئے تھی۔ وہ اس چھوٹے سے کمرے میں اتنی دیر رہ کر گھبرا گئی تھی۔ آخر کار اس سے اس کمرہ میں رہا نہیں گیا۔

ادھر ریچھ میاں نے کٹورے کو پکّی پکّی ناشپاتیوں سے بھر لیا تھا۔ اب چلنے ہی کو تھے کہ بڑھیا نے دروازہ کھول کر ایک بڑی زور کی اچھیں لگائی۔

ریچھ میاں یہ سمجھے کہ کسی نے مجھے بندوق کا نشانہ بنایا تھا غنیمت ہوا کہ بندوق کی گولی میرے پاس سے نکل گئی یہ سمجھ کر ریچھ میاں ناشپاتیوں سے بھرا کٹورا وہیں چھوڑ چھاڑ جنگل کی طرف بے تحاشہ بھاگے۔ اس طرح لکڑہارے اور اس کی بیوی کو کچھ سوکھی لکڑیاں اور پکّی پکّی ناشپاتیاں مل گئیں۔ (ترجمہ از انگریزی)

شبیر حسین ۔ ہردہ

مٹی کی مٹکی

ایک دن ایک چھوٹا سا لڑکا ٭ کسی ندی کے پاس جا بیٹھا
اس نے دیکھا کہ آئی اک لڑکی ٭ ایک مٹکی بھی اسکے سر پر تھی
ریت پر پاس کو رکھ کے بیٹھ گئی ٭ اور وہ اپنے کپڑے دھونے لگی
لڑکا مٹکی کے پاس آ بیٹھا ٭ اور اسطرح اس سے کہنے لگا
مجھ کو یہ بھید تو بتا دے ذرا ٭ تو نے یہ رتبہ کس طرح پایا
کہ تجھے سر پہ سب اٹھاتے ہیں ٭ ناز بے جا ترے اٹھاتے ہیں
ایک میں ہوں کہ باپ ماں اُستاد ٭ سبھی دھتکارتے ہیں ہوں ناشاد

سُن کے مٹکی نے مسکرا کے کہا ٭ ہے جانئیں عجیب قصہ مرا
میں تھی مٹی، کمہار لے آیا ٭ ایک میداں سے کھود کر لایا
اس میں پایا اگر بڑا ڈھیلا ٭ کیا لکڑی سے توڑ کر بورا
خوب باریک جب ہوئی مٹی ٭ ڈالا پھر اس میں خوب ہی پانی
مٹی کیچڑ جو بن گئی اچھی! ٭ خوب ہی اس نے گت بنائی مری
میاں بیوی نے پاوں سے روندا ٭ اور ڈنڈوں سے خوب ہی ٹھونکا
ہو گئی جب وہ نرم اور چکنی ٭ تب اٹھا کر وہ چاک پر رکھی
چاک کو وہ گھمائے جاتا تھا ٭ اور مجھ کو بنائے جاتا تھا
پھیر کر اس پہ ہاتھ پانی کا ٭ کر دیا مجھ کو صاف اور چکنا
بن کے اک شکل ہو گئی تیار ٭ دھوپ میں لیکے آگیا وہ کمہار
دوسرے دن مرا یہ حال کیا ٭ خوب بھٹی سے دیر تک سینکا
بن گئی اس طرح سے میں مٹکی ٭ دھوپ میں دیر تک میں پھر سوکھی
مجھ کو بھٹی میں پھر جلا ڈالا ٭ اور بازار میں وہ لے آیا
لا کے بازار میں مجھے بیچا ٭ لو میاں اب سن لیا یہ قصہ مرا
اب جو مجھ کو خرید لیتا ہے ٭ گھر میں اچھی جگہ وہ دیتا ہے

پیاس ہر ایک کی بجھاتی ہوں
ٹھنڈا پانی انھیں پلاتی ہوں

(حاجی) جوہر چاندوڑی

غدّاری کا نتیجہ

آپ نے تاریخ میں پڑھا ہوگا کہ اب سے چالیس پچاس سال پہلے افغانستان پر امیر عبدالرحمٰن خاں کی حکومت تھی۔ امیر عبدالرحمٰن خاں نہایت سخت گیر اور غصیلی طبیعت کا بادشاہ تھا۔ لیکن ساتھ ہی رحم دل اور انصاف پرور بھی بہت تھا۔ اس کے جاسوس شہروں اور قصبوں میں گشت کرتے رہتے تھے۔ اور جو کچھ لوگوں کی زبان سے سنتے اس کی اطلاع بادشاہ سے کردیتے تھے۔

ایک دفعہ ایک مفلس دیہاتی نے اپنی لڑکی کی شادی کرنے کا ارادہ کیا لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ نہایت غریب تھا بہت تنگ دستی سے گزر کرتا تھا۔ مہمانوں کے لئے کھانے پینے اور لڑکی کے لئے کپڑے لتّے زیور وغیرہ کہاں سے خریدتا۔ اس نے ترکیب سوچی کہ کابل (دارالحکومت) جائے اور امیر عبدالرحمٰن سے مدد مانگے۔ یہ سوچ کر وہ گھر سے چل پڑا۔

کئی دن کے سفر کے بعد وہ کابل پہونچا۔ اسے بھوک لگی ہوئی تھی۔ کابل کے بازار میں نان بائی کی ایک دوکان دکھائی دی وہ روٹی کھانے کے لئے دوکان میں گیا۔

نان بائی نے اجنبی سمجھ کر پوچھا "میاں مسافر! تم دیہاتی معلوم ہوتے ہو۔ شائد لمبے سفر سے آرہے ہو؟ کہو یہاں کیسے آنا ہوا؟"۔

دیہاتی نے جواب دیا "میں واقعی دیہاتی ہوں غریب ہوں۔ لڑکی کی شادی کے لئے کچھ روپیہ کی ضرورت ہے اس لئے میں اپنے بادشاہ کی خدمت میں عرض معروض کروں گا کہ وہ میری مدد کریں"۔

نان بائی نے طعنے کے طور پر کہا "واہ میاں تم واقعی دیہاتی ہو۔ تم کو یہاں کا کیا پتہ۔ ہمارا بادشاہ تو کنجوس اور دیوانہ ہے۔ وہ تو کسی غریب محتاج کو پھوٹی کوڑی تک نہیں دیتا اس کے آگے

(باقی مضمون صفحہ ۶ پر دیکھئے)

مذہب سے غفلت

یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ لڑکیاں مدرسہ میں پڑھیں یا گھر پر مذہبی تعلیم کی طرف ان کے والدین بالکل توجہ نہیں کرتے کوئی بڑی بوڑھی اگر پوچھتی بھی ہے کہ بچی کو قرآن شریف بھی پڑھایا تو یہ جواب ملتا ہے کہ ابھی تو بچہ ہے یاد نہیں رہ سکتا۔ بڑی ہو کر خود پڑھ لے گی جس طرح آج سے ۵۰ سال قبل دینوی تعلیم عام اور دنیاوی تعلیم کم تھی اسی طرح اب دینوی تعلیم خاص اور انگریزی تعلیم گھر گھر دیکھ لیجئے۔ والدین کو فخر ہوتا ہے ان کی بچی خوب انگریزی بولتی ہے صحیح اخبار پڑھتی ہے۔ بلند آواز سے گاتی ہے۔ مگر ان کو یہ خیال بھول کر بھی نہیں آتا کہ ہم ان کو مذہب کے متعلق بھی کچھ بتائیں پہلے زمانے کی بیویاں بچیوں کو بچپن ہی سے خدا کی عظمت و بزرگی اور اس کے کرم کا نقشہ دل میں بٹھا دیتیں اور روزے نماز کے باقاعدہ اصول شرع کی تمام باتیں سکھا دیتی تھیں۔ چنانچہ جب کوئی بات مذہب کے خلاف ہوتی تو فوراً معہ آیات قرآنی کے صحیح بتا دیتی تھیں۔ برخلاف اس کے اب کوئی بات مذہب کے متعلق محفل میں نکلتی ہے تو تعلیم یافتہ لڑکیاں منہ دیکھتی رہ جاتی ہیں۔ یہ لڑکیاں جنہیں ہم جاہل کہہ کر مخاطب کرتے ہیں وہ ان تعلیم یافتہ لڑکیوں سے لاکھ درجہ بہتر ہیں جنھوں نے مذہب کے متعلق کچھ نہ جانا اور خدا کی سچی خوشی حاصل نہ کی۔ پہلے زمانے کی لڑکیاں تو دینی مسائل سے اس قدر واقف ہوتی تھیں جتنے آج کل کے مولوی۔ ایک مرتبہ مجھے ایک عمر رسیدہ بزرگ بیوی سے قرآن شریف سننے کا اتفاق ہوا۔ کیا بتاؤں کتنا صحیح اور خوش الحانی سے پڑھا کہ بے اختیار دل رونے کو چاہتا تھا۔ اس وقت میں سوچ رہی تھی کہ اللہ اللہ ان بزرگوں کے بعد کوئی بلند آواز سے صحیح بھی نہ پڑھ سکے گا۔ خود میری نانی اماں محترمہ

باوجود اس کے کہ نہایت ضعیف العمر ہیں مگر ہمیشہ بلند آواز سے قرآن شریف پڑھتی ہیں حالانکہ ان کو کلام الٰہی حفظ نہیں ہے لیکن اگر کوئی ذرا بھی غلط پڑھتا ہے تو فوراً ٹوک دیتی ہیں۔

ان بے زبان بچیوں کو جن پر آئندہ نسلوں کا دارمدار ہے یہ باتیں خوب اچھی طرح سے ذہن نشین کرا دینی چاہئیں کہ اسلام کے احکام کیا ہیں اور مذہب مسلمان بیویوں کو کیا بتاتا ہے۔ اور خاتون جنت نے اپنی زندگی کیسے گزاری۔ وہ بیٹی بن کر سرور کائنات ؐ کے ساتھ اور بیوی بن کر حضرت علی ؓ کے ساتھ اور ماں بن کر امام حسن ؓ امام حسین ؓ کے ساتھ کس طرح رہیں۔ اور محلے والوں کے ساتھ کس طرح برتاؤ کئے۔ اس کے برعکس ہم تو اپنی لڑکیوں کو یہ سکھاتے ہیں کہ ساڑھی اسطرح باندھو۔ پوڈریوں لگاؤ۔ سرخی اس طرح پینٹ کرو۔ جب کوئی ٹیچر ان کو معمولی سے معمولی چیز دیتی ہے تو وہ بار بار شکریہ ادا کرتی ہیں۔ مگر اپنے سچے مالک کا جس نے انھیں پیدا کیا۔ دنیا بھر کی نعمتیں دیں ان سے اس کا شکریہ ادا نہیں کیا جاتا۔ بہت سے گھرانوں میں صبح آٹھ بجے اور رات دس بجے ہوتی ہے مگر یہ پتہ نہیں کہ فجر کی نماز کب اور عشاء کی کس وقت ہوتی ہے۔ انھیں اس کی ضرورت نہ فرصت۔ ہاں کھیل کود پڑھنے لکھنے کے لئے کافی وقت ہے۔ اب تو یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ رمضان شریف کب آیا۔ اگلے لوگ رمضان کا کس قدر اہتمام کرتے تھے اور ان کی نگاہ میں کتنا احترام ہوتا تھا کہ ناسمجھ بچے بھی چھپ کر کھانا کھاتے تھے۔ لیکن اب تو کیا بڑا کیا چھوٹا سب کھلم کھلا کھانا کھاتے ہیں۔ ہاں البتہ عید کی دعوتیں اور تحفے اُن پر واجب ہیں اصلی عید تو ان کی ہوتی ہے جنھوں نے نفس کشی کی دن بھر بھوکے پیاسے رہ کر غریبوں کی بھوک پیاس کا اندازہ کیا اور برائیوں سے بچے رہے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ اذان ہو رہی ہے ریڈیو بج رہا ہے۔ گویا اذان یا نماز ان کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اللہ ہم پر رحم کرے۔

عطیہ نازلی

حسابی

(سوچے ہوئے اعداد بتانے کا طریقہ)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

(۵) اب تک تو سوچے ہوئے صرف ایک نمبر بتانے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اب یہاں متعدد سوچے ہوئے نمبر یعنی ایک اور دو۔ یا دو۔تین۔ اور چار۔ پانچ چھ۔ وغیرہ ملا کر سوچنے کی صورت میں بھی حساب لگا کر ایک ساتھ سوچے ہوئے متعدد نمبر تبدریج بتانے کا طریقہ دیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے ایک ساتھ دو اعداد نمبر۔ایک اور دو سوچے تو اس سے کہا جائے کہ وہ پہلے نمبر کو دگنا کرلے۔ اس میں ایک جمع کرے اور اس کو ۵ سے ضرب دے پھر اس میں اپنا سوچا ہوا دوسرا نمبر جمع کرلے اور اس حاصل جمع کو دوبارہ دُگنا کرلے۔ پھر اس میں ایک جمع کرے اور اس حاصل جمع کو ۵ سے ضرب دے۔ جب وہ ایسا کر چکے تو اس سے کل حاصل جمع پوچھی جائے اس کے بتانے پر اس میں سے ۵ وضع کردیں جو اعداد بچیں وہ اس کے سوچے ہوئے نمبر ہوں گے آسانی کے لئے یہاں مثال سے سمجھایا جاتا ہے یہ ایک ساتھ تین سوچے ہوئے اعداد بتانے کا طریقہ ہے۔ مثال نمبر ۵ مثل سوچے ہوئے نمبر تبدریج ۵۔۳۔۲۔ہیں۔ فریق ثانی سے کہا جائے کہ وہ پہلے نمبر کو دگنا کرلے یعنی ۲ کے ۴ کرلے۔ اب اس میں ایک جمع کرے یعنی ۲ کے ۵ ہوئے۔ ان ۵ کو ۵ سے ضرب دیں یعنی ۵ کے ۲۵ ہوئے۔ دوسرا سوچا ہوا نمبر ۳۔ اس میں جمع کرلیں یعنی ۲ کے ۲۸ ہوئے۔ ان ۲۸ ہندسوں کو دُگنا کرلیں یعنی ۲ کے ۵۶ ہوئے۔ اس میں ایک جمع کرلیا جائے۔ اب ۵۷ ہوئے۔ اب ۵۷ کو ۵ سے ضرب دیا جائے۔ کل ۲۸۵ ہوئے اس میں تیسرا نمبر ۵ جمع کرلیا جائے۔ ۲۹۰ ہوئے۔ اب فریق ثانی سے آخری میزان

دریافت کی جائے۔ اس کے بتانے پر ۵ ۵ بتائے ہوئے اعداد میں سے وضع کرلیں مثلاً ۲۹۰ میں سے ۵۵ نکال دینے سے ۲۳۵ بچ رہے۔ یہ ہی فریق ثانی کے سوچے ہوئے اعداد بتدریج دو۔ تین اور پانچ ہیں۔ اس حساب میں ضروری بات یہ ہے کہ ہمیشہ فریق ثانی کے سوچے ہوئے پہلے نمبر کو دُگنا کرلیا جائے دوسرا۔ سوچے ہوئے اعداد دس سے تجاوز نہ ہونے پائیں۔ ہمیشہ دس کے اندر ہونا چاہئے۔ ایک سے ۹ تک کے اعداد اس طریقہ کار سے بتائے جاسکتے ہیں۔ اس کے اوپر یہ حساب نہیں لگایا جاسکتا۔ اس لئے فریق ثانی کو ہمیشہ کم اعداد بتانے کے لئے کہا جائے۔ تیسرا ایک ساتھ دو اعداد بتانے کے لئے فریق ثانی کی بتائی ہوئی آخری میزان میں سے ۵ وضع کرنا چاہئے۔ تین نمبروں کے لئے ۵۵۔ ۴ اعداد کی صورت میں ۵۵۵ وضع کرنے ہوں گے۔ اس طرح سے بہت اعداد سوچے ہوئے نمبروں صحیح تناسب بتائیں گے۔ مگر فریق ثانی پر ۵ ۵۔ اور ۵۵۵ کی وضع کا طریقہ ظاہر نہ کرنا چاہیئے

عقل کا امتحان

ن ا ر ق (ا) کو اگر ترتیب سے لکھا جائے تو مسلمانوں کی سب سے بڑی کتاب کا نام ہوگا۔

ر و ہ ا ل (۲) پنجاب کا ایک مشہور شہر۔

م ت ا ح (۳) عرب کا ایک مشہور سخی۔

د ی ش ر ن و ر ا ہ (۴) مسلمانوں کا مشہور خلیفہ۔

ر و گ ی ٹ (۵) ہندوستان کا ایک مشہور شاعر۔

س ب م ل و ک (۶) سب سے پہلے سمندری جہاز بنانے والا۔

ل ب ا ب ہ ا چ (۷) دنیا کا ایک تاریک اور خوفناک کنواں۔

ک ر ا ی و ی ن (۸) دنیا میں سب سے بڑا ریلوے اسٹیشن۔

جوابات: -(۱) قرآن (۲) لاہور (۳) حاتم (۴) ہارون رشید (۵) ٹیگور (۶) کولمبس (۷) چاہ بابل (۸) نیویارک۔

کنیز عائشہ

بنات کو پڑھنے کیلئے کوشش کیجئے

نوٹ:- اس طرح راستہ تلاش کیجئے کہ آپ بنات کو پڑھنے کے لئے جاسکتے ہیں مگر خیال رکھئے کوئی سطر کٹنے نہ پاوے۔

ایم۔ اے۔ انصاری نظامی ہردوئی

ہنڈیا

بسکٹ عمدہ قسم کے:- میدہ پاؤ سیر شکر ۲ چھٹانک گھی ڈیڑھ چھٹانک۔ کھویا ۲ چھٹانک۔ بیکنگ پاؤڈر نصف چائے کا چمچہ۔ دودھ ڈیڑھ چھٹانک خوشبو حسب ضرورت۔

پہلے گھی اور شکر ذرا سے دودھ میں ملا کر پھینٹ لیجئے پھر بیکنگ پاؤڈر ملا دیجئے۔ اب میدہ اور کھویا ڈال کر خوب ملا دیجئے۔ دودھ جو باقی بچا ہے وہ بھی ڈال دیجئے۔ بعدہٗ کیوڑہ یا جو بھی خوشبو پسند ہو ڈال دیجئے۔ پھر بیل کر بسکٹ کے سانچے سے تراش کر تنور میں پکا لیجئے۔

نمکین بسکٹ:- میدہ پاؤ سیر۔ گھی ۲ چھٹانک شکر نصف تولہ۔ نمک ایک تولہ۔ بیکنگ پاؤڈر نصف چائے کا چمچہ۔ دودھ ایک چھٹانک۔ خوشبو حسب ضرورت۔

شکر گھی اور دودھ ملا کر خوب پھینٹ لیجئے پھر بیکنگ پاؤڈر ملا کر خوب پھینٹئے اب اس میں میدہ اور نمک ملا دیجئے۔ پھر چند قطرے خوشبو کے ملا کر بسکٹ کے سانچے سے تراش کر تنور میں پکا لیجئے۔ جب گلابی ہو جائیں تو نکال کر نوش فرمائیے۔

اصغری خاتون۔ بارہ بنکی

پیاز کی کھیر:- پیاز کو اول کدو کش میں باریک کس لو۔ یا ویسے ہی باریک کاٹ لی جاوے۔ اور پھر اس کو پانی سے سات آٹھ مرتبہ دھولو۔ ہر مرتبہ دھونے پر پانی اس کا نچوڑ ڈالا جائے۔ اس کے بعد تین مرتبہ صابن لگا کر دھولیا جائے۔ اور دودھ کی مقدار اسی تناسب سے رکھئے۔ جیسا کہ معمولاً چاول کی کھیر میں ڈالتے ہیں یعنی ایک دودھ میں چھٹانک بھر پیاز کافی ہوتی ہے۔ شکر حسب پسند ڈالی جائے۔ اور خوشبو کے واسطے پکنے کے بعد قدرے عرق کیوڑہ بھی ڈال دیا جائے۔

چاندی کے ورق وغیرہ سے بھی اس کو خوش رنگ بنایا جا سکتا ہے۔ بس کھیر تیار ہے نوش فرمائیے۔

عزیزہ بیگم۔ گوالیار۔

آپ کا خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر نیچے لکھے ہوئے ہیں جون کے پرچہ کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہوتا ہے۔ مہربانی فرما کر اگلے سال کا چندہ ختم ہوتا ہے۔ مہربانی فرما کر اگلے سال کا چندہ صرف ۸؏ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ فرمائیے اور رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو ۱۵؍ جولائی تک اطلاع دیدیجئے۔ اگر منی آرڈر یا انکاری اطلاع نہ آئی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ وی پی کا انتظار کر رہی ہیں لہذا جولائی کا پرچہ وی پی حاضر ہوگا۔ ہمیں امید ہے کہ آپ اسے ضرور وصول کر لیں گی

۲۰۴-۶۰۳-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۳-۹۹۵-۱۰۳۸-
۱۳۷۲-۱۴۰۴-۱۴۳۳-۱۴۷۳-۱۴۷۷-۱۴۸۶-۱۵۲۴-
۱۸۸۳-۱۸۸۶-۱۹۰۷-۲۳۸۰-۲۴۲۱-۲۴۳۴-۲۴۳۶-
۲۴۴۱-۲۴۴۷-۲۴۵۴-۲۴۶۱-۲۴۷۶-۲۸۳۹-۲۸۹۵-
۲۹۱۷-۲۹۲۲-۲۹۲۷-۲۹۲۹-۲۹۳۵-۲۹۳۸-۲۹۴۲-
۲۹۴۷-۲۹۵۷-۳۳۰۷-۳۳۱۵-۳۳۲۲-۳۳۲۷ تا ۳۳۲۹-
۳۳۳۱-۳۳۳۲-۳۳۳۵ تا ۳۳۳۸-۳۳۴۷-۳۳۵۰-
۳۳۵۲-۳۳۵۳-۳۳۵۷-۳۳۷۳-۳۳۸۳-۳۵۱۱-
۳۵۱۲-۳۷۱۵-۳۷۱۷-۳۷۲۳-۳۷۲۵ تا ۳۷۲۷-۳۷۳۴-
۳۷۳۸-۳۷۴۳ تا ۳۷۴۵-۳۷۴۸-۳۷۵۰ تا ۳۷۵۹-
۳۷۶۱ تا ۳۷۶۴-۳۷۶۸ تا ۳۷۷۶-۳۷۷۹-۳۹۷۰-

ہنسیئے

(۱) دو افیونی دریا کے کنارے بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ایک کو پیاس جو لگی تو کنارے پر بیٹھ کر پانی پینے لگا۔ پاؤں جو پھسلا تو دھڑام سے دریا میں۔ لگا چلانے خدا کے لئے مجھے باہر نکالو۔ کنارے والے نے کہا بھئی ہماری تو یہی دُعا ہے۔ کہ جہاں رہو خوش رہو بیچارا یونہی چلاتا چلاتا ڈوب مرا۔

(۲) ایک جلاہا کوٹھے سے گر کر مر گیا گھر والے رونے پیٹنے لگے۔ اتنے میں مرنے والے کا بھائی بھی آگیا اور رونے لگا لیکن تھوڑی دیر بعد میت کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا اور کہا خدا کا شکر ہے بازو یا ٹانگ نہیں ٹوٹی۔ ورنہ ساری عمر دوسروں کا محتاج رہتا۔

ج۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں

(۳) مالک:۔ (اپنی قمیص نوکر کو دکھاتے ہوئے) کیا تمہیں کسی دوکان پر ایسی سادی قمیص نہیں ملی جو اس قسم کی رنگین لائے ہو۔

نوکر:۔ لیکن حضور وہ سب صاف ستھری تھیں۔

خورشید جہاں۔ دیوریا۔

بچیوں کا سب سے پرانا ماہوار رسالہ

بنات ہندوستان کے مختلف
محکمات تعلیم مثلاً یوپی
سی پی ابرار پنجاب بہار دہلی
سرحد کیطرف سے مدرسوں
کیلئے سرکاری طور پر منظور ہے

بنات
(یعنی بچیاں)

بنات کا سال بھر کا چندہ صرف ۱۲؍
بذریعہ دی ۔ پی صرف ۱۴؍
غیر ملکوں سے چار شلنگ
مستقل خریداروں کو کہانی نمبر
مفت ملتا ہے

پندرھواں سال | فہرست مضامین بابت ماہ جولائی ۱۹۴۲ء | جلد ۲۹ نمبر ۴

مضمون نگاری کی ہدایتیں

لمبے مضمونوں کے لئے کئی کئی مہینوں تک جگہ نہیں نکلتی ۔ نئے نئے موضوعوں پر عمدہ عمدہ مضامین جلدی شائع ہوجاتے ہیں مضمون کے نیچے اپنا پورا نام اور مکمل پتہ ضرور لکھئے ۔

کسی اور کا مضمون اپنے نام سے ہرگز نہ بھیجئے اور نہ کسی کتاب یا رسالہ سے نقل کیجئے ۔ البتہ دوسری زبانوں کے مفید اور دلچسپ ترجمے قبول کرلئے جاتے ہیں ۔

مضمون دفتر میں ہمیشہ مکمل بھیجنا چاہئے ۔ نامکمل مضمون ضائع کردیا جاتا ہے ۔

جب آپ کوئی مضمون بھیجیں تو اس کی نقل اپنے پاس ضرور رکھ لیں ۔ کیونکہ کوئی مضمون واپس نہیں کیا جاتا ۔ چاہے وہ چھپے چاہے نہیں ۔

مضمون ہمیشہ ایڈیٹر کے نام بھیجے جاہئیں ۔

(باہتمام رازق الخیری پرنٹر پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ عصمت دریا گنج دہلی سے شائع ہوا)

ساون

(محترمہ خاتون اکرم مرحومہ)

ذرا دیکھنا۔ کیا اودی اودی گھٹائیں۔ زور وشور سے اُمڈی ہوئی چلی آرہی ہیں۔ آسمان چھپ گیا سورج غائب ہوگیا۔ ہوا دھیمی دھیمی چل رہی ہے۔ ابر کو دیکھ کر سب کا دل خوش ہورہا ہے۔ جسے دیکھو بارش کی بوند کے لئے آنکھیں بچھاتا ہے۔ اور دعائیں مانگ رہا ہے۔ کیونکہ کئی بار ایسا بھی ہوا ہے کہ ابر صرف منہ دکھانے کو آئے۔ اور جی للچا کر غائب ہو گئے۔ اس لئے اندیشہ ہے۔ کہ اب بھی کہیں تئی دکھاوا ہی نہ ہو۔ لیکن نہیں۔ اس دفعہ تو کچھ اور ہی آثار ہیں۔ اے لو وہ ننھی ننھی پھوار پڑنے لگی موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ سب کی زبانوں پر اللہ تیرا شکر کے کلمات جاری ہو گئے ہوائیں بھی خنکی آگئی حبس کی ٹھنڈک سے سب کے غمگین دل غنچہ کی طرح شگفتہ ہو گئے۔ جسے دیکھو اپنے گھر میں ساون منا رہا ہے۔ کڑھائیاں چڑھی ہیں چھنن منن کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں چھوٹی لڑکیاں اپنے جھولے ہی میں مگن ہیں۔ انھیں تو سوائے اس کے اور کسی بات کی فکر ہی نہیں۔

دو تین دن کی لگاتار بارش سے ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا جب ذرا آسمان کھلا۔ تو اس وقت کی بہار بھی نرالی دکھائی دی۔ قوس وقزح الگ اپنی خوش نمائیاں کر رہی ہے۔ باغوں میں درخت جدا اپنی شان کے ظہور میں مست ہیں۔ ہر طرف ہرے بھرے درخت جو دُھلے دُھلائے کھڑے ہیں ان کی سبزی اور تروتازگی دیکھنے والوں کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخش رہی ہے۔ کوئل کی دل فریب "کوکو" پپیہے کی دل کش "پی کہاں" قمری کی نوا سنجی دل کے کنول کھلائے دیتی ہے۔ سورج کی زرد کرنیں جب درختوں پر پڑتی ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سبز دوپٹے پر سنہرہ لچکا لگا ہے۔

(از جمال ہمنشیں)

فقیر کی بددعا

کہیں رہتا تھا اک کروڑپتی ❖ کوچہ کوچہ میں جس کی شہرت تھی
تھا اگرچہ بہت وہ دھن والا ❖ دل کا اتنا ہی تھا مگر کالا
تھا نہایت بڑا محل اُس کا ❖ گرچہ لکڑی کا تھا وہ سرتاپا
ناز تھا اُس کو اپنی دولت پر ❖ تھا وہ مغرور شان و شوکت پر
صبح سے لے کے شام تک اُس کا ❖ خوب دربار گرم رہتا تھا
خوش بہت تھا وہ رنگ میں اپنے ❖ تھا برا اگرچہ ڈھنگ میں اپنے
اس طرح اس امیر انساں کی ❖ چین سے زندگی گذرتی تھی
ایک دن اک فقیر نے آ کے ❖ بھیک مانگی کچھ اُس تونگر سے
کیا مدد اس سے غیر کی ہوتی؛ ❖ پائی تک جیب سے نہیں نکلی!
بڑی سختی سے اس سے پیش آیا ❖ گالیاں دے کے اس کو لوٹایا
اُس سائل کی جب کہ ٹوٹ گئی ❖ جل کے پھر اس نے بددعا یہ دی
اے بخیل آدمی یہ جان ذرا ❖ اب ترے مال و زر پہ ہے خطرہ
تجھ پہ آنے کو ہے خدا کا غضب ❖ میری توہین تو نے کی ہے اب
میں بھی ہوں بندۂ خدا، تو بھی ❖ پھر مرے حق میں کیوں ہے یہ سختی
خوف تجھ کو نہیں خدا کا بھی ❖ تجھ کو جائز نہیں ہے جینا بھی
راہ میں اس کی جو لٹاتا ہے ❖ ایک کھو کر ہزار پاتا ہے
اور دولت کے ہیں جو دیوانے ❖ ہوا کرتے ہیں حق سے بیگانے
اب مجھے کچھ نہ چاہیئے تیرا ❖ جلد پائے گا تو کئے کی سزا
اتنا کہہ کر وہ ہو گیا رخصت ❖ ہوئی غم سے امیر کو دہشت

بد دعا رسے بہت وہ گھبرایا ۔ اک ملازم کو اپنے دوڑایا
تاکہ لوٹائے پھر وہ سائل کو ۔ اور نہ نازل غضب خدا کا ہو
کی ملازم نے جستجو پیہم ۔ کہیں پایا نہ اس کا نقش قدم
ہوا شرمندہ وہ امیر بہت ۔ یاد کی اس نے اپنی جب حرکت
دن غرض ڈھل گیا تو رات ہوئی ۔ نیند میں غرق کائنات ہوئی
ڈوبا تھا فکر میں وہ سر تا پا ۔ چین سے رات کو بھی سو نہ سکا
نیند جوں ہی اسے ذرا آئی ۔ شور و غل کی بڑی صدا آئی
اپنے بستر سے چونک کر جو اٹھا ۔ ہر طرف خوف کا سماں دیکھا
یک بیک آگ لگ گئی گھر کو ۔ لگی کیچڑ امیر کے سر کو
آگ بڑھتی گئی غرض اتنی ۔ قابو اس پر نہ پا سکا کوئی
پل میں سارا مکان خاک ہوا ۔ جل کے ہر ذرہ ذرہ راکھ ہوا
ہو چکی جب کہ ایسی بربادی ۔ ہو کے شرمندہ اس نے توبہ کی
دھیرے دھیرے وہ پھر سدھرنے لگا ۔ خوف اللہ کا بھی کرنے لگا
اپنا طرزِ عمل بدل ڈالا ۔ بن گیا پھر وہ مال و زر والا
لو نصیحت تم اس سے اے بچو! ۔ بات میری یقین تم جانو
ہے صحیح کیفیت بتائی گئی ۔ جھوٹا قصہ نہیں ہے یہ کوئی
آس درویش کی نہ تم توڑو ۔ نہ غریبوں سے اپنا منہ موڑو
بدسلوکی نہ ہو کبھی تم سے ۔ رکھو کردار نیک تم اپنے
بد دعا تم نہ لو کسی کی بھی ۔ ہر زباں سے سنو ثنا اپنی
اس طریقے کو اختیار کرو ۔ بیڑا یوں زندگی کا پار کرو

میر اکبر علی خاں اکبر

ہر چیز سونا

ایک گاؤں میں ایک بہت غریب
آدمی رہتا تھا اس کا نام کریم خاں تھا
اس کے ایک بیوی اور چار بچے تھے۔ جو
بہت چھوٹے چھوٹے تھے۔ کریم خاں بہت
غریب آدمی تھا۔ کئی کئی روز کے فاقے ہوتے
تھے۔ دونوں میاں بیوی تو برداشت کر
لیتے تھے مگر بچوں کا بُرا حال تھا۔ ایک روز
بھوک کے مارے بچے رو رہے تھے کہ
کریم خاں نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ شہر میں
جا کر نوکری تلاش کروں۔ شائد ہماری
مصیبت کٹ جائے۔ بیوی بھی رضامند
ہو گئی۔ کہنے لگی اچھا میں روٹی پکا دوں پھر
چلے جانا۔ یہ کہہ کر وہ ایک پڑوسن کے ہاں
گئی اور وہاں آٹا لا کر کھانا پکایا۔ آدھا کریم خاں
کو باندھ کر دیا اور آدھا بچوں کے لئے رکھ
لیا۔ کریم خاں نے کھانا لے کر خدا کا نام لیا
اور شہر کی طرف چل دیا۔ جب بھوک لگتی
تھوڑا کھانا کھا لیتا۔ پھر روانہ ہو جاتا۔ کئی
روز ہو گئے اور چلتے چلتے پاؤں میں چھالے
پڑ گئے اور کھانا بھی ختم ہو گیا۔ آخر تھک کر
جنگل میں بیٹھ کر رونے لگا۔ اتنے میں کیا
دیکھتا ہے کہ ایک فقیر آ رہا ہے۔ فقیر نے
آ کر کریم خاں سے رونے کا سبب پوچھا
کریم خاں نے سب بیان کر دیا اور کہہ دیا
کہ میں بہت غریب ہوں کچھ مدد کرو۔
تم کیا چاہتے ہو فقیر نے پوچھا۔ میں یہ چاہتا
ہوں کہ امیر ہو جاؤں اور اچھی طرح زندگی
بسر کروں کریم خاں نے عاجزی سے کہا۔
فقیر کہنے لگا اچھا میں نے تم کو یہ طاقت دی
کہ جس پتھر کو ہاتھ لگاؤ گے وہ سونے کا
ہو جائے گا۔ کریم خاں نے پاس پڑے
ہوئے پتھر کو اٹھا کر دیکھا تو واقعی سونے کا
ہو گیا تھا۔ بہت خوش ہوا۔ فوراً گھر روانہ
ہوا۔ راستہ میں سوچنے لگا میں بھی بڑا
بے وقوف ہوں کچھ اور نہ مانگا۔ پھر واپس
ہوا کہنے لگا میں یہ چاہتا ہوں کہ جس د

کو ہاتھ لگاؤں سونے کی ہو جائے۔ فقیر نے
کہا اچھا یہ بھی ہو جائے گا۔ فقیر کو سلام کر کے
پھر کریم خاں رخصت ہوا۔ پھر خیال آیا کہ تو بھی
بڑا نادان ہے ایسا آدمی بار بار نہیں ملتا
پھر واپس آیا۔ فقیر نے کہا تم لالچی معلوم ہوتے
ہو۔ اچھا بولو کیا چاہتے ہو۔ کریم خاں نے کہا
میں یہ چاہتا ہوں کہ میں جس لکڑی پھول
پتہ کو ہاتھ لگاؤں سونے کی ہو جائے فقیر نے
کہا اچھا تم دنیا کی جس چیز کو ہاتھ لگاؤ گے
سونے کی ہو جائے گی۔ کریم خاں خوشی
گھر آیا۔ بیوی سے کہا میں بہت امیر ہو گیا ہوں
اب کوئی بادشاہ بھی میرا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ یہ
کہہ کر اس نے کئی روز کے چھوٹے ہوئے بچوں
کو گود میں لیا۔ بچے گود میں آتے ہی سونے
کے ہو گئے۔ کریم خاں بہت گھبرایا بیوی کا
ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا دیکھو یہ کیا ہوا۔ بیوی بھی
سونے کی ہو گئی۔ بہت بھوکا تھا پلنگ پر روٹی
رکھی تھی چاہا کہ کھالوں۔ ہاتھ لگتے ہی روٹی بھی
سونے کی ہو گئی۔ پھر چاہا کہ پانی پیوں پانی
بھی سونے کا ہو گیا۔ اب تو کریم خاں بڑی
حیرت میں آگیا۔ بیوی۔ بچوں کا غم بھوک
پیاس سے وہ کو بہت پریشان ہو گیا پھر وہ
اسی جنگل میں گیا اور تمام دن روتا رہا۔
شام کو وہ فقیر آیا اس نے سب حال بیوی
بچوں کا رو رو کر بیان کیا۔ فقیر نے کہا تم نے
خود ہی یہ طاقت مانگی تھی میں کیا تمہارے
سر ہوا تھا۔ کریم خاں نے کہا میری خطا معاف
معاف کرو۔ میں نے ہی مانگی میں ہی واپس
کر رہا ہوں میں ایسی قوت نہیں چاہتا
جس سے میرے بیوی بچے اور کھانے پینے
کی ہر چیز سونے کی ہو گئی فقیر نے کہا اچھا
میں نے سب قوتیں لے لیں لو یہ ایک پھل
ہے اس کو نچوڑ کر اس کا عرق اپنی بیوی
بچوں پر ڈالنا وہ اصلی صورت پر آجائیں گے
مگر آئندہ یاد رکھنا کبھی لالچ نہ کرنا لالچ ہمیشہ
نقصان دیتا ہے۔ یہ کہہ کر فقیر غائب ہو گیا۔
اور کریم خاں اس پھل کو لے کر گھر آیا۔ اپنے
بیوی بچوں پر اس کا عرق ڈالا وہ پھر ویسے
ہی ہو گئے اور سونے کی چیزوں کو بیچ بیچ کر
گزر کرنے لگا۔ بنا نی بہنو لالچ بری شے ہے
کبھی نہیں کرنا چاہیے۔

رئیسہ اوسط رضوی اکبرآبادی

حسابی

وضع کرنے کے بعد بچت نمبر بتانے کا طریقہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مثال نمبر (۶) گو یہ حساب بالکل معمولی اور آسانی سے سمجھ میں آجانے والا ہے مگر اس سے بھی معمولی دماغ والوں کو حیرت ہوگی کسی سے کہا جائے کہ کوئی نمبر سوچ لیں اور اس کو دگنا کر لیں۔ اب ہمارے پاس سے اس میں ×-۶- جمع کر لیں۔ اب اس جمع شدہ ہندسوں کو برابر میں دو حصوں میں تقسیم کریں یعنی آدھا کرلے۔ جب وہ ایسا کر چکے تو اس سے کہا جائے کہ تمہارے سوچے ہوئے اعداد اس میں سے وضع کر لو تو تمہارے پاس اب تین بچ رہے۔ حساب کے اس پرپیچ طریقہ سے وہ پہلے بھوچکا سا رہ جائیگا آسانی کے لئے اس کی مثال دی جاتی ہے مثلاً کسی نے نمبر (۶) سوچا۔ اس کا دگنا ۱۲ ہوئے۔ (ہماری جانب سے اس میں $\frac{6}{6}$ جمع کئے گئے کل $\frac{16}{18}$ ہوئے) اس کا آدھا $\frac{8}{9}$ ہوگا۔ اب اس میں سے اس کے سوچے ہوئے ۶ نمبر وضع ہونے پر لازماً $\frac{2}{3}$ بچ رہیں گے۔ ہم نے فریق ثانی کو اپنی جانب سے $\frac{6}{6}$ نمبر جمع کرنے کو کہا تھا۔ اس کا آدھا لازماً $\frac{2}{3}$ ہوگا۔ چونکہ ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ فریق ثانی نے کیا نمبر سوچا۔ لہٰذا جب وہ اعداد کو دو حصوں میں منقسم کرکے اپنے نمبر وضع کرلے ہیں صرف ہمارے دئے ہوئے اعداد کا آدھا بتانا ہوگا۔ جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔ مثلاً ہم نے ۸ دیا تو اس کا آدھا ۴۔ چھ دیا تو اس کا آدھا ۳ ہوگا جو اس کے پاس اس کے نمبروں کی وضع کے بعد بچ رہتے ہیں۔

تحریری حساب ۱۔ مثال نمبر (۷)

A
50
D 10 B
20 C 30
40

کسی فریق سے کہا جائے کہ وہ مندرجہ
بالا نقشہ کے مطابق جو نمبر جی میں آئے لکھ
لے۔ درمیان کا نمبر ہم بغیر دیکھے اُس کو
بتا دیں گے کہ اس نے کیا رکھا ہے۔ جب
وہ ایسا کرلے تو اس سے کہا جائے کہ وہ
پہلے۔ A۔ سے۔ D۔ تک سرکل کے
چاروں نمبر جمع کر کے اس کی مجموعی تعداد
بتائے جب وہ بتا چکے تو A سے C تک
کھڑے اور۔ D۔ سے۔ B۔ تک آڑے
نمبروں کی مجموعی تعداد دریافت کی جائے
اس کے بتانے پر دائرے کے جمع شدہ نمبر کو
ان نمبروں میں سے وضع کرلے اور جو
بچت آئے اس کو ۲ سے تقسیم کرے۔ جو
جواب تقسیم کا آئے گا وہی درمیان کا
نمبر ہوگا۔ آسانی کے لئے اس کی مثال
حسب ذیل ہے۔ مندرجہ بالا نمبروں ہی
کو لیجئے۔ A۔ سے۔ D۔ تک دائرے کے
نمبروں کی مجموعی تعداد ۱۴۰ ہوئی۔ A۔ سے
C۔ تک کھڑے اور۔ D۔ سے۔ B۔ تک
آڑے نمبروں کی مجموعی تعداد ۱۶۰ ہوئی
اب اس میں سے دائرے کے جمع شدہ
۱۴۰ نمبر وضع کر دیجئے۔ بچت ۲۰ رہیں گے
اس کو دو سے تقسیم کیجئے۔ جس کا جواب
دس ہوگا۔ یہ ہی نمبر فریق ثانی نے درمیان
کا رکھا ہے۔ ہر حال میں ہمیشہ دو سے تقسیم
کرنا چاہئے۔ بعد تقسیم جو جواب آئے وہی
درمیانی نمبر ہوگا۔ (باقی باقی)

ب۔ن۔ آنسہ ابراہیم۔ مدراس

سائنس

بنات کو دل سے عزیز رکھنے والی بہنو!
ی تم نے یہ بھی غور کیا ہے کہ تمہیں ہر مہینہ
ر تاریخ کو اتنا خوبصورت پرچہ کیونکر مل جاتا
ہے۔ اس کے لئے کاغذ کہاں سے آتے ہیں
س پر خوشنما تصویریں کس طرح بن جاتی ہیں
ر حروف کیونکر چھپ جاتے ہیں اور پھر سینکڑوں
ر ہزار میل دہلی سے دور ہونے پر بھی تم کو
سانی ایک دو دنوں بعد مل کیسے جاتا ہے۔ یہ
ب سائنس کی بدولت۔ سائنس ہی نے
ہمارے لئے اتنی سہولتیں پیدا کر دی ہیں۔
افسوس! تم میں بہت سی ایسی بھی ہیں جو
ن رات اٹھتے بیٹھتے اس بے چارے کو برا
بلا کہتی ہیں بہت سی ایسی ہیں جنھیں یقین
ہے کہ آج کل اس ہولناک جنگ کا باعث
رف سائنس ہی ہے لیکن میں اگر پوچھوں
آج سے ہزار سال پہلے کیا لڑائیاں نہیں
تی تھیں تو تم کیا جواب دو گی؟
تم قرآن مجید اٹھالاؤ اور اس کے ورقوں کو

الٹ پلٹ کر دیکھو۔ سینکڑوں جنگوں کا نقشہ
تمہاری آنکھوں کے سامنے پھر جائے گا۔ دنیا
کے ہر ملک میں شروع زمانہ سے بات بات
پر لڑائیاں ہوتی رہی ہیں۔ تو بھلا پہلے سائنس
نے کون سی ترقی کی تھی یا اس کا کیا زور تھا
جو وہ ان لڑائیوں کا سامان کر دیا کرتا تھا۔
جنگ تو ہماری تمہاری غلطی اور کمزوری سے
ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک چھوٹی سی
گھریلو جنگ لے لو۔ تمہاری پنسل تمہارے چھوٹے
بھائی نے چرالی۔ تم نے اس سے پنسل مانگی
اس نے دینے سے انکار کیا۔ تم بگڑیں وہ
رو دیا۔ تم نے ہاتھا پائی شروع کی اس نے
بھی اس کا جواب دیا۔ آخر غصہ میں تم نے
رول اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا اور
اسے سخت چوٹ آئی۔ اب بتاؤ چوٹ کی
وجہ تم ہوئیں یا رول؟ رول تو تمہارا ایک
اوزار تھا۔ اصل قصوروار تو تم ہو جو غصہ میں
آکر بے چارے ننھے کو رول سے مار دیا۔

اسی طرح ان بڑی بڑی جنگوں کا باعث بھی انسان کی خود غرضی ہے۔ ہر طاقتور ملک اپنے سے کمزور کو ہڑپ کر جانا چاہتا ہے اور اپنی اس حیوانی خواہش کو پورا کرنے کے لئے وہ سائنس کے ہتھیار اٹھاتا ہے جس طرح تم نے اپنے سے کمزور بھائی کو پیٹنے کے لئے رول اٹھا لیا تھا۔

آج تمہارے سفر کے لئے ریل کے علاوہ ہوائی اور بحری جہاز ہیں۔ موٹر اور سائیکلیں ہیں۔ گھر بیٹھے دور کی سہیلیوں سے بات کرنے کے لئے ٹیلیفون ہے۔ دور دور کی خبریں سننے کے لئے ریڈیو ہے۔ دل بہلانے کے لئے سنیما ہے۔ بھلا تمہارے آرام و آسائش کے اس قدر سامان کس نے مہیا کر دئے؟ سائنس نے۔ اور پھر بھی تم سائنس کو برا کہتی ہو۔

سینکڑوں برس سے انسان اپنے دماغ پر زور ڈالتا رہا اور سائنس کی تعلیم اور اس کی مدد سے طرح طرح کی کار آمد چیزیں ایجاد کرتا رہا ہے جس طرح پرانے زمانے کے پیشواؤں اور لیڈروں کا نام آج تک باقی ہے۔ اسی طرح ہمارے سائنس داں حضرات کے نام بھی ابھی تک زندہ ہیں اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں عزت سے لئے جاتے ہیں۔ لوگوں کا ہم سب پر بہت بڑا احسان ہے کبھی نہیں بھلایا جا سکتا۔

بہنو! میں سائنس کی تعریف نہیں کر یہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کی تعریف زبان یا الفاظ سے ہو سکے۔ اس کے کمالات ہم لوگ کی نظروں کے سامنے ہیں۔ پھر کہنے ما سے فائدہ! ہاں، تم سے میری ایک التجا۔ وہ یہ کہ تم سے جہاں تک ہو سکے اپنا باقی ما وقت سائنس کی کتابوں کے پڑھنے میں کرو تفقہ اور کہانی سے زیادہ تم کو ان کتابو سے سبق حاصل ہوگا اور تمہاری لیاقت بھ بڑھے گی۔

نذرانام عشرودی

چینی لوگوں میں چوٹی رکھنے کا رواج

لڑکیو! بہت مدّت کا ذکر ہے کہ چین کی دو نزدیک ریاستوں میں دو بادشاہ الگ الگ حکمران تھے۔ مگر محبّت اور پیار اخلاص کا یہ عالم تھا کہ وہ دونوں بادشاہ ایک جان دو قالب مانے جاتے تھے۔ اُن میں سے ایک تو نہایت پستہ قد موٹا تازہ لحیم شحیم آدمی تھا اور دوسرا بالکل دُبلا پتلا لمبا تڑنگا سرانچی کا بانس۔ یہ دُبلا پتلا بادشاہ ہنسی مذاق کا بہت عادی تھا اور موٹا تازہ بدروپ بادشاہ غصیل تھا۔ یہاں تک کہ ذرا سی بات میں وہ آگ ببولا ہو جاتا تھا لیکن اتفاق کی بات بیس برس کامل وہ دونوں بادشاہ اس قدر آپس میں میل ملاپ سے رہے کہ وہ دونوں ملک ایک ہی سمجھے جاتے تھے کبھی دبلا تاجدار پستہ قد ٹھنگنے بادشاہ کا ہفتوں مہمان رہتا۔ کبھی موٹا اور ٹھنگنا اس لمبے اور تڑنگے بادشاہ کے ہاں آکر کئی کئی اٹھواڑے قیام کرتا۔

اس طرح کچھ دن اور گذر گئے جو ایک دفعہ ہی اس دبلے بادشاہ کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ اب تو بہت دن سے میرا وہ موٹا دوست نہیں دکھائی دیا۔ لاؤ ایک دعوت نامہ بھیج کر اسے بلا لیں۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ کہ دعوت نامہ بھی بھیجا گیا اور اس ٹھنگنے بادشاہ نے منظور بھی کر لیا۔ بلکہ اپنے امیر وزیر اور سپہ سالار فوج کی ایک بڑی جماعت لیکر وہ لمبے بادشاہ کی راج دھانی کی طرف روانہ بھی ہو گیا۔ اس کی سواری کی شان یہ تھی کہ دو ہزار سیاہ رنگ کے گھوڑوں پر ٹھنگنے بادشاہ کے ہمراہی سوار تھے اور خود وہ ایک دودھ جیسے سفید گھوڑے کو اُڑاتا نہایت زرق برق لباس پہنے ہتھیار لگائے اُڑا چلا آتا تھا۔ یہ خبر سن کر دُبلا بادشاہ بھی خوش خوش اپنے درباریوں کو لے کر اپنے محل کے برآمدے میں سیر دیکھنے آبیٹھا۔ اس لئے کہ جوں ہی وہ شاہی

...قریب آئے یہ بادشاہ اپنے امیروں
...وں کو لے کر مہمان کے استقبال کو
... اور اسے لے کر اپنے محل میں لا ٹھہرائے۔
...وس صد افسوس اب وہ مدت کی
... در امن اور آپس کی دوستی دشمنی
... بدل جانے کو تیار تھی۔ کیونکہ جونہیں
...نگنا بادشاہ معہ اپنے ساتھیوں کے
... اڑاتا وہاں پہونچا ہنسی مذاق اور
... کے عادی دُبلے بادشاہ نے اسے
... محل کے قریب آتا دیکھا تو بے اختیار
... کے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا۔ ایلو! وہ
... سُور آگیا۔ آخر آگیا۔ اس بادشاہ
... وزیر نے گھبرا کر اپنے تاجدار کی غلطی کو
...نا بھی چاہا۔ مگر اب تیر کمان سے نکل
...تھا۔ کیونکہ کینہ ور موٹے بادشاہ نے
... وہ فقرہ سن لیا تھا " ایلو وہ موٹا
... آگیا " بس یہ سنتے ہی اس کے تن
... میں آگ ہی تو لگ گئی۔ اُس نے
... اپنے جلوس کو انھیں قدموں پلٹ
...ے کا حکم دے دیا اور اسی دم باگ
...لی۔ اور ساری کی ساری فوج آناً فاناً

میں جدھر سے آئی تھی اُدھر ہی الٹی واپس ہوگئی۔ دُبلا اور لمبا بادشاہ جب اپنے امیروں وزیروں کو لے کر باہر آیا تو وہاں کسی مہمان کا نشان بھی نہ تھا۔ البتہ ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کا غبار اب تک تمام آسمان پر چھایا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر دُبلے بادشاہ کو بھی بڑا صدمہ ہوا۔ مگر اب اپنے کئے کا علاج ہی کیا تھا؟ اِدھر جب وہ جلے تن اور کینہ ور ٹھنگنا بادشاہ اپنے دوست کا یہ نازیبا فقرہ سن کر ہوا کی طرح پلٹا تو اس نے اور اس کی فوج اور ہمراہی آدمیوں نے اس وقت تک سانس بھی نہ لیا جب تک کہ وہ اپنے پایہ تخت میں نہ پہونچ گئے۔ اپنی راج دھانی میں پہونچتے ہی ٹھنگنے بادشاہ نے اپنے گھوڑے کی باگ کھینچی اور وہ بہت رنجیدہ غم و غصہ میں ڈوبا ہوا گھوڑے سے کود کر اپنے محل میں چلا گیا۔ چند ہفتے کے بعد دُبلے بادشاہ کی اس بیوقوفی اور تمسخر کا یہ نتیجہ ہوا کہ موٹے بادشاہ نے خفیہ ہی خفیہ فوج جمع کرنی شروع کر دی اور اس کے پورے چھ مہینے کے بعد ہی موٹا بادشاہ ایک فوج

کثیر لے کر دبلے بادشاہ کے پایہ تخت پر چڑھ دوڑا۔ دشمن کی سرحد پار ہوتے ہی اس نے یہ حکم بھی دے دیا کہ جو گاؤں۔ قصبہ۔ یا شہر تمہارے رستے میں پڑے اسے فوراً لوٹ لو۔ عمارتوں کو جلادو۔ خاک سیاہ کردو۔ اور اگر رحم کی کوئی درخواست کرے تو اس کی طرف سے فوراً منہ پھیر لو۔

اس حیرت انگیز اور اچانک چڑھائی کی خبر جب دبلے بادشاہ کو پہونچی تو اس نے اسی قدر فوج خود بھی جمع کرلی اور کسی نہ کسی طرح دشمن کے مقابلے کو نکلا بھی۔ لیکن عجلت اور گھبراہٹ، د رچیز ہے۔ دبلے بادشاہ کی بے وقوفی اور بدزبانی اب انتقام انتقام کی فریادی تھی۔ آخر نہایت خونریز جنگ ہونے کے بعد دبلے بادشاہ کو شکست فاش ہوئی نہ صرف شکست ہی ہوئی بلکہ وہ خود بھی اس لڑائی میں مارا گیا۔ لیکن اس پر بھی موٹے بادشاہ کی توہین کا مطالبہ کسی طرح پورا نہ ہوا۔ وہ گھوڑی سواری تلوار لئے مفتوحہ دارالخلافہ میں داخل ہوا اور تمام رعایا سے ہتھیار چھین کر مرحوم بادشاہ کے دونوں وزیروں کو بلا کر یہ حکم دیا کہ دیکھو جی تمہارا بادشاہ تو مارا گیا۔ اب اس کی بجائے میں اک اور بادشاہ تمہارے لئے تجویز کرتا ہوں۔ سردست تم اک کسان یا دہقانی کو سی گاؤں سے بلا کر میرے حضور میں جلد سے جلد پیش کرو۔ اس طرح جب اس کے سامنے ایک دہقانی کو پیش کیا گیا جو ڈرتا کانپتا تھراتا اس کے سامنے گیا تو اس نے اس سے مسکرا کر کہا۔ ڈرو نہیں ہم تمہیں کوئی تکلیف نہ دیں گے۔ تم اسی وقت اپنے گاؤں میں پلٹ جاؤ اور وہاں سے ایک موٹا جگادری سور پکڑ لاؤ۔ کیونکہ مجھے اس کی سخت ضرورت ہے۔ جب وہ دہقانی اس کے پاس دوبارہ اس کی فرمائش لے کر حاضر ہوا تو فتح مند بادشاہ نے اسے انعام دیا اور اس بد جانور کو اسی مرحوم دبلے بادشاہ کا سارا زریں لباس پہنا کر اس کے تخت پر سوار کر دیا۔ پھر اس کے دونوں وزیروں کو بلا کر کہا اے ارکین سلطنت! دیکھو۔ یہ ہے بادشاہ تمہارا۔ آج سے اسی کو تم اپنا امیر جانو گے اور کبھی ان حکموں کی مخالفت نہ کروگے

جو میں تمام رعایا کے لئے آج کی تاریخ میں دیتا ہوں۔

وہ احکام یہ تھے۔ ما بدولت دس ہزار سپاہی اپنے یہاں ایک سپہ سالار کی ماتحتی میں تمہارے نگراں کار چھوڑے جاتے ہیں۔ خبردار تم میں سے کوئی ان کی مخالفت نہ کرے۔ یہاں کی رعایا کے ہر شخص کا یہ فرض ہوگا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ اپنا سر منڈایا کرے اور سر منڈانے کے بعد اپنے سر کے پیچھے بالوں کی ایک چوٹی بھی چھوڑ لی جائے۔ اس چٹیا کے بالوں کو اس قدر بڑھنے دیا جائے کہ وہ بڑھتے بڑھتے آخر سُور کی دم کی شکل ہو جائے۔ بس یہ احکام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہیں۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ تم میں سے جو کوئی بھی ان احکام کی ذرّہ برابر بھی مخالفت کرے گا۔ اس کی سزا سزائے موت ہوگی۔

چنانچہ یہ احکام جاری کر کے اور اپنی دس ہزار فوج ایک افسر کے ماتحت چھوڑ کر وہ مغرور ظالم ڈھنگنا بادشاہ نہایت خوش و خرم اپنے ملک کو واپس ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہی سال کے اندر وہاں کی رعایا میں سے سیکڑوں مردوں کی چوٹیاں بڑھ کر اچھی خاصی سُور کی دم کی طرح ان کے سروں کے پیچھے لٹکنے لگیں۔ چند سال میں یہ چوٹیوں کا فیشن آگ کی طرح ملک بھر میں پھیل گیا۔ یہاں تک کہ فتح مند بادشاہ کے ملک میں بھی اس نئی لعنت نے خروج کیا اور چوٹی لہرانے اور سر منڈانے کا فیشن وہاں اس قدر مقبول ہوا کہ خود ڈھنگنے بادشاہ نے بھی ایک چوٹی رکھ لی اور سر منڈا ڈالا۔ بلکہ کچھ دن بعد وہ اس فیشن سے اس قدر خوش ہوا کہ اس نے اس مفتوحہ ملک کی تمام دشمن رعایا سے پھر دوستی کر لی اور مرحوم بادشاہ کی بیٹی شہزادی بلاسم سے اپنے بیٹے کی شادی کر دی۔ بس یہی کہانی سارے ملک چین کے سر منڈانے اور چوٹی رکھنے کی ہے۔ اس طرح گو وہ دونوں ملک پھر ایک ہو گئے۔ مگر تکلیف اٹھانی پڑی۔ یہ ساری مصیبت نتیجہ تھا نامناسب ہنسی مذاق کا۔

آغا شاعر قزلباش مرحوم

لنگڑا ٹٹو

(۱)

ہم نے بھی اک ٹٹو پالا: شوخی والا، بھولا بھالا
ہٹا کٹا جنگی گھوڑا: لیکن تھا اک پاؤں سے لنگڑا
آنکھیں اس کی کالی کالی: موٹی موٹی جامن جیسی
سر پر اس کے کان تھے ایسے: جیسے کھڑے ہوں نوکے کھونگر
گردن اس کی اونچی اونچی: گویا فلک سے باتیں کرتی
اعلیٰ حضرت جب سے آئے: ڈھینچو، ڈھینچو کرتے آئے

(۲)

اک دن ہم نے سیر کی ٹھانی: سب کے دل میں بات یہ آئی
بیٹھیں اس پر باری باری: دیکھو بھیا! ہو نہ لڑائی
خوب سجا کر شاہی سواری: نکلے ہم پھر سیر کو بھائی
دھوم سے پھر تو چلی سواری: ٹوٹ پڑی ہے خلقت ساری
اہاہا! دیکھو لنگڑا ٹٹو: خوب چلا ہے ٹک ٹک ٹو
کچھ مت پوچھو کیسا بھاگا: ایسا چلا کہ توپ کا گولہ
بس کیا ایک فقط سا ٹلے کی: فوراً اک جنگل کی خبر لی

(۳)

راہ میں ایک جو آیا نالہ: کود پڑے ہیں حضرتِ والا
کیچڑ میں کچھ ایسے پھنسے ہیں: شاید حشر کے دن ہی نکلیں
ہم تو پہلے ہی کود پڑے تھے: کیچڑ میں جا پھنس گئے تھے
ایک بیچارہ کھیتی والا: اس نے آ کر ہم کو نکالا

بھول گئے سب اپنی شیخی
خاک میں مل گئی ساری کی ساری

قائد سدیدی

میں کیوں کر تندرست ہوئی

حمیدہ بہن خوش رہو۔

عرصہ کے بعد آج تمہارا خط ملا بہن عذرا کی خیریت سن کر خوشی ہوئی۔ لیکن یہ معلوم ہو کر دل بہت بے چین ہوا کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔ خط میں جو تم نے اپنی بیماری کے حالات لکھے ہیں۔ اس سے تو مجھے شک ہوتا ہے کہ کوئی خاص بیماری نہیں بلکہ یوں ہی معمولی معمولی شکایتوں نے تمہیں پریشان کر رکھا ہے۔ چنانچہ میں تمہیں اپنا ایک آزمودہ اور بہت کم خرچ نسخہ بتاتی ہوں۔ تم اس پر عمل کر کے دیکھو کیسی کایا پلٹتی ہے اور کتنے جلد تم تندرست ہوتی ہو۔

اب سے کچھ دنوں پہلے جب میں بنارس میں مقیم تھی قریب قریب میرا بھی یہی حال ہو گیا تھا۔ اور انہی چھوٹی چھوٹی شکایتوں نے آگھیرا تھا۔ کبھی سر میں درد تو کبھی حرارت۔ کبھی کھانسی تو کبھی سردی۔ غرض آئے دن کی بیماریاں تھیں اور میں تھی۔ نہ تو کسی کام میں دل لگتا تھا نہ کسی بات میں۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ حالت ہو گئی کہ ساری طاقت سلب معلوم ہوتی تھی۔ رنگ زرد پڑ چکا تھا اور طبیعت میں نام کو بشاشت نہ تھی۔

علاج معالجے تو بہتیرے ہو رہے تھے لیکن فائدہ خاک نہیں۔ آخر ڈاکٹروں نے تبدیل آب و ہوا کی صلاح دی۔ گرمی کا آغاز تھا سب لوگ پہاڑ کو روانہ ہوئے۔ وہاں کی خوش گوار ہوا نے تو ضرور مجھ پر اثر کیا اور میں کچھ بشاش نظر آنے لگی لیکن یہ کاہلی اور سستی کسی طرح پیچھا نہ چھوڑتی تھی۔ ہر وقت جی چاہتا تھا بس گم سم پڑی رہوں۔ کمزوری کا یہ عالم تھا کہ چلتے ہوئے پاؤں لڑکھڑاتے تھے۔ اور آنکھوں تلے اندھیرا چھا جاتا تھا۔ غذا تو برائے نام ہی رہ گئی تھی۔ البتہ اس کے بدلے دواؤں کی بڑی بڑی بوتلیں ضرور خالی ہوتی چلی جا رہی تھیں۔ ان کڑوی کڑوی دواؤں کو پیتے پیتے جی ایسا بیزار

وگیا تھا کہ کیا بتاؤں۔ آخر تھک کر میں نے
ارے علاج چھوڑ دئے اور اپنی بیماری
کے اسباب پر غور کرنے لگی۔ رفتہ رفتہ سب
نیں میری سمجھ میں آگئیں کہ ساری بیماری
رف محنت نہ کرنے اور بے کار رہنے کا
تیجہ ہے۔ بس اسی روز میں نے اپنا ایک
روگرام تیار کیا جس میں کام کاج کے علاوہ
فریح اور آرام کے لئے بھی کافی وقت رکھے
تھے۔ اور پابندی کے ساتھ اس پر عمل کرنا
شروع کر دیا۔ ہر وقت نوکروں کو فرمائش
رنے کی بجائے اپنا بہت سا کام خود کرنے
لی۔ اور دس بجے دن تک بستر میں پڑے
ہنے کے بجائے بہت سویرے اٹھنے لگی۔
پہلے تو بہت برا معلوم ہوا لیکن میں نے
ڑی ہمت سے کام لیا۔ آہستہ آہستہ عادت
ہو گئی اور وہ ساری کاہلی جاتی رہی پابندی
قت کی وجہ سے ایک بڑا فائدہ تو یہ ہوا کہ
یرا کوئی وقت بے کار نہیں جاتا۔ دوسرے
بن جن کاموں کے کرنے میں دیر ہو جاتی تھی
ور وہ ادھورے پڑے رہ جاتے تھے وہ
پورے ہونے لگے۔ نماز تو یوں پڑھتی تھی
لیکن زیادہ تر قضا ہو جاتی تھی۔ اب صبح کو
اٹھنے کی بدولت پانچوں وقت کی نماز پابندی
وقت کے ساتھ ادا ہونے لگی جس سے عجیب
روحانی خوشی حاصل ہوئی اور دل میں امنگ
وشوق پیدا ہوا۔ بھوک کھلی اور طبیعت میں
ایک تازگی آئی۔

اب وہی میں ہوں جو چند دنوں پہلے
برسوں کی بیمار معلوم ہوتی تھی۔ ہر وقت کی
شکایتوں کی بھرمار اور بیماریوں کا رونا طبیعت
سست جی نڈھال۔ لیکن پابندی وقت
اور محنت نے مجھے کچھ سے کچھ کر دیا۔ سستی
اور کاہلی کی جگہ چستی اور چالاکی نے لے لی۔
پہلے جو خود اپنا معمولی سا کام کرنے سے گھبراتی
تھی اب علاوہ اپنے کے غیروں تک کی مدد
کرتی رہتی ہوں اور خدا کا شکر ہے کہ
بہ نسبت پہلے کے خود کو بہت تندرست اور
طاقت ور پاتی ہوں۔

پیاری بہن یہ ہے وہ آسان اور کم خرچ
نسخہ۔ بس آج ہی سے ان چند اصولوں پر
عمل کرنا شروع کر دو لیکن استقلال شرط
ہے۔ پھر دیکھنا کتنے جلد اپنے مزاج میں آسان

زمین کا فرق پاتی ہو۔ تمہارے فائدے کے لئے میں اپنا وہ پروگرام بھی لکھ رہی ہوں۔ جس پر عمل کر کے میں نے اپنی کھوئی ہوئی تندرستی پائی اور اب میں فخر کے ساتھ کہہ سکتی ہوں "دیکھو میں کتنی تندرست ہوں"

جاڑے میں صبح کے چھ بجے اور گرمی میں صبح کے پانچ بجے اٹھنا۔ ضروریات اور فرائض مذہبی سے فراغت۔ اپنے کمرے کی صفائی۔ اور ناشتہ ساڑھے چھ تک۔

پڑھنا آٹھ بجے تک۔

ڈاک دیکھنا۔ خطوط کے جوابات لکھنا یا کوئی مضمون نہیں تو سلائی ۱۱ بجے تک۔

باورچی خانہ جانا۔ غسل۔ کھانا کھانا۔ نماز ظہر۔ مطالعہ کتب ۳ بجے تک۔

جسمانی صفائی۔ کمرے کی درستگی۔ چائے نماز عصر ۵ بجے تک۔ باغیچہ کی دیکھ بھال۔ جانوروں کو ٹہلانا۔ یا کھیل کود نماز مغرب ساڑھے ۷ تک۔ پڑھنا ۹ تک۔ چھوٹے بھائی بہنوں کو سلانا۔ نماز عشاء۔ رات کا کھانا اور سونا ۱۱ تک۔

ننھی کو پیار اور اپنی والدہ کو آداب کہتا۔

جہاں آرا بیگم۔ بنگال

حیدرآباد کی شادیاں

اسلامی اصول کے تحت ہمارے مذہب نے شادی بالکل سادہ اور معمولی طریقہ پر کرنے کی تعلیم دی ہے۔ مگر ہم اس پر عمل کرنے کی بجائے فضول رسموں کی پابندی کرتے ہیں۔ اور بہت سا قیمتی وقت و روپیہ خرچ ہوتا ہے حیدرآباد میں شادی کی رسمیں بڑی ہی پر تکلف اور طویل ہوتی ہیں۔ لیکن یہاں ایسے بھی بہت سے گھرانے ہیں جہاں بغیر کسی رسم ریت کے شادیاں کی جاتی ہیں۔ اور قدیم امیروں و نوابوں کے علاوہ شوقینوں کے ہاں بھی جو شادیاں ہوتی ہیں وہ البتہ پوری رسموں سے ہوتی ہیں۔

شادی جب شروع ہوتی ہے تو ایک مہینہ یا اس سے کم دن پہلے "تورہ بندی" کی رسم کی جاتی ہے۔ یعنی چند پر تکلف لذیذ کھانوں کے خوان لڑکی یا لڑکے کے عزیزوں اور دوستوں کی جانب سے بھیجے جاتے ہیں خوانوں کی تعداد پانچ سات یا اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ یہ کھانے مختلف نگارنگ

د کئی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ کسی میں
چار طرح کے میٹھے حلوے۔ کسی میں بریانی
اور کسی میں کچھ کسی میں کچھ۔ یہ رسم کئی دنوں
ر ہفتوں تک جاری رہتی ہے۔ دعوتی اور
مان کھاتے کھاتے تھک جاتے ہیں۔ چنانچہ
سب کھانے اس قدر زیادہ مقدار میں تیار کئے
تے ہیں کہ جلد ختم نہیں ہوتے بلکہ اور سر کر
ربا میں تقسیم کر دئے جاتے ہیں۔ تورہ بندی
رسم کے بعد "ہلدی پھوڑی" کی رسم شروع
ہوتی ہے۔ کوئی نیک دن اور اچھی تاریخ دیکھ
رسات سہاگنوں سے "ہلدی پھوڑائی" جاتی ہے
ور یہ ہلدی کا سفوف نکاح کے قبل شادی کے
دوران میں دولہا دولہن کے چہرے ہاتھ پاؤں
و نہانے سے قبل مل دیا جاتا ہے۔ یہ تو ہو رہا
تھا کہ "رت جگا" آپہونچا۔ اس رات گھر کی تمام
عورتیں مل کر "ملیدہ" بناتی ہیں۔ "گلگلے" تلے
جاتے ہیں۔ اور فجر کی نماز میں دولہا میاں مسجد
میں جاکر نیاز دلاتے ہیں۔ امام و موذن کا بھی
حصّہ نکالا جاتا ہے۔ اور عزیزوں کو بھی حصے
بھیجے جاتے ہیں۔ اس رسم کے ختم ہوتے ہی
منجھ کی رسم" آئی۔ رت جگے کے دوسرے روز

عصر کے وقت دولھے کو ادھر دولہن کو ادھر
منجھ بٹھایا جاتا ہے۔ اس روز منجھ بٹھانے
سے پہلے چکسہ۔ ہلدی سے مل مل کر خوب نہلاتے
ہیں۔ "اگر اور عود" کی دھونی دی جاتی ہے۔
پیلے پیلے کپڑے پہنائے جاتے ہیں منجھ کے
کمرے کو بھی خوشبو اور پھولوں سے لبسا دیا جاتا
ہے۔ اس رات ہلدی کی رسم ادا ہوئی چکسہ
اور ہلدی ہاتھ منہ کو لگایا جاتا ہے۔ پھول وغیرہ
پہنانے کے بعد سب عورتیں جمع ہوتی ہیں۔
اور پھر "وارن پھیرن" کی رسم ادا کی جاتی ہے۔
چنانچہ صبح صبح یہ محفل ختم ہوتی ہے منجھ کے
دوسرے دن "سانچق" کی رسم کی جاتی ہے
وہ اس طرح کہ ابرک کے چوگھڑے تیار ہوئے
اور سنہری روپہلی رنگوں سے گھڑے اور
ٹھلیوں کو رنگین اور خوبصورت بنایا جاتا ہے
ان میں بادام مصری کھجور بھرے جاتے ہیں
دولہن کے جوڑوں۔ چڑھاؤں اور کپڑوں
کے ساتھ یہ بھی دلہن کے گھر بھیجا جاتا ہے۔
دولھے کے گھر سے سمدھنوں نے جا کر دولہن
کی رسم کی۔ پھول ہار پہنائے۔ عطر ملا اور
چڑھاوا چڑھا کر کچھ مٹھائی اور پان کا بیڑا

لے کر گھر واپس ہوئیں۔ تیسرے دن "مہندی کی رسم" شاندار طریقہ سے کی جاتی ہے۔ دلہن کی چھوٹی بہن نے آکر دولہا کے انگلی پر مہندی لگائی پھول پہنائے اور صندل لگا کر اپنا "حق" لے کے رخصت ہوئی۔ اس کے دوسرے دن صبح کو برات کے ساتھ دھوم دھام سے دولہا میاں پھولوں بھری موٹر میں بیٹھ کر دلہن کے گھر پہونچے۔ یہاں آنے کے کچھ دیر بعد قاضی صاحب نے دو گواہوں کی شہادت کے بعد نکاح پڑھایا۔ نکاح کے بعد کھانا کھلایا گیا۔ دن بھر گانا ہوتا رہا۔ بڑی رات گئے دولہا میاں کو زنانے میں بلایا جاتا ہے اور سو پچاس عورتوں نے انھیں گھیر لیا۔ جلوہ ہوا۔ سالیاں اور دولہن کی سہیلیوں کی طرف سے دولہا پر سوالات کی بوچھاڑ ہوئی۔ کسی نہ کسی طرح گھنٹوں گزرنے کے بعد اجازت ملی۔ خوشی خوشی دولہا میاں دولہن کو لے کر براتیوں کے ساتھ بڑی شان کے ساتھ گھر پہونچے۔

نکاح کے دوسرے روز شام کو "چوتھی کی رسم" ہوتی ہے۔ رنگ اور بھاجی ترکاری سے چوتھی کھیلی جاتی ہے۔ اس موقع پر بھی مہمانوں اور براتیوں کی ضیافت ہوتی ہے۔ رات بھر چوتھی کھیلی جاتی ہے۔ اور سب صبح ہوتے ہی تھکے ماندے اپنے اپنے گھر روانہ ہو جاتے ہیں۔ شادی کے ساتویں روز "جمعگی" ہوتی ہے۔ یہ رسم جمعہ کو ادا کی جاتی ہے۔ ایک جمعہ دولہن کے گھر تو ایک دولہا کے گھر۔ پانچویں جمعگی جو ہوتی ہے وہ آخری جمعگی سمجھی جاتی ہے۔ دولہا دولہن کے تمام عزیز و اقارب جمع ہوتے ہیں معمولی سی رسم اور گانے بجانے کے بعد مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اور خوشی خوشی سب لوگ اپنے گھر جاتے ہیں۔

حیدرآباد میں پوری رسموں سے جو شادیاں کی جاتی ہیں وہ اس طریقہ سے کی جاتی ہیں۔ یہاں کی شادیاں عموماً رجب۔ ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی کے مہینوں میں ہوا کرتی ہیں۔

محمود علی حیدرآباد دکن

سونے کا پرنالہ

اک آدمی عرب میں بہت خستہ حال تھا ✤ فاقہ زدہ تھا بھوک سے بالکل نڈھال تھا
آنکھوں میں اس کے حلقے بدن پر پڑیں جھریاں ✤ چلنے میں ہر قدم پہ چٹختی تھیں ہڈیاں

چندی کمر پہ تھی یہی اس کا لباس تھا
تن ڈھانکنے کے واسطے کپڑا نہ پاس تھا

آ کر قریب کعبہ دعا مانگنے لگا ✤ اس طرح گڑگڑایا جگر جیسے پھٹ گیا
نکلی جو کانپتے ہوئے ہونٹوں سے التجا ✤ پرنالہ پھول کی طرح ہاتھوں پہ آ گرا
پرنالہ تھا ہزار کی لاگت کا قیمتی ✤ چادر سنہری جس کی چمکتی تھی چاندسی
دوڑے سپاہی پکڑ واسے کوئی چور ہے ✤ پھونکوں میں جس کی واقعی جادو کا زور ہے

سیڑھی منگائی اور اسے چڑھ کر لگا دیا
لیکن پھر اس کی آہ نے واپس گرا دیا

جب تین بار دیکھ چکے یہ ہی واقعہ ✤ "حاکم کے پاس بھیجو اسے" تھا یہ مشورہ
عبداللہ بن زبیرؓ کی خدمت میں لے گئے ✤ وہ دور سے ہی دیکھ کے اک دم پکار اٹھے
پرنالہ بخش دو اسے زنجیر توڑ دو! ✤ چاہو معافی، اور ابھی فی الفور چھوڑ دو!!

چھوڑ دو! خدائے پاک کا سچا ولی ہے یہ!!
الفت کے سبز باغ کی روشن کلی ہے یہ!!

(مرسلہ عطیۃ الکبریٰ) ابوالاسرار رمزی

لطیفہ:- ایک صاحب اپنے گھر کو چلے آرہے تھے راستہ میں سوچنے لگے کہ گھر جا کر اپنا ہیٹ کھونٹی پر ٹانگوں گا اور سگریٹ باہر پھینکدوں گا اور چھتری کونے میں رکھدونگا اور خود پلنگ پر لیٹ جاؤنگا جب گھر آئے تو ہیٹ باہر پھینک دی سگریٹ کھونٹی پر رکھدی چھتری پلنگ پر اور خود کونے میں کھڑے ... گئے۔

(مرسلہ ... اطہر قدوائی)

صبیحہ خانم گوٹ کش

بناتی بہنوں نے ترکی کی ہوا باز لڑکی صبیحہ خانم کا نام سُنا ہوگا۔ صبیحہ غازی اتاترک مرحوم کی منہ بولی بیٹی ہیں۔ بلقان کی جنگ کے بعد غازی اتاترک نے سات یتیم بچیوں کو پالا تھا جن میں آپ بھی شامل ہیں۔ آپ شروع سے غازی کی بہن مقبولہ خانم کے ساتھ رہتی تھیں صبیحہ پہلی لڑکی ہیں جنھوں نے پردہ سے نکل کر یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ غازی اتاترک آزاد خیال انسان تھے اس لئے اپنی بہن مقبولہ اور ساتوں لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی صبیحہ نے تعلیم پوری کر چکنے کے بعد ایک دم سے اپنے والد سے کہہ دیا کہ "میں ہوا باز بننا چاہتی ہوں"۔ یہ اعلان ترکوں کے لئے بہت تعجب خیز تھا وہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ لڑکیاں بھی ہوا باز بن سکتی ہیں؟ مگر اتاترک جو صبیحہ سے خاص الفت رکھتے تھے اس بات کو سمجھ گئے اور جواب دیا کہ "تم آج روانہ کر دی جاؤ گی"۔ غرض غازی نے صبیحہ کو ایک روسی ہوا باز کے ساتھ کر دیا اور آپ چار ماہ اس کے ساتھ رہیں۔ انجن کے پرزوں کو کھولنا۔ صاف کرنا۔ ہوائی جہاز کے تختوں کو دھونا غرض یہ مشکل مشکل کام آپ نے بڑی مستعدی سے انجام دئے۔ آپ کے روسی استاد نے اتاترک کو لکھا کہ صبیحہ کسی وقت میں بہترین ہوا باز ہوگی۔ اس لئے اس کو زیادہ تعلیم دلائی جائے۔ غازی نے ترکی کے سب سے بڑے ہوا باز کو صبیحہ پر استاد مقرر کیا تین ہفتوں کی محنت کے بعد صبیحہ اپنے امتحان میں کامیاب ہوئیں۔ یہ پہلی خاتون ہیں جنھوں نے ہوا بازی میں ڈگری حاصل کی۔ آپکی متعدد فتوحات سے غازی نے آپ کو غدار علی رضا کی گرفتاری پر معمور کیا اور آخر آپ تنہا علی رضا کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ جس پر آپ کو فلائنگ لفٹنٹ کا عہدہ عطا کیا گیا۔ آج کل آپ ٹرکش برڈ کی اعلیٰ افسر ہیں جہاں آپ کی سینکڑوں شاگرد ہیں ہوائی تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ ابھی حال میں آپکی شادی لفٹنٹ کیپٹن علی مصطفےٰ سے ہوئی ہے جو ایک ہوا باز افسر ہیں۔

ناز شاہجہانپوری

عقل کا امتحان

(۱) بھلا بتائیے، جب گاڑی پلیٹ فارم سے چلتی ہے تو گارڈ تھوڑی دور دوڑ کر اوپر کیوں چڑھتا ہے؟ ایک دم کیوں نہیں سوار ہو جاتا؟

(۲) گرمی میں مٹی کے گھڑوں میں پانی کیوں ٹھنڈا رہتا ہے؟

(۳) درخت کے ہلانے سے پھل کیوں گرتا ہے؟

(۴) تیراک آگے بڑھنے کے لئے پانی کو پیچھے کیوں دھکیلتا ہے؟

(۵) تارے کیوں جھلملاتے ہیں؟

(۶) دن کو بادل ہوں تو ٹھنڈک ہوتی ہے۔ اگر رات کو بادل فلک پر چھائے ہوں تو گرمی کیوں ہوتی ہے؟

جوابات:۔ (۱) گارڈ اس لئے آگے بھاگتا ہے کہ اس کی رفتار بھی گاڑی کی رفتار کے مطابق ہو جائے۔ اگر ایسا نہ کرے تو گر جائے

(۲) مٹی کے گھڑوں میں مسام ہوتے ہیں ان کے ذریعہ سے پانی بخارات بن کر اڑتا رہتا ہے۔ بخارات بننے کے لئے گرمی پانی سے لی جاتی ہے۔ اس لئے اندر کا پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

(۳) درخت ہلانے سے ٹہنیاں وغیرہ سب ہلتی ہیں ان کے ہلنے سے پھلوں کے لئے کوئی سہارا نہیں رہتا اور بغیر سہارے کے ان کا درخت پر رہنا دشوار ہوتا ہے اس لئے یہ نیچے گر پڑتے ہیں۔

(۴) تیراک پانی کو پیچھے کی طرف کرتا ہے تو پانی اسے آگے کی طرف دھکیل دیتا ہے جس سے وہ آگے کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

(۵) نیچے کی ہوا کثیف اور اوپر کی لطیف ہوتی ہے۔ اس لئے روشنی اوپر سے نیچے آتے ہوئے مختلف سطحوں سے گزرتی ہے۔ ہوا ساکن نہیں ہوتی ہر وقت چلتی رہتی ہے ہوا کا دباؤ بدلتا رہتا ہے اس لئے ہمیں تارے جھلملاتے نظر آتے ہیں

(۶) دن کو اگر بادل ہوں تو سورج کی گرم کرنوں کو روکے رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم گرمی محسوس نہیں کرتے۔ اور اگر رات کو بادل ہوتے ہیں تو بادل نیچے ہوتے ہیں اور وہ گرم ہوا تو سارے ہوائی کرہ میں پھیلنے سے روکتے ہیں۔ کیونکہ گرم ہوا سارے کرہ ہوائی میں پھیل نہیں سکتی اسلئے آس پاس کی تمام ہوا گرم ہو جاتی ہے۔ **محمودہ ملک جہلم**

ہنڈیا

آبی فالودہ:- اشیاء:- پانی دو سیر شکر پاؤ بھر چینی گھاس دو تولہ میوہ زعفران حسب پسند۔

ترکیب: چینی گھاس بھگو کر سل پر باریک پیس لیں پھر پانی اور شکر میں حل کر کے دیگچی میں آگ پر چڑھا دیں چمچہ برابر ہلاتی رہیں آدھ گھنٹہ کے بعد رکابی میں بھر کر ٹھنڈے پانی میں رکھ دیں۔ میوہ زعفران اور خوشبو کے لئے روح کیوڑہ بھی ڈال سکتی ہیں۔ ٹھنڈا ہونے پر چاقو سے قتلے کاٹ لیں۔

دہی کے کباب: ایک پاؤ میٹھا دہی لے کر کپڑے میں باندھ کر لٹکا دیں تاکہ سب پانی ٹپک جائے پھر چھٹانک بھر تال مکھانے خوب باریک پیس کر دہی میں ملا دیں اور جو مصالحہ دوسرے کبابوں میں ڈالتے ہیں وہ بھی سب ملا دیں اور شل قیمہ کے لوہے کی سیخ پر کباب چڑھا دیں اور دھیمی آنچ پر سینک لیں۔

عطیۃ الکبریٰ جودھپور

آپ کا خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر نیچے لکھے ہوئے ہیں جولائی کے پرچے کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہوتا ہے۔ مہربانی فرما کر اگلے سال کا چندہ صرف ۸ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کر دیں اور رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو ۱۵ اگست تک اطلاع دے دیں اگر منی آرڈر یا انکاری اطلاع نہ آئی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ وی پی کا انتظار کر رہی ہیں لہذا اگست کا پرچہ وی پی حاضر ہوگا ہمیں امید ہے کہ آپ اسے ضرور وصول کر لیں گی۔ ۱۰۵-۱۲۰-۲۹۸-۲۹۹-

۳۰۱-۳۰۲-۳۸۰-۴۷۷-۶۱۴-۶۱۶-۶۱۷-۱۰۰۹-

۱۰۱۰-۱۰۱۴ تا ۱۰۱۸-۱۰۲۲-۱۰۲۴-۱۰۲۸-۱۰۳۱-۱۰۳۹-

۱۱۰۷-۱۵۰۵-۱۵۸۳-۱۵۹۴-۱۹۳۰-۱۹۷۸-۲۱۸۷-

۲۲۵۲-۲۲۵۳-۲۴۸۰-۲۴۸۷-۲۵۰۲-۲۹۳۷-

۲۹۴۴-۲۹۵۶-۲۹۶۱ تا ۲۹۶۳-۲۹۶۸-۲۹۸۲-۲۹۹۸-

۳۰۱۷-۳۰۲۵-۳۱۴۴-۳۲۸۳-۳۲۳۲-۳۲۳۹-۳۲۴۹-

۳۲۵۸-۳۳۶۷-۳۳۷۱ تا ۳۳۷۵-۳۳۷۷ تا ۳۳۸۱-

۳۳۸۲-۳۳۹۲-۳۴۰۱-۳۴۷۴-۳۴۸۲-۳۴۸۴-۳۴۹۱-

۳۴۴۳-۳۴۳۵-۳۴۶۷-۳۴۶۴-۳۴۶۷-۳۴۷۷-۳۴۷۸ تا

مصنفۂ حضرت علامہ راشد الخیری کی تصانیف

تاریخ و سیرت

- آمنہ کا لال
- سیدہ کا لال
- الزہرا
- نوبت پنج روزہ یا وداعِ ظفر
- وداعِ خاتون ۵ر
- امین کا دم واپسیں ۴ر
- دلی کی آخری بہار
- بزمِ رفتگاں (بانصویر) ۱۰ر
- داستانِ پارینہ ۱۲ر

مذہبی مضامین

- احکامِ نسواں
- محسنِ حقیقی ۶ر
- دعائیں ۸ر
- قرآنی قصے
- زیورِ اسلام

سیاسی صحافی تاریخی مضامین

- شہیدِ مغرب
- یادگارِ تمدن ۶ر
- عالمِ نسواں ۸ر
- سیاحتِ ہند

مضامین کے متفرق مجموعے

- عروسِ مشرق ۱۰ر
- گدڑی میں لعل
- مسلمان عورت کے حقوق ۱۲ر
- نالۂ زار ۱۲ر
- بلبلِ بیمار ۱۰ر
- ساجن موہنی ۴ر
- شادی کا انتخاب ۸ر
- فریبِ ہستی ۶ر
- بے فکری کا آخری دن ۴ر
- چمنستانِ مغرب
- بکھری ہوئی پتیاں

اصلاحی معاشرتی ناول

- حیاتِ صالحہ
- منازل السائرہ بکمل
- صبحِ زندگی
- شامِ زندگی
- شبِ زندگی دو حصے
- نوحۂ زندگی ۱۲ر
- طوفانِ حیات
- جوہرِ ندامت

اسلامی تاریخ کے طرز ناول

- نازِ مجسم
- عروسِ کربلا
- یاسمینِ شام
- محبوبۂ خداوند ۱۲ر
- تیغِ کمال
- شہنشاہ کا فیصلہ ۴ر
- ماہِ عجم اندلس ۵ر
- شاہین و درّاج ۸ر
- دُرِّ شہوار ۸ر

مذاحیہ افسانے

- نانی عشو ۱۰ر
- ولایتی نخی ۶
- دادا لال بجھکڑ ۸ر

نظموں کے مجموعے

- روداد قفس ۱۰ر
- سرگذشتِ قفس ۴ر

ادب لطیف و انشا

- تلبیہ حزیں ۸ر
- لڑکیوں کی انشا ۱۲ر
- مسلی ہوئی پتیاں ۶ر

لڑکیوں کا نصاب زیر طبع

اصلاحی معاشرتی افسانے

- بنت الوقت ۸ر
- سرابِ مغرب ۸ر
- فسانۂ سعید ۸ر
- سودائے نقد ۵ر
- تمغۂ شیطانی ۱۲ر
- سات روحوں کے اعمالنامے ۸ر
- غدر کی ماری شہزادیاں ۱۲ر
- سنجوگ ۱۰ر
- ستونتی ۷ر
- سوکن کا جلاپا ۵ر
- موءودہ ۷ر
- تفسیرِ عصمت ۵ر
- انگوٹھی کا راز ۶ر
- منازلِ ترقی ۴ر
- بچے کا کرتہ ۴ر
- ویدیا کی سرگذشت ۴ر
- چہار عالم ۴ر

مختصر افسانوں کے مجموعے

- جوہرِ عصمت
- سیلابِ اشک باتصویر
- طوفانِ اشک
- قطراتِ اشک
- خدائی راج
- نسوانی زندگی ۸ر
- گلدستۂ عید ۸ر
- گوہرِ مقصود ۶ر
- گردابِ حیات
- بساطِ حیات ۶ر
- حور اور انسان ۱۲ر
- نشیب و فراز ۴ر

- عصمتی دسترخوان
- عصمتی مغلئی کھانے
- عصمتی ہندکباب ۸ر
- ناشتہ ۱۰ر
- بچوں کے کھانے ۸ر
- بیماروں کے کھانے ۱۰ر
- مذاقیہ کھانے

دیگر تصانیف محترمہ آمنہ نازلی

- دولت پر قربانیاں (افسانے) ۸ر
- تاریخی لطیفے ۸ر
- عقل کی باتیں ۸ر
- ہنسی کی باتیں ۸ر

تصانیف منشی پریم چند

- دودھ کی قیمت (افسانے)
- روحانی شادی (ڈراما) ۶ر

تصانیف رازق الخیری

- وداعِ راشد ۸ر
- عصمت کی کہانی ۸ر

تصانیف مولانا سیماب اکبرآبادی

- زنانہ بستہ (۲ حصے)
- آفتابِ زندگی ۶ر
- شبابِ زندگی ۶ر

تصانیف صاحبزادہ ولی احمد عنایتی

- مختصر نیلو پاشیوں کی دنیا کے گھر
- انشائے سلمیٰ (زنانہ خطوط) ۶ر

کچھ اور زنانہ کتابیں

- پردہ و تعلیم و مذہبی و سیاسی بحث
- خواتین و ادب و دلچسپ تذکرہ ۶ر
- خیابانِ نسواں (مفید مضامین) ۱۲ر

عصمت بک ڈپو دہلی

- عصمتی کروشیا
- عصمتی کشیدہ
- گلزارِ درخشاں
- گلدستۂ کشیدہ
- گلشنِ زہرہ
- چمنستانِ خیاطی (سوئی کا کام)
- گلستانِ خیاطی
- موتیوں کا کام
- سلمیٰ ستارہ کا کام
- اونی کام سلائیوں سے
- گوٹہ کناری کا کام
- جالی کا کام
- تارکشی کا کام
- گلدستۂ تارکشی
- کراس اسٹچ ورک
- جوہرِ نسواں (راشد الخیری نمبر)
- شمیم سوزن کاری
- خواتین کی دستکاریاں ۸ر
- لکڑی کا باریک کام ۸ر
- وصلی کا کام ۸ر

عورتوں کی خاص کتابیں

- زچہ خانہ (۲ حصے)
- سنگھار خانہ

نامور خواتین کے افسانے و ناول

- انوری بیگم
- جاں باز ۱۲ر
- غیرت کی پتلی ۶ر
- شہیدِ وفا
- چار رخ ۴ر
- فیروزہ ۸ر

کچھ اور بہت مفید کتابیں

- صنعت و حرفت
- تندرستی ہزار نعمت ۴ر
- بچوں کی تربیت ۱۰ر
- آئینۂ موثر
- کشیدے کی چھپائی ۸ر

- جمال ہمنشیں
- گلستانِ خاتونِ دہلی
- پیکرِ وفا
- بچھڑی بہنیں

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں

- مشیرِ نسواں یا زہرا
- سرگذشتِ ہاجرہ
- تحریر النسا
- موہنی

تصانیف محترمہ ملقیس بیگم

- خانہ داری کے تجربات
- مفیدِ نسواں

تصانیف محترمہ حجاب امتیاز

- ادبِ زریں
- نغماتِ موت

تصانیف محترمہ سرو جہاں

- پھول پھلواری و باغبانی
- شہزادی نیلوفر و پری

زنانہ افسانے و گیت

- افسانۂ حرم
- دامنِ باغبان
- دیہاتی گیت

زنانہ نظمیں

- شمعِ خاموش
- آئینۂ جمال

بچوں کے لیے کہانیاں

- جاپانی کہانیاں
- مزیدار کہانیاں
- بچوں کی دنیا

خواتین کے لیے دلچسپ

- مصنفوں کی کتابیں

بچیوں کا سب سے پرانا ماہوار رسالہ

(یعنی بچیاں)

بنات

بنات ہندوستان کے مختلف محکمات تعلیم مثلاً یو۔پی سی۔پی، برار، پنجاب، بہار، دہلی سرحد کیطرف سے مدرسوں کے لئے سرکاری طور پر منظور ہے

بنات کا سال بھر کا چندہ ۱۲؍ بذریعہ وی پی صرف ۱۲؍۴ غیر ملکوں سے چار شلنگ مستقل خریداروں کو سالگرہ نمبر مفت ملتا ہے

پندرھواں ۱۵ سال | فہرست مضامین بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۴۲ء | جلد ۲۹ نمبر ۶

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں ستمبر کے پرچہ کیساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے۔ اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ۱۲؍ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کردیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً اطلاع دیدیں۔ ورنہ اکتوبر کا رسالہ ۱۲؍۴ کا وی پی حاضر ہوگا۔ ۱۹۶-۳۰۸-۳۹۲-۴۰۵-۴۶۱-
۶۹۵-۸۷۸-۱۰۷۵-۱۰۸۰-۱۰۸۷-۱۰۹۸-۱۲۱۷-
۱۳۵۵-۱۶۲۷-۱۶۴۹-۱۶۵۳-۱۷۸۰-۱۸۲۳-۱۹۶۳-
۱۹۹۸-۲۰۰۷-۲۰۱۵-۲۱۸۹-۲۵۰۶-۲۵۰۸-
۲۵۲۹-۲۵۳۸-۲۵۴۱-۲۵۴۵-۲۵۶۱-۲۵۶۶-
۲۵۶۹-۲۵۷۳-۲۵۷۵-۲۵۷۷-۲۵۷۹-۲۵۸۰-۲۵۸۴-
۲۵۸۷-۲۸۷۸-۲۹۸۸-۳۰۰۲-۳۰۰۴-۳۰۱۳-۳۰۱۵-
۳۰۱۶-۳۰۲۸-۳۰۳۲-۳۱۴۱-۳۰۸۸-۳۴۰۷-۳۴۳۵-
۳۴۴۲-۳۴۴۳-۳۴۴۵-۳۴۴۹ تا ۳۴۵۱-۳۴۵۳-۳۴۹۷-
۳۶۲۲-۳۶۳۵-۳۷۸۸-۳۸۴۲ تا ۳۸۵۶-۳۸۵۹ تا
۳۸۶۴-۳۸۶۸-۳۸۷۲-۳۸۷۳-۳۸۷۷-۳۸۸۵-
۳۹۴۶-(۹۹۱)-۳۹۷۲ - منیجر

باہتمام صادق الخیری پرنٹر پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ عصمت دریا گنج دہلی سے شائع ہوا

ہمارا پہلا روزہ

رات کے آٹھ بجے جب کہ میں سو رہی تھی باجی نے میرے کان سے منہ ملا کر کہا "ارے اٹھو نماز نہیں پڑھو گی"۔ باجی کی آواز سے تو مردے بھی جاگ اٹھتے ہم تو پھر زندہ تھے۔ فوراً آنکھ کھل گئی۔ مگر نماز کی سترہ رکعت اور بیس تراویح کا خیال کر کے پھر چپکے سے پڑے رہے۔ گویا کچھ سنا ہی نہیں۔ باجی نے پھر چلا چلا کر آواز دی مگر ہم بھی اپنے قول کے پکے تھے۔ جاگ رہے تھے مگر آنکھیں بند کئے گویا بے خبر سو رہے تھے۔

باجی تنگ آ کر چلی گئیں تو اطمینان کا سانس لیا اور واقعی سو گئے۔ کوئی چار پانچ گھنٹے بعد پھر کسی نے آواز دی۔ اب کی مرتبہ مجھے سخت غصہ آیا چلا پڑی "آخر کیا ہے کیوں سوتے سے جگایا جا رہا ہے"۔ باجی نے جواب دیا۔ چل کر ناشتہ وغیرہ تیار کر دو ماما چلی گئی ہے۔ یہ سن کر تو گویا روح فنا ہو گئی ہم نے چادر اوڑھتے ہوئے کہا۔ ہم نہیں رکھتے ایسا روزہ۔ جس کو رکھنا ہو وہی اٹھے سے سہارے"۔ باجی بڑبڑاتی ہوئی چلی گئیں میں دیکھتی رہی جب دیکھا کہ سب ناشتہ تیار کر لیا تو فوراً اٹھ بیٹھی۔ منہ ہاتھ دھو دھلا باجی کے پاس آئی اور منہ بنا کر بولی "اف وہ۔ باجی آپ اٹھ بیٹھیں، اور مجھے اٹھایا تک نہیں۔ ہم نے جلدی سے سحری ختم کی اور فوراً ہی بستر پہ جا لیٹے۔ جب آنکھ کھلی تو آٹھ بج رہے تھے۔ میں انگڑائیاں لے رہی تھی کہ کسی نے پیچھے سے چٹکی لی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو اعجاز کھڑی تھی۔ میں نے تیوری بدل کر کہا "رہنے دو اعجاز۔ یہ شرارتیں اپنے ہی پاس رکھو"۔ وہ مسکرا کر بولی۔ آج تو روزہ ہے۔ دیکھنا کہیں بیمار نہ ہو جانا۔ صورت سے تو بیمار معلوم ہو رہی ہو۔ میں اٹھی منہ ہاتھ دھو کر امی کے پاس گئی ادھر ادھر کی باتیں کر کے اور ایک آدھ جھڑکی کھا کر پھر کمرہ میں آ گئی۔ اس وقت کوئی کتاب دیکھ رہی تھی کہ کسی نے میری آنکھیں بند کر دیں۔ میں بھوک سے ایسی بے تاب تھی کہ جی چاہتا تھا کہ ایک ایک سے خوب لڑوں۔ اس حرکت سے تو غصہ ہی آ گیا جھنجھلا کر بولی "یہ کون بدتمیز ہے چھوڑ دو میری آنکھیں شاہدہ مسکراتی ہوئی سامنے آ گئی اور بولی۔ آج غصہ کا پارہ کیوں ہائی ہو گیا۔ کہیں آپا میاں نے تو نہیں ڈانٹا۔ ارے شاہدہ تم نکلو سے مت بولنا انھوں نے آج روزہ رکھا ہے اور بھوکی شیر ہو رہی ہیں۔ اگر کچھ کہا تو زندہ ہی نگل جائیں گی"۔ اعجاز نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ طیش میں آ کر ایک طمانچہ اعجاز کے منہ پر لگا دیا۔ وہ بھنبھناتی ہوئی چلی گئی اور ممانی سے شکایت

کردی ۔ممانی نے اپنے کمرے ہی میں سے کہا" آج روزہ کیا رکھا ہے کہ ایک ایک کو مارنے کاٹنے کو دوڑ رہی ہے" میں نے سُنا تو مگر چپ ہوگئی کیونکہ بھوک نے بہت تنگ کر رکھا تھا۔میں اپنے کو بُرا بھلا کہنے لگی کہ میں نے کیوں روزہ رکھا۔ مگر کیا کر سکتی تھی ۔میں نے سوچا کہ لاؤ سو لوں تاکہ یہ پہاڑ سا دن کٹ جائے ۔مگر نیند بھی تو کوسوں دور تھی ۔دیر تک میں نیند کے دیوتا کو مناتی رہی آخر سو ہی گئی ۔خواب میں دیکھا کہ طرح طرح کے کھانوں کے طشت رکھے ہیں ۔میں نے چاہا کہ ایک لقمہ اٹھا کر کھاؤں کہ آنکھ کھل گئی نہ وہاں کھانا تھا نہ پانی ۔بڑی مشکل سے چار بجے۔ اتنے میں امی داخل ہوئیں اور بولیں" کیا اب سوتے ہی جاؤ گی افطاری وغیرہ پکاؤ" ہم نے ماتھے پر شکنیں ڈال کر جواب دیا"ہم سے نہیں پکے گی ہمیں آپ بخار ہو رہا ہے" غرض افطاری پکانے سے نجات ملی ۔امی کے بعد ہی فوراً بھائی تشریف لائے اور آتے ہی برس پڑے "میری کتاب کہاں گئی " "مجھے کیا معلوم" ہم نے رکھائی سے کہا کہیں پڑی ہوگی کسی کونے میں ۔ دیمک چاٹ رہی ہوگی " بھائی کو اور غصہ آگیا " ہاں تمہیں کیا معلوم ۔تمہاری کسی مفت خور سہیلی نے چرالی ہوگی ۔ میری میز کے پاس تو کوئی نہیں جاتا" انھوں نے کہا مجھے اتنا طیش آیا کہ کانپنے لگی ۔بپھر کر بولی ۔ مہربانی کرکے میری سہیلیوں کو بُرا نہ کہئے ۔ مفت خور ہوں گے آپ کے دوست ۔بڑے آئے وہاں سے" بھائی نے غصہ میں آکر میری کتاب چھین کر پھاڑ ڈالی اور بکتے جھکتے چلے گئے ۔میری آنکھیں اپنی پھٹی ہوئی کتاب کا ماتم کر رہی تھیں ۔غصہ تو آہی رہا تھا ہم نے الماری سے چپکے سے چند سنگترے نکالے اور یہ کہہ کر کھانا شروع کر دئے " جاؤ ہم بھی روزہ توڑ لیتے ہیں"۔ جب دو چار ختم کر لئے تو منہ سکھا کر پڑ گئے ۔مغرب کا وقت ہو گیا تھا امی نے مجھے بلایا اور کہا" اے ہے لڑکی ۔کیا روزہ افطار ے گی ۔جلدی سے چل وقت نکلا جا رہا ہے "۔ ان بے چاری کو کیا خبر کہ ہم پہلے ہی روزہ افطار چکے ہیں۔ غرض بڑی منت خوشامد کے بعد سب کے ساتھ پہلا روزہ" افطار" کیا ۔لیکن یہ واقعہ ہے اس زمانہ کا جب ہم بہت شریر ناسمجھ اور بے وقوف تھے۔ مگر اب ہم پابندی سے روزہ رکھتے ہیں ۔ کیونکہ روزہ میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں ۔ایک تو تندرستی اچھی ہوجاتی ہے دوسرے بہت سی اچھی عادتیں پڑ جاتی ہیں ۔صبر ۔ برداشت ۔ استقلال ۔ہمت کی خوبیاں روزہ ہی سے پیدا ہوتی ہیں جسم اور دل پاک صاف رہتا ہے جس نے ہمیں لاکھوں نعمتیں دی ہیں اس خدا کو یاد رکھتے ہیں ۔اپنے جیسے غریب کمزور انسانوں کی مدد کر کے بے حد خوشی حاصل ہوتی ہے خوش اخلاقی اور خوش مزاجی سے سب سے پیش آتے ہیں غرض اب ہم رمضان کے مبارک مہینہ میں روزے کے سخت پابند ہوتے ہیں۔

نازشاہجہانپوری

نام ور لڑکی

ـ لڑکی تھی غریب اور بے نوا | مال و زر سے بے نصیب اور بے نوا
وق تھا تعلیم کا اس کو بہت | ذوق تھا تعلیم کا اس کو بہت
لدین اس کو پڑھا سکتے نہ تھے | مدرسوں کے خرچ اٹھا سکتے نہ تھے!
پہ ناداں اور کمسن تھی بہت | تھی مگر حساس یہ لڑکی بہت
لیوں کو مدرسے جاتے ہوئے | اور بستے لیکے گھر آتے ہوئے
یتی پہروں بڑی حسرت سے وہ | خود پہ پھر کرتی نظر نفرت سے وہ
ہتی کہتی آہ میں ہوں کم نصیب | اسقدر ہوگا کوئی کیوں کم نصیب!
وق ہی پڑھنے کا پڑھ سکتی نہیں | بیل یہ پروان چڑھ سکتی نہیں
ا ہی بیٹھی رو رہی تھی ایکدن | مفت میں جاں کھو رہی تھی ایکدن
ے روتے اس کو نیند آنے لگی | خود کو وہ اک خواب میں پانے لگی
ہی کیا ہے کہ اک مرد بزرگ | یا فرشتہ ہے کہ اک مرد بزرگ
پوچھتا ہے اس سے اے جان پدر | کہہ رہا ہے اس سے اے جان پدر
سے کہہ درکار ہے کیا شے تجھے! | اسقدر جس چیز کا ہے غم تجھے؟
ن کے بوڑھے سے شفقت کا کلام | مہربانی کا مروت کا کلام
ت غم سے بھر آیا اسکا دل | کیونکہ اک بچی کا دل تھا اسکا دل
بٹی اور یوں رو کر کہا | آنسوؤں سے چہرہ کو دھو کر کہا
وق ہی تعلیم کا دل میں مرے | ذوق ہی تعلیم کا دل میں مرے
ہیں ماں باپ نادار و غریب | مفلس و ناکام ناچار و غریب!!

اس لئے مجھ کو پڑھا سکتے نہیں | مدرسوں کے خرچ اٹھا سکتے نہیں
بس یہی مجھ کو اک یہی غم ہے بزرگ! | جو نہیں ہوتا کبھی کم اے بزرگ!
مدرسے جاتی ہیں ساری لڑکیاں | ستھری ستھری پیاری پیاری لڑکیاں
دیکھ کر انکو مجھے آتا ہے رشک | دل کا دل ہی میں مجھے کھاتا ہے رشک
سن کے لڑکی سے یہ سادہ سا کلام | بھولپن تھا جس سے ظاہر لا کلام!
زیر لب پہلے ہنسا وہ پیر مرد | ہنس کے پھر کہنے لگا وہ پیر مرد
بس یہی تھی بات اے جان پدر | یہ ذرا سی بات اے جان پدر!!
جس پہ ہے تو نے کیا اپنا یہ حال | اتنی اچھی میری بیٹی کا یہ حال!!
اس میں غم کی بات ہی کیا ہے مگر | اور ضرورت رشک کی کیا ہے مگر!!
ہاں مگر انجان جو ہے تو ابھی | کمسن اور ناداں جو ہے تو ابھی
سن بتاتا ہوں تجھے میں ایک بات | ساری تعلیموں سے ہے جو نیک بات
کیا ہوا ماں باپ ہیں تیرے غریب | علم سے خالی نہیں بندے غریب!
شوق سچا ہے اگر تعلیم کا | ذوق سچا ہے اگر تعلیم کا
مدرسوں ہی تک نہیں محدود علم | ہے جہاں میں ہر جگہ موجود علم
مدرسہ ہے تیرا گھر تیرے لئے | ہیں سبق شام و سحر تیرے لئے
گھر کے مکتب میں سبق ہیں سینکڑوں | اس صحیفے کے ورق ہیں سینکڑوں
ہر تجھے ماں کی محبت بھی سبق | ہے اب والد کی شفقت بھی سبق
بھائیوں کی چاہ اور بہنوں کا پیار | ہے سبق تیرے لئے گھر بھر کا پیار

علم کی تعریف اتنی ہے فقط　علم کی توصیف اتنی ہے فقط
ہوں سدا آپس میں انساں نیک دل　اور مروت سے بھرا ہر ایک دل
علم کیا ہے؟ نام ہی احساس درد!　عقل کیا ہے؟ بس یہی احساس درد
علم کا مقصد محبت ہے فقط　عقل کا حاصل مروت ہے فقط!!
چاند تارے گھومتے ہیں جسکے گرد　دونو عالم پھر رہے ہیں جسکے گرد
سمجھ کا ہے جسکے آگے صبح و شام　پھر رہے ہیں بھاگے بھاگے صبح و شام
چیز وہ جذب محبت ہی تو ہے　ذوق احساس و مروت ہی تو ہے
ہے یہی شمس مدرسوں کا مدعا!　اور یہی ہے زندگی کا مقتضا
یاد تو نے کر لیا جو یہ سبق　تجھ کو از بر ہو گیا جو یہ سبق!
تو سمجھ تکمیل پھر تعلیم کی　ختم ہے تحصیل پھر تعلیم کی
لکھنا پڑھنا پھر ہے معمولی سی بات　فکر کا باعث ہو کیوں اتنی سی بات
اسمیں ہے تھوڑی سی محنت کی طلب　جذبۂ شوق اور ذہانت کی طلب
شوق محنت و لیکن جو موجود ہے　تو یہ مایوسی تری بے سود ہے!
اٹھ کے محنت کر عزیز دہر بن　باشعور و باتمیز دہر بن
کامیابی سعی و محنت کا ہے نام　کامیابی کا فقط ذریعہ ہے نام!!
اور کچھ کہتا ابھی وہ پیر مرد　نیک بندہ تھا کوئی وہ پیر مرد
خواب سے اتنے میں بچی جاگ اٹھی　ساتھ اسکے عقل اسکی جاگ اٹھی
جاگتے ہی عقل کو جیسے خیال　اب نہ تھا اسکے وہ پہلے سے خیال
زیب نے کچھ روز میں پائی خبر
قوم میں نکلی وہ لڑکی نامور

زیب عثمانیہ

کام کی باتیں

اگر شوربے میں نمک زیادہ ہو جائے تو آٹے کی ایک چھوٹی سی ٹکیا بنا کر اس میں ڈال دو نمک ٹھیک ہو جائے گا۔

سوتی کپڑے پر کوئی سخت دھبہ پڑ جائے تو ایک ثابت لیموں کے عرق میں تین ماشہ پسا ہوا نمک ملا کر تھوپ دیں داغ اڑ جائے گا۔

اونی کپڑے کا داغ مٹانے کے لئے چکنائی کا داغ، عمارتی چونا تھوپنے سے داغ مٹ جاتا ہے

قالین پر سیاہی کا تازہ داغ ہو تو پہلے دودھ اور پھر پانی سے دھو ڈالو۔ اگر پرانا ہو تو پہلے نمک چھڑک کر چند قطرے پانی ڈالو اور کچھ دیر بعد دھو ڈالو صاف ہو جائے گا۔

قیمتی لباس کو کیڑوں سے محفوظ رکھنے کے لئے جاذب (بلاٹنگ پیپر) کے چند تختے تارپین کے تیل میں بھگو کر رکھو۔ کیڑا نہ لگے گا۔

ہفتہ میں دو تین مرتبہ دانتوں کو نمک سے صاف کرنے سے مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں اور دانتوں کو کیڑا نہیں لگتا۔ عطیۃ الکبریٰ

بہادر شہزادہ

شہزادہ کیقباد اپنے باپ بادشاہ شہزاد کا سب سے چھوٹا اور بہت پیارا بیٹا تھا مگر اس کے دونوں بڑے بھائیوں اور بہن نسترین شہزادی کی قدر تھی وہ کیقباد کی نہیں تھی۔

خدا کی قدرت ایک دن یہی چاروں بہن بھائی شاہی قلعہ کے نیچے گیند کھیل رہے تھے جو اس شعر کی تصدیق ہو گئی یعنی ؎

دیکھ چھوٹے کو ہے اللہ بڑائی دیتا
آسماں آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا

اور آناً فاناً میں شہزادہ کیقباد نے گیند کو اس زور سے پھینکا کہ وہ قلعہ کے نیچے جا کر گم ہو گئی اب سب سے پہلے شہزادی نسترن اس گیند کو ڈھونڈھنے گئی مگر جب اس کو ایک مدت ہو گئی اور وہ نہ پلٹی تو آخر دونوں بڑے بھائیوں کو بڑا اچنبھا ہوا اور وہ بھی گیند اور سب سے زیادہ اپنی بہن شہزادی نسترن کی تلاش میں دونوں ایک ساتھ دوڑ پڑے غرض اُن کو بھی گئے ہوئے شام ہو گئی بلکہ وہ ساری رات شاہی محل میں ایک قیامت کی رات ہو کر گذر گئی۔ دوسری صبح کو شہزادہ کیقباد جب اپنے بستر سے اٹھا تو اسے بھی معلوم ہو گیا کہ کل کی گیند کا معمولی سا واقعہ ایک عظیم الشان مصیبت بن گیا ہے اور میرے دونوں بڑے بھائی اور میری بڑی بہن ابھی تک واپس نہیں پھرے۔ وہ سیدھا ایک عامل جنی کے پاس پہونچا جس کی جھونپڑی وہیں قریب ہی تھی اور جو ساری حکومت میں عامل جنی کے نام سے مشہور تھا۔ جہاں پہونچ کر اسے عامل سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہاں سب سے پہلے تمہاری بہن اور دونوں بڑے بھائی بھی سے واقعات دریافت کر کے آگے بڑھے ہیں مگر میرے خیال میں اُن میں سے ایک بھی کامیاب نہیں ہوا۔ اور اب تم بھی اپنی بہن اور دونوں بڑے بھائیوں سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھو رکھو۔ کیونکہ یہ سب شاہ

جنات کے کئے کوتک ہیں۔ سب سے پہلے
تمہاری گیند لے جانے والی تمہاری بہن تھی۔
جس کو وہ ظالم شاہ لے گیا۔ اب تمہاری
بہن اور تمہارے دونوں بھائی کوئی بھی اس
اریک قلعہ سے واپس نہیں آسکتے۔ اگر تم
ہزار جانیں بھی رکھتے ہو جب بھی ظالم شاہ
جنات کے مقابلے میں کامیاب ہونا ناممکن
ہے قطعی ناممکن۔ جوں ہی عامل جنی نے
الفاظ دھرائے بس انھیں سنتے ہی شہزادہ
کیقباد زار زار رو پڑا۔ اور بے اختیار عامل
کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا۔ آخر شہزادہ
کی یہ حالت دیکھ کر عامل جنی کو بھی بے حد
رحم آگیا اور اس نے مجبور ہو کر کہا۔ شہزادے۔
بھولے شہزادے! تم مجھ ناچیز کے قدموں
سے اپنا سر تو اٹھاؤ۔ اور کل تک میرے
حجرے کے باہر ایک وظیفہ پڑھتے رہو۔
شائد تمہارے لئے کوئی کامیابی کی شکل قدرت
پیدا کر دے۔ اپنا سر اٹھاؤ! اٹھاؤ میرے
بچے! —

اس کے بعد بمشکل تمام شہزادہ عامل
کے قدموں سے اٹھا جس نے اسی وقت

اسے اپنے حجرے کے پاس ہی ایک دائرہ
کھینچ کر ایک وظیفہ بھی تعلیم کر دیا۔ جسے شہزادہ
ساری رات پڑھتا رہا اور ساری رات پلک
بھی نہ جھپکائی۔ آخر میں صبح ہوتے ہوتے
اس نے یہ خواب دیکھا کہ میں کامیاب ہو کر
معہ اپنی بہن اور بھائیوں کے واپس اپنے
وطن چلا آیا ہوں بس اس خوشی میں بے
اختیار اس کی آنکھ کھل گئی اور اس نے
یا حیّ یا قیّوم کا ایک نعرہ مارا اور اٹھ بیٹھا۔
یہ سن کر عامل فوراً اپنی جھونپڑی سے نکل آیا۔
اور دریافت حال کے بعد شہزادہ کیقباد کو
مبارک باد دی اور پھر سب سے بڑا گر یہ
بتایا کہ جب تم شاہ جنات کے ملک میں داخل
ہو تو وہاں صرف پہرا ہی پہرا دیوں گے
خبردار خواہ وہ کچھ بھی کہیں وہاں کی کوئی
چیز نہ کھانا نہ پینا۔ بلکہ یہ بھی یاد رکھنا اگر تم نے
کوئی چیز بھی وہاں کی حلق سے اتار لی تو پھر
تم قیامت تک زندہ نہیں ہو سکتے۔ لو
سب سے پہلے تمہیں میں یہ طلسمی تلوار دیتا
ہوں۔ وہ ملعون شاہ جنات اسی تلوار سے
قتل ہوگا۔ شہزادہ کیقباد پھر ایک دفعہ

عامل جنّی کے قدم پر جھکا جس نے اپنے ہاتھ سے وہ ہی طلسمی تلوار اس کی کمر سے باندھ دی۔ اور کہا جاؤ قدم بڑھاؤ بہادر اب فتح ہے شہزادہ کیقباد تھوڑا سا توشہ لے کر وہاں سے چل پڑا اور دو مہینے کامل عامل جنّی کے بتائے ہوئے رستے پر چل کر آخر ایک دن ایک بہت بڑی اندھیری گھاٹی میں جا داخل ہوا۔ جہاں اس نے ایک پریزاد کو دریا کے کنارے نہاتے دیکھا جب وہ خوبصورت مگر بڑھیا عورت کپڑے بدل چکی تو شہزادے نے کہا۔ کیوں بڑی بی کیا تم بتا سکتی ہو کہ شاہ جنات کا وہ تاریک قلعہ کہاں ہے؟

پریزاد عورت:۔ بڑا میاں ہوگا تو۔ جا جا۔ یہاں سے کلموا کہیں کا! ہمیں نہیں معلوم تو کیا بکتا ہے؟ اور تیرا کیا مقصد ہے؟

بس یہ سنتے ہی شہزادہ مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا اور اس تاریک گھاٹی کو طے کر کے سامنے ہی ایک اور سرسبز پہاڑی پر جا چڑھا۔ یہاں کھڑے ہو کر اس نے عامل جنّی کا تعلیم کیا ہوا ایک عمل پڑھ کر تین دفعہ اونچی آواز سے کہا۔ دروازہ کھولو۔ دروازہ کھولو۔ جلدی کھولو۔ میں ضرور اندر جاؤں گا۔ دروازہ کھولو۔ آخر مرتبہ یہ لفظ ادا ہوئے تھے کہ ایک دروازہ اس پہاڑی کے اندر نمودار ہوا جس میں ایک سرنگ سی نمودار ہوئی اور بہادر شہزادہ بے خوف ہو کر اس سرنگ کے اندر اتر پڑا اور کمر سے تلوار کھینچ کر اپنے داھنے ہاتھ میں بلند کر لی۔ بس کیقباد کا سرنگ میں اترنا تھا کہ وہی دروازہ بڑی آواز کے ساتھ بند ہو گیا۔

یہاں پہونچ کر کیقباد بجائے داھنے ہاتھ کے بائیں طرف پلٹ پڑا۔ یہاں اس نے صاف صاف دیکھا کہ آسمان کے تمام تارے اس کے خلاف دوسری طرف گردش کر رہے ہیں۔ اس نے اس کی بھی کچھ پروا نہیں کی۔ آگے سیڑھیاں تھیں وہ اُن سے اترتا ہوا عین تاریک قلعہ کے سامنے جا پہونچا۔ بظاہر اب کچھ مشکل نہ تھی اس لئے وہ بڑھا اوپر پہونچا اور ایک بڑے ہال میں جا براجا جس کے تمام مینار اور ستون سونے چاندی کے تھے اور سب کے سب جواہرات سے جگمگا رہے تھے۔ بیچ میں ایک سونے کی بہت بڑی زنجیر لٹک رہی تھی جس میں ایک عجیب وغریب ہیرا

ں شان سے چمک رہا تھا کہ سارا ہال بس
ی کی روشنی سے جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔
ں ہی بہادر کیقباد نے ہال میں قدم رکھا اس نے
د اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہی اس کی
شدہ پیاری بہن شہزادی نسترن ایک
ر آدم آئینے کے سامنے بیٹھی ہوئی چاندی
ی ایک خوبصورت کنگھی سے اپنے بالوں کو
ست کر رہی ہے۔ جس نے شہزادے
ی صورت دیکھتے ہی چلا کر کہا۔ واپس جاؤ۔
قباد بھائی واپس جاؤ۔ اگر تم لاکھ جانیں
ی رکھتے ہو جب بھی تم مجھے یہاں سے
یں لے جا سکتے۔ کیونکہ سیاہ دل شاہ
ات تمہیں بھی یہاں سے زندہ نہیں جانے
ے گا۔ جیسا کہ اس نے ہمارے دونوں بڑے
ئیوں کو مار ڈالا۔ آہ! بھاگو بھاگو میرے
ی جائے واپس جاؤ۔ خدا کے واسطے۔

شہزادہ کیقباد بڑی دیر تک اپنی بہن
نہ تکتا رہا۔ مگر اس کے قدم وہیں جمے رہے
محبت کا جوش نہ تھم سکا اور شہزادی نسترن
یہ سمجھ کر کہ میرا بھائی کتنا تھکا ماندہ بھوکا
سا ہے ایک سونے کا گلاس دودھ سے
بھرا اور کچھ جنات کی سرزمین کے پھل ایک
چاندی کی رکابی میں رکھ کر آگے بڑھا دے۔

شہزادہ بھوکا پیاسا تو تھا ہی۔ مگر جوں ہی
اس نے وہ دودھ کا گلاس اپنے منہ سے
لگایا فوراً ہی اسے عامل جنی کا وہ کہنا یاد
آگیا کہ اگر وہاں کی کوئی خوراک تمہارے حلق
سے اتری تو پھر قیامت تک تم زندہ نہیں
ہو سکتے۔ بس وہ فوراً رک گیا اور دودھ کا
گلاس اسی طرح میز پر رکھ کر کہنے لگا نہیں
نہیں بہن! میں تمہارے یہاں کی کوئی چیز
نہیں کھاؤں گا۔ نہ پیوں گا۔ جب تک
میں تم کو یہاں سے آزاد نہ کرا لوں۔ یہ لفظ
ابھی شہزادے نے بمشکل ختم کئے تھے کہ شاہ جنات
بجلی کی طرح اس کے سامنے آکھڑا ہوا اور دونوں
میں تلوار چلنے لگی۔ آخر طلسمی تلوار نے اپنا کام کیا۔
شہزادے نے ایسا تلا ہوا ہاتھ شاہ جنات کے
سر پر مارا کہ اس کا سر کٹ کر دور جا پڑا۔ اسی دم
ملک فتح ہو گیا۔ شہزادی نسترن دوڑتی ہوئی آئی
اور اسے گلے سے لگا لیا۔ دونوں بڑے بھائی بھی
جو پتھر کی مورت بن گئے تھے وہ بھی زندہ ہو کر آ ملے اور پھر یہ سب
خوش خوش اپنے وطن واپس آئے۔ آغا اشفاق قزلباش

کاغذ کی کہانی

جنگ چھڑنے سے پہلے شائد ہی ہم نے کاغذ جیسی کارآمد و مفید چیز کی طرف کبھی دھیان کیا ہو۔ مگر اس عالمگیر جنگ کی وجہ سے ہم آئے دن کاغذ کی بڑھتی ہوئی گرانی کی پریشان کرنے والی خبریں سن رہے ہیں۔ لیکن کیا اب بھی ہم نے غور کیا کہ کاغذ کسطرح بنتا ہے اور اس کی گرانی کے اسباب کیا ہیں؟

سرد آب و ہوا کے ملکوں میں کافی فرس نامی ایک قسم کے سدا بہار درختوں کے جنگل پائے جاتے ہیں۔ ان درختوں کی شکل سرو سے ملتی جلتی ہے۔ یہ دراز و شان دار ہوتے ہیں۔ سرد آب و ہوا کے ملکوں میں چونکہ رطوبت پالے کی شکل میں پڑتی ہے اس لئے یہ لانبے نوکیلے درخت برف سے بالکل ڈھکے رہتے ہیں جو بہت دلکش دکھائی دیتے ہیں۔

ان درختوں کی لکڑی بہت ہلکی اور نازک قسم کی ہوتی۔ جو کاغذ بنانے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس سے نقلی ریشم کے کپڑے بھی تیار کئے جاتے ہیں۔

یہ جنگلات شمالی امریکہ اور ناروے سوئیڈن سے لے کر سائبیریا تک پھیلے ہوئے ہیں۔ جرمنی اور سوئیزرلینڈ کے پہاڑوں میں بھی یہ درخت پائے جاتے ہیں۔

موسم سرما میں جب سمندر اور دریا وغیرہ منجمد ہو جاتے ہیں اس وقت لوگ ان بڑے بڑے درختوں کو کاٹ کر گرا دیتے ہیں۔ پھر ان تناور درختوں کو برف کی گاڑی (سلیج) پر لاد کر منجمد دریاؤں میں ڈال دیتے ہیں اپریل کی گرمی میں جب برف پگھل جاتی ہے تو لکڑیوں کا یہ بیڑا ایک بڑے جہاز کے مانند پانی میں تیرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک ایک بیڑہ اس قدر بڑا ہوتا ہے کہ اُس پر دس بارہ خیمے بہ آسانی تانے جا سکتے ہیں۔

ان سرد ملکوں میں بہت نزدیک نزدیک دریا کے کنارے لکڑیوں کے کارخانے ہوتے ہیں۔

لوگ لکڑیوں کے بیڑے کو بالکل ایک بڑی کشتی کے مانند کھینچتے ہوئے ان کارخانوں میں لے آتے ہیں۔

ان کارخانوں میں لکڑیوں کے بڑے بڑے تختے کاٹ لئے جاتے ہیں۔ پھر مشین کے یہ ان کے پتلے پتلے پرت اتار لئے جاتے ہیں۔ مختلف مشینوں سے گزرنے کے بعد لکڑیوں کے یہ پرت کاغذ میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

ہندوستان کے پرانے باشندے تاڑ اور کھجور وغیرہ کے پتوں کو کاغذ کی جگہ استعمال کرتے تھے۔ پہلی صدی عیسوی میں لوگ تانبے اور دوسرے دھات کے تختوں پر لکھتے تھے۔ کاغذ سب سے پہلے بارھویں صدی عیسوی میں گجرات میں استعمال کیا گیا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ کاغذ ہندوستان میں مغل بادشاہوں کے عہد میں آیا۔ ۱۸۷۵ء تک ہندوستان میں کاغذ کا کوئی کارخانہ نہ تھا۔ لیکن اس ہی سال ایک کارخانہ کلکتہ کے نزدیک قائم کیا گیا۔ اب ہندوستان میں پندرہ بیس کارخانے کاغذ کے موجود ہیں ٹیٹا گڑھ پیپر ملز میں اب بھی ۵۰۰۰۰ ٹن تک کاغذ سالانہ تیار کیا جاتا ہے۔

ہندوستان کے لئے کاغذ زیادہ تر ناروے۔ سویڈن۔ فن لینڈ۔ جرمنی۔ جاپان۔ انگلینڈ اور کنیڈا سے آتا تھا۔ ان میں تقریباً ۷۵ فی صدی کاغذ ان ملکوں سے آتا تھا جو اب ہمارے دشمن ہیں اور جن کے ہاں سے اب چیزوں کا آنا جانا بند ہے۔ کاغذ کی بڑھتی ہوئی گرانی کا ایک اور سبب سامان رسد کی دشواریاں بھی ہیں۔ اور اس زمانہ میں نہ باہر سے زیادہ کاغذ منگوایا جا سکتا ہے اور نہ ہندوستان کے ملوں کی تعداد بڑھائی جا سکتی ہے کیونکہ کاغذ بنانے کی مشین ہندوستان میں نہیں بن سکتی اور نہ اب باہر سے آسکتی ہے۔

بناتی بہنیں اب یہ اچھی طرح سمجھ گئی ہوں گی کہ ان دنوں کاغذ کی گرانی کیوں بہت ہی زیادہ ہے۔ اور اخبار والے کیوں چیخ رہے ہیں۔

آنسہ شاہدہ حق

آپ جب کبھی ہمیں خط لکھیں تو نمبر خریداری ضرور لکھئے

سودیشی جنگ

گھنٹی بجی کھیل شروع ہوگیا۔ پردہ ہٹا۔ اسٹیج پر کھدر کی دھوتیوں۔ سودیشی چپل اور دیسی کیپ والی فوج آآکر اسٹیج پر جمع ہونے لگی۔ ان کے پاس ٹوٹی ہوئی بندوقیں زنگ دار پستول اور اکثر کے پاس گلدار پرانی لاٹھیاں تھیں کمانڈر صاحب ایک مریل سی گھوڑی پر سوار بیچ میں آئے۔ اس فوج میں کھچڑیاں پک رہی تھیں۔ کوئی بولا۔ میرے پاس تو ٹوٹی ہوئی بندوق ہے بھلا کیسے چلے گی؟ دوسرا بولا۔ ارے یار جانے بھی دو ایسے ہی الٹی سیدھی چلا لینا حرج کون سا ہے؟ اور ہاں جب نال پھٹے گی تو خوب مزا آئے گا کیوں ہے نا بات۔ کوئی بول اٹھا مگر دیکھئے تو صاحب "کارتوس تو ہیں نہیں چلائیں گے کیا۔ کمانڈر صاحب نے اپنے بھاری بھرکم جسم کو ہلا جلا کر جواب دیا" ارے کچھو! ابے او گیدی سنتا ہے یا نہیں چل جا کر کارتوس کی پیٹی نکال لا اور ہاں بھیا پان بھی لگاتے آئیو۔ کیوں بھائیوں تم سب ٹھیک ہو نا سپہ سالار جے رام کہاں ہے؟ کسی نے جواب دیا" جناب وہ اپنے شگردوں کے ساتھ گنگا جی نہانے گیا ہے۔ پھر آئے گا اپنی فراغت سے؟ اچھا تو تم رحیم خاں اس کی جگہ پر کھڑے ہو جاؤ۔ ہاں۔ ہاں بس۔ مگر یہ تم لوگ باتیں کیوں کر رہے ہو۔ یہ بات اصول کے خلاف ہے بھائیو۔ افوہ یہ لائن کیسی ٹیڑھی ہے مکی کے مارنے کی آواز سن کر ارے یہ کیسی دھینگا مشتی ہو رہی ہے رحیم خاں تم کس سے لڑ رہے ہو سپہ سالار جے رام رحیم خاں کو تھپڑ مارتے ہوئے" چل رے ہٹ یہ تو میری جگہ ہے تجھ کو کس نے یہاں کھڑے ہونے کو کہا ہے") کمانڈر صاحب کہتے ہیں" دیس بھگتوں آج تمہاری بہادری کا امتحان ہے تم کس طرح اپنے دشمن کو مارو گے؟ لشکر سے آواز آتی ہے" ہم اپنے دشمن کو تلواروں اور بندوقوں سے موت کے گھاٹ اتار دیں گے"؟ دوسری آواز ہاں ہاں کیوں نہیں۔ تم نے دشمن کو حلوہ تر

سمجھ لیا ہے جس کو تم جلدی سے ہڑپ لوگے بھیا چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا بڑے تیس مار خاں بنتے ہونا۔ کمانڈر صاحب بگڑتے ہوئے "کیا کہا تم نے ہم کیا گھڑے کی مچھلی ہیں جو دشمن ہمیں نگل لے گا" گھبراتے ہوئے نہیں حضور میرا یہ تو مطلب نہیں (آہستہ سے) بڑے کائیاں بنتے ہیں لگے ایک ہی بھرے میں چکر نی کی طرح ناچنے" (کمانڈر صاحب پیک تھوکتے ہوئے) بھائیو بھارت ماتا کی حفاظت تم پر فرض ہے۔ ارے احمق یہ گھوڑا کیوں سر پر چڑھائے لئے آرہا ہے کیا کہتا ہے رے؟ "حضور کنجی تو مال خانے کی کھو گئی بھوجی سے۔ کارتوس کیسے نکالوں" کچھو بولا" کیا کنجی بھوجی کے پاس رکھنے کو دی تھی؟ کمانڈر صاحب نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا" "تو حضور مجھ پر کیوں دیدے نکالتے ہیں میں نے کیا کیا" کچھو نے جواب دیا" اچھا تو جاؤ۔ تالا توڑ و جاؤ بھاگو میرا سر نہ کھاؤ۔ کمانڈر صاحب غصہ سے بولے" دیکھو جاتا ہے (بھائیو" ہاں میں کیا کہہ رہا تھا کمبختوں نے بیچ میں ٹوک دیا۔ اف وہ حافظہ اتنا کمزور ہو گیا! ہے ایشور کی پناہ ایں یہ کیا بندوق کس نے چلائی؟ (پلیٹ کر) ارے رام رام دیکھو حملہ ہو گیا چلو بھائیوں جلدی۔ ارے رے رے میری بندوق کہاں ہے۔ ارے بھائی دشمن ذرا دیکھ کر گولی چلاؤ (ایک گولی بازو پر لگتی ہے) ارے رام رام ہائے مار ڈالا کمبختوں نے ارے موذیوں میری مدد کو آؤ۔ دیکھو کارتوس لاتا ہے لشکری بندوقیں چلاتے ہیں اکثر کی بندوقیں پھٹ کر بے کار ہو جاتی ہیں بہت سے نشانے مس ہو جاتے ہیں) ایک آدمی اسے بھیا دیکھو یہ بندوق کیسے چلاؤں (بندوق الٹی پکڑ کر اور نال اپنی طرف کرتے ہوئے) دوسرا آدمی" ارے احمق کیا اپنے مارے گا بندوق۔ ارے وہ دیکھو دشمن آیا دشمن (بندوقوں کی آوازیں آتی ہیں میدان جنگ گونج اٹھتا ہے سکھدیو کی فوج بندوقیں چھوڑ چھوڑ کر بھاگ جاتی ہے) پردہ گرتا ہے اور ڈرامہ ختم ہوتا ہے۔

ناز شاہجہانپوری

زبیدہ خاتون

پیارے بچّو اور بہنو! تم نے زبیدہ خاتون کا نام سُنا ہوگا جو بغداد کے مشہور خلیفہ ہارون رشید کی ملکہ تھی، اس کا اصلی نام اَمۃ العزیز تھا مگر دادا پیار سے زبیدہ پکارتے تھے۔اسی رعایت کی وجہ سے نام بھی زبیدہ خاتون پڑگیا۔ اس خاتون کو دنیائے اسلام میں جو مرتبہ حاصل ہے وہ شاید ہی کسی کو ہو۔ یہ اپنے وقت کی ایک بڑی نیک۔فیاض۔دریا دل اور ہر دل عزیز ملکہ ہوگذری ہے۔

زبیدہ خاتون کی فیاضیاں بہت مشہور ہیں۔مگر اس کی ایک فیاضی بڑی عجیب وغریب اور حیرت انگیز ہے۔وہ یہ کہ اس پاک نہاد خاتون نے مکّہ سے مدینہ تک ایک نہر کھدوائی۔ اس زمانہ میں نہ کلیں تھیں، نہ مشینیں اور عرب جیسے ریگستانی ملک میں نہر لانا تو کیسا پانی کے ایک ایک قطرے کی قیمت اپنی جان جیسی عزیز سے بھی بڑھ جاتی تھی اور اس کا اندازہ تو صرف وہی حاجی کر سکتے ہیں جن کو اس مصیبت سے دوچار ہونا پڑا ہو

ریگستانی زمین اور اس پر سے پانی لیجانا صرف وہم وگمان سمجھا جاتا تھا کیونکہ ریتلی زمین کی خاصیت ہے کہ وہ پانی پی لیتی ہے۔مگر اسی خاتون کا دل اور حوصلہ تھا کہ اس نے اس ناممکن کام کو ہزاروں مشکلوں کا سامنا کر کے ممکن بنایا اور اس کو پایہ تکمیل تک پہونچایا اور اس پر طرہ یہ کہ اس نہر کا ہمیشہ اور ہر موسم میں یکساں شان سے جاری رہنا ایک بالکل عجیب امر ہے۔

آج اس نہر کو کھدے قریباً ایک ہزار سال سے زائد برس کا عرصہ ہوا مگر ابھی تک اس کا پانی ایک مرتبہ بھی خشک نہیں ہوا اور نہ آمیں ابھی تک کسی قسم کا فتور واقع ہوا۔

کہتے ہیں کہ زبیدہ خاتون سے پیشتر بھی بہت سے بادشاہوں نے نہر لانے کی اَن تھک کوششیں کیں، مگر ان کی تمام کوششیں اور تدبیریں بے سود ثابت ہوئیں اور ان کے ہاتھوں وہ نہر نہ بننا تھی نہ بن سکی آخر قدرت نے

اس خاتون کا شرف انتخاب کر کے اس کے مبارک ہاتھوں سے یہ کام پورا کرایا۔

اس نہر کے دم قدم سے آج تمام حاجی بڑی آسانی سے سیراب ہوتے ہیں اور اس کو دعا دیتے ہیں۔ ورنہ اس سے پہلے ایک لوٹا پانی ایک اشرفی میں ملتا تھا۔

کہتے ہیں کہ اس نہر کے لانے میں بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا اسلئے کہ لق ودق صحرا اور ایسی چلچلاتی دھوپ میں کام کرنا گویا موت کے منہ میں دیدہ و دانستہ ہو جانا ہے۔ کیونکہ صحرا میں خوفناک درندوں کا سامنا۔ اور گوناگوں مصیبتیں اٹھانا ہے۔ بڑے بڑے پہاڑوں کو توڑنا اور چٹانیں مسمار کرنا وغیرہ بڑا مشکل کام تھا اور پھر دس میل کی مسافت طے کر کے اس نہر کو قطع کیا گیا ہے۔

اس خاتون کی یہ عظیم الشان یادگار ہے جس پر آج کل کے بڑے بڑے سائنسداں بھی دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے ہیں۔

موجودہ عجائبات عالم میں اس اعجوبہ یادگار کا ایک خاص امتیاز حاصل ہے اور یہ دنیا کے [illegible] لئے ایک بہترین نمونہ ہے۔ دنیا والے اس پہ جہاں تک حیرت کریں کم ہے۔

یہ زندہ کرامت زبیدہ خاتون کے نام کو رہتی دنیا تک چار چاند لگاتی رہے گی ؎

شیخ عبدالرحیم اسعد ساہیوال

ترانۂ زہرا

ہم علم پہ مرتے والے ہیں تعلیم ہمارا منشا ہے
جو علم کا دل سے شیدا ہے پار اسکا بھنور میں بیڑا ہے

تینوں میں گلوں میں غنچوں میں سورج میں چاند تاروں میں
پایا تو اسی کو پایا ہے دیکھا تو اسی کو دیکھا ہے

ہے دونوں جہانوں میں نور اسکا ہے دونوں جہانوں میں بات اسکی
دنیا میں سہارا اس [illegible] سہارا اسکا ہے

دنیا کے منور کرنے کو تہذیب کی کرنیں نکلی ہیں
جب چرخ تمدن کے اوپر یہ بن کے ستارا چمکا ہے

خالق سے زہرا اب یہی دعا ہو علم کا دنیا میں چرچا
ہو جائے فنا وہ دنیا سے جو اس کا مخالف ٹھہرا ہے

زہرا بیگم۔ امروہہ

خالہ مرحومہ

وہ ہماری رشتہ دار نہ تھیں بلکہ عرصہ دراز سے ہمارے ہاں گھر کا کام کاج کرنے پر ملازم تھیں۔ ہم لوگوں کو انھوں نے اپنی گود میں کھلایا تھا۔ ہماری والدہ ان سے بہت خوش تھیں اور انھیں بہن کی طرح چاہتی تھیں۔ اس لئے ہم انھیں "خالہ" کہتے تھے۔ اور ان سے خاندان کا ایک فرد سمجھ کر برتاؤ کرتے تھے۔ وہ بھی ہم لوگوں سے ازحد محبت کرتی تھیں۔

وہ ازحد موٹی تھیں۔ جسم کی رنگت رات کی سیاہی کو مات کرتی تھی۔ گال پھولے ہوئے تھے۔ اور ان کی چپٹی ناک اور موٹے موٹے ہونٹ سیاہ چہرے کو نہایت ڈراؤنا بناتے تھے۔ جب وہ قہقہہ لگاتیں تو فضا میں ایک تلاطم پیدا ہو جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کئی غبارے یکے بعد دیگرے پھوٹ رہے ہیں۔ ان کے دانت باہر نکلے ہوئے تھے اور نہایت خوفناک نظر آتے تھے۔ غرض وہ ہندوستانی ہونے کے باوجود حبشیوں کے حسن کا ایک نادر نمونہ تھیں لیکن ان سب باتوں کے باوجود ان کا دل موم سے بھی زیادہ نرم تھا۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی لیکن ہم لوگوں کے لئے ان کے سینے کی گہرائیوں میں ماں مامتا کی آگ ہمیشہ روشن رہتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اتنی بدصورت ہونے کے باوجود انھوں نے ہمارے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔

وہ کس خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اور ان کی شادی ہوئی تھی یا وہ یوں ہی کنواری تھیں۔ ہم میں سے کوئی جانتا نہ تھا۔ ہمیں اماں کی زبانی صرف اتنا معلوم ہوا تھا کہ وہ ہمارے نانا کے زمانہ میں نوکر ہوئی تھیں۔ اور ابھی تک ہماری خدمت کرتی چلی آرہی تھیں انھوں نے کبھی اپنی گذری ہوئی زندگی کا ذکر نہ کیا۔ ان کا کوئی رشتہ دار نہ تھا اور ان کی تمام تر محبت ہم لوگوں تک محدود تھی۔

ہمارے مکان سے ملی ہوئی انھیں ایک کوٹھری دے دی گئی تھی جہاں ان کے علاوہ اور کوئی

جاتا تھا۔ خود وہ بھی وہاں صرف سونے کے
لئے جاتی تھیں۔ انھیں کھانے کپڑے کے علاوہ
نچ روپیہ ماہوار بھی ملا کرتے تھے لیکن اس
قم کو وہ کس طرح صرف کرتی تھیں اس وقت
ے ہمیں علم نہ تھا۔

ایک دن میں اور میری والدہ اتفاقاً
ن کی کوٹھری کی طرف جا نکلیں۔ وہ کوٹھری
ں موجود نہ تھیں۔ ہم نے کوٹھری کے اندر
ا کر دیکھا۔ کوٹھری کی دیواروں کا پلستر نکل گیا
تھا۔ اور ٹوٹی ہوئی چھت بھیانک منظر پیش
ر رہی تھی۔ مکڑی کے جالے جگہ جگہ تنے ہوئے
تھے۔ ایک کونے میں ٹین کا ایک ٹوٹا ہوا ڈبہ
پڑا تھا جس میں چند پرانے کپڑے ایک تیل کی
شیشی اور ایک ٹوٹی ہوئی کنگھی تھی۔ ایک
پرانا آئینہ دیوار پر ٹنگا ہوا تھا۔ کوٹھری کے وسط
میں ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی تھی جس کے بیچ میں
ایک بڑا گڑھا تھا۔ اس پر ایک میلی کچیلی گودڑی
پڑی تھی اور ایک تکیہ بھی تھا جو میل کے باعث
سیاہ ہو چکا تھا۔ اور جگہ جگہ سے سلا ہوا تھا۔
کوٹھری کی اس قدر خراب حالت دیکھ کر والدہ
کو از حد افسوس ہوا اور انھوں نے ہمدردی
کے خیال سے اس جگہ کی حالت سدھارنے
کا ارادہ کیا۔ خدا جانے کیا سوچ کر انھوں نے
خالہ کو چند روز کے لئے ہمارے ماموں کے
ہاں بھیج دیا اور انھیں مطلع کئے بغیر ان کی
کوٹھری کا سب سامان نکلوا لیا۔ صندوق
کوڑے پر پھکوا دیا تھا اور گودڑی اور تکیے
میں آگ لگا دی گئی۔ کوٹھری کی خوب صفائی
کروائی گئی۔ اور وہاں ایک نیا صندوق
پلنگ۔ ایک گدا۔ تکیہ اور دیگر ضروری اشیا
رکھ دی گئیں۔ غرض کوٹھری نئی دلہن کی طرح
سجا دی گئی۔ ہر قسم کا انتظام مکمل کر کے والدہ
نے خالہ کو بلوا بھیجا۔ والدہ کا خیال تھا کہ خالہ
جب اپنی کوٹھری کو اس قدر تبدیل دیکھیں گی
تو نہایت متعجب اور پریشان ہوں گی اور
چونکہ والدہ ان کی اس حیرانی کا لطف اٹھانا
چاہتی تھیں اس لئے انھوں نے یہ سب
کام ان کی غیر موجودگی میں کئے۔

خالہ آئیں لیکن جیسے ہی انھوں نے
کوٹھری میں قدم رکھا۔ ان کے چہرے پر
پریشانی کے آثار پیدا ہو گئے اور انھوں نے
بے چین ہو کر اپنے تکیے اور گدڑی کے بارے

اس معلوم ہوا کہ یہ چیزیں
ان کے منہ سے ہائے کی
نکلی اور سر پکڑ کر بستر پر لیٹ گئیں۔
ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ اُن کی
ساری عمر کی کمائی نوٹوں کی شکل میں
اس تکیہ میں سلی ہوئی تھی۔

محلہ کو اس واقعہ سے اس قدر
رنج پہونچا کہ وہ بیمار پڑ گئیں اور تین دن
کے بعد ان کا انتقال ہو گیا لیکن یہ معلوم
نہیں ہو سکا کہ اتنی دولت انھوں نے
کس لئے جمع کی تھی۔

فخر النساء بیگم۔ ناگپور

بچیو! باتیں کریں کچھ کام کی

بچیو! باتیں کریں کچھ کام کی — کام کی کچھ دین کی اسلام کی
کان دھر کر لو سنو جو کان ہیں — پانچ یہ اسلام کے ارکان ہیں
پہلا ہی ایمان کامل اصل دین — یعنی ہو اللہ پر دل سے یقین
ہے نماز پنجوقتہ دوسرا — ہے مہِ رمضاں کے روزے تیسرا
چوتھا ہی دینا زکوٰۃ اس مال کی — خرچ سے جو ہو زیادہ واقعی!
حج کعبہ پانچواں ہی رکن دیں — یاد رکھو اور کر لو تم یقیں
ہے یہی ایمان ساری کائنات — اور نماز روزہ و حج و زکوٰۃ
زندگی کے اور بھی کچھ طور ہیں — بچیو آداب قومی اور ہیں
ہے صلہ رحمی عزیزوں پر کرم — تم سے جو [illegible] ان کا جان غم

رحم مسکینوں یتیموں پر کرو — پھر غریبوں پر اسیروں پر کرو
چڑچڑے پن سے نہ کرنا اُن سے بات — ترش روئی ہی بہت ہی واہیات
کچھ کہے منہ پر نہ کوئی کیا ہوا — پیٹھ پیچھے نام دھرتے ہیں بُرا
خندہ روئی سے ملو تم جب ملو — اب ملو یا جب ملو یا تب ملو
بات جو منہ سے نکالو مان لو — سوچ لو پہلے سمجھ لو جان لو
اچھی صورت پر نہ اتراؤ بہت — آئینہ دیکھو تو شرماؤ بہت
کہ حیا ایمان کی پہچان ہے — یہ رسول اللہ کا فرمان ہے
اچھے کپڑے زیور سب بیجا غرور — ہے جو بیجا ان میں نہیں اچھا غرور
اچھی عزت کیلئے مانگو دعا — شکر نعمت جس سے ہو راضی خدا

جس سے راضی ہو خدائے ذو الجلال
دین و دنیا میں ہیں وہ لالوں کے لال

صالحہ خاتون۔ مونڈیا

ڈراؤنی کہانیاں

اکثر بچے رات کو سوتے وقت اپنی بہنوں سے کہانی کے لئے ضد کرتے ہیں اور جب تک ان کو کہانی نہ سنائی جائے وہ آرام سے نہیں سوتے۔ مگر افسوس ہے کہ بعض بہنیں اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو جنوں اور بھوتوں کی کہانیاں سناتے ہیں جو ان کے لئے ہرگز مفید نہیں ہوسکتیں۔ ان کہانیوں کو سن کر بچوں کے ننھے ننھے دل کانپ جاتے ہیں۔ وہ کہانی سنتے وقت اپنی بہنوں سے چمٹے ہوئے لرزتے رہتے ہیں۔ ایسی کہانیاں سننے والے بچے کو اگر کہا جائے "کمرے سے فلاں چیز لے آؤ" تو وہ نہیں جائے گا۔ اور اگر چلا بھی جائے تو ڈر کے مارے واپس آکر کہے گا۔ "کمرے میں بھوت ہے"۔ یہاں تک کہ ایسے بچے ایک دن اپنے سایہ سے بھی ڈرنے لگتے ہیں۔

غرض ڈراؤنی کہانیوں کا اثر بچوں پر بہت برا پڑتا ہے۔ چونکہ بچپن کی پڑی ہوئی ہر اچھی اور بری بات کا اثر تمام عمر رہتا ہے۔ اس لئے اگر ہم اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے دلوں میں ڈر اور خوف بٹھا دیں گے تو ضرور وہ بڑے ہوکر بزدل نکلیں گے۔ بزدل انسان کا حوصلہ پست ہوتا ہے اس لئے وہ دنیا کے کاموں کو کبھی اطمینان سے نہیں کرسکتا۔ اور شاید ہی کوئی ایسی بہن ہو جو اپنے بہن بھائیوں کو کامیاب نہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کو ڈر اور خوف سے بچایا جائے۔ تاکہ وہ بڑے ہوکر وقت پر دنیا کے سخت سے سخت کام کرنے سے بھی نہ ڈریں۔

دس سال سے اوپر کے بچے اگر جنوں دیووں بھوتوں کی کہانیاں پڑھیں تو شاید ان کو دلچسپ معلوم ہوں اور وہ نہ ڈریں مگر اس عمر سے کم عمر کے بچوں کو ایسی کہانیاں سنانے سے بچنا چاہئے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو ایسی کہانیاں سنائیں جن کی وجہ سے ان کو پڑھنے لکھنے کا شوق ہو۔ وہ عمل اور کوشش کرنا سیکھیں۔ بڑوں کا ادب اور ان کے حق کو پہچانیں۔ ہر بری بات مثلاً جھوٹ۔ حسد اور چغلی کے نقصانوں کو سمجھیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ بچوں کو دنیا کے بڑے بڑے آدمیوں۔ شاعروں اور مصنفوں کی زندگی کے حالات کہانیوں میں سنائیں تاکہ ان میں بھی ان کی طرح بننے کا جوش پیدا ہو۔

فہمیدہ اختر پشاور

مفید معلومات

بچھو کی کاٹی ہوئی جگہ پر لہسن کا عرق لگائیے اگر اس سے فائدہ نہ ہو تو روغن دارچینی لگائیے درد بند ہو جائے گا۔

بھڑ کی کاٹی ہوئی جگہ پر فوراً مٹی کا تیل لگانے سے درد بند ہو جاتا ہے اور وسلیین لگانے سے ورم کم ہو جاتا ہے۔

اگر کان میں درد ہو تو تھوڑی سی گلیسرین گرم کر کے کان میں چند قطرے ڈال دیجئے درد بند ہو جائے گا۔

اگر کپڑے پر ٹنچر ایوڈین یا اور کسی انگریزی دوا کے داغ پڑ جائیں تو اس کو فوراً دودھ میں بھگو دیں تھوڑی دیر بعد داغ دور ہو جائیں گے۔

حسن یوسف باریک پیس کر روغن چمیلی میں ملا کر چہرہ پر لگانے سے چھائیاں دور ہو جاتی ہیں اور چہرہ کی رنگت نکھر آتی ہے۔ اور جلد نرم ہو جاتی ہے۔

تمباکو کے پتے اونی کپڑوں میں ۴ رکھنے سے کیڑا نہیں لگتا۔

روغن چمیلی اور روغن ناریل ملا کر سر میں لگانے سے بال بڑھتے ہیں۔

شمیم افزا بیگم

تاش کا کھیل فرانس کے دیوانے بادشاہ چارلس ششم کا دل بہلانے کے لئے ایجاد کیا گیا۔

دنیا کا سب سے بڑا دریا امیزان ہے

صغرا عبدالرحیم

مینڈک اور شہزادی

ایک مرتبہ ایک شہزادی تالاب کے کنارے گیند کھیل رہی تھی۔ کھیلتے کھیلتے اس کا سونے کا گیند تالاب میں گر گیا۔

شہزادی کو بہت رنج ہوا۔ تالاب کے کنارے ایک پتھر پر بیٹھ کر وہ اس قدر روئی کہ ہچکی بندھ گئی۔

"تمہیں کیا ہوا؟" آواز سنائی دی۔

شہزادی اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ مگر وہاں کوئی نہ تھا۔ پھر رونے لگی۔

"کیوں روتی ہو؟" پھر آواز سنائی دی۔

شہزادی نے سامنے جو دیکھا تو پاؤں کے پاس ایک مینڈک بیٹھا ہوا پایا۔ وہی مینڈک اس سے پوچھ رہا تھا۔ اُس کا بدن کھردرا اور آنکھیں چمکدار تھیں۔

"میرا گیند اس تالاب میں گر گیا ہے" شہزادی نے کہا۔

"اوہو اتنی سی بات کے لئے روتی ہو؟" مینڈک بولا۔ "اگر میں تمہارا گیند باہر نکال دوں تو کیا دو گی؟"

شہزادی بہت خوش ہوئی۔ اور بولی "تم جو چاہو گے دوں گی!"

مینڈک بولا اگر مجھے تم اپنے محل میں لے جا کر ہر وقت اپنے پاس رکھنے اور اپنے ساتھ کھانا کھلانے کا وعدہ کرو تو گیند نکال دوں"۔ شہزادی راضی ہو گئی۔

مینڈک نے اسی وقت ڈبکی ماری اور پانی کے اندر سے سونے کا گیند لے کر اوپر آیا۔ شہزادی اس کے ہاتھ سے گیند چھین کر راج محل کی طرف جانے لگی۔

"ٹھہرو، ٹھہرو، مجھے بھی آنے دو۔ اس قدر تیز نہ چلو" مینڈک چلا کر بولا۔ لیکن شہزادی نے سُنی اَن سُنی کر دی اور تیز قدم بڑھاتے ہوئے چل دی۔

مینڈک آہستہ آہستہ راج محل کے نزدیک آیا اور اندر داخل ہو کر شہزادی کے محل میں جا پہونچا۔ شہزادی کھانا کھا رہی

تھی۔ مینڈک چھلانگ مار کر اُس کے برتن کے نزدیک جا بیٹھا۔

"چل نکل گندے کہیں کے" شہزادی نے کہا۔

"شہزادی! شاید تم اپنا وعدہ بھول گئی ہو؟ مینڈک نے کہا۔

کیسا وعدہ؟ راجہ نے شہزادی سے دریافت کیا۔

شہزادی نے تمام ماجرا سنا دیا۔

راجہ:- وعدہ توڑا نہیں جا سکتا؟ جو تو نے وعدہ کیا ہے اسے پورا کرنا ہوگا۔

شہزادی کو اپنا وعدہ چپ چاپ پورا کرنا پڑا۔ اس نے اس کو ساتھ کھانے دیا۔ اسے گھن آرہی تھی۔ لیکن مجبور تھی، کیا کر سکتی تھی؟

شہزادی دوسرے دن باغ میں گئی ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر رونے لگی۔ مینڈک بھی پیچھے پیچھے آیا۔

شہزادی نے اپنی آنکھیں مل کر اسکی طرف دیکھا تو وہ غائب تھا۔ اور اس کی جگہ ایک خوبصورت شہزادہ نظر آیا۔ وہ کہنے لگا۔

"شہزادی خوف نہ کرو! میں مینڈک نہیں بلکہ ملک تبت کا شہزادہ ہوں۔ ایک بدذات جادوگر نے مجھے مینڈک بنا دیا تھا اور اس جادو کا اتار یہ تھا کہ جب کوئی شہزادی مجھے اپنے ساتھ کھانا کھلائے گی تو میں پھر شہزادہ بن جاؤں گا۔ آج میں تمہاری بدولت اصلی حالت پر آگیا ہوں۔ اور تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں"

شہزادی بہت خوش ہوئی اور وہ شہزادے کو لے کر راجہ کے پاس گئی۔

راجہ نے شہزادے کے تمام حالات پوچھے۔ وہ دونوں ساتھ رہنے لگے اور جب جوان ہوئے تو راجہ نے بڑی دھوم دھام سے ان کی شادی کر دی۔

(ترجمہ) حاجی جوہر چاندوڑی

ہمارے فرائض

(ا)چھے کاموں سے نہ ہم غافل رہیں
نیک نامی کی طرف مائل رہیں
(س)ب برے کاموں سے ہم بچتے رہیں
تجھ سے تیرے خوف سے ڈرتے رہیں
(ا)پنے ماں باپوں کا ہم کہنا کریں
اور استادوں کا فرمانا کریں
(ا)ن کی جھڑکی سے نہ لب پر حرف ہو
زندگی طاعت میں اُن کی صرف ہو
ان بزرگوں سے نہ ہرگز اُف کہیں
ان کا غصہ صبر سے سہتے رہیں
جھوٹ چھوڑیں صدق گوئی کھیل ہو
خوش رہیں اور اپنا سب سے میل ہو
اپنے ہاتھوں پاؤں سے کچھ کام لیں
گرنے والوں کو خوشی سے تھام لیں
(گ)ر مصیبت میں ہو کوئی غم کریں
دوسروں کے زخم کا مرہم بنیں
اشرف المخلوق وہ انسان ہے
دوسروں پہ جس کا کچھ احسان ہے

[illegible]

زیوروں کے نام بتائیے

(۱) آپا جان نے کہا پھل مت توڑنے دو۔

(۲) بھائی بازار جا رہے تھے تو آپا بولیں کرن چوڑی لانا۔

(۳) اختر نے کھانا نہیں کھایا اماں جان بولیں نہار پیٹ نہ سوؤ۔

(۴) خالہ نے میرے جمپر میں بہت اچھا گلا لگایا ہے۔

(۵) کل آپا زیب النسا کے ہاں میلا د ہے۔

(۶) چھوٹی چمپا کلی کر رہی ہیں۔

جوابات

(۱) توڑے (۲) چوڑی (۳) ہار (۴) چھاگل (۵) پازیب۔ (۶) چمپاکلی۔

ثریا سلطانہ۔ بھرتپور

اعداد بتانا

میں کسی پچھلے "بنات" میں سوچا ہوا عدد بتانے کے کئی طریقے اپنی بہنوں کی خدمت میں پیش کر چکی ہوں۔ مگر ان تمام طریقوں سے صرف ایک ہی سوچا ہوا عدد بتایا جا سکتا تھا۔ اس مرتبہ میں ایک سے زیادہ سوچے ہوئے اعداد بتانے کا طریقہ لکھتی ہوں۔ امید ہے کہ بہنیں اسے دل چسپی سے پڑھیں گی۔

طریقہ:۔ کسی سہیلی سے کہئے کہ دو تین یا اور زیادہ عدد سوچ لے۔ فرض کیا اس نے ۲، ۳ اور ۴ سوچے ہیں۔

(۱) اس سے پہلے عدد کا دگنا کرنے کے لئے کہئے ۴

(۲) حاصل ضرب میں ایک جوڑے ۵

(۳) حاصل جمع کو ۵ سے ضرب کرے ۲۵

(۴) اس میں دوسرا عدد جوڑ دے ۲۸

(۵) اس کا دگنا کرے ۵۶

(۶) اس میں ایک جوڑے ۵۷

(۷) اسے ۵ سے ضرب کرے ۲۸۵

(۸) اس میں تیسرا عدد جوڑ دے ۲۸۹

اگر وہ اور زیادہ اعداد سوچے تو اسی طرح آگے بڑھئے یعنی اگلا عدد جوڑ کر دگنا کرئیے پھر ایک جوڑ کر ۵ سے ضرب کر دیجئے۔ اور اگر صرف دو ہی سوچے ہوں تو ۴ تک عمل کرئیے۔ اب آپ اس سے آخری عدد پوچھئے (اس حالت میں ۲۸۹) اگر اس نے ۲ عدد سوچے ہوں تو آخری عدد میں سے ۵ گھٹا دیجئے۔ اگر ۳ سوچے ہیں تو ۵۵ گھٹائیے۔ اگر ۴ سوچے ہیں ۵۵۵ گھٹا دیجئے۔ اس مثال میں ۲۸۹ میں سے ۵۵ گھٹائیے ۲۳۴ باقی بچے بس ۲، ۳، ۴ ہی وہ اعداد ہیں۔

نجم بیگم۔ شکارپور

عصمت بک ڈپو دہلی

وداعِ راشد

حیاتِ راشد کا آخری باب۔ حضرت علامہ راشد الخیری کی علالت اور وفات کے حالات ذاتی اوصاف اور مختلف انسانی حیثیتوں کا تذکرہ مولانا عبد الماجد کی رائے۔ درد صفحہ صفحہ بلکہ سطر سطر میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ آخر وقت کی ساری تفصیلات کا نقشہ نظر کے سامنے آجانے کے بعد کون ایسا سنگدل ہے جس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نہ جاری ہو جائیں گے؟ اردو ٹریجڈی کے بادشاہ کی کتاب زندگی کا خاتمہ یوں ہی ہونا بھی چاہیئے تھا کہ وہ خود ایک ٹریجڈی کا تحفہ دُنیا کو دے جائیں۔

"مولانا رازق الخیری نے اپنے عظیم المرتبت والد کا اچھوتا طرز تحریر گویا ورثہ میں پایا ہے۔ تمام حالات اس قدر مفصل مؤثر لکھے ہیں کہ پڑھنے والوں کی آنکھوں کے آگے سینما فلم کی طرح نظر آنے لگتے ہیں حزن نگاری کے بادشاہ کے آخری وقت کا بیان نہایت ہی رقت انگیز ہے۔" ساقی دہلی

"رازق الخیری صاحب نے دلّی کی صاف ستھری اور آسان زبان میں سچے پاکیزہ جذبات کی دردناک تصویر کھینچ کر رکھدی ہے واقعات کو اس قدر دلدوز اور مؤثر انداز میں بیان کیا ہے کہ بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔" شاہکار لاہور۔

"ہندوستان کے سب سے بڑے حزن نگار کی موت کے تأثرات کو اس قدر دردناک انداز میں بیان کیا گیا ہے گویا خود مولانا مرحوم اس کتاب کے مصنف ہیں۔" اخبار وکیل امرتسر

۸۰ صفحات ۲ فوٹو قیمت ۸ ر ی

عصمت کی کہانی

دین و دنیا کی رائے۔ مولانا رازق الخیری ہندوستان کے پہلے مدبر اور اہلِ قلم ہیں جنھوں نے اس چیز کی کوشش کی ہے کہ ہندوستان کو اپنے مشہور نسوانی رسالہ عصمت کی تاریخ سے باخبر کردیں۔

ہندوستان میں کسی اخبار یا رسالہ کا جاری کرنا اور پھر اسے قائم رکھنا اور چلانا اتنا دشوار کام ہے جس کا عام لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ مولانا رازق الخیری نے رسالہ عصمت کی انتالیس سالہ زندگی پر روشنی ڈال کر یہ بتا دیا ہے کہ علمی اداروں کے لئے ہندوستان کی سرزمین کس قدر غیر موزوں ہے۔ عصمت کی کہانی پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ اس مشہور رسالہ کو زندہ رکھنے کے لئے مولانا راشد الخیری مرحوم نے کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کیں اور اس کے باوجود آپ اردو لٹریچر اور عورتوں کے مظلوم طبقہ کی خدمت کرتے رہے۔ کاغذ طباعت اور کتابت نہایت اعلیٰ۔"

۹۰ صفحات ۲ فوٹو قیمت ۸ ر

دیہاتی گیت

ہندوستان کے مشہور افسانہ نگار ڈاکٹر اعظم کریوی نے ہندوستانی گاؤں کی سیدھی سادھی زندگی کا لُطف اُٹھانے والیوں کے شادی بیاہ کے گیت ساون کے گیت چکی کے گیت کولہو کے گیت الغرض دیہاتی گیت بڑی محنت سے جمع کئے ہیں جاہل گنواروں نے انسانی جذبات اور قدرتی مناظر کے ایسے نقشے کھینچے ہیں کہ بہت سے پڑھے لکھے شہریوں کی شاعری کو مات کر دیا ہے پھر ڈاکٹر صاحب نے ہر شعر کا مطلب نہایت ہی عام فہم زبان میں بیان کیا ہے۔

رسالہ نگار لکھتا ہے "اس میں جناب اعظم کریوی نے بہت سے وہ گیت اکٹھے کردیئے ہیں جو گاؤں میں مختلف موسموں اور تقریبوں میں گائے جاتے ہیں ساتھ ہی ساتھ ان کا مفہوم بھی دیدیا گیا ہے جس سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے۔ اس وقت تک کوئی مجموعہ اس موضوع پر ہماری زبان میں شائع نہ ہوا تھا۔" ہلال آباد لکھتا ہے "بلاشبہ ڈاکٹر اعظم کو ان گیتوں کے جمع کرنے میں بڑی کاوش سے کام لینا پڑا ہوگا۔"

جامعہ لکھتا ہے "کچھ مختلف عنوانات کے ماتحت دیہاتی گیت جمع کئے گئے ہیں یہ گیت دیہاتی زندگی کی کیفیات نمایاں کرتے ہیں۔" قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

خیابانِ نسواں

حیدرآباد دکن کے مشہور ادیب مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی کے وہ مضامین جو مختلف زنانہ رسائل میں شائع ہوکر مقبول ہوئے دلچسپ پیرایہ میں خواتین کے مفید مطلب ضروری امور پر بحث کی گئی ہے چند معاشرتی اخلاقی مسائل پر قابل قدر خیالات ہیں خواتین ہند کی ترقی کے سلسلے میں قابل مصنف نے سیاحت یورپ کے بعد جو نتائج اخذ کئے وہ اس قابل ہیں کہ ان پر غور و فکر کیا جائے ان مضامین سے معلومات میں نہایت دلچسپ اضافہ ہوتا ہے۔ قیمت بارہ آنے (۸ ر)

پردہ و تعلیم

از حضرت امام اکبر آبادی۔ کپتان ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب

اس کتاب سے معلوم ہوگا کہ تعلیم نسواں کی طرف سے غفلت کرنے سے مسلمانوں کو کیسا شدید نقصان پہنچ چکا ہے اور اب ان کی ترقی و بہتری کی کیا صورت ہے۔ اس کتاب میں ہر مذہب کی عورتوں کا مقابلہ کر کے پردہ پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے۔ اور قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے کہ ہندوستان کا مروجہ پردہ نہ صرف اسلامی بلکہ سیاسی و معاشرتی نقطۂ نظر سے بھی سخت ہے مشہور افسانہ نگار محترمہ ایس آر کرامیہ مصنفہ نیرنگ لکھتی ہیں "اس موضوع پر اس سے بہتر کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گذری۔"

قیمت بارہ آنے (۱۲ ر)

تصانیف محترمہ نذر سجاد حیدر صاحبہ

ہندوستان کی بہترین ناول نگار خاتون کا بہترین ناول جس کی رسالہ عصمت میں شائع ہوکر دھوم مچ چکی ہے۔ اب کتابی صورت میں چھپ کر تیار ہے۔ یہ ایک خودسر، آزاد خیال، ناعاقبت اندیش اعلیٰ تعلیم یافتہ مغرب زدہ لڑکی کی ناکام محبت کا عبرت انگیز قصہ اور ایک نیک خصلت، شریف الطبع مگر منچلے دولت مند بیرسٹر کی شادی سے پہلے اور شادی کے بعد کی نہایت ہی دلاویز داستان ہے۔ اس ناول میں مختلف طبیعتوں اور مختلف عادات و خصائل "بڑے آدمیوں" کے حالات بیان کئے گئے اور اونچے طبقہ کے ایک دو نہیں کئی خاندانوں کی معاشرت دکھائی گئی ہے۔ واقعات کی دلچسپی طرز بیان کی دلکشی کتاب شروع کرکے ختم کرنے پر ہی مجبور کرتی ہے ناول میں ۳۳ باب ہیں لیکن ایک باب بھی نام کو ایسا نہیں کہ طبیعت کہیں اُکتا جائے۔ واقعات محض دلچسپ ہی نہیں ہیں درد انگیز بھی ہیں اور سبق آموز بھی۔ مصنفہ نے اس ناول کا بیشتر حصہ اپنی طویل علالت کے زمانہ میں لکھا مگر حق یہ ہے کہ خوب لکھا اور بہت خوب لکھا۔ سفید چکنا کاغذ کچھ کم دو سو صفحے۔ قیمت عہ

جاں باز

محترمہ نذر سجاد حیدر کا اصلاحی معاشرتی ناول جس میں ایک معزز اعلیٰ تعلیم یافتہ گھرانے کے حالات نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں زبیدہ اپنے منگیتر کے لئے کیا کیا قربانیاں کرتی ہے مسٹر قمر ایک کم حیثیت مغربی لڑکی کے ہاتھوں کس طرح اپنی پُرمسرت زندگی تباہ کرتا اور ایک سچا دوست تمام مشکلات کس طرح حل کرتا ہے۔ یہ ایسے ایسے باب ہیں کہ آپ عش عش

تصانیف منشی پریم چند آنجہانی

دودھ کی قیمت

منشی پریم چند ہندوستان کے بہترین افسانہ نگاروں میں سے تھے اور دودھ کی قیمت منشی جی کے بہترین افسانوں کا مجموعہ ہے۔ دودھ کی قیمت میں ایک ڈراما ہے اور ۸ افسانے اور یہ سب کے سب خاص طور پر رسالہ عصمت کے لئے منشی جی آنجہانی نے لکھے تھے۔ عنوانات یہ ہیں۔
(۱) دودھ کی قیمت (۲) کدھم (۳) اکسیر (۴) عید گاہ (۵) سکون قلب (۶) ریاست کا دیوان (۷) وفا کا دیونا (۸) دو بہنیں (۹) زاویہ نگاہ۔ ان عنوانوں میں بظاہر جاذبیت اور کشش نہیں لیکن کوئی سا افسانہ اس مجموعہ کا پڑھ لیجئے ممکن ہی نہیں کہ منشی جی آنجہانی کی سحر نگاری کے آپ قائل نہ ہوجائیں۔ اصلاح اخلاق اصلاح معاشرت اور جذبات نگاری کے لحاظ سے یہ افسانے اُردو کے بہترین افسانوں میں سے ہیں۔ جن میں دیہاتیوں اور شہریوں کی پُرمسرت اور دردناک زندگی کا ہوبہو نقشہ کھینچا ہے ہر افسانہ میں ایک پیام ہے محبت کا اور انسانیت کا۔ اور ہر افسانہ لبریز ہے درد و اثر سے۔
پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا۔ اب دوسری دفعہ شائع ہوا ہے کاغذ چکنا۔ سفید لکھائی چھپائی عمدہ۔ ضخامت ڈیڑھ سو صفحوں سے اوپر قیمت علاوہ محصول ایک روپیہ چار آنے۔ (عہ)

روحانی شادی

یہ اصلاحی ڈراما پلاٹ کے لحاظ سے بہترین، کیرکٹر ہر اعتبار سے کامیاب اور نتیجہ خیز سبق آموز ہے۔ دلچسپی دلاویز عبرتناک اور کافی تفریحی مذاحیہ بھی اصلاح معاشرت پر اتنے موثر اور بلند پایہ

دامنِ باغبان

ہندوستان کے مشہور افسانہ نگاروں میں یہ خصوصیت ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی ہی کی تحریریں ہے کہ وہ خشک سے خشک مضمون کو نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان فرماتے ہیں جذبات نگاری اور واقعات نویسی میں ڈاکٹر صاحب کو کمال حاصل ہے اور زبان روزمرہ نہایت ہی عام فہم لکھتے ہیں تاکہ معمولی استعداد رکھنے والے بھی ان کی تحریروں سے فائدہ اُٹھا سکیں۔
ڈاکٹر صاحب کے متعدد مختصر افسانے مختلف رسائل میں شائع ہوکر مقبول ہوچکے ہیں ان افسانوں میں سے سات بہترین افسانے منتخب کرکے یہ مجموعہ شائع کیا گیا ہے۔ (۱) نصیبن کا بیان ایک غریب آرہ کش لڑکی کی شادی ایک دولت مند سے کس وجہ سے کی جاتی ہے۔ (۲) خدا کا باغی ایک مفلس دہریہ کس طرح راہ راست پر آجاتا ہے۔ (۳) بجلی کا تعویذ۔ ایک بڑے آدمی کی خود غرضی نفس پروری اور ایک چھوٹے آدمی کا حیرت انگیز ایثار اور انسانی ہمدردی (۴) بڑا آدمی۔ ایک فقیر کس طرح ایک دولت مند اور کامیاب انسان بن جاتا ہے (۵) سکون نا آشنا دل کو حقیقی مسرت کس طرح حاصل ہوئی (۶) حسرت نصیب مزدور۔ ایک دولت مند کیں کی اپنی قوم کی خاطر بے مثل قربانیاں ایک خوددار انسان کی دردبھری کہانی (۷) حفاظت کا فرشتہ۔ شاہ جی کے کرتوت اور عفت مآب خاتون کی جرات کا افسانہ۔
یہ افسانے دلچسپ ہیں اور بے حد دلچسپ مگر بڑی خوبی یہ ہے کہ ان افسانوں سے جرات، ہمت، بہادری، ایثار، محنت، صداقت، اولوالعزمی استقامت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، اور کامیاب زندگی گذارنے کا راز انسان کو معلوم ہوجاتا ہے۔ ایک ہی افسانہ پڑھنے سے کتاب کی قیمت ہوجاتی ہے۔ دوسرا اڈیشن قیمت ایک روپیہ (عہ)

عصمت بک ڈپو دہلی

محصول ڈاک بذمہ خریدار — بابت ستمبر ۱۹۴۲ء — ملنے کا پتہ عصمت بک ڈپو دہلی

نامور خواتین کے لکھے ہوئے ناول اور افسانے

شہیدِ وفا

سلمہ نے دنیا کے سامنے محبت اور وفا کا جو دردناک نمونہ پیش کیا ہے "شہید وفا" میں پڑھئے دل لرز جائیگا آنکھیں پُرنم ہو جائیں گی اور ایک بہادر لڑکی کی تصویر آپ کی نگاہوں کے سامنے آجائے گی۔ ہندوستان کی مشہور فسانہ نگار محترمہ امۃ الوحی صاحبہ کا یہ مشہور افسانہ ہے جس کے ساتھ موصوفہ کے ۸ اور دلچسپ افسانے بھی آپ کی دلچسپی کے لیئے حاضر کئے گئے ہیں۔ عنوانات یہ ہیں۔ (۱) بیٹے کی تمنا (۲) نکاح کا افسوس (۳) مجذوب کی سرگذشت (۴) سیاہ نقاب پوش (۵) تصویر عبرت (۶) بیگم کا راز (۷) جوہری کی دوکان (۸) تین خون۔ یہ معمولی افسانے نہیں حیات انسانی کی تفسیریں درد اور جذبات کی سچی تصویریں ہیں سب افسانے دلکش اور نتیجہ خیز ہیں۔ عصمت۔ تہذیب الخلیل۔ انقلاب جیسے بلند پایہ رسالوں اخباروں نے شاندار ریویو کئے ہیں دوسری دفعہ شائع ہوئی ہے۔ ضخامت دو سو صفحوں کے قریب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

انوری بیگم

اردو کی نامور افسانہ نگار محترمہ طیبہ بیگم مسز نواب خدیو جنگ بہادر کا مشہور و مقبول ناول "بیماری کی تیمارداری" کے عنوان سے عصمت میں جس کی چند قسطیں شائع ہو کر دھوم مچ گئی تھی۔ اس دلاویز اصلاحی ناول میں حیدرآباد کے ایک شریف معزز اعلیٰ تعلیم یافتہ گھرانے کی بلند معاشرت دکھائی گئی ہے "انوری بیگم" کی جو قصہ کی ہیروئن ہے "بیمار اور تیمارداری اور تندرستی، منگنی اور شادی کے حالات نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں۔ تمدنی خرابیوں اور بعض پرانے رسم و رواج کی پابندیوں کے نقصانات خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں پلاٹ میں دلکشی اور طرز بیان میں بے تکلفی اور سادگی ہے "حیدرآبادی ماماؤں کی زبان بھی خوب لکھی گئی ہے "کہیں کہیں ظرافت کی چاشنی ہے" اردو میں خواتین کے لکھے ہوئے ایسے بلند معاشرتی ناول کم نکلیں گے۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت صرف۔ ایک روپیہ چھ آنے (عہ/)

دولت پر قربانیاں

تعلیم یافتہ اور روشن خیال لڑکی کے اس وجہ سے کہ غیر کفو میں شادی کرنے سے ننگ پدری دنیا ہوگا، برادری کے لڑکے سے جو لڑکی کے لئے عمر و قابلیت وغیرہ کے لحاظ سے موزوں نہیں اور مذاق و خیالات جداگانہ رکھتا ہے، شادی کرنے کے دردناک نتائج اور دولت کے لالچ میں سوکن پر بیٹی بیاہنے کا عبرت ناک انجام۔ ہندوستان میں لاکھوں بے زبان لڑکیاں رواج اور دولت کی جو کھٹ پر قربان کی جارہی ہیں۔ اصلاحی سلسلے کے یہ ۵ بہترین افسانے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸/) بار دوم

فیروزہ

ایک دولت مند مگر یتیم و بے پرلڑکی کا افسانہ غم۔ شرافت اور انسانیت کی دل ہلا دینے والی قربانیاں جن سے معلوم ہوگا کہ کس وجہ سے ایک شریف عورت اپنے شوہر کو ایک دوسری عورت کے حوالہ کر دیتی ہے۔ لالچ۔ بے ایمانی اور ہنگامی جذبات کے قابل تقریر رقیب۔ احسان فراموشی محسن کشی کے کمینے حملے و استقلال دوراندیشی کی فتح سبق آموز افسانہ، جو بتائے گا کہ بڑی بڑی مشکلات کا مقابلہ کرنے پر بھی عورت اعلیٰ تعلیم۔ سلیقہ شعاری اور معاملہ فہمی کی بدولت زندگی خوشگوار بناتی اور قومی خدمات انجام دے سکتی ہے۔ عصمت کی مشہور مضمون نگار محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ کلکتہ کی تصنیف ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸/)

غیرت کی پتلی

محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ منشی فاضل سابق ایڈیٹر شریف بی بی کا لکھا ہوا ایک سبق آموز دلچسپ قصہ جس میں مختلف الخیال عورتوں کے حالات ہیں۔ جن سے معلوم ہوگا کہ اولوالعزمی اور ہمت سے عورت کس طرح بگڑا ہوا گھر بنا سکتی ہے۔ دولت کے لالچ میں اور چھوٹی حیثیت کے لوگوں میں شادی کرنے کے کیا کیا نتائج ہوتے ہیں۔ قیمت چھ آنے (۶/)

چار رُخ

عصمت کی مشہور انشا پرداز محترمہ انیس فاطمہ بنت بمبوق مرحوم کا لکھا ہوا ایک نتیجہ خیز افسانہ ہے۔ جس میں چار عورتوں کی عبرت انگیز اور سبق آموز آپ بیتی ہے چاروں کہانیاں اچھی ہیں اور ان میں مغربی تمدن کی اندھا دھند تقلید عیسائی مشنریوں کی صحبت رواج کی پابندیوں کے نہایت دردناک نتائج دکھائے گئے ہیں۔ کتاب مختصر ہے لیکن جو نتیجہ اس سے نکلتے ہیں وہ نہایت اہم ہیں۔ قیمت چار آنے (۴/)

حلیمہ

ایک سگھڑ سلیقہ شعار سمجھ دار نیک کردار لڑکی کے حالات زندگی جس نے بگڑے گھر کو بنا ڈالا اور دنیا کو دکھا دیا کہ نیک عقل مند عورت زندگی کا نقشہ بدل کر دکھا سکتی ہے۔ مختصر قصہ ہے مگر بہت دلچسپ از مولوی عبدالغفار صاحب لکھیری۔ بار دوم۔ قیمت چار آنے (۴/)

افسانۂ حرم

ایک فاضل جرنلسٹ کی لکھی ہوئی مندرجہ ذیل ۱۶ کہانیوں کا مجموعہ۔ (۱) معصوم وحام کی شادی (۲) خودکشی (۳) وفاداربیوی۔ (۴) بہو پر حکومت (۵) چہیتی بیٹی۔ (۶) زیور کی بھینٹ۔ (۷) جاں نثار بہن (۸) ظلم دوست کی صحبت (۹) سلیقہ مند بیوی (۱۰) عصمت کی قیمت (۱۱) عقد ثانی۔ (۱۲) میٹھی چھری۔ (۱۳) نیک بخت بہو۔ (۱۴) بیکس خاتون (۱۵) خواب کی تعبیر (۱۶) مجسمہ قربانی۔ یہ ۱۶ کہانیاں سلیس اور عام فہم زبان میں لڑکیوں اور عورتوں کے لئے لکھی گئی ہیں۔ طرز بیان میں حد درجہ سادگی اور دلاویزی ہے۔ ان کتابوں میں عام ہندوستانی گھرانوں کی حالت بڑی دلچسپی سے دکھائی گئی ہے۔ قیمت ۸/

عصمت بک ڈپو دہلی

خوبصورتی جوانی اور تندرستی کیلئے

مختلف قسم کے پوڈر منجن سرمہ کریم۔ سنو۔ تیل۔ صابن۔ اُبٹنہ۔ پیسٹ۔ لیپ اور کشتے۔ معجون، قرص اور یورپ کی اشتہاری دوائیوں پر ہزار ہا روپیہ برباد کرنے اور ڈاکٹروں، حکیموں اور ویدوں کی طرف رجوع کرنے سے پہلے کتاب

سنگھار خانہ

کا مطالعہ کر لیجیے جس میں تندرست رہنے اور جسم کے ہر حصہ کو خوشنما بنانے اور جوانی قائم رکھنے کے متعلق بے انتہا قیمتی اور مفید ترکیبیں اور نسخے ہدایتیں اور مضامین نہایت محنت سے درج کئے گئے ہیں۔ **باب اول**۔ سنگھار کی فہرست ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۔ خوبصورتی بڑھانے کے راز۔ ۲۔ افزائش حسن کے نسخے۔ ۳۔ خوبصورتی بڑھانے کے طریقے۔ ۴۔ عمر کا بناؤ۔ ۵۔ کام کاج کے بعد حلیہ۔ ۶۔ تنفس حسن افروز۔ ۷۔ کہیں جانے سے پہلے سنگھار۔ ۸۔ رنگ نکھارنے والی غذائیں۔ ۹۔ گرمی میں حسن کی حفاظت۔ ۱۰۔ موسم گرما میں سنگھار۔ ۱۱۔ تھکے ہوئے چہرے پر حسن کی چمک۔ یورپ میں حسن بڑھانے کا طریقہ۔ ۱۳۔ کس رنگ پر کس رنگ کا لباس زیب دیتا ہے۔ ۱۴۔ گورا رنگ کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ ۱۵۔ سانولے رنگ کی خوشنمائی ۱۶۔ ادھیڑ عمر میں خوبصورتی۔ ۱۷۔ سنگھار کی تکمیل۔ ۱۸۔ پر تکلف غسل۔ ۱۹۔ غسل کے مصالحے۔ ۲۰۔ خوبصورتی کی ترتیب خوش پوشاکی۔ یہ صرف **ایک باب کی فہرست ہے** دوسرے باب لوازمات سنگھار جسم کی کھال، جسم کے مختلف حصے۔ موزوں بدن صحت خانہ داری، جوانی صحت اور خوبصورتی وغیرہ ہیں۔ ہر باب کے تحت میں زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر کارآمد نسخے اور بالکل درست ترکیبیں اور ہدایتیں اور اصول لکھے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم **باب سوم** جسم کے مختلف حصوں کی مختصر فہرست دیتے ہیں۔ ۱۔ کامیاب خوبصورتی۔ ۲۔ جلد۔ ۳۔ بال۔ ۴۔ جھریاں۔ ۵۔ زرد رنگ۔ ۶۔ روان۔ ۷۔ چہرہ خوشنما بنانے کے نسخے۔ ۸۔ چہرے کی صفائی۔ ۹۔ چہرے کا نکھار۔ ۱۰۔ پھول سا کھلا ہوا چہرہ۔ ۱۱۔ چہرہ کی جھلی ۱۲۔ چہرہ کی شکنیں۔ ۱۳۔ جھریاں کس طرح دور کی جائیں۔ ۱۴۔ پیشانی کی خوشنمائی۔ ۱۵۔ لٹکی ہوئی ٹھوڑی۔ ۱۷۔ ٹھوڑی اور سر کو۔ ۱۸۔ ٹھوڑی کی درستی کا طریقہ۔

اسی طرح:۔ آنکھ۔ بال۔ دانت۔ خراب دانت۔ دانتوں کی مضبوطی دانتوں کی خوبصورتی۔ منہ کی صفائی۔ پائیریا۔ مسواک۔ ناک، کان، لب، رخسار ٹھوڑی، گلا، کمر، ہاتھ، انگلیاں۔ پاؤں غرض ہر حصہ جسم کو خوشنما بنانے کی مفید کتابیں اور صحیح ترکیبیں ہیں موزوں بدن کے تحت میں کمر اور کولھے اور سارے جسم کے موٹاپے کے دور کرنے اور بدن میں چستی اور پھرتی پیدا کرنے کی ہدایتیں اور روزانہ ورزشیں ہیں اور ورزشوں کے متعلق تصاویر یہ کتاب جلد کو سنگھاری اشیا سے خراب نہ ہونے دے گی اور سینکڑوں روپیہ سنگھار خانہ کی بدولت فضولیات پر کبھی برباد نہ ہوگا۔ قیمت دو روپیہ علاوہ

کپتان ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب میڈیکل افسر

کی بےمثل کتاب

زچّہ خانہ

ہندوستان میں ہر سال لاکھوں عورتوں کی جانیں زچگی کے سلسلہ میں ضائع ہوتی ہیں نہ ہر جگہ ایسا معقول انتظام ہے کہ امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں۔ نہ ہندوستانی زبانوں میں کوئی ایسی کتاب شائع ہوئی جو اخص پورا پورا فائدہ پہنچا سکے۔ کپتان صاحب موصوف کی طبی ہدایتوں سے ہندوستان میں ہزاروں عورتوں نے زچگی کے زمانہ سے پہلے اور بعد میں فائدہ اٹھایا ہے کپتان صاحب مشکل سے مشکل پیچیدہ سے پیچیدہ اور خشک سے خشک عنوانوں پر اس قدر عام فہم اور دلآویز پیرایہ میں اظہار خیالات فرماتے ہیں کہ معمولی قابلیت کی خواتین بھی ان سے پوری طرح فائدہ اٹھاتی ہیں۔ کپتان صاحب نے یہ کتابیں نہایت دردمندی اور دل سوزی کے ساتھ تحریر فرمائی ہیں جن میں حاملہ اور زچہ کے متعلق کوئی بات چھوڑی نہیں گئی پھر جو ہدایات اور مشورے دیئے ہیں وہ سب عام ہندوستانی معاشرت ملحوظ رکھ کر جن سے ہندوستانی عورتیں بغیر دقت کے پورا پورا فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔

حاملہ و زچہ دونوں حصوں میں ۲۲ فوٹو بلاک کی تصاویر ہیں جو صرف کپتان کے بعد خاص طور پر اس کتاب کے لئے لی گئی ہیں اور سب شکلیں بہت صاف اور واضح ہیں۔ دونوں حصوں کی قیمت ساڑھے تین روپیہ علاوہ محصول ہے۔ ہندوستان کی کسی زبان میں اس موضوع پر اتنی محنت اور قابلیت سے لکھی ہوئی اتنی مفید اور کارآمد اس قدر جامع اور مفصل و مکمل کتاب ہندوستانی عورتوں کے لئے آج تک شائع نہیں ہوئی۔ ہر گھر میں اس کتاب کی موجودگی ضروریات میں سے ہے جس نے منگائی بے حد پسند کی قیمت دونوں حصے۔ سے ۸/

تندرستی ہزار نعمت

مشہور ادیبہ محترمہ زہرا بیگم صاحبہ فیضی کے نہایت مفید مضامین جن میں صحت قائم رکھنے کے چند اصول بڑی خوبی سے بیان فرمائے ہیں اور ساتھ ہی اپنی سیاحت امریکہ و یورپ کے تجربات بھی تحریر فرمائے ہیں۔

قیمت پانچ آنے (۵/)

پھول پھلواری

پھولوں کی کاشت تیاری اور باغیچہ کی نگہداشت اور انگریزی اور ہندوستانی اور ہر موسم اور ہر قسم کے پھولوں کے متعلق نہایت مفید اور کارآمد معلومات عورتوں کے لئے قابل قدر تحفہ۔

قیمت آٹھ آنے (۸/)

عصمت بکڈپو دہلی

بچوں کی دلچسپ کتابیں

مزیدار کہانیاں

چھوٹے بچوں کے مطلب کی انھیں کی زبان میں لکھی ہوئی نہایت دلچسپ کہانیاں ہیں جو جناب سید ابو تمیم صاحب نے لکھی ہیں دلی کی زبان اور بہت سیدھا طرز بیان - ایک کہانی ایسی نہیں کہ بغیر ختم کئے چھوڑ سکیں - اول تو کہانیوں کی دلچسپی اس پر عمدہ عمدہ تصویریں بچے خوش ہو جائیں گے - قیمت ۵ر

شہزادی نیلوفر اور دوسری کہانیاں

ننھے بچوں اور بچیوں کے لئے دفتر عصمت کی یہ نئی کتاب ہے جس کی کہانیاں رسالہ بنات میں چھپ چکی ہیں اور بچوں اور بچیوں نے بے حد پسند کی ہیں - بہت ہی مزیدار اور دلچسپ ہیں - از محترمہ درجہاں رعنا بی اے مؤلفہ پھول پھلواری - قیمت ۸ر با تصویر

جاپانی کہانیاں با تصویر

مسز فضلی صاحبہ اپنے شوہر کے ساتھ جاپان میں کئی سال رہیں انھوں نے بچوں کے مطلب کی نہایت عمدہ سبق آموز کہانیاں جمع کیں اور بڑی قابلیت سے اردو میں لکھیں - چند کہانیوں کے عنوان یہ ہیں چڑچڑے چڑیا کی کہانی - پھول کھلانے والا بڈھا - انگلی کے برابر بچہ عجیب شفتالو - کیکڑا اور بندر بچوں کا باغ ننھنو کو مارو وغیرہ جاپانی بچوں کی یہ کہانیاں عمدہ با تصویر ہیں - قیمت ایک روپیہ - عمر

زنانہ بستہ

جس میں دس کتابیں ہیں

(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب - (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانے پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب - ادب اور اخلاق کی کتاب (۹) پردہ کی کتاب (۱۰) خانہ داری کی کتاب یا دلہن کا اصلی جہیز - یہ دس کتابیں یکجا ہیں - جوتھی دفعہ زنانہ بستہ چھپا ہے - زنانہ بستہ کی قیمت صرف ایک روپیہ

بالشتیوں کی دنیا

یعنی مختصر دنیا - ایک سیاح بالشتیوں کی دنیا میں چلا گیا - بالشتئے اسے دیو سمجھنے لگے - سیاح کبھی درجنوں بالشتیوں کو جیب میں ڈال لیتا کبھی سینکڑوں بالشتیوں کا کھانا ایک لقمہ میں ختم کر دیتا - نہایت آسان زبان میں اس کہانی کا ترجمہ کیا گیا ہے - بچے اور بچیاں مزے لے لے کر پڑھتی ہیں - قیمت ۵ر - دوسرا ایڈیشن

بچوں کی دنیا

روس کے مشہور مصنف ٹالسٹائی کی کتابیں مرد - عورت - بچے سب پسند کرتے ہیں - ٹالسٹائی نے بچوں کے لئے جو کہانیاں لکھی تھیں ان میں سے ۵ بہترین کہانیوں کا ترجمہ بچوں ہی کی زبان میں کیا گیا ہے دلچسپ ہونے کے علاوہ بچوں میں ان کہانیوں سے نیکی محبت بہادری حب الوطنی ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں - قیمت ۸ر

زنانہ دستکاری کی دلپسند کتابیں

مجموعہ کشیدہ کاری

حصہ اول میں انوری بیگم صاحبہ کے ۲۰۰ نمونے مختلف چیزوں کے نئی نئی طرز کے ہیں - حصہ دوم میں مسز مہربان حسین صاحبہ کی اعلیٰ درجہ کی دستکاری کے ۴۰ نمونے وضع وضع کی کروشیہ کے ہیں - حصہ سوم میں مختلف خواتین کے ۹۳ نمونے ہیں اپنے رنگ میں کشیدہ کاری کی یہ بہترین کتاب ہے اور بہت پسند کی گئی ہے - قیمت علاوہ محصول ڈاک ایک روپیہ آٹھ آنے

روح کشیدہ

اس میں چھوٹے پھول - درمیانی پھول اور ڈالیاں - بڑے پھول - پرندے - اور بے نظیر بیلیں ٹوکریاں - گلدستے - تزئین کونے مرکز اور فریم کے نقشے غرضیکہ کشیدہ کاری کی بہترین نئی نئی وضع کے متعدد نمونے ہیں - اور کئی درجن دستکار خواتین نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے - قیمت علاوہ محصول ڈاک ایک روپیہ

کروشیہ کی قسمیں

مختلف کروشیہ کی قسم کی بے نظیر کتاب جس میں کشمیری زنجیرے کی - دوسری - ابھری ہوئی مرمرہ - چین اسٹچ - مچھلی کا نقابتی - فرنچ ناٹ - پھندے دار کاج نما - جال دار لہردار بخیہ - بٹن ہول اسٹچ ڈبل حلقہ دار ریشم اسٹچ - تمدار تیلچی کروشیہ وغیرہ وغیرہ کے علاوہ کٹائی اور رین کے کام سلمہ ستارے کے کام کے متعدد نمونے معہ ہدایات ہیں -

یہ وہی کتاب ہے جس کا دستکار خواتین کو پانچ سے شدید انتظار تھا اب تیار ہے - قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے -

جو عورتیں مالی دقتوں سے پریشان ہیں جنھیں مدنی کی کمی اور اخراجات کی زیادتی نے پریشان کر رکھا ہے اگر وہ ایک جلد

خواتین کی دستکاریاں

منگا لیں تو گھر پر خودداری اور عزت کے ساتھ زندگی گذار سکتی ہیں کیونکہ اس کتاب میں غریب اور نادار عورتوں کو نہایت ہی کارآمد اور مفید مشورے دیئے گئے ہیں اور بہت سے کاموں کی اس قدر تفصیل بیان کر دی ہے کہ پردہ نشین عورتیں بغیر کسی کا احسان اٹھائے ہوئے صرف اس کتاب کی بدولت مالی پریشانیوں کو بآسانی دور کر سکتی ہیں جہاں غریب عورتوں کو بہترین مشورے دئے گئے ہیں وہاں متمول عورتوں کو بھی ہنرمند بنا دے گی - بار دوم قیمت آٹھ آنے -

بچوں کی تربیت :-

بچوں کی پرورش و تربیت پر اس قدر آسان پیرایہ میں ایسی مفید کتاب اردو میں آج تک شائع نہیں ہوئی دہلی کے پرانے گھرانوں میں بچوں کی پرورش میں جن باتوں کا خیال رکھا جاتا تھا آج جن بیماریوں پر اشرفیاں خرچ کی جاتی ہیں اور اس وقت پیسوں میں کام ہو جاتا تھا - وہ نسخے اس میں جمع کئے گئے ہیں جو سائنس اور صحت کے اصولوں پر کتاب لکھی گئی ہے اور ذاتی تجربے بیان کئے گئے ہیں - از مولوی عبدالغفار الجبری سابق پروفیسر ٹرکش یونیورسٹی بیروت قیمت ۱۲ر

عصمت بک ڈپو دہلی

محترمہ حجاب اسمٰعیل کی تصانیف

ادب زریں

محترمہ حجاب اسمٰعیل کا طرز تحریر ملک کی دوسری انشا پرداز خواتین سے بالکل جدا نہایت دلچسپ ہے وہ نثر میں خوب شاعری کرتی ہیں ان کے چھوٹے چھوٹے لطیف مضامین ان کے بلند تخیل عبارت کی رنگینی اور جذبات کی ترجمانی کا بہترین آئینہ ہوتے ہیں اس مجموعہ میں وہ مضامین ہیں جن میں سے اکثر مختلف رسائل میں شائع ہوکر خراج تحسین وصول کرچکے ہیں ۸ر

نغماتِ موت

محترمہ حجاب اسمٰعیل کے ان دلآویز مضامین کا مجموعہ جو انھوں نے اپنی والدہ مرحومہ کی یاد میں لکھے تھے اور جو اردو کے مشہور رسائل میں شائع ہوکر مقبول ہوچکے ہیں۔ مصنفہ کے دلی جذبات کا آئینہ اور نظم ونثر کا بہترین نمونہ ہیں محترمہ حجاب کے انداز بیان کی دلکشی اور ان کے شاعرانہ خیالات کی نزاکت ورفعت پورے طور پر نغماتِ موت میں نمایاں ہیں۔ قیمت ۶ر

سبق آموز و موثر نظموں کے دو مجموعے

آئینہ جمال

یعنی دورِ حاضرہ کی نامور شاعرہ محترمہ بلقیس جمال کی ۴۵ نظمیں نہایت دلآویز اخلاقی آموز اسلام کے دورِ اولیں کی سبق آموز منظوم کہانیاں اور قومی کی ترتیب مناظر قدرت کی مصوری جذباتِ نسوانی کی صحیح ترجمانی موسیقی کی لطافت کیا خوبی ہے جو آئینہ جمال نہیں خوفِ خدا پاس مذہب حب وطنی ایثار ہمت بہادری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں قومی قومی ملی اخلاقی تاریخی نیچرل نظموں کا دلآویز مجموعہ قیمت صرف ۱۲ر

شمع خاموش

اردو کی مشہور شاعرہ منجھو بیگم لکھنوی کی دردانگیز اور موثر نظموں کا مجموعہ ہے جسے مولانا راشد الخیری اڈیٹر عصمت و بنات نے دیباچہ لکھکر مرتب کیا ہے یہ نظمیں ہندوستانی مسلمان عورتوں کی مظلومیت کا صحیح ترین فوٹو ہیں اور رسائل میں شائع ہوکر مقبول ہوچکی ہیں۔ ہر ہر شعر درد سے لبریز ہے پڑھ کر آنسو نکل آتے ہیں کسی خاتون کے کلام کا ایسا دردانگیز مجموعہ نہیں چھپا ۱۲ر

شبابِ زندگی

شمس النسا کی شادی سے اس وقت تک کے حالات درج ہیں جب وہ بال بچوں والی ہوگئی۔ اس ضمن میں جو تکلیفیں اور جو آرام اور جو راحتیں اس نے اٹھائیں اور جو تجربے اس نے حاصل کئے وہ سننے اور پڑھنے اور گرہ میں باندھنے کے قابل ہیں۔ اس میں مندرجہ ذیل باتوں پر بحث کی گئی ہے (۱) انتخاب شوہر (۲) حقوقِ شوہر (۳) ازدواجی زندگی (۴) سسرال والوں کا برتاؤ (۵) خوشنودیٔ شوہر (۶) عیالداری (۷) بچوں کی تربیت (۸) ہندو بھاوجوں کے تعلقات وغیرہ وغیرہ زبان سلیس۔ عبارت عام فہم لکھائی چھپائی صاف کاغذ چکنا قیمت ۱ر

مثنوی عائشہ صدیقہؓ

سرور کائنات سرکار دو عالم کی بیوی اور مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے منظوم حالات زندگی حیاتِ پاک کا کوئی مشہور واقعہ نہیں چھوڑا گیا۔ از جناب وقار وانبالوی۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ قیمت ۴ر

محترمہ آمنہ نازلی کی کچھ اور کتابیں

ہنسی کی باتیں

عامیانہ اور بازاری لطیفے نہیں جو پھکڑپن سے بھرے ہوتے ہیں یہ کتاب ہندوستانی گھرانوں کی محترم خواتین کے نئے طبعزاد لطیفے ہیں جنہیں پڑھ کر سنجیدہ انسان بھی ہنسے بغیر نہ رہ سکے۔ لطف یہ کہ وقار تہذیب سے گرا ہوا کوئی لطیفہ نہیں۔ مہذب ظرافت کی بہترین کتاب قیمت ۸ر

عقل کی باتیں

بڑے بڑے پیغمبروں بادشاہوں مصنفوں شاعروں، ادیبوں، فلاسفروں کے ۷۰۰ اقوال جو برسوں کے تجربوں پر مبنی ہیں جن میں ہنسی خوشی کامیابی سے زندگی گذارنے کا راز ہے جن میں حیاتِ انسانی کی پیچیدہ سے پیچیدہ گتھیاں سلجھانے کا حل ہے جو دل بہلانے غم غلط کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں جن سے زندگی میں انقلاب پیدا ہوسکتا ہے ۸ر

تصانیف صاحبزادہ ولی احمد خاں ایم اے

انشائے سلمیٰ

مصنف نے لڑکیوں کو خط وکتابت سکھانے کے لئے یہ کتاب لکھ کر زنانہ لٹریچر میں مفید اضافہ کیا ہے اس کے شروع میں اردو کتابت کی تاریخ بہت عالمانہ اور مفید معلومات سے پُر ہے پھر خطوط کے نمونے ایسے دیے گئے جو دلچسپ بھی ہیں اور مفید بھی نہ صرف لڑکیوں کے لئے بلکہ لڑکوں کے واسطے بھی خط وکتابت سیکھنے معلومات میں اضافہ کرنے اور دلچسپی سے مطالعہ کرنے کے لئے اس میں بہترین خطوط ہیں۔ قیمت ۶ر

اچھوتا سفر

سابق مہاراجہ صاحب جے پور دربار تاجپوشی میں شرکت کے لئے انگلستان گئے تھے۔ ان کے سفر کے حالات صاحبزادہ ولی احمد خاں ایم۔ اے نے لکھے ہیں۔ اور یہ اس قدر دلچسپ ہیں کہ آپ خراج تحسین دینے پر مجبور ہوجائیں گے۔ مہاراجہ صاحب کے لئے پاتھو دھونے کی مٹی اور پانی اور اناج تک ہندوستان ہی سے جاتا تھا ایسا اچھوتا دلچسپ سفرنامہ آپ نے کبھی پڑھا سنا نہ ہوگا۔ قیمت ۵ر

تاریخی لطیفے

دنیا کے نامور مصنفوں شاعروں، بادشاہوں شہزادیوں وغیرہ کے لطیفے جن میں نام کو بھی کوئی ایسا لطیفہ نہیں جو دائرہ تہذیب سے باہر ہو۔ یا فرضی یا منگھڑت ہو۔ ہر لطیفہ تاریخی حیثیت رکھتا ہے جو تاریخی حاضر جوابی کا عمدہ نمونہ ہے۔ ان لطیفوں سے جہاں دل بہلے گا ہنسی آئے گی دل میں امنگ و جوش پیدا ہوگا اور طبیعت میں جولانی وہاں معلومات میں بھی اضافہ ہوگا۔ قیمت ۸ر

ایڈیٹر۔ رازق الخیری

مصنوعہ حضرت علامہ راشد الخیری کی کتابیں

تاریخ و سیرت
آمنہ کا لال عہ ر
سیدہ کا لال ع ر
الزہرا عہ ر
نوبت پنج روزہ اور وداع ظفر عہ ر
وداع خاتون ۵ ر
امین کا دم واپسیں ۳ ر
دلی کی آخری بہار عہ ر
بزم رفتگاں (بانضمام) ۱۰ ر
داستان پارینہ ۱۲ ر

مذہبی مضامین
احکام نسواں عہ ر
محسن حقیقی ۶ ر
دعائیں ۸ ر
قرآنی قصے عہ ر
زیور اسلام عہ ر

سیاسی صحافی و سیاحی مضامین
شہید مغرب عہ ر
یادگار تمدن ۶ ر
عالم نسواں ۸ ر
سیاحت ہند عہ ر

مضامین کے متفرق مجموعے
عروس مشرق ۱۰ ر
گدڑی میں لعل ع ر
مسلمان عورت کے حقوق ۱۲ ر
نالۂ زار ۱۲ ر
بلبل بہار ۱۰ ر
ساجن موہنی ۴ ر
شادی کا انتخاب ۸ ر
فریب ہستی ۶ ر
بے فکری کا آخری دن ۴ ر
چمنستان مغرب عہ ر
بکھری ہوئی پتیاں ع ر

اصلاحی معاشرتی ناول
حیات صالحہ عہ ر
منازل السائرہ مکمل عہ ر
صبح زندگی عہ ر
شام زندگی عہ ر
شب زندگی دو حصے عہ ر
نوحۂ زندگی ۱۲ ر
طوفان حیات عہ ر
جوہر قدامت عہ ر

اسلامی تاریخ بطرز ناول
ماہ عجم عہ ر
عروس کربلا عہ ر
یاسمین شام عہ ر
محبوبۂ خداوند ۱۲ ر
تیغ کمال عہ ر
شہنشاہ کا فیصلہ ۴ ر
منظر طرابلس ۵ ر
شاہین و دراج ۸ ر
دُرِ شہوار ۸ ر

مزاحیہ افسانے
نانی عشو ۱۰ ر
ولایتی نخرے ۶ ر
دادا لال بجھکڑ ۸ ر

نظموں کے مجموعے
رودادِ قفس ۱۰ ر
گرفتارِ قفس ۴ ر

ادب لطیف و انشا
قلب حزیں ۸ ر
لڑکیوں کی انشا ۱۲ ر
سلی ہوئی پتیاں ۶ ر

لڑکیوں کا نصاب زیر طبع

اصلاحی معاشرتی افسانے
بنت الوقت ۸ ر
سراب مغرب ۸ ر
فسانۂ سعید ۸ ر
سودائے نقد ۵ ر
تمغۂ شیطانی ۱۲ ر
سات روحوں کے اعمالنامے ۸ ر
غدر کی ماری شہزادیاں ۱۲ ر
سنجوگ ۱۰ ر
ستونتی ۶ ر
سوکن کا جلاپا ۵ ر
موودہ ۶ ر
تفسیر عصمت ۵ ر
انگوٹھی کا راز ۶ ر
منازل ترقی ۴ ر
بچہ کا کرتہ ۴ ر
وینا کی سرگذشت ۴ ر
چہار عالم ۴ ر

مختصر افسانوں کے مجموعے
جوہر عصمت عہ ر
سیلاب اشک بانضمام عہ ر
طوفانِ اشک عہ ر
قطراتِ اشک عہ ر
فدائی راج عہ ر
نسوانی زندگی ۸ ر
گلدستۂ عید ۸ ر
گوہر مقصود ۶ ر
گرداب حیات عہ ر
بساطِ حیات ۶ ر
حور اور انسان ۱۲ ر
نشیب و فراز ۴ ر

کو ابھی کے لیے مستند کتابیں
عصمتی دسترخوان عہ ر
مشرقی مغربی کھانے عہ ر
عصمتی ہند کلیا ۸ ر
ناشتہ ۱۰ ر
بچوں کے کھانے ۸ ر
بیماروں کے کھانے ۱۰ ر
مذاقیہ کھانے ۶ ر

دیگر تصانیف محترمہ آمنہ نازلی
دولت پر قربانیاں (افسانے) ۸ ر
تاریخی لطیفے ۸ ر
عقل کی باتیں ۸ ر
ہنسی کی باتیں ۸ ر

تصانیف منشی پریم چند
دودھ کی قیمت (افسانے) عہ ر
روحانی شادی (ڈراما) ۶ ر

تصانیف رازق الخیری
وداع راشد ۸ ر
عصمت کی کہانی ۸ ر

تصانیف مولانا سیماب اکبرآبادی
زنانہ بستہ (۲ حصے) عہ ر
آفتاب زندگی ۶ ر
شباب زندگی ۶ ر

تصانیف صاحبزادہ ولی احمد خاں
مختصر ناول باشتیوں کی دنیا عہ ر
انشائے سلمی (زنانہ خطوط) ۶ ر

کچھ اور زنانہ کتابیں
پردہ و تعلیم (مذہبی و سیاسی بحث) ۱۲ ر
خواتین (انہیں دلچسپ تذکرے) ۶ ر
خیابان نسواں (خید مضامین) ۱۲ ر

تارکشی کی ...
عصمتی کروشیا عہ ر
عصمتی کشیدہ عہ ر
گلزار درخشاں عہ ر
گلدستۂ کشیدہ عہ ر
گلشن زہرہ عہ ر
چمنستانِ خیاطی (سوئی کا کام) عہ ر
گلستانِ خیاطی عہ ر
موتیوں کا کام عہ ر
سلمہ ستارہ کا کام عہ ر
اونی کام سلائیوں سے عہ ر
گوٹہ کناری کا کام عہ ر
جالی کا کام عہ ر
تارکشی کا کام عہ ر
گلدستۂ تارکشی عہ ر
کراس اسٹچ ورک عہ ر
جوہر نسواں راشد الخیری نمبر عہ ر
شمیم سوزن کاری عہ ر
خواتین کی دستکاریاں ۸ ر
لکڑی کا باریک کام ۸ ر
وصلی کا کام ۸ ر

عورتوں کی خاص کتابیں
زچہ خانہ (۲ حصے) عہ ر
سنگھار خانہ عہ ر

نامور خواتین کے افسانے و ناول
انوری بیگم عہ ر
جان باز ۱۲ ر
غیرت کی پتلی ۶ ر
شہید وفا عہ ر
چار رخ ۴ ر
فیروزہ ۸ ر

کچھ اور بہت سفید کتابیں
صنعت و حرفت عہ ر
تندرستی ہزار نعمت ۴ ر
بچوں کی تربیت ۱۰ ر
آئینۂ موثر عہ ر
گھر کی چھپائی ۸ ر

تصانیف محترمہ خاتون اکرم
جمال ہمنشیں عہ
گلستان خاتون (افسانے) عہ
پیکر وفا ۸
بچھڑی بہنیں ۶

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں مرزا
مشیر نسواں یا زہرہ عہ
سرگذشت ہاجرہ ۱۰
تحریر النسا ۱۲
موہنی ۱۰

تصانیف محترمہ بلقیس بیگم
خانہ داری کے تجربات ۱۲
مفید نسواں ۸

تصانیف محترمہ حجاب امتیاز
ادب زریں ۸
نغمات موت ۶

تصانیف محترمہ سرور جہاں
پھول پھلواری باغبانی کے متعلق ۸
شہزادی نیلوفر بچوں کے لیے کہانیاں ۸

زنانہ افسانے و گیت
افسانۂ حرم ۶
دامن باغباں ۵
دیہاتی گیت ۸

زنانہ نظمیں
شمع خاموش ۶
آئینۂ جمال ۱۲

بچوں کے لیے کہانیاں
جاپانی کہانیاں ۶
مزیدار کہانیاں ۵
بچوں کی دنیا ۶

خواتین کے لیے دوسرے مصنفوں کی کتابیں ... [illegible]

عصمت بک ڈپو دہلی

بچیوں کا سب سے پرانا ماہوار رسالہ

بنات (یعنی بچیاں)

ہندوستان کے مختلف
تعلیم مثلاً یو۔پی
برار پنجاب۔بہار دہلی
طرف سے مدرسوں کے
ادری طور پر منظور ہے

بنات کا سال بھر کا چندہ صرف ۲ مع
بذریعہ وی پی صرف — ۲ ۱۲
غیر ملکوں سے چار شلنگ
قیمت فی پرچہ
۰۲ر

پندرھواں ۱۵ سال | فہرست مضامین بابت ماہ اکتوبر ۱۹۴۲ء | جلد ۳۰ نمبر ۱

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں اکتوبر کے پرچہ کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے اسلئے وہ اگلے سال کا چندہ ۲ مع بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کر دیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً اطلاع دیدیں۔ ورنہ نومبر کا رسالہ ۲ ۱۲ کا وی پی حاضر ہوگا۔ ۲۰۲

۴۲۶-۷۳۳-۱۱۴۱-۱۱۴۴ تا ۱۱۴۷ (۱۱۵۸)-۱۲۸۸-۱۳۴۴-۱۳۴۴-۱۶۷۴-

۱۶۷۴-۱۶۸۵-۱۸۴۵-۱۹۶۹-۱۹۹۱-۲۰۱۶-۲۰۴۲ تا ۲۰۴۴-

۲۴۹۳-۲۵۴۹-۲۵۵۶-۲۵۷۰-۲۵۸۹-۲۵۹۷-۲۶۰۳-

۲۶۱۴-۲۶۱۵-۲۶۱۹-۲۶۳۲-۲۶۳۶ تا ۲۶۳۸-۲۶۴۴-۲۶۷۱-

۳۰۳۹-۳۰۴۹-۳۰۵۱-۳۰۵۶-۳۰۵۸-۳۰۶۳-۳۰۷۰-۳۲۶۴-

۳۴۴۳ تا ۳۴۶۴-۳۴۶۶-۳۴۶۸-۳۴۷۴-۳۴۷۵-۳۴۷۷-

۳۴۷۹-۳۴۸۵-۳۴۸۸-۳۶۶۲-۳۷۰۲-۳۷۳۶-۳۸۶۷-

۳۸۶۹ تا ۳۸۷۱-۳۸۷۴-۳۸۷۵-۳۸۷۸ تا ۳۸۸۴-۳۸۸۶-۳۸۸۹ تا ۳۸۹۰-
۳۸۹۱-۳۸۹۲-

۳۸۹۴-۳۸۹۶-۳۹۰۱-۳۹۰۴-۳۹۰۷-۳۹۰۹-۳۹۱۴ [illegible]

خدائی مصلحت

از

فخر نسوانِ ہند جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم صاحبہ

برسوں کے تجربے اور بہت سی مصیبتوں کے اچھے نتیجے دیکھ کر ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ ہر ایسا واقعہ جسے ہماری ظاہر بین نظریں مصیبت اور تکالیف کا حادثہ سمجھتی رہیں اپنے اندر کوئی نہ کوئی بھلائی رکھتا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ خدا کا ہر کام حکمت و مصلحت پر مبنی ہوتا ہے۔ اگر ہم صابر و شاکر بننا چاہیں تو آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم ہر کام کو خدا کی مصلحت سمجھیں چاہے ہم پر کیسی ہی مصیبت آئے اور کتنی ہی تکلیف اٹھانی پڑے۔

ہمیں حضرت رابعہ بصری کی زندگی کو دیکھنا چاہئے کہ انھوں نے کس قدر مصیبتیں جھیلیں مگر منہ سے اُف نہ کی اور یہی کہے گئیں کہ اس میں خدا کی کچھ مصلحت ہی ہوگی۔ پھر دیکھو اُن کو کیسا درجہ ملا کہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ ہمیں خدا کی ناشکری نہیں کرنی چاہئے اگر ہم ہر واقعہ کو اس کی مصلحت سمجھیں تو اس میں دو فائدے ہیں۔ اوّل تو یہ کہ خدا کی نافرمانی نہ ہوگی۔ کیونکہ خدا خود فرماتا ہے کہ مجھ پر شاکر رہو۔ دوسرے یہ کہ ہمارے مزاج میں تحمل و بردباری پیدا ہو جائے گی۔ اگر خدانخواستہ ہم پر کوئی مصیبت پڑی اور ہم نے خدا ہی کی مصلحت سمجھا تو ہمیں اتنی تکلیف نہ ہوگی جتنی ناشکری کی حالت میں۔

ایک فقیر کا ذکر ہے کہ بہت خدا رسیدہ تھا۔ ہمیشہ خدا کی مرضی پر صابر و شاکر رہتا تھا۔ ایک امیر شخص اس کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ اس امیر کا ایک لڑکا تھا اور ایک لڑکی۔ اتفاق سے لڑکے نے ہیضہ کیا اور مر گیا۔ امیر فقیر کے پاس گیا اور کہنے لگا "شاہ جی میرا لڑکا مر گیا" اس نے جواب دیا بابا صبر کر اس میں خدا کی مصلحت ہوگی۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اچھا کرتا ہے"۔ امیر چپ ہو گیا۔ وہاں سے واپس چلا آیا۔ ایک روز اس کی لڑکی اس مرض میں گرفتار ہوئی اور شام ہوتے ہوتے بھائی سے جا ملی۔ امیر پھر فقیر کے

پاس گیا اور سب حال کہا۔ فقیر نے وہی جواب دیا جو پہلے لڑکے کی موت کی خبر سن کر دیا تھا۔

تیسرے دن اس امیر کی بیوی بھی اس مرض میں گرفتار ہوئی اور اگلے دن وہ بھی اپنے بچوں سے جا ملی۔ اس امیر کو اپنی بیوی کے مرنے کا بہت صدمہ ہوا اور وہ فقیر کے پاس جا کر کہنے لگا "شاہ جی آپ دعا کیجئے کہ میں بھی اپنے بیوی بچوں سے جا ملوں مجھ سے یہ صدمے نہیں اٹھیں گے"۔ فقیر نے پھر وہی کہا کہ "بابا صبر کر صبر! وہ جو کچھ کرتا ہے۔ اچھا ہی کرتا ہے۔ اس کے ہر کام میں مصلحت ہے"۔

امیر یہ جواب سن کر بہت ناراض ہوا۔ اور وہاں سے اٹھ کر چلا آیا۔ گھر آ کر سوچنے لگا کہ یہ فقیر عجیب شخص ہے۔ میرا سارا خاندان تباہ ہو گیا اور یہ ابھی یہی کہے جاتا ہے کہ "اچھا ہوا" یہ تو سخت بے ہودگی ہے۔ چلو اسے قتل کر ڈالو۔ ایک تو دل کا بخار نکل جائے گا دوسرے سرکار پکڑ کر مجھے سزائے موت دے دے گی اور یہ میں پہلے ہی چاہتا ہوں۔

یہ منصوبہ گانٹھ کر وہ رات کا انتظار کرنے لگا۔ دس بجے رات کو اٹھا اور تلوار ہاتھ میں لیکر فقیر کو مارنے چلا۔ جب اس کے دروازہ پر پہونچا تو دروازہ اندر سے بند پایا۔ کنڈی کھٹکھٹائی فقیر عبادت الٰہی میں مصروف تھا کھڑکھڑاہٹ کی آواز سن کر کنڈی کھولنے چلا۔ راستہ میں اس کو ٹھوکر لگی اور دھڑام سے زمین پر آ رہا اور گرنے کے صدمہ سے بے ہوش بھی ہو گیا۔ امیر نے تھوڑی دیر تک انتظار کیا۔ جب دروازہ نہ کھلا تو ناچار گھر واپس گیا۔ صبح پھر آیا تو دیکھا فقیر کا پاؤں ٹوٹ گیا ہے۔ اس نے کہا "آپ کو تکلیف تو بہت ہوگی" فقیر نے جواب دیا کہ "ہاں اس وقت تو بہت تکلیف ہے۔ مگر اس میں بھی خدا کی کچھ مصلحت ہی ہوگی"۔

اب تو امیر بہت پچتایا اور دل میں کہنے لگا کہ واقعی اس کے گرنے میں بہت بڑی مصلحت پوشیدہ تھی۔ اگر یہ نہ گرتا اور کنڈی کھول دیتا تو میں اسے ایک وار میں اگلے جہان کو پہونچا دیتا۔ مگر یہ بڑا کامل فقیر ہے کہ ہر بات کو خدا کی مصلحت ہی قرار دیتا ہے۔ اس کے بعد اس نے رات کی ساری سرگذشت فقیر کو سنائی اور معافی مانگی۔ فقیر نے کہا (باقی مضمون صفحہ ۶ پر دیکھئے)

موجودہ حکومتیں

آج کل دنیا میں مختلف قسم کی حکومتیں ہو رہی ہیں میں آج بہنوں کو موجودہ حکومتوں کی قسمیں بتاؤں گی۔

(۱) یورپ و ایشیا میں تین قسم کی حکومتیں ہوتی ہیں (۱) شخصی حکومت یا منارکی (۲) جمہوری یا ڈموکرٹیک (۳) ڈکٹیٹر شپ۔

(۱) شخصی حکومت یا موروثی حکومت یعنی باپ بیٹے کی حکومت کو منارکی کہتے ہیں۔ جیسے باپ کے بعد بیٹا اور بیٹے کے بعد پوتا۔ اسی طرح ایک خاندان میں حکومت چلی جاتی ہے۔ آج کل انگلستان میں اور سوائے جمہوریہ ترکیہ کے سب مسلم حکومتوں میں یہ پرانی منارکی چلی آتی ہے۔ ہندوستان میں حیدر آباد ریاستوں وغیرہ میں بھی یہی ہے اور اندلس کی آٹھ سو سالہ حکومت عباسیہ۔ بنی امیہ غرض پچھلے زمانے میں مسلم اور غیر مسلم سب میں یہی شخصی حکومت تھی۔ گویا خلفائے راشدہ کے بعد سب ہی منارکی حکومتیں تھیں۔ اس کا بادشاہ مختار کل ہوتا ہے یعنی اپنی سلطنت میں ہر قسم کا حکم صادر کر سکتا ہے رعایا کو دخل دینے کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔ ایران میں اب سے پہلے قاچاری خاندان کی حکومت تھی اور مصر وغیرہ میں بھی یہی حکومت ہے۔ انگلستان کے ملک معظم اگرچہ شہنشاہ ہیں یعنی وہاں بھی منارکی حکومت ہے۔ مگر ایک پارلیمنٹ بنائی گئی ہے جس کے ممبر قانون پاس کرتے ہیں اور جس کا فیصلہ بادشاہ کو بھی ماننا پڑتا ہے۔ اس طرح انگلستان میں نصف منارکی اور نصف ڈموکرٹیک یعنی جمہوریت ہے۔

۲:- جمہوریت:- یا ڈموکرٹیک اس حکومت کو کہتے ہیں جس میں ایک اسمبلی ہوتی ہے اور اس کا ایک صدر ہوتا ہے جو پریذیڈنٹ کہلاتا ہے۔ پریذیڈنٹ جو قانون بنانا چاہتا ہے وہ اسمبلی میں پیش

کیا جاتا ہے۔ اگر اسمبلی اسے منظور کر لیتی ہے تو بل پاس ہو جاتا ہے۔ پریذیڈنٹ ہر پانچ سال بعد بدل دیا جاتا ہے۔ اکثر اوقات پریذیڈنٹ تمام عمر کے لئے بنا دیا جاتا ہے یعنی عمر بھر کے لئے نامزد ہو جاتا ہے۔ مگر ہر پانچ سال بعد اس کا معائنہ ہوتا ہے۔ یہ سب اسمبلی کرتی ہے اور اس کے حکموں میں کسی کو پس و پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آج کل ترکی میں یہی ڈیموکریٹک حکومت رائج ہے۔ اتاترک مرحوم نے جمہوریت بنائی تھی اور وہی پریذیڈنٹ ہوئے تھے۔ ہر پانچ سال بعد ان کا معائنہ ہوتا تھا اور انکی حکومت اچھی سمجھ کر اسمبلی نے تاعمر انھیں پریذیڈنٹ مقرر کر رکھا۔ ان کے انتقال کے بعد مارشل عصمت انونو پریذیڈنٹ بنائے گئے۔ ترکوں کی پارلیمنٹ گرانڈ نیشنل اسمبلی کہلاتی ہے جس کے ممبروں میں دو عورتیں بھی شامل ہیں۔ فوج کو گھٹانا بڑھانا نئے قانون بنانا بھی پریذیڈنٹ کا کام ہوتا ہے مگر اسمبلی سے رائے ضرور لی جاتی ہے۔ امریکہ میں جمہوریت کی قسم کی فیڈریشن مقرر ہے۔ جس میں تیرہ ریاستوں کے پریذیڈنٹ مسٹر روز ولٹ مقرر ہیں باقی وہی جمہوریہ ترکیہ کے طرز پر حکومت ہے۔

۳:۔ ڈکٹیٹر شپ:۔ یورپ میں ہٹلر اور مسولینی ڈکٹیٹر کہلاتے ہیں۔ ان لوگوں کو پارلیمنٹ یا اسمبلی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ جو اچھا سمجھتے ہیں کرتے ہیں کسی کی رائے نہیں لی جاتی۔ گویا یہ شہنشاہیت یعنی منارکی کی طرح ہوتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ منارکی میں باپ بیٹے کی حکومت ہوتی ہے اور ڈکٹیٹری میں یہ نہیں ہوتا۔ ڈکٹیٹر کا نہ امتحان ہوتا ہے نہ اسے اسمبلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈکٹیٹر اپنا بدل خود مقرر کرتا ہے یعنی ڈکٹیٹر مرنے سے پہلے اپنی رائے سے دوسرا ڈکٹیٹر مقرر کر جاتا ہے۔ روس میں بھی اگرچہ ڈکٹیٹر شپ ہے مگر وہاں گنوار سے گنوار آدمی کو بھی قانون رائج کرنے میں رائے دینے کی اجازت ہوتی ہے۔ مزدور بھی حکومت اور حکومت کرنے

والے پر نکتہ چینی کر سکتا ہے اور حکومت
کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ گویا وہاں
ووٹ لئے جاتے ہیں۔ مسولینی۔ ہٹلر
اور موسیو اسٹالن ڈکٹیٹر کہلاتے ہیں
مارشل عصمت انونو اور روزویلٹ
پریذیڈنٹ کہلاتے ہیں۔

نازش شاہجہانپوری

صفحہ ۳ کا باقی:۔

نہیں بیٹا تیرا قصور نہیں ہے۔ سب
باتیں خدا کی مصلحت سے ہوتی ہیں۔

پس پیاری بہنو! چونکہ ہر کام میں
خدا مصلحت پوشیدہ رکھتا ہے۔ اس
لئے ہمیں اس کا حق نہیں کہ مصیبتوں اور
تکلیفوں پر زبان شکایت کھولیں بلکہ ہمیں
چاہئے کہ خدا کا شکر کریں اور خدا تعالیٰ
کی مصلحت کے خیال سے اپنے دل میں
ہر وقت تسلی دیں۔ تکلیف کو صبر سے برداشت
کریں۔ خدا ہر بہن کو صبر و شکر اور خدا پر
بھروسہ کرنے کی توفیق بخشے۔

از "جمال ہمنشیں"

عقل کا امتحان

ایک بڑے زمیندار کے چار لڑکے تھے
جب وہ زمیندار مر گیا تو اس کے چاروں لڑکوں
نے اپنے باپ کی چھوڑی ہوئی دولت آپس
میں تقسیم کی۔ روپیہ وغیرہ تو چاروں نے
آسانی سے برابر برابر تقسیم کر لیا، اب زمین
باقی رہ گئی۔ زمین کی تقسیم ان کی سمجھ میں
نہ آسکی۔ زمین کی شکل یہ تھی۔

بات دراصل یہ تھی
کہ وہ چاروں اپنی زمین
کے چار ایسے حصے کرنے
چاہتے تھے کہ جن کی ساخت ایک سی ہو۔ اس
زمین میں ۱۲ کنوئیں بھی تھے جن میں سے
ہر ایک کے حصے میں تین تین کنوئیں آتے تھے
آخر کار انھوں نے بہت کچھ غور کے بعد
کامیابی حاصل کر لی۔

حل

بناتی بہنیں بتائیں کہ
زمین کے چار حصے کسطرح
کئے گئے۔

ننھی بیگم۔ شکارپور

ماموں تمہارے گھر میں کبھی ہم جو آئیں گے

اموں تمہارے گھر میں کبھی ہم جو آئیں گے ✤ ہنستے رہیں گے خود بھی تمہیں بھی ہنسائیں گے
ڑیاں بنا کے طاق میں ان کو بٹھائیں گے ✤ پہنا کے رنگ رنگ کے گہنے سجائیں گے
نی سہیلیوں کو خوشی سے بلائیں گے ✤ گڑیوں کی دھوم دھام سے شادی رچائیں گے
ٹی کے کھیل کھیل کے چھٹی منائیں گے ✤ کوئی ہزار ہم کو بلائے نہ جائیں گے
ے وقت سونے والوں کی نیندیں اڑائیں گے ✤ وہ شور و غل کی سر پہ قیامت اٹھائیں گے
لکل ذرا سے گھوڑے کی گاڑی بنائیں گے ✤ اس پہ سوار ہو کے بڑی دور جائیں گے
ریا کی سیر کے لئے کشتی پہ جائیں گے ✤ لہریں گنیں گے پانی کے پھر بھول جائیں گے
نی سے منہ نکال کے کچھوے ڈرائیں گے ✤ مارے ڈروں کے سیدھے کنارے پہ آئیں گے
تھوں میں ہاتھ ڈال کے ہم باغ جائیں گے ✤ پیڑوں کے نیچے بیٹھ کے پھر آم کھائیں گے
ھر اک بڑی سی تیتری جادو کی لائیں گے ✤ اس کو اڑن کھٹولا ہم اپنا بنائیں گے
ب تک مٹھائی آپ نہ ہم کو کھلائیں گے ✤ ہرگز نہ ہم تو آپ کو اس پر بٹھائیں گے
م جولیاں ہیں جو انھیں سب کو بلائیں گے ✤ اس پر بٹھا بٹھا کے تماشے دکھائیں گے
جا کے دور دور سے ہر چیز لائیں گے ✤ حلوے، پراٹھے پوریاں سب کچھ پکائیں گے
وتلیں گے بیٹھ کے بھاجی بنائیں گے ✤ مہماں جنھیں بلائیں گے اُن کو کھلائیں گے
ے جا کے پھر بچھونوں پہ سب کو سلائیں گے ✤ مغرب کے ڈاکوؤں کی کہانی سنائیں گے
ب ہم بڑے سے ہونگے تو وہ دن بھی آئیں گے ✤ آپس کے ہیں جو جھگڑے وطن کے مٹائیں گے
من جو گھر کے ہیں انھیں گھر سے بھگائیں گے ✤ ہم مادرِ وطن کے لیے سر کٹائیں گے
وں کے گھر میں دیکھنا ہم یوں ہی جائیں گے ✤ غازی کی طرح فتح کا پیغام لائیں گے

ماموں تمہارے گھر میں کبھی ہم جو آئیں گے
ہنستے رہیں گے خود بھی تمہیں بھی ہنسائیں گے

مس ثریا منظور علی

اسباب کی حفاظت کی اہمیت

ہماری ہندوستانی بیبیوں میں یہ عادت بہت عام ہے کہ جہاں کوئی نئی نئی چیزیں خریدیں توبس اس کے چندہی روز اس کی حفاظت اور دیکھ بھال میں دلچسپی لیتی ہیں بعدازاں اُن کو اس قدر بے احتیاطی اور لاپرواہی سے ڈال دیتی ہیں کہ دیکھنے والوں کو دیکھتے ہوئے بھی افسوس ہوتا ہے چیزوں کے قیمتی یا غیر قیمتی سے کوئی بحث نہیں۔ مگر طبیعت میں الھڑپن اور لاپرواہی و بے توجہی جو آج کل کی نوجوان لڑکیوں کا خاصہ ہے وہ بہت عام ہے بعض چیزیں محض بے احتیاطی کی وجہ سے بہت جلد بے کار اور خراب ہوجاتی ہیں۔ اس لئے ہر چیز کے استعمال میں مناسب احتیاط و اعتدال لازم ہے تاکہ جونسی چیز بھی ہو مگر وہ کافی عرصہ ہمارے کام آسکے۔ اکثر گھرانوں میں کتابیں گراموفون اور دوسری بہت سی چیزیں ایک خاص وقت کے بعد گھر کے کسی کونے میں ڈال دی جاتی ہیں جو ضرورت کے وقت بڑی مشکل سے ملتی ہیں۔ مگر بوسیدہ حالت میں جو کسی کام نہ آسکیں۔ یا کبھی ملتی ہی نہیں۔ اس طریقہ سے ایک تو روپیہ ضائع ہوا دوسرے ضرورت کے وقت چیز نہ ملنے کی وجہ سے کام الگ خراب ہوا۔ یا ادھورا رہ گیا۔ جہاں تک ہوسکے اشیاء کے استعمال میں صفائی و پاکیزگی ملحوظ رہے اور بعد استعمال انھیں اپنی معین و مقررہ جگہ پر بہ حفاظت رکھ دیں تو چیزیں بہت عرصہ تک کارآمد رہتی ہیں اور بار بار خریدنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حیرت ہوتی ہے کہ لڑکیاں اپنی ساڑھیوں بلاؤزوں اور دوسری آرائشی و سنگاری چیزوں کی تو دل و جان سے حفاظت کرتی ہیں۔ لیکن ایسی چیزیں جن کا تعلق فیشن سے نہیں انکی طرف کوئی خاص دلچسپی نہیں رکھتیں لیکن بعد میں نقصان پر افسوس کرتی ہیں ؎

محمود علی۔ حیدرآباد دکن

چالاک چور

فرانس کا ایک شاطر چور ویڈک نامی
جس نے آگے چل کر دنیا کو حیرت میں ڈال دیا
اٹھارھویں صدی میں آئرس نامی فرانس
کے ایک قصبہ میں ایک غریب مگر نہایت
دیانت دار ڈبل روٹی پکانے والے باورچی
کے ہاں پیدا ہوا۔ اس کے باپ کا نام مسٹر
ویڈک ہی تھا جو بظاہر نہایت سخت گیر اور
ظالم باپ معلوم ہوتا تھا۔ مگر دراصل وہ
چھوٹا ویڈک ہی ایسا بد اطوار تھا کہ وہ آٹھ
برس کی عمر سے بری صحبتوں میں بیٹھنے لگا
اور نیک طینت باپ کی نافرمانی کرکے روزانہ
اس کی مار پیٹ سہنے لگا۔ اور دن بدن
بجائے درست ہونے کے بد سے بدتر
ہوتا چلا گیا جس کے نتیجے میں وہ اول درجہ کا
جیب کترا۔ اٹھائی گیرا۔ نقب زن۔ قاتل
[illegible]نی۔ ڈاکو غرض سبھی کچھ بن گیا۔ آخر اسے
جیل بھیجا گیا۔ جہاں جا کر کڑوا کریلا نیم چڑھا
وہ اور بھی کڑوا ہو گیا۔ بس اب تو وہ اٹھول
گانٹھ کمیت تھا۔ یہاں تک کہ بار بار
جیل خانے جانا اور سخت سے سخت قید
کاٹ کر واپس آنا۔ اب تو اسے پورا تجربہ
ہو گیا۔ آخر مدت مدید کے بعد وہ نوجوان
ویڈک ایک قید سے چھوٹ کر ایک دن
اپنی بدنصیب ماں سے ملنے چلا گیا جس
بے چاری نے دھاروں آنسو بہا کر اسے
اپنے گلے سے لگا لیا اور پھر نہایت مجبور
ہو کر کہا اے بیٹا! پولیس تیرے پیچھے
پیچھے لگی ہو گی۔ ہم تجھے اپنے سامنے بھی
نہیں رکھ سکتے۔ جا میرے لال! کسی
طرح باہر نکل جا۔

ویڈک:۔ اچھا اماں! میں جاتا
ہوں مدت سے تمہیں دیکھا نہیں تھا
کمبخت دل نہ مانا۔ اس لئے اس وقت
چلا آیا۔ اچھا اماں سلام۔ اتنا کہہ کر
وہ الٹے پاؤں باہر چلا گیا اور ڈیوڑھی میں
سے جہاں کارخانہ تھا اور اس کے باپ کا

صندوقچہ رکھا تھا وہ اٹھا کر چلتا بنا۔ رستے میں اس کو دو عورت مرد ملے۔ ویڈک نے وہ صندوقچہ انھیں دے دیا اور کہا تم اپنے کپڑے مجھے اتار دو اور میرے تم پہن لو۔ آخر کپڑے بدل کر وہ عورت کے لباس میں دن دھاڑے شہر میں سے گذرنے لگا۔ جہاں ایک دستہ پولیس اور دو افسر خاص اسی کی تلاش میں ہتھکڑی لئے بھاگے جا رہے تھے۔

ویڈک نے انھیں خود آواز دے کر ٹھہرایا اور کہا اے بھائیو کیا تم اس ناشدنی ویڈک ڈاکو کی تلاش میں جا رہے ہو؟ اِدھر آؤ اِدھر۔ یہ دیکھو۔ جلدی کرو۔ اس کوٹھری میں وہ ہی مردود چھپا بیٹھا ہے۔ پولیس افسر نے معہ دوسرے سارجنٹ کے ویڈک کی بتائی ہوئی کوٹھری میں قدم مارا چاروں سپاہی بھی ان کے پیچھے پیچھے اندر چلے گئے۔ بس ان چھ آدمیوں کے اندر داخل ہوتے ہی ویڈک نے جلدی سے باہر کا قفل لگا دیا اور آہستہ سے یہ فقرہ ادا کر دیا۔

لو صاحب! خدا حافظ۔ میں دراصل ویڈک ہی ہوں۔ کوئی عورت نہیں ہوں جس نے آپ کو قید کر دیا ہے۔ اچھا میرے دوستوں! خدا حافظ۔

آغا شاعر قزلباش مرحوم

صفحہ ۱۲ کا باقی :-

حوض میں تقسیم ہوتا ہے۔ ہر سال کئی سو آدمی پو[جا] کرنے آتے ہیں اور پوجا بڑی دھوم سے ہوتی ہے۔ پجاری بھجن گاتے ہیں اور تمام لوگ وہ پانی پیتے اور نہاتے ہیں۔ ہفتہ اور اتوار کو ہندو مسلمان بازار لگاتے ہیں پوجا بھی ہوتی اس دیول کے دروازہ کے قریب ہی ایک مسجد قمرالدین شاہ بادشاہ کے زمانہ کی بنی ہوئی مسجد میں مسلمان نماز پڑھتے ہیں اور دیول میں پو[جا] ہوتی ہے۔ مسجد اور دیول کے قریب ہی ہو[ض] اور گلاب کا بن ہے وہاں ایک چبوترا ہے اس پر بیٹھ کر ہم لوگوں نے ناشتہ کیا۔ اقبال پھول لے کر آئی۔ واپسی میں راستہ میں ایک پہاڑ پر حضرت ملک علوی کا مزار ہے وہ دیکھنے کے بعد گھر واپس ہوئے۔

سیدہ سلطان جہاں

حیاو شرم

حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔حیادار انسان کی عزت وعظمت دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔جو انسان حیا و شرم کی پرواہ نہیں کرتا وہ کسی بُرے کام سے باز نہیں رہتا ہے۔بڑے سے بڑا گناہ کر سکتا ہے۔حیا اور ایمان آپس میں دونوں جڑے ہوئے ہیں۔جب حیا دور ہو جاتی ہے تو ایمان بھی کافور ہو جاتا ہے۔

حیا عورت کا سب سے بڑا قیمتی زیور ہے۔جب تک وہ اس زیور کی حفاظت کرتی رہے گی اس وقت تک سب اس کی عزت کریں گے۔مگر جب وہ اس قیمتی زیور کو کھو بیٹھے گی تو دنیا اور آخرت میں شرمندہ اور ذلیل ہوگی۔مسلم خواتین و لازم ہے کہ اپنی چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کو بچپن ہی سے حیا کی عادت ڈالیں۔اکثر لڑکیاں کسی جلسہ یا تقریب میں جاتی ہیں تو وہاں بھی وہ اپنی ہم عمروں میں نہایت بے تکلفی اور بے حیائی کے ساتھ ہنسی اور مذاق کی باتیں چپکے چپکے کرتی ہیں اور زور زور سے قہقہے لگاتی رہتی ہیں اور بزرگوں کا کوئی لحاظ نہیں کرتیں۔

آج سے تیرہ سو سال قبل کا ایک واقعہ سنئے۔ایک مرتبہ ہمارے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں لیٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔اس وقت اتفاقاً آپ کی رانیں یا پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں کہ حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی آپ نے اُن کو اندر آنے کی اجازت دی۔لیکن اسی طرح سے لیٹے رہے۔اتنے عمرؓ بھی تشریف لے آئے وہ بھی اندر بلالئے گئے اور آپ اسی طرح لیٹے رہے اور دونوں صاحبوں سے باتیں کرتے رہے پھر حضرت عثمانؓ تشریف لائے اور اندر ہی بلالئے گئے

مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ کی آواز سُن کر فوراً اُٹھ بیٹھے اور اپنے جسم مبارک پر کپڑوں کو درست کر لیا۔ عرصہ تک حضور علیہ السلام اور تینوں صحابہ کرام کسی معاملہ پر گفتگو کرتے رہے اور پھر واپس چلے گئے۔ اُن کے جانے کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ مجھے آگاہ کیجیے کہ جب حضرت عمرؓ اور میرے والد ابوبکرؓ تشریف لائے تو آپ لیٹے رہے اور آپ نے اپنے کھلے جسم کو کپڑوں سے پوشیدہ بھی نہیں کیا اور جب حضرت عثمانؓ تشریف لائے تو آپ فوراً اُٹھ کر بیٹھ گئے اور جسم مبارک پر بھی کپڑے درست کر لیے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اور آپ نے ایسا کیوں کیا؟

رسول خدا نے فرمایا کہ عائشہؓ عثمانؓ ایسے حیا دار شخص ہیں کہ اُن سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اور ان کی حیا و شرم کا ذکر آسمان پر بھی ہوتا ہے۔ اس لیے میں ڈر گیا کہ میری یہ حالت دیکھ کر وہ کہیں واپس نہ چلے جائیں۔ اور اپنی حاجت پوری کرنے سے محروم نہ رہ جائیں۔ اس لیے میں اُن کی آواز پر فوراً اُٹھ بیٹھا اور لباس بھی درست کر لیا

میری بہنوں سنی تم نے حیا و شرم کی مثال اللہ تعالےٰ ہمیں اور تمہیں دونوں کو یہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عائشہ بنت سلیمان احمد۔ وریاؤ

صفحہ ۱۲ کا باقی: کوئی نہ کوئی چیز مانگی جائیگی تو اس کے دل میں ہماری کوئی عزت نہ رہیگی۔ بعض لڑکیوں کی کتابیں اتنی میلی ہوتی ہیں کہ ان کو ہاتھ لگانے کو جی نہیں چاہتا اور نہ اُن کی ہر مضمون کی کاپیاں الگ الگ ہوتی ہیں۔ کتابوں اور کاپیوں کو میل سے بچانے کے لئے اُن پر کاغذ چڑھا دینا چاہئے اور کاپیاں بھی ہر مضمون کی الگ ہوں۔ بستہ میں قلم پنسل ربڑ وغیرہ کا ہونا ضروری ہے۔ اگر ہمارا بستہ ٹھیک ہوگا تو کسی سے نہ تو کوئی چیز مانگنے کی ضرورت ہوگی اور نہ سزا ملا کرے گی بلکہ ہمارا تعلیمی شوق بھی بڑھے گا۔

فہمیدہ اختر۔ پشاور

نرسی دیول

سلطانہ کہاں ہے ۔ میں پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی ۔ اقبال نے کہا سلطانہ آپکے ابا جان آپ کو بلا رہے ہیں ۔ میں ابا جان کے پاس حاضر ہوئی ۔ فرمائیے کیا آپ نے مجھے یاد کیا ہے ۔ ہاں آج تعطیل ہے تم نے کہا تھا کہ فرآباد جائیں گے چلو آج چلیں گے ۔ والد صاحب نے کہا ۔ جی ہاں آج موسم بھی اچھا ہے اگر آپ فرمائیں تو جانے کی تیاری کروں ۔ ابا جان نے کہا کہ ہاں جاؤ تیاری کرو ۔ دوپہر کا کھانا بھی وہیں کھائیں گے ۔ جانے کا نام سنکر تمام چھوٹے بڑے اپنے اپنے کپڑے درست کرنے لگے مبارک دوڑتی ہوئی آئی اور کہنے لگی بی بی ذرا سوئی تاگہ دیجئے کرتہ ذرا سا سیوں گی ۔ واہ کیا خوب ۔ جہاں جانے کا نام سنا اور تم کو سوئی تاگہ کی ضرورت ہوئی ۔ ہم کہیں دعوت میں تھوڑے ہی جا رہے ہیں ہم تو دیول دیکھنے جا رہے ہیں ۔ خیر مبارک کو سوئی تاگہ دے کر میں نے کہا دیکھو جلدی سے کھانا تیار کر لو ۔ تھوڑی دیر میں مبارک کھانا تیار کر کے لے آئی میں کپڑے بدل کر امی جان کے پاس پہونچی امی جان تیار بیٹھی تھیں سب مل کر گاڑیوں میں سوار ہو گئے اور فرآباد جا پہونچے ۔ فرآباد میں ایک دیول ہے جس کا نام نرسی دیول ہے ۔ یہ دیول کوئی پانچ سو برس پہلے کی ہے ۔ دیول ایک پہاڑ کے اندر سرنگ کر کے بنائی گئی ہے ۔ جب دیول کے اندر لوگ جاتے ہیں تو ان کے گردن تک پانی آ جاتا ہے سرنگ کے اندر تمام پانی ہے ۔ یہ پانی دیول کے پتھر کے نیچے سے آتا ہے دیول تک سرنگ سیدھی نہیں ہے بلکہ دو طرف مڑ کر جانا پڑتا ہے ۔ اندر بالکل اندھیرا ہے ۔ جب لوگ دیکھنے جاتے ہیں تو قندیل وغیرہ لے کر جاتے ہیں ۔ دیول کے اندر کا جو پانی ہے ایک جھرنے کی مدد سے دوٗ

(باقی مضمون صفحہ ۱۰ پر دیکھئے)

نہیں وقت سونے کا اے پیارے بچو!

ہے سورج نے پھر جگمگایا جہاں کو
کھلی اب ہے کلیوں کی بھی آنکھ دیکھو
سبھی اٹھ چکے ہیں ذرا تم بھی جاگو
نہیں وقت سونے کا اے پیارے بچو!

ہوا جاتے ہیں جو رخصت ستارے
تو کرتے ہیں کچھ جھلملا کر اشارے
عجب دلکش و جاں فضا ہیں نظارے
نہیں وقت سونے کا اے پیارے بچو!

پرندے چمن میں سناتے ہیں نغمے
وہ یاد الٰہی میں گاتے ہیں نغمے
سنو کس طرح دل کو بھاتے ہیں نغمے
نہیں وقت سونے کا اے پیارے بچو!

نسیم سحر نے بھی غنچے کھلائے
ہیں شبنم نے پھولوں کے چہرے دھلائے
ہر اک سمت قدرت کے جلوے ہیں چھائے
نہیں وقت سونے کا اے پیارے بچو!

چلو آؤ گلشن ذرا گھوم آئیں
سنیں کچھ پرندوں سے ہم کچھ سنائیں
ہوا تازہ تازہ گلستاں کی کھائیں
نہیں وقت سونے کا اے پیارے بچو!

کرو تم سویرے سے اٹھنے کی عادت
کہ پنہاں اسی میں ہے دنیا کی دولت
اٹھو تندرستی کی ہے گر ضرورت
نہیں وقت سونے کا اے پیارے بچو!

میر اکبر علی خاں۔ حیدرآباد دکن

دنیا کی مشہور چیزیں

آتشِ نمرود:۔ اب سے ہزاروں سال پہلے ایک ظالم اور کافر بادشاہ تھا جس کا نام نمرود تھا جب اس قوم کی گمراہی حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بھیجا تاکہ وہ اس قوم کو سمجھائیں۔ مگر اس قوم کے بادشاہ نے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈلوادیا۔ تاکہ وہ جل کر مرجائیں۔ مگر خدا کی قدرت وہ سلگتی ہوئی آگ حضرت کے لئے باغ بن گئی اس دن سے ایسی سخت آگ کو بطور مثال آتش نمرود کہتے ہیں۔

آبِ حیات:۔ کہتے ہیں کہ پانی کا ایک چشمہ ہے اس کا پانی پینے والا قیامت تک زندہ رہتا ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا فاتح سکندر اس کا پانی پینے گیا تھا۔ مگر وہاں کے باشندوں کے عبرت ناک حالات دیکھ کر اس نے پانی نہ پیا۔ حالات یہ تھے کہ کسی کے ناک نہ تھی کسی کے کان نہ تھے مگر زندہ تھے اور سانس چل رہا تھا۔ سکندر نے سوچا ایسی بے کار زندگی سے کیا فائدہ۔ اب فائدہ مند چیز کو بطور تشبیہ آب حیات کہا جاتا ہے۔

آئینۂ سکندر:۔ سکندر ذوالقرنین کو جس کا ذکر قرآن کریم میں بھی آیا ہے منہ دیکھنے کے آئینہ کا موجد بتایا جاتا ہے۔ بعض عالموں کا خیال ہے کہ اس نے اپنی عقل مندی سے فولاد کو اتنا صاف کیا تھا کہ اس میں صورت نظر آنے لگی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ علم جوتش سے تیار کیا ہوا آئینہ تھا جس میں آنے والے واقعات نظر آتے اور سکندر قبل از وقت بلاؤں کا رد سوچ لیا کرتا تھا غرض یہ حقیقت ہے کہ آئینہ سب سے پہلے سکندر نے بنایا۔

بیتِ حزن:۔ اس کا لفظی مطلب تو ہے غم کی کوٹھری۔ مگر

اصل میں یہ اُس حجرے کا نام ہے جہاں حضرت یعقوبؑ مشہور پیغمبر نے اپنے پیارے بیٹے حضرت یوسفؑ کا ماتم کیا تھا۔ انھوں نے اپنے بیٹے کی جدائی کا اتنا غم کیا تھا کہ آنکھوں کی پتلیوں کی سیاہی سفید ہوگئی تھی۔ حضرت یوسفؑ کو ان کے بھائیوں نے کنوئیں میں دھکا دے کر جھوٹ موٹ ان کے مرنے کا حال اپنے باپ سے کہا تھا۔ اب جہاں کسی کمرے میں بیٹھ کر کسی نے غم کیا یا کوئی رویا۔ اس کو بطور مثال بیتِ حزن کہا جاتا ہے۔

بتخانہ آذر: حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے باپ آذر دنیا میں سب سے پہلے بت تراش تھے۔ خدا کی شان اُن کا بیٹا پیغمبر ہوا۔ آذر کے گھر کو بتخانہ آذر کہتے ہیں۔

پُل صراط: یہ ایک پُل ہے جس پر سے مرنے کے بعد ہر شخص کو گذرنا ہوگا۔ اس کے ایک طرف دوزخ ہوگی دوسری طرف جنت۔ یہ پُل تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے بھی باریک ہوگا۔ گنہگار شخص اس پر سے گذر نہ سکیں گے بلکہ کٹ کر دوزخ میں گر پڑیں گے۔ اب لوگ ہر مشکل چیز کو جس پر سے گذرنا پڑے بطور تشبیہ کے پُل صراط کہتے ہیں۔

جامِ جم: ایران کا مشہور بادشاہ جس کا نام جمشید تھا بڑا عقل مند اور بہادر تھا۔ اس کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں وہ شراب پیا کرتا تھا۔ اس میں اس کو تمام دنیا کا حال معلوم ہو جاتا تھا۔ یہ عمدہ قسم کا لوہے کا بنا ہوا تھا۔ اسے مثال کے طور پر کہتے ہیں کہ اچھی طبیعت کا آدمی ترقی کرتا ہے جیسے لوہا ترقی کر کے جامِ جم بن گیا۔ جم بادشاہ ایران جمشید کا لقب تھا۔

چاہِ بابل: شہر بابل میں جو جادوگری کے لئے مشہور ہے ایک سخت تنگ اور اندھیرا کنواں ہے۔ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہاں دو فرشتے ہاروت اور ماروت نامی قید ہیں۔ یہ دونوں فرشتے خدا سے ضد کر کے اور کبھی گناہ نہ کرنے کا وعدہ کر کے آسمان سے زمین پر

ے تھے۔ مگر بابل کے منحوس شہر میں جادو
ھنس کر وہ گناہ کر بیٹھے۔ خدا نے ان کو دنیا
ں بطور سزا کے الٹا اس کنوئیں میں لٹکا دیا۔
ان کو تکلیف دینے کے لئے تمام دنیا کا
واں ان کے پاس جا کر ان کو تنگ کرتا
ے۔ مگر قیامت میں وہ رہا ہو جائیں گے۔
ھوں نے دین کی سزا پر دنیا کی سزا کو
جیح دی۔

سنی مور اور سانپ:- بہت سی بچیوں نے اپنے بزرگوں
ے سنا ہو گا کہ مور اور سانپ میں دشمنی ہے
ں کی کہانی یوں بیان کی جاتی ہے کہ جب
ضرت آدم جنت میں تھے اور شیطان وہاں
ے نکال دیا گیا تو اس نے آدم کو بہکانا چاہا
ں وقت جنت کے دربان مور اور سانپ
تھے۔ مور نے شیطان کو جنت میں داخل
رنے سے انکار کر دیا مگر سانپ راضی ہو گیا
ور اپنے منہ میں شیطان کو بٹھا کر جنت میں
لے گیا جب شیطان فردوس میں پہونچ گیا
ور حضرت آدم کو بہکا چکا تو سانپ اس کو پھر
اپس لے گیا۔ چلتے ہوئے شیطان نے
سانپ کے منہ میں پیشاب کر دیا۔ وہی چیز
سانپ کے منہ میں زہر کی پوٹلی کہلاتی ہے۔
دیکھو بچو! شیطان بے ایمان نے سانپ
کو کیا تحفہ دیا۔ برے آدمی کے ساتھ سلوک
کرنا بھی برا ہے۔ اس وقت سے سانپ
اور مور میں دشمنی ہو گئی جو آج تک باقی ہے
اس دشمنی کا بانی شیطان ہے۔

سدِ سکندری:- ایک قوم بڑی خونخوار اور
خراب تھی اس کا نام یاجوج ماجوج تھا۔
یہ قوم انسانوں کی آبادی میں آکر ان کو تنگ
کرتی۔ ان کے کان بہت بڑے بڑے
تھے کہ ان کو یہ لوگ بطور لحاف استعمال
کرتے تھے۔ جب انسان بہت تنگ آ گئے
تو ان لوگوں نے ترکیب لڑائی کہ کس طرح
اس بلا کو دور کیا جائے۔ سکندر ذوالقرنین
نے دو پہاڑیوں کے درمیان ایک دھات
سیسہ کی قسم سے ڈھلوا کر ایک دیوار بنوادی
وہ دیوار اتنی مضبوط ہے کہ اس کو توڑ کر
یا پھلانگ کر یہ لوگ اب آبادی میں نہیں
آسکتے۔ یہ دیوار سدِ سکندری کہلاتی ہے۔

شدّاد کی بہشت:- پہلے زمانہ میں ایک بڑا عظیم الشان بادشاہ تھا جس کا نام شداد تھا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ میں خدا ہوں جن لوگوں نے اس کا یقین کرلیا ان کے لئے اس نے بہشت بنائی۔ جب جنت تیار ہوگئی تو شداد اس کو دیکھنے گیا۔ مگر ابھی اس نے اندر قدم ہی رکھا تھا کہ مر گیا۔ دیکھو یوں خدا اپنے نافرمان بندوں کو اس طرح سزا دیتا ہے۔

صبر ایوب:- حضرت ایوب ایک بڑے پیغمبر تھے۔ شیطان کے کہنے پر خدا نے اپنے پاک بندے کی آزمایش کی۔ آپ کے تمام بیٹے مر گئے مویشی برباد ہوگئے۔ کھیت جل گئے۔ مکان ڈھے گئے۔ دنیا آپ سے بیزار ہوگئی۔ خود بیمار ہوئے۔ تمام بدن گل گیا۔ لوگوں نے آبادی سے دور ڈال دیا بیوی جو ثابت قدمی کی زندہ مورت تھی ہر حال میں ساتھ تھی مگر ایوبؑ نے صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور اس طرح سے آزمائش میں پورے اترے۔ اب زیادہ صابر آدمی کے صبر کو صبر ایوب سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

خزانہ قارون:- قارون ایک بادشاہ تھا جس نے دعویٰ کیا۔ یہ بڑا دولت مند تھا مگر اس غرور کی وجہ سے وہ اپنے خزانہ کے زمین میں دھنس گیا۔ اب ہر دولت مغرور کو قارون کہتے ہیں۔

من و سلویٰ:- حضرت موسیٰ کی قوم کو آسمان بلا کسی محنت کے کھانا آتا تھا وہ من و سلویٰ کہلاتا تھا۔ اب بغیر کسی محنت کے حاصل شدہ چیز کو بطور مثال کے من و سلویٰ کہتے ہیں۔

مفقدہ خاتون رباب

بوجھو تو جانیں

(۱) اگر ایک فلاسک (شیشے کی بوتل) میں پانی ڈالیں اور اسے ایک دم گرم کریں تو سطح آب نیچی کیوں ہو جاتی ہو۔

(۲) تنگ دستانے اتنے گرم نہیں ہوتے جتنے کہ ڈھیلے دستانے۔ وجہ ؟ -

(۳) جب تھکا ماندہ مسافر ریگستان میں سفر کر رہا ہوتا ہے تو اسے دور سے پانی دکھائی دیتا ہے لیکن جب وہ درمیانی فاصلہ طے کر کے نزدیک پہونچتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی آنکھوں نے دھوکا کھایا (اور یہی سراب کی حقیقت کیا ہے) کیوں ؟

(۴) استارے ہمیں کیوں اپنی اصلی اونچائی سے زیادہ اونچے نظر آتے ہیں ؟

(۵) پانی کی بوندیں گول کیوں ہوتی ہیں ؟

(۶) دو آئینوں کو کس طرح ترتیب دیا جائے کہ ایک شخص اپنے سر کا پچھلا حصہ اپنے سامنے کے آئینہ میں بخوبی دیکھ سکے ؟

(۷) ایک شخص کا قد چھوٹا ہے اس کے پاس دو چھوٹے شیشے اور ایک نلی ہے بتاؤ وہ ان شیشوں کو کس طرح ترتیب دے تاکہ وہ ہجوم کے اوپر سے دور کا تماشہ یا کھیل دیکھ سکے۔

(۸) کسی تختہ میں (جو کہ دو طرفوں سے پکڑا گیا ہو) درمیان کی جگہ میخ لگانا بڑا مشکل ہے۔ کیوں ؟

جوابات :-

(۱) جب پانی ایک دم گرم کیا جاتا ہے تو پانی کی سطح نیچے ہو جاتی ہے کیونکہ فلاسک پہلے گرم ہو کر پھیلتی ہے۔ پانی گرمی کو بعد میں لیتا ہے۔ اور دیر میں گرم ہوتا ہے۔ اور پھیلتا ہے۔ اس لئے ہمیں پانی کی سطح نیچی نظر آتی ہے۔

(۲) ڈھیلے دستانوں کی بخیوں کی جگہ میں ہوا بھر جاتی ہے۔ یہ ہوا گرمی کو

اندر اندر ہی رکھتی ہے۔ تنگ دستانوں
میں ہوا نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ہاتھ کی گرمی
باہر نکل جاتی ہے۔ پس ڈھیلے دستانے
زیادہ گرم ہوتے ہیں۔

(۳) ریگستانوں میں ہوا کی سطح جو کہ
ریت کے اوپر ہوتی ہے۔ بڑی گرم ہوتی
ہے۔ لہذا وہ بہت لطیف ہوتی ہے۔
جتنی بلندی زیادہ ہوتی ہے ہوا کم گرم ہوتی
جاتی ہے اور اوپر کی ہوا زیادہ کثیف ہوتی
جاتی ہے۔
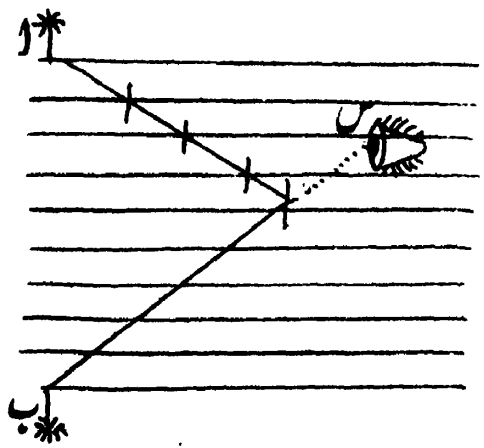
جب اونٹ سوار نخلستان کو دیکھتا ہے تو
وہ بوجہ ہوا کی کثافت اور لطافت کے
بجائے اُ کی جگہ جانے کے ب کی جگہ جانے
کا راستہ لیتا ہے۔ کیونکہ اسے درخت
ب کی جگہ نظر آتا ہے۔ اور اس وجہ سے
اپنا راستہ کھو کر غلط جگہ پہونچ جاتا ہے۔
جیسے وہ سراب یا آنکھ کا دھوکا قرار دیتا ہے۔

(۴) اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا کا دباؤ
نیچے زیادہ ہوتا ہے اور اوپر کم۔ روشنی کی
کرنیں راستہ میں مختلف سطحوں سے گذرتی
ہیں۔

ج ا

اس لئے ہم ستارے کو بجائے
ا اونچائی کے ج اونچائی کی جگہ دیکھتے ہیں۔

(۵) پانی اپنے گرد ایک نامعلوم جھلی سی
بنا لیتا ہے۔ اس طاقت کو انگریزی میں سر
فیس ٹینشن یعنی سطح کی کھچاوٹ کہتے ہیں۔
اس کا کام ہوتا ہے کہ وہ پانی کے حجم کا رقبہ
کم سے کم بنائے۔ اور کم سے کم رقبہ ایک گول
چیز کا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ طاقت پانی کے
قطرے کو گول بنا دیتی ہے۔

(۶) دو آئینے (ج ا اور د) لو۔ اور
انھیں اس طرح ترتیب دو۔

(شکل اگلے صفحہ پر دیکھئے)

روشنی کی کرن اس شخص کے سر سے د
آئینہ پر پڑے گی۔ وہاں سے ج آئینہ پر ظ
کی جگہ پڑے گی اور اس طرح وہ شخص اپنے
سر کا پچھلا حصہ دیکھ سکے گا۔
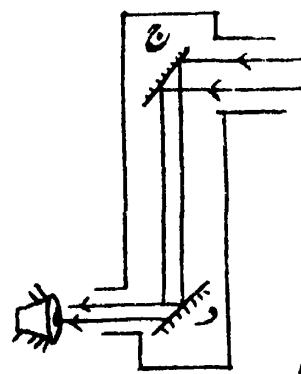
(۷) جو شخص
کہ چھوٹے قد کا ہے
اگر شیشوں کو
اس طرح نلکی میں
رکھے تو اُسے کھیل
نظر آسکتا ہے۔ شیشوں کی جگہ ج اور
د ہے۔

(۸) کیونکہ تختہ کو درمیان میں کوئی
سہارا نہیں ہوتا اس لئے میخ لگانا مشکل
ہوتا ہے۔ یہ نیوٹن کا تیسرا اگریا قاعدہ کے
مطابق ہے۔

محمودہ ملک۔ جہلم

ہمارا بستہ

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ لڑکیاں قیمتی
سے قیمتی کپڑے پہن کر تو اسکول جانا چاہتی
ہیں مگر یہ کوشش نہیں کرتیں کہ ہمارا بستہ
بھی ٹھیک ہو۔ یہ تو بہت بڑی بات ہے
کہ آدھی کتابیں تو پھٹی ہوئی ہیں اور آدھی
بالکل غائب۔ بستے میں نہ ربڑ نہ پنسل اور
نہ قلم۔ مگر ریشمی کپڑے پہن کر اسکول جائیں۔
پہلے اپنا بستہ مکمل کرنا چاہئے اور اس کے
بعد قیمتی کپڑوں کا خیال ہو تو حرج نہیں۔
جن لڑکیوں کے بستے ٹھیک نہیں ہوتے
اُن کو اکثر کتابیں، قلم، پنسل وغیرہ دوسری
لڑکیوں سے مانگنے کی ضرورت ہوتی ہے۔
مگر یہ کتنی بُری بات ہے کہ ہم اپنی لاپروائی
کی وجہ سے دوسروں کی چیزیں خراب
کریں۔ اگر ہم کسی دن کوئی چیز گھر بھول جائیں
تو کسی دوسری لڑکی سے تھوڑی دیر کے لئے
مانگ لینا بُرا نہیں۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اگر ہر روز
کسی نہ کسی سے (باقی صفحہ ۱۲ پر دیکھئے)

دلچسپ معلومات

دنیا کا سب سے بڑا پل:۔ نیویارک امریکہ اور بروکلین کے درمیان بنایا گیا ہے۔ اس کا طول ۵۹۹۰ فٹ ہے۔

دنیا میں سب سے زیادہ نایاب ٹکٹ

دنیا کا سب سے زیادہ نایاب ٹکٹ برٹش گی آنا کا ہے۔ یہ ۱۸۵۶ء میں جاری کیا گیا تھا۔ جاری شدہ ٹکٹ کی قیمت دو پیسے تھی۔ لیکن سنہ ۱۹۲۲ء میں ۷۳۴۱ پونڈ پر بکا تھا۔

دنیا میں سب سے زیادہ پرانا گلاب کا درخت

جرمنی کے ایک گرجے میں ایک گلاب کا درخت ہے جس کی عمر ایک ہزار سال سے زیادہ ہے۔

دنیا کا سب سے زیادہ قیمتی گرجا:۔ دنیا میں سب سے زیادہ لاگت جس گرجا پر آئی وہ اٹلی کے صوبہ وینس کے ایک جزیرہ بالئو میں ہے اس کے پانچ دروازہ ہیں جن پر پیتل کے گھوڑے بنے ہوئے ہیں جو قسطنطنیہ سے لائے گئے تھے۔

دنیا میں سب سے بڑا گھنٹہ:۔ دنیا میں سب سے بڑا گھنٹہ ماسکو میں ہے۔ اس کا قطر ۶۸ فٹ اونچائی ۲۲ فٹ اور وزن ۵۲۳۱ من ہے۔

دنیا کا سب سے بڑا چڑیا گھر:۔ شاہ پرتگال کے پاس سب سے بڑا اور سب سے بہترین چڑیا گھر ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں کوئی دوسرا چڑیا خانہ اس طریقہ کا نہیں ہے۔ دنیا کے ہر پرند کا ایک نمونہ اس چڑیا خانہ میں موجود ہے۔

دنیا کا سب سے زیادہ تیز رفتار موٹر:۔

دنیا میں سب سے زیادہ تیز رفتار موٹر سن بیم کے کارخانہ میں تیار ہوئی ہے جس کی رفتار ۱۷۰ میل فی گھنٹہ سے زیادہ ہے۔ شمیم افروا نبیلہ

ہنڈ کلیہ ۔ ۱

چڑیا کا گھونسلہ:-
مکھن ایک چھٹانک
پنیر دو چھٹانک
سیاہ مرچ پاؤ چمچی۔ سرخ مرچ کا سفوف آدھی چمچی۔ رائی آدھی چمچی نمک آدھی چمچی۔ میدہ ایک کپ۔ انڈے کی زردی ایک عدد۔ لیکن تم ان میں سے ہر چیز کا آدھا وزن لو جب کئی بار ٹھیک تیار کر لو پھر پورا وزن لے سکتی ہو۔

ترکیب:- پنیر کو بورا کش پر باریک گھس لیا جائے پھر پنیر اور انڈے کی زردی کو مکھن میں ملا لیا جائے۔ پھر پنیر۔ مکھن ۔ زردی۔ سیاہ مرچ کا سفوف۔ سرخ مرچ کا سفوف رائی کا سفوف۔ نمک۔ میدہ اور تھوڑا سا پانی ڈال کر روٹی کے آٹے کی طرح گوندھ لیا جائے۔ اس گوندھے ہوئے کو بیل لیا جائے لامبی وضع سے اور پھر اس روٹی سے باریک باریک تار بنا لئے جائیں۔ ان باریک تاروں کو سپنج کیک کے سانچوں میں چاطرف جما لیں اور اسے ایک سینی میں رکھ کر دم دے لیں۔ پکنے پر یہ ایک چھوٹے گھونسلے کی طرح ہوں گے ان گھونسلوں میں آلو۔ پنیر یا قیمہ کے انڈے بنا کر رکھ دیں۔

انڈے بنانے کی ترکیب:- آلو کو مشین کر لیا جائے اور اس میں آدھی چھٹانک مکھن۔ آدھ پاؤ آلو۔ پاؤ چمچی نمک۔ قدرے سیاہ مرچ ان سب چیزوں کو ملا کر چھوٹے چھوٹے انڈے بنا لو اور ان گھونسلوں میں رکھ دو۔ ہر گھونسلہ میں تین انڈے رکھنے چاہئیں۔

زہرا بیگم

آلو کی مٹھائی:-
آلو پاؤ بھر۔ انڈے ۲ عدد
کیوڑہ زعفران حسب مرضی۔

آلو کو پانی میں ابال کر چھیل کر پیس لیں۔ پھر انڈوں کو پھینٹ کر آلو میں ملا دیں اور دونوں کو خوب متھیں۔ شیرہ کیوڑہ زعفران دے کر تیار رکھیں۔ اب گول گول لوئی بنا کر گھی میں تل کر شیرہ میں دیتی جائیں جذب ہونے پر نکال لیں۔ طلعہ خاتون

خوبصورت بیل

پھول شیڈ دار کاسنی۔
پتیاں سبز سیڈ دار۔ ٹہنیاں چاکلیٹ

صفدری خاتون

پھولوں کی ڈالی

پھول گہرے زرد
S
پتیاں سبز

شکیلہ بیگم کلکتہ

رومال کا پھول

محمودہ خاتون

بیل

بیل :- یہ بیل مخملی فلیہ پر سلمہ اور پوت سے بنائیے۔

ضیا بیگم۔ کولار

بیل

پتیاں ۔ سبز۔ پھول۔ گلابی۔ ڈالی۔ سبز۔

محمودہ مہربانو

عصمت بک ڈپو دہلی

وداعِ راشد

حیاتِ راشد کا آخری باب۔ حضرت علامہ راشد الخیری کی علالت اور وفات کے حالات ذاتی اوصاف اور مختلف انسانی حیثیتوں کا تذکرہ مولانا عبد الماجد کی رائے۔ درد صفحہ صفحہ بلکہ سطر سطر میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ آخر وقت کی ساری تفصیلات کا نقشہ نظر کے سامنے آجانے کے بعد کون ایسا سنگدل ہے جس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نہ جاری ہو جائیں گے؟۔ اردو ٹریجڈی کے بادشاہ کی کتاب زندگی کا خاتمہ یوں ہی ہونا بھی چاہیئے تھا کہ وہ خود ایک ٹریجڈی کا تحفہ دنیا کو دے جائیں۔

"مولانا رازق الخیری نے اپنے عظیم المرتبت والد کا اچھوتا طرز تحریر گویا ورثہ میں پایا ہے جملہ حالات اس قدر مفصل مؤثر لکھے ہیں کہ پڑھنے والوں کی آنکھوں کے آگے سینما فلم کی طرح نظر آنے لگتے ہیں۔ حزن نگاری کے بادشاہ کے آخری وقت کا بیان نہایت ہی رقت انگیز ہے"۔ ساقی دہلی

"رازق الخیری صاحب نے دلی کی صاف ستھری اور آسان زبان میں سچے پاکیزہ جذبات کی دردناک تصویر کھینچ کر رکھدی ہے واقعات کو اس قدر دل دوز اور مؤثر انداز میں بیان کیا ہے کہ بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں" شاہکار لاہور۔

"ہندوستان کے سب سے بڑے حزن نگار کی موت کے تأثرات کو اس قدر دردناک انداز میں بیان کیا گیا ہے گویا خود مولانا مرحوم اس کتاب کے مصنف ہیں" اخبار وکیل امرتسر

۸۰ صفحات　　۲ فوٹو　　قیمت ۸ / ری

عصمت کی کہانی

دین دنیا کی رائے۔ مولانا رازق الخیر ہندوستان کے پہلے مدیر ادراہِ قلم ہیں جنھوں نے اس چیز کی کوشش کی ہے کہ ہندوستان کو اپنے مشہور نسوانی رسالہ عصمت کی تاریخ سے باخبر کردیں۔

ہندوستان میں کسی اخبار یا رسالہ کا جاری کرنا اور پھر اسے قائم رکھنا اور چلانا اتنا دشوار کام ہے جس کا عام لوگ تصور بھی نہیں کرسکتے مولانا رازق الخیری نے رسالہ عصمت کی اٹھائیس رسالہ زندگی پر روشنی ڈال کر یہ بتادیا ہے کہ علمی اداروں کے لئے ہندوستان کی سرزمین کس قدر غیر موزوں ہے۔ عصمت کی کہانی پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ اس مشہور رسالہ کو زندہ رکھنے کے لئے مولانا راشد الخیری مرحوم نے کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کیں اور اس کے باوجود آپ اردو لٹریچر اور عورتوں کے مظلوم طبقہ کی خدمت کرتے رہے۔ کاغذ طباعت اور کتابت نہایت اعلیٰ"

۹۰ صفحات　۲ فوٹو　قیمت ۸ /

دیہاتی گیت

ہندوستان کے مشہور افسانہ نگار ڈاکٹر اعظم صاحب کریوی نے ہندوستانی گاؤں کی سیدھی سادھی زندگی کا لطف اٹھانے والیوں کے شادی بیاہ کے گیت ساون کے گیت چکی کے گیت جھولے کے گیت اور دیہاتی گیت بڑی محنت سے جمع کئے ہیں جاہل گنواروں نے انسانی جذبات اور قدرتی مناظر کے ایسے ایسے نقشے کھینچے ہیں کہ بہت سے پڑھے لکھے شہریوں کی شاعری کو مات کردیا ہے پھر ڈاکٹر صاحب نے ہر شعر کا مطلب نہایت ہی عام فہم زبان میں بیان کیا ہے۔

رسالہ نگار لکھتا ہے "اس میں جناب اعظم کریوی نے بہت سے وہ گیت اکٹھے کردئے ہیں جو گاؤں میں مختلف موسموں اور تقریبوں میں گائے جاتے ہیں ساتھ ہی ساتھ ان کا مفہوم بھی دیدیا گیا ہے جس سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے۔ اس وقت تک کوئی مجموعہ اس موضوع پر ہماری زبان میں شائع نہ ہوا تھا"۔ الہ آباد لکھتا ہے "بلاشبہ ڈاکٹر اعظم کو ان گیتوں کے جمع کرنے میں بڑی کاوش سے کام لینا پڑا ہوگا"

جامعہ لکھتا ہے "کچھ مختلف عنوانات کے ماتحت دیہاتی گیت جمع کئے گئے ہیں یہ گیت دیہاتی زندگی کی کیفیات نمایاں کرتے ہیں" قیمت آٹھ آنے (۸/)

خیابانِ نسواں

حیدرآباد دکن کے مشہور ادیب مولوی نصیرالدین صاحب ہاشمی کے وہ مضامین جو مختلف زنانہ رسالوں میں شائع ہوکر مقبول ہوئے دلچسپ پیرایہ میں خواتین کے متعلق مطالب ضروری امور پر بحث کی گئی ہے۔ تمدنی معاشرتی اخلاقی مسائل پر قابل قدر خیالات ہیں خواتین ہند کی ترقی کے سلسلے میں قابل مصنف نے سیاحت یورپ کے بعد جو نتائج اخذ کئے وہ اس قابل ہیں کہ ان پر غور و فکر کیا جائے ان مضامین سے معلومات میں نہایت دلچسپ اضافہ ہوتا ہے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲/)

پردہ و تعلیم

از حضرت امام اکبر آبادی۔ کپتان ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب

اس کتاب سے معلوم ہوگا کہ تعلیم نسواں کی طرف سے غفلت کرنے سے مسلمانوں کو کیسا شدید نقصان پہنچ چکا ہے۔ اور اب ان کی ترقی و بہتری کی کیا صورت ہے۔ اس کتاب میں ہر مذہب کی عورتوں کا مقابلہ کرکے پردہ پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے۔ اور قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔

"ہندوستان کا موجودہ پردہ نہ صرف اسلامی بلکہ سیاسی و معاشرتی نقطہ نظر سے بھی سخت ہے" مشہور افسانہ نگار محترمہ ایس آر کرامیہ مصنفہ نیرنگ لکھتی ہیں "اس موضوع پر اس سے بہتر کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گذری"

قیمت بارہ آنے (۱۲/)

تصانیف محترمہ خاتون اکرم جنت مکانی

گلستانِ خاتون

محترمہ خاتون اکرم ہندوستان کے بہترین افسانہ نگاروں میں نہایت ممتاز درجہ رکھتی تھیں۔ گلستان خاتون متفقہ طور پر اردو کے بہترین افسانوں کا مجموعہ تسلیم کی گئی ہے اور اس میں وہ سبق آموز موثر اور درد انگیز افسانے ہیں جو زنانہ لٹریچر میں غیر فانی درجہ رکھتے ہیں۔ اس سے پہلے کسی ہندوستانی خاتون کا ایسے بلند پایہ افسانوں کا مجموعہ نہیں چھپا۔ ملک کے تمام مشہور اخبارات اور رسائل اور نامور اہل قلم مردوں اور عورتوں نے نہایت شاندار ریویو کئے ہیں۔ دیباچہ مولانا راشد الخیری ایڈیٹر عصمت نے لکھا ہے تمام کتاب آرٹ کاغذ پر چھپی ہے۔ بار سوم۔ قیمت عہ

بیکروفا

دلآویز نتیجہ خیز افسانہ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ وفا عورت کی خلقت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور شریف بیوی اپنے شوہر کے لئے ایسی ایسی قربانیاں کر دکھاتی ہے کہ دنیا حیرت میں رہ جائے۔ تیسرا اڈیشن۔ قیمت آٹھ آنے۔ (۸/)

بچھڑی بیٹی

ایک دلچسپ اور سبق آموز افسانہ۔ ایک لڑکی ماں باپ سے بچھڑ جاتی ہے۔ اس کی جدائی میں ماں باپ کی جو کیفیت ہوتی ہے۔ صرف کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے برسوں کے بعد وہی لڑکی اس طرح ملتی ہے کہ جنت مکانی کی بےمثل افسانہ نگاری کی داد دینی پڑتی ہے۔ قیمت چھ آنے ۶/ تیسری بار چھپی ہے۔

جمالِ ہمنشیں

جنت مکانی کے بےمثل ادبی مضامین کا نہایت حسین شاندار مجموعہ۔ رسالہ حرم کی رعایت سے یہ مضامین بہ لحاظ زبان وخیال نہایت ہی بلند ہیں اور ان کی اشاعت اردو زبان پر بڑا احسان ہے۔ قیمت عہ زنلہ/ ایڈیشن قریب الختم ہے۔

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ ایم آنحلے ایس ملدنی

مشیرِ نسواں یا زہرہ

ایک دلچسپ اخلاقی ناول جس میں لڑکیوں کو بہت سی بیش بہا اخلاقی باتیں بتائی گئی ہیں قصہ دلچسپ اور نتیجہ خیز ہے۔ طرز بیان نہایت آسان اکابرین قوم نے جسے پڑھ کر شاندار ریویو کئے تھے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

سرگذشت ہاجرہ

دلچسپ اور سبق آموز قصوں کے پیرایہ میں اخلاقی اور اسلامی جواہرات کا بیش بہا ذخیرہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ازدواجی زندگی میں جو بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے، عورت انھیں کس طرح دور کر سکتی ہے۔ قیمت ۱۰/

موہنی

ایک اخلاقی معاشرتی افسانہ۔ ایک شہزادی شوہر کے انتقال پر گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں ماری ماری پھرتی تھی یہاں تک کہ ایران پہونچتی ہے اور وہاں عجیب طریقہ سے شوہر سے ملاقات ہوتی ہے ایران کی معاشرت اور مہمانداری زچہ خانہ شادی بیاہ رسم ورواج پر دلچسپ معلومات بھی ہیں۔ قیمت۔ بارہ آنے۔

تحریر النساء

لڑکیوں اور عورتوں کے لئے جدید طرز پر خط وکتابت کی مفید کتاب اخلاقی۔ معاشرتی۔ مذہبی سبقوں کا لاجواب دلچسپ مجموعہ۔ یہ کتاب انشا کی انشا ہے اور نتیجہ خیز سبق آموز مضامین کا مجموعہ بھی۔ قیمت ۱۲/

خواتین اندلس

اندلس یعنی اسپین نے جہاں مسلمانوں نے ۸۰۰ سال تک حکومت کی تھی ایسی ایسی باکمال خواتین پیدا کیں جنھوں نے علوم وفنون کے دریا بہا دئے تھے محترمہ مہر النساء صاحبہ نے ان خواتین کے حالات لکھے ہیں جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ کیسی کیسی اعلیٰ پایہ شاعرہ ادیب مصور بذلہ سنج لطیفہ گو حاضر جواب۔ [illegible]

صنعت وحرفت

خواتین اور کم استطاعت لوگوں کو بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے پیمانے پر تجارت کرنے اور روزمرہ کی ضروریات سے ہر ماہ ایک معقول رقم پس انداز کر لینے کے بےبہا مشورے۔

کئی سال کی محنت کے بعد محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالرحیم صاحب چیف کیمسٹ نے ایک ایک چیز کا تجربہ کر کے یہ ضخیم کتاب تیار فرمادی ہے جس میں ایک ایک چیز کئی کئی قسم کے تیار کرنے کے نہایت صحیح اور آزمودہ نسخے نہایت احتیاط سے درج کئے گئے ہیں۔ صابن سازی۔ لکڑی کے سامان، رنگ وروغن، دانتوں کے لئے منجن۔ کریم اور چہرے کے پاؤڈر، ویسلین، غازہ حسن، پامیڈ۔ تیل، اور روغن خضاب، مختلف اشیاء کو جوڑنے کے مسالحے، سیمنٹ وغیرہ۔ بوٹ اشو کریم اور پالش، شربت سازی۔ برش۔ لاکھ کی تجارت، ربڑ اور مکھن کی تجارت، اچار مربے۔ چٹنیاں وغیرہ خوشبودار تمباکو خوردنی تیزاب عطریات۔ اسنس۔ نیل اور کتھ۔ چاک اور بتیاں کافور اور رانڈی کا تیل۔ نشاستہ۔ آئس کریم شیشے بنانا وغیرہ کے ۳۴ باب ہیں اور ہر باب میں ایک ایک چیز کے مختلف قسم کے آٹھ آٹھ دس دس بلکہ پندرہ پندرہ آزمودہ صحیح نسخے ہیں۔ بازاری کتابوں کی طرح کوئی نسخہ نہ سنا سنایا درج ہے نہ محض اندازہ سے لکھا گیا ہے۔ نہ کسی کتاب سے ترجمہ کیا گیا ہے بلکہ تجربہ کیا ہوا ہے ہندوستان کی کسی زبان میں اس موضوع پر اس قدر صحیح اور مستند اور اتنی مفید اور کارآمد کتاب آج تک نہیں چھپی کتاب صنعت وحرفت نادار اور کم استطاعت لوگوں کی مالی پریشانیاں ختم کر دے گی اور وہ گھر بیٹھے عزت وخودداری کے ساتھ زر کثیر کما سکیں گے۔ خوشحالی یہیاں کتاب صنعت وحرفت کی موجودگی میں ہر ماہ ایک رقم تو کرسکیں گی۔ قیمت دو روپیہ عالم مجلد سوا دو روپے ۲/۴

منیجر عصمت بک ڈپو دہلی۔

تصانیف محترمہ نذر سجاد حیدر صاحبہ

ہندوستان کی بہترین ناول نگار خاتون کا بہترین ناول جس کی رسالہ عصمت میں شائع ہو کر دھوم مچ چکی ہے۔ اب کتابی صورت میں چھپ کر تیار ہے۔ یہ ایک خود سر آزاد خیال۔ ناعاقبت اندیش اعلیٰ تعلیم یافتہ مغرب زدہ لڑکی کی ناکام محبت کا عبرت انگیز قصہ اور ایک نیک خصلت۔ شریف الطبع مگر منچلے دولت مند بیرسٹر کی شادی سے پہلے اور شادی کے بعد کی نہایت ہی دلاویز داستان ہے۔ اس ناول میں مختلف طبیعتوں اور مختلف عادات و خصائل "بڑے آدمیوں" کے حالات بیان کئے گئے اور اونچے طبقہ کے ایک دو نہیں کئی خاندانوں کی معاشرت دکھائی گئی ہے۔ واقعات کی دلچسپی طرز بیان کی دلکشی کتاب شروع کر کے ختم کرنے پر ہی مجبور کرتی ہے ناول میں ۳۳ باب ہیں لیکن ایک باب بھی نام کو ایسا نہیں کہ طبیعت کہیں اکتا جائے۔ واقعات محض دلچسپ ہی نہیں ہیں درد انگیز بھی ہیں اور سبق آموز بھی۔ مصنفہ نے اس ناول کا بیشتر حصہ اپنی طویل علالت کے زمانہ میں لکھا مگر حق یہ ہے کہ خوب لکھا اور بہت خوب لکھا سفید چکنا کاغذ کچھ کم دو سو صفحے۔ قیمت عہ

جاں باز

محترمہ نذر سجاد حیدر کا اصلاحی معاشرتی ناول جس میں ایک معزز اعلیٰ تعلیم یافتہ گھرانے کے حالات نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں زبیدہ اپنے منگیتر کے لئے کیا کیا قربانیاں کرتی ہے مسٹر قمر ایک کم حیثیت مغربی لڑکی کے ہاتھوں کس طرح اپنی پر مسرت زندگی تباہ کرتا اور ایک سچا دوست تمام مشکلات کس طرح حل کرتا ہے۔ یہ ایسے ایسے باب ہیں کہ آپ عش عش

تصانیف منشی پریم چند آنجہانی

دودھ کی قیمت

منشی پریم چند ہندوستان کے بہترین افسانہ نگاروں میں سے تھے اور دودھ کی قیمت منشی جی کے بہترین افسانوں کا مجموعہ ہے۔ دودھ کی قیمت میں ایک ڈراما ہے اور ۸ افسانے اور یہ سب کے سب خاص طور پر رسالہ عصمت کے لئے منشی جی آنجہانی نے لکھے تھے۔ عنوانات یہ ہیں۔

(۱) دودھ کی قیمت (۲) کدھم (۳) اکسیر (۴) عیدگاہ (۵) سکون قلب (۶) ریاست کا دیوان (۷) وفا کا دیوتا (۸) دو بھنیں (۹) زاویہ نگاہ۔ ان عنوانوں میں بظاہر جاذبیت اور کشش نہیں لیکن کوئی سا افسانہ اس مجموعہ کا پڑھ لیجئے ممکن ہی نہیں کہ منشی جی آنجہانی کی سحر نگاری کے آپ قائل نہ ہو جائیں۔ اصلاح اخلاق اصلاح معاشرت اور جذبات نگاری کے لحاظ سے یہ افسانے اردو کے بہترین افسانوں میں سے ہیں۔ جن میں دیہاتیوں اور شہریوں کی پرمسرت اور دردناک زندگی کا ہو بہو نقشہ کھینچا ہے ہر افسانہ میں ایک پیام ہے عمل اور انسانیت کا۔ اور ہر افسانہ لبریز ہے درد و اثر سے۔

پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا۔ اب دوسری دفعہ شائع ہوا ہے کاغذ چکنا سفید لکھائی چھپائی عمدہ۔ ضخامت ڈیڑھ سو صفحوں سے اوپر قیمت علاوہ محصول ایک روپیہ چار آنے۔ (عہ/)

روحانی شادی

یہ اصلاحی ڈرامہ پلاٹ کے کیرکٹر ہر اعتبار سے کامیاب اور نتیجہ خیز سبق آموز ہے۔ دلچسپ دلاویز عبرتناک اور کافی تفریحی مذاحیہ بھی اصلاح معاشرت پر اتنے موثر اور بلند پایہ

دامنِ باغبان

ہندوستان کے مشہور افسانہ نگاروں میں یہ خصوصیت ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی کی تحریر میں ہے کہ وہ خشک سے خشک مضمون کو نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان فرماتے ہیں جذبات نگاری اور واقعات نویسی میں ڈاکٹر صاحب کو کمال حاصل ہے اور زبان روزمرہ نہایت ہی عام فہم لکھتے ہیں تاکہ معمولی استعداد رکھنے والے بھی ان کی تحریروں سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ڈاکٹر صاحب کے متعدد مختصر افسانے مختلف رسائل میں شائع ہو کر مقبول ہو چکے ہیں ان افسانوں میں سے سات بہترین افسانے منتخب کر کے یہ مجموعہ شائع کیا گیا ہے۔ (۱) نصیبن کا بیان ایک غریب آرہ کش لڑکی کی شادی ایک دولت مند سے کس وجہ سے کی جاتی ہے۔ (۲) خدا کا باغی ایک مفلس دہریہ کس طرح راہ راست پر آ جاتا ہے۔ (۳) بخار کا تعویذ۔ ایک بڑے آدمی کی خود غرضی نفس پروری اور ایک چھوٹے آدمی کا حیرت انگیز ایثار اور انسانی ہمدردی۔ (۴) بڑا آدمی۔ ایک فقیر کس طرح ایک دولت مند اور کامیاب انسان بن جاتا ہے (۵) سکون نا آشنا دل۔ ایک خوددار انسان کی حقیقی مسرت کس طرح حاصل ہوئی (۶) حسرت نصیب مزدور۔ ایک دولت مند وکیل کی اپنی قوم کی خاطر بے مثل قربانیاں ایک درد بھری کہانی (۷) حفاظت کا فرشتہ۔ شاہ جی کے کرتوت اور عفت مآب خاتون کی جرات کا افسانہ۔

یہ افسانے دلچسپ ہیں اور بے حد دلچسپ مگر بڑی خوبی یہ ہے کہ ان افسانوں سے جرات۔ ہمت۔ بہادری۔ ایثار۔ محنت۔ صداقت! ولولۂ عزمی استقامت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، اور کامیاب زندگی گذارنے کا راز انسان کو معلوم ہو جاتا ہے۔ ایک ہی افسانہ پڑھنے سے کتاب کی قیمت ہو جاتی ہے۔ دوسرا ایڈیشن قیمت ایک روپیہ (عہ/)

عصمت بک ڈپو دہلی

نامور خواتین کے لکھے ہوئے ناول اور افسانے

شہیدِ وفا

سلمہ نے دُنیا کے سامنے محبت اور وفا کا جو درد ناک نمونہ پیش کیا ہے اشہید وفا میں پڑھئے دل لرز جائیگا آنکھیں پُرنم ہو جائیں گی اور ایک بہادر لڑکی کی تصویر آپ کی نگاہوں کے سامنے آجائے گی۔ ہندوستان کی مشہور فسانہ نگار محترمہ امۃ الوحی صاحبہ کا یہ مشہور افسانہ ہے جس کے ساتھ موصوفہ کے ۸ اور دلچسپ افسانے بھی آپ کی دلچسپی کے لئے حاضر کئے گئے ہیں۔ عنوانات یہ ہیں۔ (۱) بیٹے کی تمنا (۲) نکاح کا افسوس (۳) مجذوب کی سرگذشت (۴) سیاہ نقاب پوش (۵) تصویر عبرت (۶) پگلی کا راز (۷) جوہری کی دوکان (۸) تین خون۔ یہ معمولی افسانے نہیں حیات انسانی کی تفسیریں درد اور جذبات کی سچی تصویریں ہیں سب افسانے دلکش اور نتیجہ خیز ہیں عصمت۔ تہذیب الخلیل۔ انقلاب جیسے بلند پایہ رسالوں اخباروں نے شاندار ریویو کئے ہیں دوسری دفعہ شائع ہوئی ہے۔ ضخامت دو سو صفحوں کے قریب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

انوری بیگم

اُردو کی نامور افسانہ نگار محترمہ طیبہ بیگم مسز نواب خدیو جنگ بہادر کا مشہور و مقبول ناول بیماری کی تیمارداری کے عنوان سے عصمت میں جس کی چند قسطیں شائع ہو کر دھوم مچ گئی تھی۔ اس دلاویز اصلاحی ناول میں حیدر آباد کے ایک شریف معزز اعلیٰ تعلیم یافتہ گھرانے کی بلند معاشرت دکھائی گئی ہے۔ انوری بیگم کی جو قصہ کی ہیروین ہے، بیمار اور تیمارداری اور تندرستی، منگنی اور شادی کے حالات نہایت ہی دلچسپ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں۔ تمدنی خرابیوں اور بعض پُرانے رسم و رواج کی پابندیوں کے نقصانات خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں پلاٹ میں دلکشی اور طرزِ بیان میں بے تکلفی اور سادگی ہے، حیدرآبادی ماماؤں کی زبان بھی خوب لکھی گئی ہے، کہیں کہیں ظرافت کی چاشنی ہے، اُردو میں خواتین کے لکھے ہوئے ایسے بلند معاشرتی ناول کم نکلیں گے۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت صرف۔ ایک روپیہ چھ آنے (عہ)

دولت پر قربانیاں

تعلیم یافتہ اور روشن خیال لڑکی کے اس وجہ سے کہ غیر کفو میں شادی کرنے سے ترکہ پدری دینا ہوگا، برادری کے لڑکے سے جو لڑکی کے لئے عمر و قابلیت وغیرہ کے لحاظ سے موزوں نہیں اور مذاق و خیالات جداگانہ رکھتا ہے، شادی کرنے کے دردناک نتائج اور دولت کے لالچ میں سوتیلی بیٹی بیاہنے کا عبرتناک انجام ہندوستان میں لاکھوں بے زبان لڑکیاں رواج اور دولت کی جھینٹ پر قربان کی جا رہی ہیں۔ انعامی سلسلے کے یہ ۵ بہترین افسانے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر) بار دوم

فیروزہ

ایک دولت مند مگر یتیم و بیکس لڑکی کا افسانہ غم۔ شرافت اور انسانیت کی دل ہلا دینے والی قربانیاں جن سے معلوم ہوگا کہ کس وجہ سے ایک شریف عورت اپنے شوہر کو ایک دوسری عورت کے حوالہ کر دیتی ہے۔ لالچ۔ بے ایمانی اور ہنگامی جذبات کے قابل تقریر رقعے۔ احسان فراموشی محسن کشی کے کمینے حملے اور استقلال دوراندیشی کی فتح سبق آموز افسانہ، جو بتائے گا کہ بڑی بڑی مشکلات کا مقابلہ کرنے پر بھی عورت اعلیٰ تعلیم۔ سلیقہ شعاری اور معاملہ فہمی کی بدولت زندگی خوشگوار بنا اور قومی خدمات انجام دے سکتی ہے۔ عصمت کی مشہور مضمون نگار محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ کلکتہ کی تصنیف ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

غیرت کی پتلی

محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ منشی فاضل سابق ایڈیٹر شریف بی بی کا لکھا ہوا ایک سبق آموز دلچسپ قصہ جس میں مختلف الخیال عورتوں کے حالات ہیں۔ جن سے معلوم ہوگا کہ اولوالعزمی اور ہمت سے عورت کس طرح بگڑا ہوا گھر بنا سکتی ہے۔ دولت کے لالچ میں اور چھوٹی حیثیت کے لوگوں میں شادی کرنے کے کیا کیا نتائج ہوتے ہیں۔ قیمت چھ آنے (۶ر)

چار رُخ

عصمت کی مشہور انشا پرداز محترمہ انیس فاطمہ بنت بھوتی مرحوم کا لکھا ہوا ایک نتیجہ خیز افسانہ ہے۔ جس میں چار عورتوں کی عبرت انگیز اور سبق آموز آپ بیتی ہے چاروں کہانیاں اچھی ہیں اور ان میں مغربی تمدن کی اندھا دھند تقلید عیسائی مشنریوں کی صحبت رواج کی پابندیوں کے نہایت دردناک نتائج دکھائے گئے ہیں۔ کتاب مختصر ہے لیکن جو نتیجہ اس سے نکلتے ہیں وہ نہایت اہم ہیں۔ قیمت چار آنے (۴ر)

حلیمہ

ایک سگھڑ سلیقہ مند سمجھدار نیک کردار لڑکی کے حالات زندگی جس نے بگڑے گھر کو بنا ڈالا اور دُنیا کو دکھا دیا کہ نیک عقلمند عورت زندگی کا نقشہ بدل کر دکھا سکتی ہے۔ مختصر قصہ ہے مگر بہت دلچسپ از مولوی عبدالغفار صاحب لخیری۔ بار دوم۔ قیمت چار آنے (۴ر)

افسانہ حرم

ایک فاضل جرنلسٹ کی لکھی ہوئی مندرجہ ذیل ۱۶ کہانیوں کا مجموعہ۔ (۱) دھوم دھام کی شادی (۲) خودکشی (۳) وفادار بیوی۔ (۴) بہو پر حکومت (۵) چھپنی بیٹی۔ (۶) زیور کی بھینٹ۔ (۷) جاں نثار بہن (۸) علم دوست کی صحبت (۹) سلیقہ مند بیوی (۱۰) عصمت کی قیمت (۱۱) عقد ثانی۔ (۱۲) میٹھی نیند۔ (۱۳) نیک بخت بہو۔ (۱۴) بے کس خاتون (۱۵) خواب کی تعبیر (۱۶) مجسمہ قربانی۔ یہ ۱۶ کہانیاں سلیس و عام فہم زبان میں لڑکیوں اور عورتوں کے لئے لکھی گئی ہیں طرز بیان میں حد درجہ سادگی اور دلاویزی ہے۔ ان کتابوں میں عام ہندوستانی گھرانوں کی حالت بڑی دلچسپی سے دکھائی گئی ہے۔ قیمت ۸ر

عصمت بک ڈپو دہلی

خوبصورتی جوانی اور تندرستی کیلئے

مختلف قسم کے پوڈر، منجن، سرمہ، کریم، سنو، تیل، صابن، اُبٹنہ، ہیپٹ، لیپ اور کشتے، معجون، اقراص اور یورپ کی اشتہاری دوائیوں پر ہزارہا روپیہ برباد کرنے اور ڈاکٹروں، حکیموں اور ویدوں کی طرف رجوع کرنے سے پہلے کتاب

سنگھار خانہ

کا مطالعہ کر لیجئے جس میں تندرست رہنے اور جسم کے ہر حصّہ کو خوشنما بنا لینا اور جوانی قائم رکھنے کے متعلق بے انتہا قیمتی اور مفید ترکیبیں اور نسخے ہدایتیں اور مضامین نہایت محنت سے درج کئے گئے ہیں۔ باب اول۔ سنگھار کی فہرست ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۔ خوبصورتی بڑھانے کے راز۔ ۲۔ افزائش حُسن کے نسخے۔ ۳۔ خوبصورتی بڑھانے کے طریقے۔ ۴۔ عمر کا بناؤ۔ ۵۔ کام کاج کے بعد حلیہ۔ ۶۔ تنفس حُسن افروز۔ ۷۔ کہیں جانے سے پہلے سنگھار۔ ۸۔ رنگ نکھارنے والی غذائیں۔ ۹۔ گرمی میں حُسن کی حفاظت۔ ۱۰۔ موسم گرما میں سنگھار۔ ۱۱۔ تھکے ہوئے چہرے پر حُسن کی چمک۔ یورپ میں حُسن بڑھانے کا طریقہ۔ ۱۳۔ کس رنگ پر کس رنگ کا لباس زیب دیتا ہے۔ ۱۴۔ گورا رنگ کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ ۱۵۔ سانولے رنگ کی خوشنمائی ۱۶۔ ادھیڑ عمر میں خوبصورتی۔ ۱۷۔ سنگھار کی تکمیل۔ ۱۸۔ پرتکلف غسل۔ ۱۹۔ غسل کے مصالحے۔ ۲۰۔ خوبصورتی کی ترتیب خوش پوشاکی۔ یہ صرف **ایک باب کی فہرست ہے** دوسرے باب لوازمات سنگھار جسم کی سنبھال، جسم کے مختلف حصّے۔ موزوں بدن، صحت خانہ داری، جوانی صحت اور خوبصورتی وغیرہ ہیں۔ ہر باب کے تحت میں زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر کارآمد نسخے اور بالکل درست ترکیبیں اور ہدایتیں اور اصول لکھے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم **باب سوم** جسم کے مختلف حصوں کی مختصر فہرست دیتے ہیں۔ ۱۔ کامیاب خوبصورتی۔ ۲۔ جلد۔ ۳۔ بال۔ ۴۔ جھریاں۔ ۵۔ زرد رنگ۔ ۶۔ رواں۔ ۷۔ چہرہ خوشنما بنانے کے نسخے۔ ۸۔ چہرے کی صفائی۔ ۹۔ چہرے کا نکھار۔ ۱۰۔ پھول سا کھلا ہوا چہرہ۔ ۱۱۔ چہرہ کی جھلی ۱۲۔ چہرہ کی شکلیں۔ ۱۳۔ جھریاں کس طرح دُور کی جائیں۔ ۱۴۔ پیشانی کی خوشنمائی۔ ۱۵۔ لٹکی ہوئی ٹھوڑی۔ ۱۷۔ ٹھوڑی اوپر کو۔ ۱۸۔ ٹھوڑی کی درستی کا طریقہ۔

اسی طرح: آنکھ۔ بال۔ دانت۔ خراب دانت۔ دانتوں کی مضبوطی دانتوں کی خوبصورتی۔ منہ کی صفائی۔ پائیریا۔ مسواک۔ ناک، کان، لب، رخسار ٹھوڑی، گلا، کمر، ہاتھ، انگلیاں، پاؤں غرض ہر حصہ جسم کو خوشنما بنانے کی مفید کتابیں اور صحیح ترکیبیں ہیں موزوں بدن کے تحت میں کمر اور کولہے اور سارے جسم کے موٹاپے کے دور کرنے اور بدن میں چستی اور پھرتی پیدا کرنے کی ہدایتیں اور روزانہ ورزشیں ہیں اور ورزشوں کے متعلق تصاویر ہیں کتاب جلد کو سنگھاری اشیاء سے خراب نہ ہونے دی گی اور سینکڑوں روپیہ سنگھار خانہ کی بدولت فضولیات پر بھی برباد نہ ہوگا۔ قیمت دو روپیہ علاوہ

عصمت بکڈپو دہلی

کپتان ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب میڈیکل افسر

کی بیمثل کتاب

زچّہ خانہ

ہندوستان میں ہر سال لاکھوں عورتوں کی جانیں زچگی کے سلسلہ میں ضائع ہو رہی ہیں نہ ہر جگہ ایسا معقول انتظام ہے کہ امیر و غریب فائدہ اُٹھا سکیں۔ نہ ہندوستانی زبانوں میں کوئی ایسی کتاب شائع ہوئی جو انھیں پورا پورا فائدہ پہنچا سکے۔ کپتان صاحب موصوف کی طبی ہدایتوں سے ہندوستان میں ہزاروں عورتوں نے زچگی کے زمانہ سے پہلے اور بعد میں فائدہ اُٹھایا ہے کپتان صاحب مشکل سے مشکل پیچیدہ سے پیچیدہ اور خشک سے خشک عنوانوں پر اس قدر عام فہم اور دلآویز پیرایہ میں اظہار خیالات فرماتے ہیں کہ معمولی قابلیت کی خواتین بھی ان سے پوری طرح فائدہ اُٹھاتی ہیں۔ کپتان صاحب نے یہ کتابیں نہایت دردمندی اور دل سوزی کے ساتھ تحریر فرمائی ہیں جن میں حاملہ اور زچہ کے متعلق کوئی بات چھوڑی نہیں گئی۔ پھر جو ہدایات اور مشورے دیئے ہیں وہ سب عام ہندوستانی معاشرتی ملحوظ رکھ کر۔ جن سے ہندوستانی عورتیں بغیر دقت کے پورا پورا فائدہ اُٹھا سکتی ہیں۔

حاملہ و زچہ جو صرف اسی کے بعد خاص طور پر اس کتاب کے لئے دونوں حصوں میں ۲۶ فوٹو بلاک کی تصاویر ہیں لی گئی ہیں اور یہ شکلیں بہت صاف اور واضح ہیں۔ دونوں حصوں کی قیمت ساڑھے تین روپیہ علاوہ محصول ہے۔ ہندوستان کی کسی زبان میں اس موضوع پر اتنی محنت اور قابلیت سے لکھی ہوئی اتنی مفید اور کارآمد اس قدر جامع اور مفصل و مکمل کتاب ہندوستانی عورتوں کے لئے آج تک شائع نہیں ہوئی۔ ہر گھر میں اس کتاب کی موجودگی ضروریات میں سے ہے جس نے منگائی بے حد پسند کی قیمت دونوں حصے ۔ سے ۸ر

تندرستی ہزار نعمت

مشہور ادیب محترمہ زہرا بیگم صاحبہ فیضی کے نہایت مفید مضامین جن میں صحت قائم رکھنے کے چند اصول بڑی خوبی سے بیان فرمائے ہیں اور ساتھ ہی اپنی سیاحت امریکہ و یورپ کے تجربات بھی تحریر فرمائے ہیں۔

قیمت پانچ آنے (۵ر)

پھول پھلواری

پھولوں کی کاشت کیاری اور باغیچہ کی نگہداشت اور انگریزی اور ہندوستانی اور ہر موسم اور ہر قسم کے پھولوں کے متعلق نہایت مفید اور کارآمد معلومات عورتوں کے لئے قابل قدر تحفہ

قیمت آٹھ آنے (۸ر)

عورت کی سب سے بڑی خوبی

یہ ہے کہ وہ اُمورِ خانہ داری میں ماہر ہو۔ عورت کتنی ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ کتنی ہی خوبصورت اور کتنی ہی دولت مند کیوں نہ ہو اگر خانہ داری کے کام کاج اچھی طرح نہیں کر سکتی تو اس کی زندگی ہرگز کامیاب نہیں۔ عصمت کی نامور مضمون نگار بلقیس بیگم (و۔ا) صاحبہ کی کتاب **خانہ داری کے تجربات** پھوہڑ بے ڈھنگی لڑکیاں بھی اگر مطالعہ کریں تو سلیقہ شعار اور سگھڑ بن جائیں گی کیونکہ اس بیش بہا کتاب میں وہ مضامین ہیں جو ذاتی تجربوں کی بنا پر نہایت محنت اور بڑی قابلیت سے لکھے گئے ہیں۔ **فصل اوّل** میں ان ۴۲ کھانوں کے تیار کرنے کی نہایت مکمل اور نہایت صحیح ترکیبیں ہیں۔ جو طاقت بخش یا کسی تکلیف کے رفع کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ یا بیماری سے اٹھ کر کمزوری کی حالت میں جن کا کھانا نہایت مفید ہے **فصل دوم** میں مفید صحت توانا و تندرست رہنے کے بیش بہا مضامین ہیں مثلاً۔

پانی کی احتیاط	دودھ کی احتیاط	باسی روٹی	مینہ	رونسل کا تجربہ	رات کو سوتے وقت
اصول تربیت	اچھی غذا	آرام کی ضرورت	جسم کی صفائی	بیمار کا مکان	

فصل سوم میں وہ کار آمد باتیں ہیں جن کا جاننا ہر گھر والی عورت کے لئے اشد ضروری ہے

لوگوں سے برتاؤ	بچوں کی تربیت	شادی بیاہ	مہمان جانا	صنعت و حرفت	کام کی باتیں

خانہ داری کے تجربات کا ہر مضمون ذاتی تجربوں کی بنا پر نہایت سلیقہ اور خوبی سے لکھا گیا ہے ہر شریف عورت اور لڑکی کو ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ عورتوں کی زندگی میں اس کتاب سے ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے قیمت ۱۲

مفید نسواں

خانہ داری کے تجربوں کا دوسرا حصہ جس میں تندرستی اور بیماری کے متعلق نہایت کار آمد مضامین ہیں مثلاً آنکھوں کی قدر و قیمت' نظر کی کمزوری کے اسباب اختلاج قلب۔ چیچک۔ مختلف قسم کے درد۔ قبض۔ لو لگنا۔ کھانسی۔ نزلہ زکام وغیرہ کے اسباب علاج ہدایات احتیاطیں تفصیل کے ساتھ لکھی گئی ہیں اس کتاب میں ایک مضمون بھی ایسا نہیں جس میں سنی سنائی باتیں لکھی ہوں۔ یا کسی کتاب سے نقل کیا گیا ہو بلکہ ہر چیز ذاتی تجربہ کی بنا پر لکھی گئی ہے۔ قیمت ۸/

کپڑے کی چھپائی

سائنٹیفک طریقوں سے کپڑے کی چھپائی کس طرح کرنی چاہیے نہایت کفایت سے خوش نما کپڑا کس طرح رنگا جائے کہ اس کی پائیداری میں فرق نہ آئے اس موضوع پر ماہر فن جناب اقبال احمد صاحب کی مستند تالیف۔ اخبار زمزم لاہور لکھتا ہے "یہ کتاب اپنے موضوع پر مکمل اور جامع ہے"۔ رسالہ جامعہ لکھتا ہے "اس میں کپڑا چھاپنے کی صنعت کا حال اور مختلف ترکیبیں ہیں۔ چھاپنے کے طریقے اور رنگوں کی اقسام کا تفصیل سے ذکر ہے۔ رسالہ ساقی کی رائے "یہ کتاب بے حد کار آمد اور مالی اعتبار سے بھی مفید ہے"۔

قیمت دس آنے (۱۰/)

آئینہ موٹر

موٹر کے متعلق اُردو میں کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مگر وہ سب مل کر آئینہ موٹر کا پاسنگ بھی نہیں ہیں۔ اس کتاب میں سب سے پہلے موٹر انجن کے ہر حصہ کے اصول سلیس اور عام فہم عبارت میں سمجھائے گئے ہیں اور ہر مضمون کے علیحدہ باب مقرر کئے گئے ہیں اس کتاب میں موٹر کے ہر پرزے کے متعلق تمام ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ جن سے ہر پرزے کو کھول کر باآسانی ہر شخص فٹ کر سکتا ہے۔ ڈرائیور عموماً گاڑی چلانی جانتے ہیں چلتے چلتے اگر گاڑی بگڑ جائے تو صحیح اصول پر مرمت نہیں کرتے اور بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کتاب کی مدد سے ہر پرزے کے متعلق مالک موٹر کو کافی واقفیت ہو جاتی ہے اور انجن کی آواز سے معلوم کر لیتا ہے کہ اس کی موٹر کس حالت میں ہے ڈرائیور اور ورکشاپ کی پریشانیوں کی نوبت نہیں آتی اور بہت سا روپیہ ضائع ہونے سے محفوظ ہوتا ہے۔ ہر باب کے بعد اس کتاب میں سوال و جواب کی صورت میں نفس مضمون ذہن نشین کر دیا گیا ہے۔ ہر خرابی کے اسباب تحریر کئے گئے ہیں جن سے ہر نقص باآسانی دور کیا جا سکتا ہے۔ پھر موٹر چلانے کے اصول بھی درج کئے گئے ہیں۔ آخر میں تمام مروجہ اصطلاحیں اور ان کی بمفصل تشریح موٹر کے پرزوں کی بے شمار تصاویر دی گئی ہیں۔ یہ کتاب درجنوں جرمنی۔ انگریزی کتابوں کا نچوڑ ہے۔

دوسرا ایڈیشن۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ ۱؍۸

تالیفات سید رضا احمد صاحب جعفری

لکڑی کا باریک کام

سب رس حیدر آباد لکھتا ہے "لکڑی کے نفیس کٹاؤ کے کام سے بے شمار وضع و قطع کے زیب انگیز اور کار آمد اشیا بنائی جاتی ہیں اس کتاب سے بہت سے ایسے گُر معلوم ہوتے ہیں کہ لکڑی کے باریک کام میں سہولتیں ہو جاتی ہیں"

ندیم کی رائے "اس کی مدد سے محض کم قیمت اوزاروں کی مدد سے لکڑی پر بہترین نقش و نگار بنانے کا ہنر نہایت آسانی سے آ جاتا ہے۔

قیمت آٹھ آنے (۸/)

علاوہ محصول ڈاک۔

وصلی کی دستکاری

رسالہ ہمایوں لکھتا ہے "اس کتاب میں وصلی یعنی گتے کے مختلف کھلونے ڈبے اور ضرورت کی چیزیں بنانے کی ترکیبیں درج ہیں۔ یہ محض دلچسپ مشغلہ ہی نہیں ذہنی ریاضت کا بھی بہترین ذریعہ ہے۔ جگہ جگہ تصویریں دے کر اچھی طرح سمجھانے کی کوشش کی ہے"۔ اخبار حمایت اسلام کی رائے "اس میں کارڈ بورڈ کی صنعتوں کے متعلق مفید معلومات ہیں۔ مختلف اشیا کے بنانے کے طریقے عام فہم زبان میں با تصویر ہیں۔"

قیمت ۸/

محترمہ حجاب اسمٰعیل کی تصانیف

ادبِ زرّیں

محترمہ حجاب امتیاز علی کا طرز تحریر ہماری دوسری انشا پردازخواتین سے بالکل جدا نہایت دلچسپ ہے وہ نثر میں خوب شاعری کرتی ہیں ان کے چھوٹے چھوٹے لطیف مضامین ان کے بلند تخیل حیا بستنکی رنگینی اور جذبات کی ترجمانی کا بہترین آئینہ ہوتے ہیں اس مجموعہ میں وہ مضامین ہیں جن میں سے اکثر مختلف رسائل میں شائع ہو کر خراج تحسین وصول کر چکے ہیں ۸ر

نغماتِ موت

محترمہ حجاب اسمٰعیل کے ان درد انگیز مضامین کا مجموعہ جو انہوں نے اپنی والدہ مرحومہ کی یاد میں لکھے تھے اور جو اردو کے مشہور رسائل میں شائع ہو کر مقبول ہو چکے ہیں۔ مصنفہ کے دلی جذبات کا آئینہ اور نظم نما نثر کا بہترین نمونہ ہیں محترمہ حجاب کے انداز بیان کی دلکشی اور ان کے شاعرانہ خیالات کی نزاکت و رفعت پورے طور پر نغماتِ موت میں نمایاں ہیں۔ قیمت ۶ر

سبق آموز موثر نظموں کے دو مجموعے

آئینہ جمال

یعنی دورِ حاضرہ کی نامور شاعرہ محترمہ ملقب بہ جمال کی بہ نظمیں نہایت دلآویز اخلاق آموز اسلام کے دور اولیں کی سبق آموز منظوم کہانیاں ہندوستانی قومی کی ترتیب مناظر قدرت کی مصوری جذبات نسوانی کی صحیح ترجمانی موسیقی کی لطافت کیا خوبی ہے جو آئینہ جمال نہیں خوف خدا پاس مذہب حب وطنی ایثار ہمت بہادری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں قومی قومی ملی اخلاقی تاریخی نیچرل نظموں کا دلآویز مجموعہ قیمت صرف ۱۲ر

شمع خاموش

اُردو کی مشہور شاعرہ منجھو بیگم لکھنوی کی درد انگیز اور موثر نظموں کا مجموعہ ہے جسے مولانا راشد الخیری اڈیٹر عصمت و بنات نے دیباچہ لکھکر مرتب کیا ہے یہ نظمیں ہندوستانی مسلمان عورتوں کی مظلومیت کا صحیح ترین فوٹو ہیں اور رسائل میں شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں۔ ہر ہر شعر درد سے لبریز ہے پڑھ کر آنسو نکل آتے ہیں کسی خاتون کے کلام کا ایسا درد انگیز مجموعہ نہیں چھپا ۱۲ر

شبابِ زندگی

شمس النسا کی شادی سے اس وقت تک کے حالات درج ہیں جب وہ بال بچوں والی ہو گئی۔ اس ضمن میں جو تکلیفیں اور جو آرام اور جو راحتیں اس نے اٹھائیں اور جو تجربے اس نے حاصل کئے وہ سننے اور پڑھنے اور گرہ میں باندھنے کے قابل ہیں۔ اس میں مندرجہ ذیل باتوں پر بحث کی گئی ہے (۱) انتخاب شوہر (۲) حقوق شوہر۔ (۳) ازدواجی زندگی (۴) سسرال والوں کا برتاؤ (۵) خوشنودی شوہر (۶) عیالداری (۷) بچوں کی تربیت (۸) نند بھاوجوں کے تعلقات وغیرہ وغیرہ زبان سلیس۔ عبارت عام فہم لکھائی چھپائی صاف کاغذ چکنا قیمت ۱ر

مثنوی عائشہ صدیقہؓ

سرور کائنات سرکار دو عالم کی بیوی اور مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ کے منظوم حالات زندگی۔ حیات پاک کا کوئی مشہور واقعہ نہیں چھوڑا گیا۔ از جناب وقار انبالوی۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ قیمت ۴ر

تصانیف صاحبزادہ ولی احمد خاں ایم اے

انشائے سلمٰی

مصنف نے لڑکیوں کو خط و کتابت سکھانے کے لئے یہ کتاب لکھ کر زنانہ لٹریچر میں مفید اضافہ کیا ہے اس کے شروع میں اردو کتابت کی تاریخ بہت عالمانہ اور مفید معلومات سے پُر ہے پھر خطوط کے نمونے ایسے دے گئے جو دلچسپ بھی ہیں اور مفید بھی نہ صرف لڑکیوں کے لئے بلکہ لڑکوں کے واسطے بھی خط و کتابت سیکھنے معلومات میں اضافہ کرنے اور دلچسپی سے مطالعہ کرنے کے لئے اس میں بہترین خطوط ہیں۔ قیمت ۶ر

اچھوتا سفر

سابق مہاراجہ صاحب جے پور دربار تاجپوشی میں شرکت کے لئے انگلستان گئے تھے۔ ان کے سفر کے حالات صاحبزادہ ولی احمد خاں ایم۔ اے نے لکھے ہیں۔ اور یہ اس قدر دلچسپ ہیں کہ آپ خراج تحسین دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ مہاراجہ صاحب کے لئے ہاتھ دھونے کی مٹی اور پانی اور اناج تک ہندوستان ہی سے جاتا تھا ایسا اچھوتا دلچسپ سفرنامہ آپ نے کبھی پڑھا سنا نہ ہوگا۔ قیمت ۵ر

محترمہ آمنہ نازلی کی کچھ اور کتابیں

ہنسی کی باتیں

عامیانہ اور بازاری لطیفے نہیں جو پھکڑپن سے بھرے ہوتے ہیں یہ کتاب ہندوستانی گھرانوں کی محترم خواتین کے لئے طبعزاد لطیفے ہیں جنہیں پڑھ کر سنجیدہ انسان بھی ہنسے بغیر نہ رہ سکے۔ لطف یہ کہ وقار تہذیب سے گرا ہوا کوئی لطیفہ نہیں۔ مہذب ظرافت کی بہترین کتاب قیمت ۸ر

عقل کی باتیں

بڑے بڑے پیغمبروں بادشاہوں مصنفوں شاعروں، ادیبوں، فلاسفروں کے وہ ۷۰۰ اقوال جو برسوں کے تجربوں پر مبنی ہیں جن میں ہنسی خوشی کامیابی سے زندگی گذارنے کا راز ہے جن میں حیاتِ انسانی کی پیچیدہ سے پیچیدہ گتھیاں سلجھانے کا حل ہے جو دل بہلانے غم غلط کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں جن سے زندگی میں انقلاب پیدا ہو سکتا ہے ۸ر

تاریخی لطیفے

دنیا کے نامور مصنفوں شاعروں، بادشاہوں شہزادیوں وغیرہ کے لطیفے جن میں نام کو بھی کوئی ایسا لطیفہ نہیں جو دائرہ تہذیب سے باہر ہو۔ یا فرضی یا منگھڑت ہو۔ ہر لطیفہ تاریخی حیثیت رکھتا ہے جو بذلہ سنجی حاضر جوابی کا عمدہ نمونہ ہے۔ ان لطیفوں سے جہاں دل بہلے گا ہنسی آئے گی دل میں امنگ و جوش پیدا ہوگا اور طبیعت میں جولانی وہاں معلومات میں بھی اضافہ ہوگا۔ قیمت ۸ر

ماں کا قرضہ

کسی شہر میں غلام نبی ایک ٹھیکیدار رہتا تھا۔ ایک روز جب کہ وہ بل تیار کر رہا تھا۔ اس کا لڑکا صفدر اس کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ اباجی یہ آپ کیا کر رہے ہیں مجھے بھی بتائیں۔ اس نے کہا کہ میں بل تیار کر رہا ہوں۔ صفدر نے پوچھا اباجان بل کیا ہوتا ہے۔ غلام نبی نے جواب دیا کہ بیٹا! میں سرکاری سڑکوں وغیرہ کی مرمت کرواتا ہوں مکان بنواتا ہوں۔ سرکار کو اب میں لکھ کر دونگا کہ اتنے روپیہ کا کام ہوا ہے اتنا خرچ ہوا ہے اس حساب کو بل کہتے ہیں۔ اب تم سمجھ گئے ہوگے۔

صفدر نے دل میں سوچا کہ میں اپنی ماں کے کئی چھوٹے چھوٹے کام کرتا ہوں مجھے بھی ان کو بل تیار کر کے دینا چاہیئے۔ یہ سوچ کر ایک دم ایک کاغذ لیا اور لکھنا شروع کیا۔

روزانہ بازار سے سودا لانا ۰ — ۱۰ — ۰
چھوٹے بھائی کو باہر لیجانا کھلانے کے لئے ۰ — ۰ — ۱
بڑے بھائی کی روٹی سکول لیجانا وغیرہ ۰ — ۰ — ۱
سارا حساب ۰ — ۱۰ — ۲

لکھ کر چپکے سے باورچی خانہ میں جہاں اس کی ماں کھانا پکاتی تھی الماری میں رکھ دیا۔ دوسرے روز صبح جب صفدر سو کر اٹھا تو دیکھا سرہانے بستر پڑے ہیں۔ اٹھانے جاتا تھا کہ پاس ہی ایک کاغذ کا پرچہ بھی پڑا دیکھا جس میں لکھا تھا۔

ماں کا قرضہ جو صفدر کے ذمہ ہے:—

بارہ سال تک روٹی کا خرچ ۰ — ۰ — ۰
" " کپڑوں کا خرچ ۰ — ۰ — ۰
" " دودھ کا خرچ ۰ — ۰ — ۰
" " دوا کا خرچ ۰ — ۰ — ۰
سارا حساب ۰ — ۰ — ۰

صفدر یہ پڑھ کر حیران رہ گیا اور رو رو کر ماں کے قدموں پر گر پڑا۔ اور ہاتھ باندھ کر بولا" اماں جان میں سخت غلطی پر تھا میں سمجھتا تھا کہ جو کام میں کرتا ہوں آپ پر احسان کرتا ہوں۔ اب مجھے اچھی طرح معلوم ہوگیا ہے کہ آپ کا قرض آپ کے احسانات تمام عمر نہیں اتار سکتا۔ ماں یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوئی اور بولی۔ بیٹا تم کو اگر واقعی میرے قرض کا خیال ہے تو تم مجھ سے سچے دل سے وعدہ کرو کہ تم جو کچھ کروگے جتاؤ گے نہیں ہمیشہ نیک بنو گے اور ہر ایک سے بھلائی کروگے۔ صفدر نے پورا پورا اقرار کیا اور صفدر اپنی نیک عادتوں کی وجہ سے بہت بڑے عہدہ پر پہونچ گیا۔

ام حمیدہ بیگم

پھلوں کے فائدے

سنگترا:- خون کی صفائی کے لئے بہت مفید ہے۔

آم:- تندرستی کے لئے مفید ہے۔ یہ مقوی پھل ہے۔ رات کو اگر نیند نہ آتی ہو تو تھوڑے سے آم کھا کر اوپر سے تھوڑا سا دودھ پی لینا کافی ہے۔

لیموں:- بہت ہی مفید پھل ہے۔ قوت ہاضمہ بڑھانے کے لئے اس سے بہتر کوئی پھل نہیں پانی میں دو چار لیموں کے رس کی بوندیں ڈال کر استعمال کرنے سے معدہ صاف رہتا ہے موسمی بخاریں تو اس کا استعمال بہت ہی مفید ہوتا ہے اس کے استعمال سے چہرے کا رنگ نکھرتا ہے۔

ناسپاتی:- قبض کی حالت میں اس کا استعمال اچھا ہے۔

انگور:- خون کو بڑھاتا ہے اور نیز صاف کرتا ہے۔ اس سے گردوں کی طاقت بڑھتی ہے۔

جامن:- ہاضمہ کے لئے بہت مفید ہے۔

پپیتا:- دماغی قوت کے لئے بہت اچھی چیز ہے۔

خوبانی:- دل کو مضبوط کرتی ہے۔

انناس:- خون کو بڑھاتا ہے۔

محمود علی حیدرآباد

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں جون کے پرچہ کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ۱۲؍ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کردیں رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دیدیں ورنہ جولائی کا رسالہ ۱۲؍ کا وی پی حاضر ہوگا - ۶۰۷-۷۴۲-۹۲۴-
۱۴۰۴-۱۴۳۴-۱۴۷۳-۱۴۷۷-۱۵۳۰-۱۸۸۴-
۱۹۰۷-۲۳۸۰-۲۳۴۶-۲۴۴۱-۲۴۵۴-۲۴۶۱-
۲۴۷۶-۲۹۱۳-۱۹۱۷-۲۹۲۰-۲۹۲۲-۲۹۲۶-
۲۹۲۹ تا ۲۹۳۱-۲۹۳۴-۲۹۳۵-۲۹۳۸-
۲۹۴۲-۲۹۴۳-۲۹۴۷-۲۹۵۷-۳۲۳۱-۳۲۳۲-
۳۳۲۸-۳۳۲۹-۳۳۳۱-۳۳۳۳-۳۳۳۷-
۳۳۴۷-۳۳۵۰-۳۳۵۲-۳۳۵۳-۳۳۵۷-
۳۳۷۳-۳۳۸۳-۳۵۱۱-۳۷۲۵-۳۷۲۷-۳۷۴۲ تا
۳۷۴۵-۳۷۵۰-۳۷۵۱-۳۷۵۳-۳۷۵۵-۳۷۵۶-
۳۷۵۸-۳۷۵۹-۳۷۶۱ تا ۳۷۶۴-۳۷۶۹ تا ۳۷۷۱-
۳۷۷۳-۳۷۷۴-۳۷۷۹-۳۹۷۰-۴۰۳۰-۴۰۶۸-
۴۰۹۷-۴۱۰۲-۴۱۵۶-۴۱۶۱-۴۱۶۲-۴۱۶۵ تا ۴۱۶۹-
۴۱۷۱ تا ۴۱۷۳-۴۱۷۵-۴۱۷۶-۴۱۷۸-۴۱۸۱-
۴۱۸۳ تا ۴۱۸۷-۴۱۹۳-۴۱۹۵-۴۲۲۵-۴۲۶۱-
۴۳۰۷-(۹۹۹)۴۳۹۸-

منیجر

تیمار داری

ہر شخص کو کبھی نہ کبھی بیماری ضرور ستاتی ہے اور ہر گھر میں کبھی نہ کبھی کوئی بیار ضرور ہوتا ہے اس لئے لڑکیوں کو تیمار داری سیکھنی چاہئے۔

دوا لانا۔ ڈاکٹر یا حکیم کو بلانا یہ کام تو مردوں کے ہیں۔ اور مریضوں کی دیکھ بھال کرنا۔ وقت پر دوا پلانا یہ کام عورتوں کا ہے۔ دیکھو جب کبھی کسی کے ہاں کوئی بیار ہو تو تیمار داروں کو چاہئے کہ حکیم یا ڈاکٹر کی ہدایت کا خیال رکھیں۔ مریض کوئی چیز کھانے کو مانگے اور حکیم نے منع کیا ہے۔ تو ہرگز وہ چیز نہ دو۔ حکیم یا ڈاکٹر کے کہنے کے خلاف کوئی کام نہ کرو۔ بیار تم سے خفا ہو گا تم اس کے کہنے کا برا نہ مانو۔ بیاری میں مریض کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ بیار کے رہنے کی جگہ ہر وقت صاف ستھری رکھو۔ کمرے کی کھڑکیاں کسی وقت بند نہ کرو۔ کہ تازی ہوا آتی رہے۔ کمرے میں بہت سے آدمی جمع نہ ہوں۔ مریض کے سامنے اس کی بیاری کی باتیں نہ کرو۔ ڈاکٹر یا حکیم کی رائے اس کے سامنے نہ ظاہر کرو۔ بلکہ ایسی باتیں کرو جن سے وہ خوش ہو۔ بعض لوگ بیار کے سامنے روتے ہیں۔ یہ بہت برا ہے۔ اس سے بیار کا دل کمزور ہوتا ہے۔ اور وہ زیادہ رنج کرتا ہے جس سے مرض بڑھنے کا اندیشہ رہتا ہے دوا کا بہت زیادہ خیال رکھو۔ جو وقت ڈاکٹر یا حکیم مقرر کرے اسی وقت پر دوا پلاؤ۔ ڈاکٹری دوا میں وقت کی بہت پابندی ہوتی ہے گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر دوا پلانی چاہئے۔ بعض دوائیں جو مالش یا لگانے کی ہوتی ہیں ان میں زہریلا پن ہوتا ہے۔ اس قسم کی دواؤں کو الگ رکھو۔ اس لئے کہ دھوکہ میں لگانے کی دوا کہیں پلا دو کہ اور لینے کے دینے پڑ جائیں بعض جگہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ گھر میں چار آدمی ہیں تو چاروں کے چاروں ساری رات جاگتے رہتے ہیں اور ہر ایک تیمار داری میں لگا رہتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ تیمار دار ہر وقت کے جاگنے سے تھک جاتے ہیں۔ اور مریض کے ساتھ وہ خود بھی مریض بن جاتے ہیں کبھی ایسا نہ کرو۔ بلکہ باری باری سے جاگو۔ گھنٹے مقرر کر لو۔ ایک کے بعد ایک جاگے اور دوسرا سوئے۔ تیمار داروں کو چاہئے کہ وہ دوا سے زیادہ کھانے کا خیال رکھیں کہ مریض بہت جلد کمزور نہ ہونے پائے بعض مریض کھانا چھوڑ دیتے ہیں تیمار داروں کو چاہئے کہ وہ تھوڑا تھوڑا کر کے جس طرح حکیم یا ڈاکٹر کہے کچھ نہ کچھ کھلاتے رہیں۔ مگر ایسی کوئی چیز نہ دیں جس سے نقصان کا اندیشہ ہو چاہے مریض کتنا ہی چیخے چلائے۔

ہر لڑکی کو چاہئے کہ ان باتوں کو غور سے پڑھے اور یاد رکھے۔ تیمار داری عورت کا ایک ہنر ہے۔ دنیا میں لاکھوں عورتیں اس کے ذریعے روزی کما رہی ہیں

اڈیٹر

بھیڑیا اور ہاتھی

کسی جنگل میں ایک بھیڑئیے کا بھوک سے برا حال تھا تین روز کی تلاش کے باوجود شکار نہ مل سکا اس نے سب بھیڑیوں کو جمع کیا اور کہنے لگا۔ ہم عرصہ دراز سے اس جنگل میں رہتے ہیں۔ کبھی کسی کو اتنی تکلیف نہیں ہوئی۔ بہت غور کے بعد میں نے ایک تجویز سوچی ہے میں جس طرح کہوں اس پر عمل کرو گے تو اتنی غذا مل جائے گی کہ دو ماہ مزے سے کھاؤ گے۔ سب بھیڑئیے بھوک سے پریشان تھے انھوں نے کہا کہ ہمیں منظور ہے۔ جو تم کہو گے ہم عمل کریں گے۔ عقل مند بھیڑئیے نے سب کو اپنے ساتھ لیا اور ایک جگہ پہونچا۔ جہاں ایک درخت کے سایہ میں ایک بہت بڑا ہاتھی کھڑا ہوا تھا۔ سب بھیڑیوں نے پریشان ہو کر غصے سے کہا کیا ہمیں مروانا چاہتا ہے۔ اتنا بڑا جانور اگر غصے میں آجائے اور ایک ایک ٹھوکر ہی مار دے تو ہماری موت یقینی ہے۔ عقل مند بھیڑئیے نے کہا تم اطمینان رکھو اور میں جو کہتا ہوں اس پر عمل کرو۔ اب آگے بڑھ کر اس بڑے جانور کو جھک کر سلام کرو۔ غرض ہر ایک نہایت ادب سے ہاتھی کو سلام کرنے لگا۔ ہاتھی تعجب سے پوچھنے لگا آخر تم کیا چاہتے ہو۔ عقل مند بھیڑئیے نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ حضور ہمارا ایک جنگل ہے جس میں ہم سب ایک سرپرست کی ہدایتوں پر عمل کر کے اطمینان سے زندگی گزارتے تھے۔ چند روز ہوئے کہ ہمارا شہنشاہ مر گیا۔ جب سے کچھ نہ پوچھئے ہر ایک جانور ہمیں ستاتا اور ہم پر ظلم کرتا ہے۔ ہم بہت پریشان ہیں اور کئی روز سے تلاش میں پھر رہے ہیں کہ کوئی ایسا سرپرست مل جائے جو ہمیں اس مصیبت سے نجات دلائے۔ خدا خدا کر کے آج ہماری کوششیں کامیاب ہوئیں اور حضور کی قدم بوسی حاصل ہوئی۔ اب حضور کو ہم اپنا بادشاہ مانتے ہیں۔ آپ چلئے اور اپنی سلطنت میں اطمینان سے زندگی کے دن گذاریئے۔ ہمیں بھی ظالموں سے نجات ملے گی ہم جہاں تک ممکن ہوگا حضور کی خدمت کریں گے۔ ہر روز آپ کے لئے کھانے کا انتظام کریں گے اور امن و امان سے زندگی کے دن بسر کریں گے۔ عقل مند بھیڑئیے کی اس خوشامد سے بے وقوف ہاتھی مسکرایا اور مفت کی بادشاہت پر پھولا نہ سمایا اور ان کے ساتھ ہولیا۔ عقل مند بھیڑیا آگے آگے راستہ بتاتا جا رہا تھا۔ اور تمام فوج ہاتھی کے پیچھے پیچھے آرہی تھی۔ چلتے چلتے راستہ بہت ہی

تنگ ملا راستہ کی ایک جانب پہاڑ اور دوسری
طرف ایک بڑا غار کوئی تین چار سو فٹ گہرا تھا۔ ہاتھی
گھبرا کر پوچھنے لگا کہ بھائی اب یہاں سے ہمارا مقام
کتنی دور ہے۔ عقل مند بھیڑیے نے جواب دیا حضور
بہت ہی قریب ہے۔ اب ہم اپنی سلطنت میں
داخل ہو گئے ہیں۔ تھوڑی دور اور چلے کہ راستہ
بہت ہی تنگ ہو گیا اور ہاتھی کو چلنا دشوار
ہو گیا۔ اب تو اس کے پاؤں بھی پھنسنے لگے ہاتھی
پریشان ہو گیا اور غصہ کی حالت میں پلٹ کر
واپس ہی ہونا چاہتا تھا کہ پاؤں پھسل گیا اور
بادشاہ سلامت غار کی تہہ میں جا پہونچے۔ اور
لگے عاجزی کرنے کہ بھائی مجھے نکالو۔ عقل مند
بھیڑیے نے اپنے گروہ سے کہا کہ سب غار کی
طرف اپنی دم کر لو۔ سب پلٹ کر کھڑے ہو گئے
تو ہاتھی سے کہا بادشاہ سلامت ہماری دم
پکڑ لیجئے اور نکل آئیے۔ غرض سب نے مل کر
ہاتھی کا خوب مذاق اڑایا اور چل دئے۔ چند
روز میں ہاتھی بھوک اور پیاس کی شدت سے
مر گیا۔ سب بھیڑیوں نے مل کر خوب مزے
اڑائے۔

نتیجہ:۔ اللہ نے اتفاق میں بڑی برکت
دی ہے اور متحدہ کوشش سے ہر مشکل
آسان ہو جاتی ہے۔

سلطان جہاں بیگم

مذاق

مذاق کرنے کو کس کا جی نہیں چاہتا لیکن مذاق
موقع اور عمر کے مطابق اچھا معلوم ہوتا ہے بعض لڑکیاں
اس بات کی بالکل پرواہ نہیں کرتیں اور نہ صرف
اپنی عمر والیوں سے اس قسم کا مذاق کرتی ہیں جسے
مذاق نہیں بدتمیزی اور جہالت کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ
بڑی بوڑھی عورتوں کو بھی ستانے سے نہیں رکتیں۔

میں نے خود کئی لڑکیوں کو ان عورتوں سے انگریزی
میں سوال کرتے ہوئے دیکھا ہے جن کے متعلق انھیں
معلوم تھا کہ وہ انگریزی نہیں جانتیں۔ لیکن اگر اس
قسم کی لڑکیوں سے اس طرح دوسروں کو شرمندہ
کرنے کی وجہ پوچھی جائے تو جواب ملتا ہے کہ ہم نے
تو مذاق کیا تھا مگر شاید وہ نہیں جانتیں کہ کسی کو شرمندہ
کرنا مذاق نہیں۔ بلکہ بے وقوفی ہے۔

اسی طرح دوسروں کی چیزیں چھپا کر انھیں دق
کرنا مذاق نہیں ہے اور نہ دوسروں کو اپنے آنے
کا وقت بتا کر اور انھیں انتظار میں رکھ کر خود گھر
بیٹھ رہنا مذاق کہلاتا ہے۔

بہنوں کو چاہئے کہ وہ اپنے چھوٹے بہن اور
بھائیوں کے ساتھ ہر وقت مذاق نہ کیا کریں ورنہ
ان کا خوف ڈر بالکل نہ رہے گا۔ جو لڑکیاں بڑوں
کے ساتھ مذاق کرتی ہیں وہ اپنی قدر خود کھوتی ہیں
مذاق کرنا ضرور چاہئے۔ مگر صرف اپنی عمر والیوں سے
اور وہ بھی مہذب۔

فہمیدہ اختر۔ پشاور

دنیا کے سات پرانے عجائبات

دنیا کے عجائبات سے مراد وہ ۱۴ چیزیں ہیں جو اپنی خوبصورتی بڑائی اور مضبوطی میں بے مثل ہیں۔ ان چودہ میں سے سات پرانے زمانہ کے عجائبات ہیں اور باقی سات نئے زمانہ کے ذیل میں صرف سات قدیم عجائبات کی فہرست درج کی جاتی ہے جو ابتدا میں یونان کی ان مشہور کتابوں سے لی گئی تھی جن میں عام معلومات کا ذخیرہ تھا۔

(۱) **اہرام مصری**:- یہ پتھر کے بنے ہوئے ہیں جن کا نیچے کا حصہ چوکونی ہے۔ ان کے بیرونی حصے ترچھے ہیں جو اوپر کی چوٹی پر ملتے ہیں۔ یہ دراصل شاہی مقبرے ہیں۔ ان میں سے ۷۰ دریافت کئے گئے ہیں اور ۹۰ شناخت کئے گئے۔ یہ ریگستان میں شہر قاہرہ سے کچھ میل مشرق کی جانب واقع ہیں۔ ان میں زیادہ مشہور تین مقبرے ہیں۔ ۱۹۳۲ء میں یہیں پر ایک چوتھا مقبرہ بھی دریافت کیا گیا تھا۔ لیکن سب سے بڑا مقبرہ مصر کے بادشاہ کلیوالیس کا ہے۔ وہ ہر طرف سے ۷۵۵ فٹ ہے۔ اس کی بلندی ۴۵۱ فٹ اور رقبہ ۱۳ ایکڑ اندازہ لگایا گیا ہے۔ اس کی تعمیر میں ۶۰ لاکھ ٹن پتھر استعمال کیا گیا تھا اور ۱۰ لاکھ معمار ۲۰ سال تک اس کی تعمیر میں مصروف رہے مختلف کلوں کی مدد سے انھوں نے اس کو تیار کیا۔ یہ کلیں آج تک ایک معمہ معلوم ہوتی ہیں۔

(۲) **شہر بابل کے جھولتے ہوئے باغ**:-

یہ باغ بھی دنیا کے سات عجائبات میں سے ہیں۔ یہ باغ بڑے بڑے چبوتروں کی صورت میں ترتیب دئے گئے تھے۔ ان چبوتروں میں بلند ترین سطح سے ۳۰۰ فٹ پر ہے۔ ان باغوں میں وسیع دالان اور بڑی بڑی عمارتیں بھی موجود ہیں جن کے اطراف خوشنما پھول اور خوبصورت درختوں کی افراط ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اسکی بانی سمارسیس نامی ایک عورت تھی۔ لیکن پھر زیادہ حقیقت اس میں پائی جاتی ہے کہ شاید اس کا بانی نیوکنڈنیزر ہو۔

(۳) **زیوس کا مجسمہ**:- جو اولمپیہ میں ہے اور جس کا بانی فیڈلیس ہے۔ اولمپیہ قدیم یونان کا مذہبی مرکز ہے۔ یہاں کی مشہور چیز ایک بازی گاہ ہے جس میں ہر چوتھے سال مختلف قسم کے کھیل ہوتے ہیں۔ جدید اولمپیہ لندن کی ایک تفریح گاہ ہے جہاں نمائشیں بھی ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں فوجی اور بحری مظاہرے بھی ہوتے رہتے ہیں۔

فیڈلیس:- قدیم یونان کا سب سے مشہور

کاریگر تھا جو ۴۹۰ قبل مسیح میں پیدا ہوا۔ اس نے اولمپیہ میں ایک مجسمہ بنایا تھا جو دنیا کے سات عجائبات میں سے ایک مانا جاتا ہے۔ یہ مجسمہ زیوس کا ہے جو یونان کا سب سے بڑا خدا مانا جاتا ہے۔ (یونان میں ہر ہر چیز کا ایک ایک خدا مانا جاتا ہے) لوہ المپس اس کی عبادت گاہ ہے۔

(۴) افلیس میں دیوی ڈارسنہ کا مندر:۔

قدیم جغرافیہ کے مطابق یہ یونانی ۱۲ شہروں کا صدر مقام ایشیار کوچک کی سرحد پر واقع ہے یہ ایک بڑا تجارتی مرکز تھا۔ اب وہاں بے شمار قابل دید کھنڈر موجود ہیں۔ ان کے علاوہ وہاں ایک بڑا تماشہ گاہ، ایک بڑی عمارت بغرض موسیقی، ایک بازی گاہ اور ایک مندر دیوی ڈارسنہ کا ہے۔ جو تعمیر شدہ چھٹی صدی قبل مسیح کا ہے اور مرمت چوتھی صدی مذکور کا ہے جس کا شمار دنیا کے سات عجائبات میں ہوتا ہے۔ عیسائی عبادت خانوں کے ۲ زبردست مجالس وہاں دوسری اور پانچویں صدی مذکور کے درمیان منعقد ہوئے تھے۔

الفی سس ایک شہر ہے جو ایشیار کوچک کے مغربی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں پر اس دیوی کی مورتیں چاندی کی بنائی اور فروخت کی جاتی تھیں ایک زمانہ میں یہ شہر جادوگری میں بھی مشہور تھا۔

(۵) ہالیکانیس کا مقبرہ:۔

ہالیکانیس ایک مقام ہے جو ایشیار کوچک کا قدیم شہر ہے۔ یہ ایک نو آبادی ہے جو بادشاہ موسولس کے زمانہ میں پایۂ عروج کو پہونچی۔ موسولس ۳۵۳ قبل مسیح میں فوت ہوا۔ اس جگہ موسولس کا مزار ہے جو اس کی بیوہ کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ اس عمارت کی بلندی ۱۴۰ فٹ ہے جو بڑے بڑے مجسموں سے گھری ہوئی ہے۔ اس کاریگری کے کچھ حصے برطانوی عجائب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔

(۶) مجسمہ روڈز:

شہر روڈز (ایشیار کوچک کے جنوب و مغرب میں ہے) یہ ۲۲۴ قبل مسیح میں زلزلہ کے حادثہ سے گر گیا تھا۔ وہاں کا بادشاہ نیرو اپنے طلائی مکان میں اپنا مجسمہ رکھتا تھا جس کو بعد ازاں ہیڈرن نے عجائب خانہ میں داخل کردیا۔

روڈز:۔ یہ جزیرہ ایشیار کوچک کے ساحل سے ۱۲ میل دور ہے۔ انگور اور دیگر میوے یہاں اُگتے اور چینی کے برتن بھی یہاں بنتے ہیں یہ یونان کے تہذیب و تمدن کا مرکز تھا۔ اور یہاں کی کاریگری اور لوگوں میں تقریر کرنے کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔

(۷) سکندریہ کا روشنی کا مینار

اس کا بانی ٹلمی ہے جس نے سنہ ۲۶ قبل مسیح میں اس کی تعمیر کرائی تھی۔ سکندر اعظم نے ایک پشتہ بنوایا تھا جس سے اس کا مقصد اس جزیرے کو اپنے نئے شہر اسکندریہ سے ملانا تھا۔ یہ مینار مصر کے ساحل پر چھوٹے سے جزیرۂ فردوس میں ہے۔

زہرا۔ حیدرآباد

عبرت

تھا کسی آدمی کے اک لڑکا　　ماں نے جس کو تھا لاڈ سے پالا
کوئی حرکت بھلی نہ تھی اس کی　　تھیں بری اس میں عادتیں ساری
ماں نے بس اسکو سر چڑھایا تھا　　شوخ اور بے ادب بنایا تھا
صبح کو دیر کرکے اٹھتا تھا　　شوق تعلیم کا نہ رکھتا تھا
عمر کے گرچہ بڑھ رہے تھے سال　　ذہنیت کو مگر تھا اسکی زوال
عہد طفلی سے سست و کاہل تھا　　بس بڑا ہو رہا تھا جاہل تھا
اسکے ہم سن اسے ستاتے تھے　　مضحکہ اسکا سب اڑاتے تھے
باپ اسکا بہت پریشاں تھا　　ڈھیل دیکر وہ اب پشیماں تھا
وہ سزا دینی چاہتا تھا مگر　　ماں کی کوشش سے بچ رہا اکثر
اسطرح وہ سزا نہ پاتا تھا　　اور ہر روز بگڑا جاتا تھا
باپ نے اسکے آخرش سوچا　　کہ نہیں کارگر سزا دینا
صبح دم ایکدن جگا اس کو　　لے گیا ساتھ سیر گلشن کو
تھیں وہاں بھانت بھانت کی چڑیاں　　محو تھیں شکر حق میں از دل و جاں
کہا لڑکے سے اپنے دکھلاکر　　دل لبھاتی جو ہیں یہ گا گا کر
اصل میں انکی یہ عبادت ہے　　جس کے باعث انھیں یہ راحت ہے
کہ وہ آزاد ہیں زمانے میں　　اور مختار پینے کھانے میں
جو بھی آتا ہے جی میں کرتی ہیں　　ہر طرف کو پھدکتی پھرتی ہیں
بری صحبت سے عار ہے ان کو　　بس خزاں بھی بہار ہے انکو
بری عادت انھیں پسند نہیں　　ان سے اوروں کو کچھ گزند نہیں
جاگتی ہیں وہ منہ اندھیرے سے　　باغ میں آتی ہیں سویرے سے
بیٹھ کر ٹہنیوں پہ گاتی ہیں　　نغمۂ جانفزا سناتی ہیں
دن گزرتا ہے شکر گوئی میں　　سعی پیہم تلاش روزی میں
کام اپنا ہی انکو پیارا ہے　　منت غیر کب گوارا ہے
آپ اپنا کماکے کھاتی ہیں　　زندگی کی خوشی رچاتی ہیں
دیکھا لڑکے نے جب یہ حال بغور　　تو پرندوں کے اسکو بھائے طور
نکلا انساں پرند سے بدتر　　ہوا شرمندہ اس تصور پر
دور دل سے کیا جہالت کو　　بھول بیٹھا وہ سب شرارت کو
فرض کا اپنے ہوگیا پابند　　نیک کردار اور سعادت مند
عمل و علم میں ہوا معروف　　نیک کرداریں ہوا مصروف
لی پرندوں کے حال سے عبرت　　پائی دونوں جہان کی دولت
علم پایا خدا کو پہچانا
اس طرح ہوگیا وہ فرزانہ

میر اکبر علی

۱؎ بری صحبت سے دور رہتی ہیں ۲؎ کھانے کی چیزیں یعنی دانہ دُنکا تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ ۳؎ دوسروں کا احسان نہیں اٹھاتے ۴؎ اچھے اچھے کام کرنے لگا ۵؎ عقل مند۔

بنات صرف ضرورت کے مطابق چھاپا جاتا ہے۔ چنانچہ سنہ ۴۲ء کے ۱۲ ماہ کے پرچوں میں ۹ ماہ کے پرچہ اب کسی قیمت پر نہیں مل سکتے اگر کسی ماہ کا رسالہ آپ کو ۲۵ تاریخ تک نہ ملے تو خریداری نمبر کے حوالہ سے فوراً منگالیں ورنہ کسی قیمت پر نہ ملیگا

ہمارا سفر

جنوری سنہ ۴۶ء کا ذکر ہے ہم اجمیر کے سفر
کے واسطے روانہ ہوئے۔ اسنسول جنکشن پر شام
کے سات بجے ہمیں دہلی میل ملی۔ اس قدر کھچا کھچ
بھری ہوئی تھی کہ الامان الحفیظ! آدمیوں کا
ریلا تھا یا چیونٹیوں کی قطار۔ کلکتہ کے بھگوڑوں
نے الگ آفت مچا رکھی تھی۔ بم کے خوف سے
ان کے ہوش و حواس قائم نہ تھے۔ عورتوں
بچوں سمیت ڈھیروں اسباب لادے اندھا
دھند بھاگے جا رہے تھے۔ زنانہ انٹر کی تو حالت
نہ پوچھئے جس میں ہمیں مال گاڑی کے اسباب کی
طرح ٹھونس دیا گیا۔ ٹرین بہت جلد چل پڑی
ڈبہ بدلنے کا بھی ہمیں خیال نہ رہا۔ اب جو ہم نے
کھڑے کھڑے اپنے درجہ پر ایک سرسری نظر ڈالی
تو تین خدائی فوجداروں کو تینوں بنچوں پر قابض
پایا جو بڑے آرام سے مع بچوں کے لیٹی ہوئی تھیں۔
پھر سامان اس بے ترتیبی سے پھیلا ہوا تھا کہ تل
دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ ایک بیوی سیٹ چھننے کے
خوف سے بیمار بنی پڑی تھیں اور دو پنجابی عورتیں
تو اس قدر لڑاکا اور زبان دراز تھیں کہ الٰہی توبہ
کھڑے کھڑے ہم تھک گئے۔ وقت کاٹنا پہاڑ
ہو رہا تھا۔ لیکن یہ معلوم کر کے تو روح ہی فنا
ہو گئی کہ سب دہلی جائیں گے۔ صبح الہ آباد میں
ہوئی اور مردوں نے آکر کچھ جگہ کی۔ دہلی میل
بہت کم کسی اسٹیشن پر ٹھہرتی ہے۔ رات بھ
کھڑے کھڑے گزری صبح کچھ کھا پی کر ہم قدر
نظاروں میں مصروف ہوئے۔ دن ابر آلود
بسنت رت پھولی ہوئی تھی اور ان کے دو طر
سرسبز کھیتی آنکھوں میں عجیب تراوٹ پیدا
رہے تھے۔ علیگڈھ کے تین اسٹیشن بعد
آگئی اور پورے کا پورا ڈبہ خالی ہو گیا۔ ہم لو
پہلے تو ویٹنگ روم میں ٹھہرے کیونکہ اجمیر کی
گاڑی رات کے دس بجے جاتی تھی لیکن ہم
لوگوں نے ابا جان سے کہا کہ دہلی آئے بھی اور
کچھ نہ دیکھا بہتر ہے دو ایک روز ٹھیر جائیں۔
انھوں نے بھی یہی مناسب سمجھا۔ وہاں سے
سیدھے ہوٹل روانہ ہوئے۔ تانگہ کی سوار
یہاں عام ہے۔ چاندنی چوک سے ہوتے ہو
ہوٹل پہونچے۔ یہ بڑا پر رونق بازار ہے
رات گزار کر صبح ہی قطب مینار دیکھنے کی ٹھہ
دو تانگہ ہوئے۔ کرایہ آٹھ روپیہ۔ یہاں فی تانگ
چار آدمی سے زیادہ نہیں بیٹھتے اور ہم سب تھ
معہ ملازم دس۔ تانگہ والے پردیسیوں کو کاف
پریشان کرتے ہیں۔ قطب مینار کو جو سڑک جا
ہے بہت اچھی ہے۔ نئی دہلی صاف ستھری جگہ

کھلی فضا، خوبصورت عمارتیں، اور گنجان آبادی سے دور۔ ہوا اگرچہ بہت تیز تھی لیکن سنہری دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ ۱۲ بجتے بجتے قطب مینار پہونچ گئے مینار پر نقش ونگار اور قرآن شریف کی آیات نہایت خوبصورتی سے کھدی ہوئی ہیں۔ چونکہ ہم قلعہ بھی دیکھنا چاہتے تھے اس لئے جلد ہی لوٹنا پڑا۔ حضرت نظام الدین اولیا سے ہوتے ہوئے فورٹ پہونچے لیکن قلعہ بند ہوچکا تھا۔ مایوس ہوکر جامع مسجد چلے گئے یہ لال قلعہ کے بالکل قریب ہے۔ مسجد کی سیڑھیوں بہت ساری چیزوں کی دوکانیں لگی ہوئی تھیں اور اس کے قریب ہی بائیں جانب اردو کتابوں کی دوکانیں تھیں۔ شام ہوگئی تھی ہوٹل لوٹے کیونکہ دس بجے اجمیر روانہ ہونا تھا۔ ہوٹل پہونچکر ہم لوگوں نے ابا جان سے کہا کہ ایک روز اور ٹھیر جائیے روز روز تھوڑی آنا ہوتا ہے۔ اگرچہ اجمیر روانگی کا تار جاچکا تھا لیکن ابا نے ہماری بات مان لی۔ دوسرے دن صبح ہی صبح نکل پڑے۔ قلعہ کے اندر جانے کے لئے ٹکٹ خریدنے ہوتے ہیں اور ایک گائیڈ بھی ساتھ ہوتا ہے جو سب چیزیں دکھاتا جاتا ہے اسے آٹھ آنے دینے پڑتے ہیں۔ قلعہ کے اندر ایک دنیا بس رہی ہے۔ پھاٹک کے قریب ہی سے دو طرفہ پتھر اور ہاتھی دانت کی چیزوں کی دوکانیں لگی ہوئی تھیں۔ تانگہ اور بیل گاڑیاں بھی اندر آجا رہی تھیں۔

دہلی کے بارے میں ہماری معلومات بہت تھی۔ علامہ راشد الخیریؒ اور خواجہ حسن نظامی کی تصانیف کے مطالعہ کی وجہ سے قلعہ کے چپہ چپہ سے محبت معلوم ہوتی تھی اور یہ سوچ کر اس اجڑے دیار میں اس وقت جب چہ حسن بس رہا ہے تو پہلے کیا حالت ہوگی۔ علامہ راشد الخیریؒ کے یہ الفاظ کہ "قلعہ جمنا کی گود میں دلھن بنا کھڑا رہتا تھا اور قلعہ کی زمین یورپ کا آسمان بنی ہوئی تھی" ہمیں بار بار یاد آرہے تھے۔ چلتے چلتے پاؤں تھک گئے لیکن طبیعت چاہتی تھی کہ دیکھے ہی جائیے۔ دیوان عام، دیوان خاص، موتی مسجد جل محل غرض سب اپنی خوبصورتی کی مثال آپ تھے۔ اور عبرت و بے ثباتی کی تصویر۔ قلعہ کا عجائب خانہ بھی دیکھا جو پہلے ممتاز محل کا محل مشہور تھا۔ اس کے بعد چونکہ آخری گھنٹی بج چکی تھی سب باہر آئے چاندنی چوک سے کچھ چیزیں خریدیں اور پھر ہوٹل روانہ ہوئے۔ شام ہوچکی تھی راستہ میں دفتر عصمت کے سائن بورڈ پر نظر پڑی۔ لیکن اب دیر ہوچکی تھی اور ہمیں جلد اسٹیشن جانا تھا۔ بہت افسوس ہوا کہ اتنی دور آکر بھی ہم اپنے پیارے عصمت کے دفتر نہ جاسکے۔ ہوٹل سے نکل کر جب اسٹیشن پہونچے تو الاماں۔ اس قدر رش تھا کہ راستہ چلنا دشوار اور ٹکٹ لیتے وقت تو اچھی خاصی

مار پیٹ ہو رہی تھی۔ بڑی مصیبت سے پلیٹ فارم کو عبور کر کے ٹرین تک پہونچے۔ قلیوں کی اچھی خاصی آمدنی تھی کہ اسباب اطمینان سے رکھ کر سوار کر دینے کے لئے لوگ انھیں زیادہ پیسے دیتے تھے۔ ہم لوگوں کو بھی یہی کرنا پڑا۔ بڑی مشکل سے سوار ہوئے اور بیٹھنے کی جگہ مل گئی۔ رات گزار کر دن کے دس بجے اجمیر پہونچے۔ ادھر کی زمین زرخیز نہیں۔ سبزہ بہت کم نظر آیا۔ جا بجا چٹیل میدان تھے اور کہیں کہیں سوکھے ہوئے درخت وغیرہ۔ پتھر کی عمارتیں ادھر زیادہ ہیں۔ اسٹیشن پر ہمارے وکیل صاحب موجود تھے اور ایک اچھا سا مکان بھی نزدیک مزار حضرت خواجہ غریب نواز ٹھیرا چکے تھے۔ یہاں ہم لوگ سات آٹھ روز رہے۔ سردی اس غضب کی تو نہ تھی جتنی کہ دہلی میں۔ پھر بھی کئی دن بادل کی وجہ سے خاصی تکلیف رہی۔ یہاں گھر کا پکا ہوا کھانا ہمارے لئے آتا تھا۔ لیکن مرچ اس قدر ہوتی تھی کہ کھایا نہ جاتا تھا۔ نمک بھی اس طرف برائے نام کھایا جاتا ہے۔ دہلی میں بھی یہی حال تھا۔

چونکہ یہ محرّم کا زمانہ تھا اس لئے جتنی عورتیں مرد اور بچے تھے سب کے سب سبز پوش اجمیری عورتوں اور بچوں کا لباس عموماً چست پائجامہ کرتہ یا قمیص دوپٹہ عام ہے، ساری کا رواج بہت کم ہے۔ لڑکیاں یہاں کی محنتی اور چست چالاک ہوتی ہیں۔ لیکن لباس اور جسم کی صفائی کا خیال بہت کم رکھا جاتا ہے۔ مکان کی صفائی کا بھی یہی حال ہے۔ نذر نیاز اور مزارات کی بہت معتقد ہوتی ہیں۔

اجمیر میں ہم لوگ "ڈھائی دن کا جھونپڑا" اور اناساگر بھی دیکھنے گئے تھے۔ نیز سونا مندر بھی جو ایک کروڑ پتی کا بنایا ہوا ہے اور اس نے ایک شیشے کے نہایت خوبصورت ہال میں اپنے دیوتاؤں کی دنیا بسا رکھی ہے۔ ننھے ننھے پتلے پیتل یا سونے کے بے شمار ہیں اور انہی کی سلطنت و شہری زندگی دکھائی گئی ہے۔ اناساگر نہایت پُرفضا اور قابل دید مقام ہے۔ شاہی عمارات کے نیچے سے جھیل بہتی ہے جس کے ارد گرد پہاڑوں کا بلند ترین سلسلہ بہت خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ پہاڑ پر کمشنر کی کوٹھی ہے اور سب عمارتیں بالکل سفید پتھر کی بنی ہوئی ہیں۔ صبح شام نیز چاندنی رات میں یہ بڑی تفریح کا مقام سمجھا جاتا ہے۔

اجمیر نہایت گنجان شہر ہے۔ اور جا بجا گلیوں کی کثرت۔ یہاں کے تانگہ والے بڑے جھنجھٹی ہوتے ہیں۔ تین سے زیادہ سواری لیتے ہی نہیں۔ اور پھر یہاں کے فقیروں کا حال تو نہ پوچھئے اس قدر زبردست اور لالچی کہ خدا کی پناہ اور جو زیادہ دیتے ہیں ان کی تو خیر ہی نہیں۔ ہمارے ساتھ فقیروں کی ٹولی اسٹیشن تک آئی

یکم فروری کو ہم اجمیر سے آگرہ روانہ ہوئے ہمارے
وکیل صاحب نے ہمارے آرام و آسائش کے
لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا تھا۔ اور یہاں یہ
کئی روز بڑے پرلطف گذرے۔ سرد رات چاندنی
تھی سفر بہت دلچسپ رہا لیکن سردی کی وجہ
سے کھڑکی کھولنی مشکل تھی۔ دن کے نو بجے ٹرین
آگرہ فورٹ پہونچی۔ یہاں بھی ہوٹل والے اپنا
اپنا کارڈ پیش کرنے لگے۔ ضروریات سے
فارغ ہو کر ہم لوگ قلعہ آگرہ، تاج محل اور
مقبرہ اعتماد الدولہ دیکھنے گئے۔ یہ قلعہ دہلی کے
لال قلعہ سے پرانا ہے اور بہت سی چیزیں قابل
دید ہیں۔ سنگ سرخ سے تیار کردہ عمارتیں
شہنشاہ اکبر کی یادگار ہیں اور سنگ سفید سے
شہنشاہ شاہجہاں کی۔ جن کی نفاست مزاج
کا کیا پوچھنا۔ اگرچہ سینکڑوں سال گذر گئے
لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ابھی بن کر تیار
ہوئے ہیں۔ قلعہ سے جمنا کا نظارہ پھر سامنے
تاج محل کا نظر آنا بڑا دلچسپ اور دلکش
منظر تھا۔ ایک بہت ننھا سا شیشہ بھی دیکھا
جس میں پورے تاج کا نقشہ بالکل صاف
دکھائی دیتا ہے۔ شیش محل کی خوبصورتی تو
بیان ہی نہیں ہو سکتی۔ قلعہ کے اندر سنگ مرمر
ہاتھی دانت زردوزی اور پیتل وغیرہ چیزوں
کی دوکانیں قرینے سے لگی ہوئی تھیں۔ چیزیں
تو ایک سے ایک نفیس اور پائیدار تھیں مگر
قیمت بہت زیادہ تھی۔

قلعہ سے سیدھے تاج محل روانہ ہوئے
ارد گرد تمام جہان ہرے سرخ پتھر کی تیار کردہ
تھی اور سامنے کا عالی شان پھاٹک بھی اسی کا تھا
جس پر سنگ مرمر کی گلکاری کی گئی تھی۔ اس کے
بعد اندر داخل ہوئے۔ دو طرف باغات اور بیچ میں
حوض بہت خوشنما دکھائی دیتا تھا۔ اور تاج
کے جس قدر قریب پہنچتے جاتے تھے اس کی
دلکشی ہماری آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ تاج بیشک
شاہی عمارتوں کا سرتاج ہے کیا نفاست اور صوفیانہ
پن برس رہا تھا کہ ایک ایک ٹکڑے کی بناوٹ پر
قربان ہو جانے کو دل چاہتا تھا۔ تاج کا چھوٹا سا
میوزیم و عجائب خانہ بھی دیکھا۔ پھر اعتماد الدولہ کے
مزار کو روانہ ہوئے۔ یہ کچھ دور پر واقع ہے یہاں
بھی سرخ و سفید پتھر کے محلات ہیں اور درمیان میں
مقبرہ جس میں جالی کا کام نہایت خوبصورت بنا
ہوا تھا اور ملکہ نورجہاں کے ماں باپ بہن بھائی
بھاوج اور لڑکی کی قبریں تھیں۔ اعتماد الدولہ کے
مزار سے ہوتے ہوئے ہوٹل پہونچے آگرہ کے
بازار بھی دیکھے اچھے بارونق ہیں لیکن راستے
تنگ اور صفائی کا انتظام کم ہے۔ ساڑی کا رواج
اجمیر کے مقابلہ میں یہاں زیادہ نظر آیا۔

۲ فروری کی شام کو ۸ بجے ہم نے آگرہ کو
خیرباد کہا اور ان بے مثل اور لاجواب عمارتوں
کا موہوم سا نقشہ آنکھوں میں لئے لونڈلہ جانے والی

ٹرین پر سوار ہو گئے اور ایک گھنٹہ بعد ہی ہمیں ٹونڈلہ میں اتر جانا پڑا۔ رات بڑی سرد تھی اور گرم کپڑے بھی برف ہوئے جاتے تھے۔ دس بجے رات سے بیٹھے بیٹھے کہیں ڈھائی تین بجے پٹنہ جانے والی ٹرین ملی۔ اس وقت تک تو اچھی خاصی سزا مل چکی تھی اور سارا بدن شل ہو رہا تھا۔ تھکن سے الگ چور چور تھے۔ خیر جگہ تو گاڑی میں مل ہی گئی لیکن اس کے بعد سے مغل سرائے تک وہ بھیڑ کہ بس خدا کی پناہ۔ کہیں شام کے وقت کچھ سکون ہوا۔ یہ ۳ر فروری کا سارا دن اور شام کے ۸ بجے تک ہمیں ٹرین ہی میں رہنا پڑا ادھر اطراف میں سرسوں، گیہوں اور خشخاش چنے وغیرہ کے کھیت کثرت سے پھیلے ہوئے تھے اور جگہ جگہ چڑیوں کے جھنڈ کے جھنڈ اڑ رہے تھے۔ ندیاں اور آبشار بھی دکھائی دیتے تھے۔ کبھی آموں کے گھنے درختوں کا سلسلہ شروع ہوتا تھا تو کبھی چٹیل میدان کا۔ پٹنہ سٹی میں اتر کر مکان جلد ہی پہونچ گئے اور یہاں دو دن بڑے مزے میں گزرے۔ ۶ر فروری کو ہم نے بھاگلپور کا قصد کیا یہاں بھی دو ہی دن قیام رہا بعدہٗ سیدھے بانکوڑے کا رخ کیا اور ہمارا سفر تمام ہوا۔ اگرچہ اس درمیان میں تکلیفیں بہت اٹھائیں لیکن تجربہ بھی بہت سا ہوا۔ پھر شاہی عمارتوں کی یاد تو ہمارے دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتی۔

جہاں آرا بیگم۔ بانکوڑا بنگال

گھوڑے گدھے کی ریس

اک سوداگر گھر سے نکلا ۔۔۔ لیکر ساتھ گدھا اور گھوڑا
نمک کی بوری گھوڑے پر تھی ۔۔۔ اور گدھے پر روئی لادی
رستے میں اک ندی آئی ۔۔۔ گھوڑے نے اک ٹھوکر کھائی
پانی میں بیٹھا جو گھوڑا ۔۔۔ ہو گیا پانی نمک وہ سارا
بوجھ ہوا گھوڑے کا ہلکا ۔۔۔ اور وہ چلنے کو بھی اٹھا

گدھے نے جب یہ حالت دیکھی ۔۔۔ پانی میں اک ڈبکی ماری
روئی جو بھیگی ہو گئی وزنی ۔۔۔ اور گدھے پر آفت آئی
اس نے جس دم اٹھنا چاہا ۔۔۔ اٹھ نہ سکا، گو زور لگایا
مالک نے جب مارا پیٹا ۔۔۔ مشکل سے بیچارہ اٹھا
بوجھ سے لیکن بیچارے کی ۔۔۔ کمر تو ٹوٹی ہی جاتی تھی
چلنے میں گر سستی کرتا ۔۔۔ مالک دو اک ڈنڈے دھرتا

پہنچا جوں توں کرکے گھر پر
ریس کا بدلہ پایا جوہرا

جوہر چاندوڑی

کتابوں کی قیمتوں میں اضافہ

عصمت بک ڈپو نے کتابوں کی قیمتوں میں کاغذ کی بے حد گرانی کے باوجود اب تک اضافہ نہیں کیا گیا تھا لیکن اب ۱۵ر مئی سے کتابوں کی قیمتوں میں ۳ر فی روپیہ اضافہ ہو گیا ہے۔ جو لاگت کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ منیجر

عجائب خانہ

ہندو راجاؤں کی روایات:۔

ہندوستان کے ہندو راجا دیوتاؤں سے اپنا سلسلہ ملاتے ہیں۔ مثلاً مہاراجہ اودے پور ہندوؤں میں رام کی گدی کا جائز وارث سمجھا جاتا ہے رام وشنو کا اوتار مانا جاتا ہے اور وہ ایک ہزار برس مسیح سے پہلے دنیا میں آیا۔ مہاراجہ اپنے آپ کو رام کے بڑے بیٹے لو کی اولاد بتاتا ہے۔ رام ہندوؤں میں بہترین بیٹے بھائی اور شوہر کی مثال ہیں۔ رامائن میں ان کا ذکر ہے۔ مہاراجہ جے پور رام کے دوسرے بیٹے کشن کی اولاد بتایا جاتا ہے ہندوستان کے ۱۹ راجاؤں میں سے ۲۶ اپنے آپ کو رام کی اولاد بتاتے ہیں۔ کرشن جی وشنو کے دوسرے اوتار سمجھے جاتے ہیں۔

راجپوتوں کی بہادری مشہور ہے مسلمانوں نے ان بہادروں کو بڑی جانفشانی کے بعد زیر کیا اور ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم کی۔ ایک مرتبہ جب راجپوتوں نے اونتالا کا قلعہ دوبارہ فتح کرنا چاہا تو ہندوؤں کی دو قوموں میں اس بات پر بحث تھی کہ کون پہلے قلعہ سر کرے۔ دونوں قومیں پڑاؤ سے ایک صبح نکلیں۔ سکتاوٹ نے اس قلعہ کے پھاٹک کا رخ کیا جو قلعہ میں داخل ہونے کا اکیلا ذریعہ تھا۔ چنداوت دوسری قوم پھیر کھا کے گئی تاکہ کسی جگہ دیوار پر چڑھ کے اندر داخل ہو۔ سکتاوت کا راجہ ہاتھی پر سوار تھا۔ اس نے ہاتھی کی ٹکر سے پھاٹک توڑنا چاہا۔ مگر نوکدار میخیں جڑی ہوئی تھیں ہاتھی رک گیا اتنے میں راجہ نے دوسری طرف سے نعروں کی آواز سنی۔ وہ سمجھا کہ دوسری قوم قلعہ فتح کرنے والی ہے۔ وہ ہاتھی سے کودا اور پھاٹک سے چمٹ گیا اور مہاوت کو حکم دیا کہ ہاتھی کو اس کے جسم سے ٹکرائے اور پھاٹک کو توڑ ڈالے ورنہ سے قتل کر دیا جائے گا۔ اس نے مجبور ہو کر ایسا ہی کیا پھاٹک ٹوٹ گیا اور قلعہ اس کی قوم نے فتح کر لیا۔

جب راجپوت ہارنے والے ہوتے تھے۔ جوہر کی رسم ادا کرتے تھے۔ اپنی عورتوں بچوں کو یا تو خود قتل کر ڈالتے یا وہ جلتی ہوئی آگ میں زیورات سمیت کود کے جل مرتیں۔ چنانچہ علاءالدین خلجی کے محاصرہ چتوڑ کے وقت بھی یہی ہوا۔ رانی پدمنی چند ہزار راجپوتنیوں کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ میں کود کے راکھ کا ڈھیر ہو گئی۔ اس وقت پھاٹک کھلا اور مرد بن سنور کے باہر نکلے اور حملہ آور ہوئے اور ایک ایک کٹ مرا۔

ایک مرہٹہ سردار کونکن کے قلعہ پر حملہ آور ہوا

سخت بارش ہو رہی تھی۔ پہرہ دار یہ سمجھ کے کہ قلعہ کی دیوار بارش سے اور بھی پھسلواں ہوگئی ہے کوٹھریوں میں پناہ کے لئے جا بیٹھے۔ سردار نے گھور پاد (گوہ) ایک چھپکلی پکڑ کے اس کی کمر میں رسہ باندھ دیا اور فصیل پر پھینک دی۔ دیوار گیلی ہونے کی وجہ سے اس کے پاؤں مضبوطی سے اس پر جم گئے۔

اس کا قاعدہ ہے جتنا زور سے اسے کھینچو یہ اور بھی مضبوطی سے چپک جاتی ہے۔ چنانچہ سردار کی ساری فوج اس کے ذریعہ چڑھ کر قلعہ میں کود گئی اور قلعہ فتح ہوگیا۔ اسی وجہ سے بھونسلہ خاندان جس سے سیواجی تعلق رکھتا تھا اپنے آپ کو گھور پادے کہتے ہیں۔

مکمل سورج گرہن: ہر دو سال میں سورج کا پورا گرہن واقع ہوا کرتا ہے لیکن اس تکمیل کا وقت اس قدر کم ہوتا ہے یعنی عام طور سے دو یا تین منٹ اور کبھی آٹھ منٹ تک نہیں بڑھا کہ جتنے حصہ زمین پر نظر آتا ہے اگر اس وقت کو جمع کیا جائے تو ایک صدی میں صرف آٹھ دن بنتے ہیں۔ اس دل کش نظارہ کو دیکھنے اور اس پر غور کرنے کے لئے لوگوں کو بہت زیادہ کوشش اور نقدی صرف کرنی پڑتی ہے اور اتنی جلد گزر جانے والی کسی چیز پر اس قدر خرچ نہیں کیا جاتا نہ ہاتھ پاؤں مارے جاتے ہیں۔ ایک عالم لکھتا ہے کہ اس قسم کے چار گرہن دیکھنے کے لئے اسے چالیس ہزار میل سے زیادہ سفر کرنا پڑا اور محققانہ مشاہدہ کے لئے گیارہ منٹ سے بھی کم وقت ملا۔

ملک ٹیونس: شمالی افریقہ کی ان ریاستوں کو جو مصر سے بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی ہیں ریاست ہائے بربر کہتے ہیں۔ عربوں کے اس حصہ پر حملہ آور ہونے سے پہلے یہاں بربر قوم آباد تھی۔ اہل عرب اس کل علاقہ کو المغرب کہتے تھے۔ ٹیونس ان میں سب سے چھوٹی ریاست ہے لیکن یہ زرخیز ہے اور اس کی تجارت سب سے زیادہ ہے۔ رقبہ تقریباً ۵۱ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۲۰ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ پہلے سلطان ترکی کی طرف سے ایک بے حکومت کیا کرتا تھا۔ ۱۸۸۱ء میں ٹیونس پر فرانس نے حملہ کرکے اپنے قبضہ میں کرلیا۔ فرانس کی طرف سے اس کے بعد بے مقرر ہوتا رہا۔ اس ریاست کی برآمد میں روغن زیتون اور اناج شامل ہیں۔ ٹیونس اس کا دارالسلطنت ہے اور بڑا تجارتی شہر ہے۔ بندرطہ اس کی بڑی بندرگاہ ہے۔ اس پر جرمنوں نے چند ماہ ہوئے قبضہ کرلیا تھا۔ اب چھ ماہ کی لڑائی کے بعد انگریزوں نے اس پر قبضہ کرلیا ہے اور جرمنوں کو شکست دے کے ان کے مشہور جرنیل کو پکڑ کے انگلستان بھیج دیا ہے ۱½ لاکھ قیدی ان کے ہاتھ آئے ریاست کی زیادہ آبادی عربوں کی ہے۔

موتیوں کی ڈبیہ: گوہ المپس میں سمپلن سرنگ ۱۲½ میل

لمبی چلی گئی ہے۔

شاہ اٹلی چار فٹ گیارہ انچ لمبا ہے تیس پشتوں میں اتنے چھوٹے قد کا آدمی اس خاندان میں نہیں ہوا۔

ایک کل ایجاد ہوئی ہے جو چھپے ہوئے الفاظ کو آواز کی صورت میں منتقل کر دیتی ہے یعنی کتاب خود بولنے لگتی ہے۔

نیپلز اٹلی میں ایک محل کے متعلق وہاں والوں کا اعتقاد ہے کہ اس میں داخل ہونے کا ایک انڈے پر قائم ہے جو ورجل نے جادو کے زور سے سمندر میں معلق کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب تک انڈا سلامت ہے محل گرنے نہ پائے گا۔

گونگے بہروں کی تعلیم ایک فرانسیسی نے اٹھارھویں صدی میں ایجاد کی۔ اس نے شروع میں دو بہری لڑکیوں کو سمجھنے اور سمجھے جانے کی تعلیم دی۔ وہ اس میں اس قدر کامیاب ہوا کہ اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور فوراً ہی ساٹھ شاگرد اس سے تعلیم حاصل کرنے لگے۔ اس کا طریقہ یورپ اور امریکہ میں پھیل گیا۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے حروف بنائے جاتے ہیں۔ انگلیوں سے زیر زبر معلوم ہوتے ہیں جو حروف کے اوپر نیچے رکھ دی جاتی ہیں مشق سے فی منٹ ۱۲۰ لفظ بنائے جا سکتے ہیں۔

محمد ظفر

لاثانی اُستانی

انگلیوں کے ناخن

جب ہاتھ بار بار پانی میں ڈالے جاتے رہیں تو ناخن بہت جلد بڑھتے رہتے ہیں اسی طرح ان کی نازک جھلی بڑھ جاتی ہے۔ ناخن کتر کے گول کر لئے جائیں قینچی سے نہ کتریں۔ انھیں پوروں کے گوشت سے ذرا سا ہی نیچا رکھا جائے۔ بہت نیچے نہ رکھے جائیں جھلی گیلی ہی حالت میں پونچھ کے پیچھے ہٹا دی جائے۔ ہر دفعہ پانی میں بھگونے کے بعد ہاتھوں پر جلد جلد گلیسرین مل لی جائے۔ روغن زیتون ذرا سا ناخنوں پر لگانے سے وہ ملائم صاف اور اچھے معلوم ہوں گے۔ ذرا ذرا موقع پر یہ معمولی سی توجہ بہت اچھے نتیجے پیدا کرے گی۔ کھانا پکانے کے بعد کھانا کھانے سے اور چائے سے پہلے۔

رات کو ہاتھ گرم پانی سے دھوئیں۔ گیلے ہی ناخنوں کو ہر طرف سے احتیاط سے پونچھ ڈالیں۔ خاص کر جہاں سخت کھال اُگ آتی ہے۔ پھر تیز گلیسرین تین چار منٹ تک ہاتھوں پر ملیں۔ تیز سے مراد یہ ہے کہ اس میں کوئی خوشبو کا پانی بھی نہ ملائیں۔ اس وقت تک ملیں جب تک چپچپاپن دور ہو جائے آخر میں اچھی چکنی کریم ملیں۔ غائب ہونے والی کریم نہ ملیں۔ ناخنوں کے سروں میں اسے بھر دیں اور پرانے سفید روئی کے دستانے پہن لیں۔ اس پر

سخت بارش ہو رہی تھی۔ پہرہ دار یہ سمجھ کے کہ قلعہ کی دیوار بارش سے اور بھی پھسلواں ہو گئی ہے کوٹھڑیوں میں پناہ کے لئے جا بیٹھے۔ سردار نے گھور پاد (گوہ) ایک چھپکلی پکڑ کے اس کی کمر میں رسہ باندھ دیا اور فصیل پر پھینک دی۔ دیوار گیلی ہونے کی وجہ سے اس کے پاؤں مضبوطی سے اس پر جم گئے۔

اس کا قاعدہ ہے جتنا زور سے اسے کھینچو یہ اور بھی مضبوطی سے چپک جاتی ہے۔ چنانچہ سردار کی ساری فوج اس کے ذریعہ چڑھ کر قلعہ میں کود گئی اور قلعہ فتح ہو گیا۔ اسی وجہ سے بھونسلہ خاندان جس سے سیواجی تعلق رکھتا تھا اپنے آپ کو گھوور پادے کہتے ہیں۔

مکمل سورج گرہن: ہر دو سال میں سورج کا پورا گرہن واقع ہوا کرتا ہے لیکن اس تکمیل کا وقت اس قدر کم ہوتا ہے یعنی عام طور سے دو یا تین منٹ اور کبھی آٹھ منٹ تک نہیں بڑھا کہ جتنے حصۂ زمین پر نظر آتا ہے اگر اس وقت کو جمع کیا جائے تو ایک صدی میں صرف آٹھ دن بنتے ہیں۔ اس دل کش نظارہ کو دیکھنے اور اس پر غور کرنے کے لئے لوگوں کو بہت زیادہ کوشش اور نقدی صرف کرنی پڑتی ہے اور اتنی جلد گزر جانے والی کسی چیز پر اس قدر خرچ نہیں کیا جاتا نہ ہاتھ پاؤں مارے جاتے ہیں۔ ایک عالم کہتا ہے کہ اس قسم کے چار گرہن دیکھنے کے لئے اسے چالیس ہزار میل سے زیادہ سفر کرنا پڑا اور محققانہ مشاہدہ کے لئے گیارہ منٹ سے بھی کم وقت ملا۔

ملک ٹیونس: شمالی افریقہ کی ان ریاستوں کو جو مصر سے بحر اوقیانوس تک پھیلی ہوئی ہیں ریاست ہائے بربر کہتے ہیں۔ عربوں کے اس حصہ پر حملہ آور ہونے سے پہلے یہاں بربر قوم آباد تھی۔ اہل عرب اس کل علاقہ کو المغرب کہتے تھے۔ ٹیونس ان میں سب سے چھوٹی ریاست ہے لیکن بہ زرخیز ہے اور اس کی تجارت سب سے زیادہ ہے۔ رقبہ تقریباً ۱۵ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۲۰ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ پہلے سلطان ترکی کی طرف سے ایک بے حکومت کیا کرتا تھا۔ ۱۸۸۱ء میں ٹیونس پر فرانس نے حملہ کرکے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ فرانس کی طرف سے اس کے بعد بے مقرر ہوتا رہا۔ اس ریاست کی برآمد میں روغن زیتون اور اناج شامل ہیں۔ ٹیونس اس کا دارالسلطنت ہے اور بڑا تجارتی شہر ہے۔ بنزرطہ اس کی بڑی بندرگاہ ہے۔ اس پر جرمنوں نے چند ماہ ہوئے قبضہ کر لیا تھا۔ اب چھ ماہ کی لڑائی کے بعد انگریزوں نے اس پر قبضہ کر لیا ہے اور جرمنوں کو شکست دے کے ان کے مشہور جرنیل کو پکڑ کے انگلستان بھیج دیا ہے ۱½ لاکھ قیدی ان کے ہاتھ آئے ریاست کی زیادہ آبادی عربوں کی ہے۔

موتیوں کی ڈبیہ: گوہ المپس میں سمپلن سرنگ ۱۲½ میل

ہی چلی گئی ہے۔
شاہ اٹلی چار فٹ گیارہ انچ لمبا ہے تیس پشتوں
ں اتنے چھوٹے قد کا آدمی اس خاندان میں نہیں ہوا۔
ایک کل ایجاد ہوئی ہے جو چھپے ہوئے الفاظ
آواز کی صورت میں منتقل کر دیتی ہے یعنی کتاب
ود بولنے لگتی ہے۔

پنیلز اٹلی میں ایک محل کے متعلق وہاں والوں
اعتقاد ہے کہ اس میں داخل ہونے کا پل ایک
نڈے پر قائم ہے جو ورجل نے جادو کے زور سے
مندر میں معلق کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب تک
نڈا سلامت ہے محل گرنے نہ پائے گا۔

گونگے بہروں کی تعلیم ایک فرانسیسی نے اٹھارہویں
دی میں ایجاد کی۔ اس نے شروع میں دو بہری
لڑکیوں کو سمجھنے اور سمجھے جانے کی تعلیم دی۔ وہ
س میں اس قدر کامیاب ہوا کہ اس کی شہرت دور
ر تک پھیل گئی اور فوراً ہی ساٹھ شاگرد اس سے
لیم حاصل کرنے لگے۔ اس کا طریقہ یورپ اور امریکہ
پھیل گیا۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے حروف
ئے جاتے ہیں۔ انگلیوں سے زیر زبر معلوم ہوتے
یں جو حروف کے اوپر نیچے رکھ دی جاتی ہیں مشق
ے فی منٹ۔ ۱۳۰ الفاظ بنائے جا سکتے ہیں۔

محمد ظفر

لاثانی اُستانی

انگلیوں کے ناخن

جب ہاتھ بار بار پانی میں ڈالے جاتے
رہیں تو ناخن بہت جلد بڑھتے رہتے ہیں اسی طرح
ان کی نازک جھلی بڑھ جاتی ہے۔ ناخن کتر کے گول
کر لیے جائیں قینچی سے نہ کتریں۔ انھیں پوروں کے
گوشت سے ذرا ہی نیچا رکھا جائے۔ بہت نیچے نہ
رکھے جائیں جھلی گیلی ہی حالت میں پونچھ کے پیچھے
ہٹا دی جائے۔ ہر دفعہ پانی میں بھگونے کے بعد
ہاتھوں پر جلد جلد گلیسرین مل لی جائے۔ روغن زیتون
ذرا سا ناخنوں پر لگانے سے وہ ملائم صاف اور اچھے
معلوم ہوں گے۔ ذرا ذرا موقع پر یہ معمولی سی توجہ
بہت اچھے نتیجے پیدا کرے گی۔ کھانا پکانے کے بعد
کھانا کھانے سے اور جا سے پہلے۔

رات کو ہاتھ گرم پانی سے دھوئیں۔ گیلے ہی
ناخنوں کو ہر طرف سے احتیاط سے پونچھ ڈالیں۔
خاص کر جہاں سخت کھال اُگ آتی ہے پھر تیز گلیسرین
تین چار منٹ تک ہاتھوں پر ملیں۔ تیز سے مراد یہ
ہے کہ اس میں کوئی خوشبو کا پانی بھی نہ ملائیں۔
اس وقت تک ملیں جب تک چپچپا پن دور ہو جائے
آخر میں اچھی چکنی کریم ملیں۔ غائب ہونے والی کریم
نہ ملیں۔ ناخنوں کے سروں میں اسے بھر دیں اور
پرانے سفید روئی کے دستانے پہن لیں۔ اس پر

عمل کرنے سے سوڈا اور پانی بھی ہاتھوں کی خوبصورتی پر بُرا اثر نہ ڈال سکے گا۔

بد ہضمی کا علاج:

جسم کو درست طور سے اٹھائے رکھنا ہاضمہ کے درست رکھنے میں بڑا کام دیتا ہے۔ بے پروائی اور بھدے طریقہ سے ریڑھ کی ہڈی بے قاعدہ ہو جاتی ہے اور پٹھوں کی خوراک درست مقدار میں نہیں پہونچنے پاتی۔ جسم کے اطراف اور سامنے کے پٹھوں پر اثر کرنے والی ورزشیں ہاضمہ کو ٹھیک کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ گہرا سانس لینے سے تمام اعضائے رئیسہ کی قدرتی مالش ہو جاتی ہے۔ غذا کے معاملہ میں ہر شخص کو اپنا علیحدہ قاعدہ مقرر کرنا چاہیئے۔ غذا کی مقدار اور قسم ہر آدمی کو اپنے مزاج کے مطابق معین کرنی چاہیئے۔ ایک کی غذا دوسرے کو اکثر موافق نہیں آتی۔ غذا ضرورت سے ذرا بھی زیادہ کھائی جائے تو معدہ پر بوجھ ڈال کے ہاضمہ خراب کر دیتی ہے۔ صحت بخش سادہ غذائیں اعتدال سے کھائیں۔ ان کو بدلتے رہنا چاہیئے۔ کھانے کے بعد پانی پی سکتے ہیں۔ کھانے سے ایک گھنٹہ پہلے گرم پانی میں ذرا سا لیموں ملا کے پی لینے سے جگر اور معدہ خوب کام کرنے لگتا ہے۔ تازہ میوے سبزیاں اور انجیر جیسے خشک میوے غذا میں ضرور شامل کر لیا کریں۔ کیونکہ ان کا نمک انتڑیوں پر بہت اچھا اثر کرتا ہے۔ بے چھنے آٹے کی روٹی کھائیں۔ آہستہ آہستہ چبا کے کھانا کھائیں کھانا بے وقت نہ کھائیں۔ ورنہ بد ہضمی ہو جائے گی۔

کرن پھول:

شہد کی مکھی کا موم فلالین کے دو پرانے ٹکڑوں کے بیچ میں رکھ کے گرم گرم استری کریں۔ استری کا زنگ اور گرد و غبار دور ہو جائے گا اور وہ آسانی سے کپڑے پر چلنے لگے گی۔

سیاہ ریشمی یا اونی کپڑوں پر کیچڑ کے دھبے لگ جائیں تو انھیں سوکھ جانے دیں۔ پھر برش سے صاف کر دیں داغ رہ جائے تو فلالین کا ٹکڑا گرم قہوہ میں جس میں ذرا سی امیونیہ ملا لی جائے ڈبو کے ملیں جاتا رہے گا۔

تین یا چار پانی میں ایک چمچہ سہاگہ ڈال کے مچھلی رکھ دی جائے تو سادہ پانی میں رکھنے کے مقابلہ میں زیادہ دیر تک تازہ رہتی ہے۔

مچھلی کی تازگی کے یہ نشانات ہیں۔ گوشت سفید اور مضبوط ہو۔ گلپھڑے سرخ اور آنکھیں چمکدار ہوں۔

مچھلی کے قتلے ملائم کپڑے میں خشک کر کے گھی میں تلے جائیں تو ان میں کرارہ پن آجاتا ہے۔

شیشہ کی بوتل ترق جائے تو واٹر گلاس شربت کی شکل میں لیں جیسا کہ عام طور سے انڈوں کے محفوظ رکھنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ بوتل کو تندور میں رکھ کے یا آگ کے سامنے کھڑی کر کے خوب گرم کر لیں ڈاٹ خوب زور سے لگا دیں اور درز کے اوپر اور آس پاس برش پھیر دیں۔ بوتل ایک رخ رکھدیں۔ بوتل کے اندر کی ہوا سرد ہونے پر سکڑے گی واٹر گلاس کا روغن درز میں داخل ہو کے اسے بالکل بند کر دیگا چند روز یوں ہی بوتل پڑی رہنے دیں۔ پھر اس میں پانی وغیرہ بھریں۔ ذرا بھی نہ ٹپکے گی۔

محمد ظفر

چاندی کی چابی

آدھی رات کے وقت ایک شخص نے ایک سرائے کے دروازے پر کنڈی کھٹکھٹائی کچھ دیر بعد اندر سے آواز آئی "کون ہے؟" اس شخص نے جواب دیا "میں ایک مسافر ہوں اور یہاں رات بسر کرنا چاہتا ہوں، دروازہ کھول دیجئے۔" "دروازہ کھولنے کے لئے چاندی کی چابی چاہئے۔ کیا تمہارے پاس چاندی کی چابی ہے؟" اندر سے آواز آئی۔ مسافر سمجھ گیا اور مجبورًا اپنے بٹوہ سے ایک روپیہ نکال کر دروازہ کے اوپر سے سرائے والے کو دے دیا۔ دروازہ کھل گیا اور مسافر اندر داخل ہوا۔ مگر اس نے جھٹ سرائے والے کو دھکا دے کر نکال دیا اور کہا "جاؤ باہر سے میرا سامان لے آؤ" سرائے والا سامان لینے گیا اور مسافر نے دروازہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سرائے والا چلانے لگا "دروازہ کھولو۔ دروازہ کھولو" مسافر نے جواب دیا "دروازہ کھولنے کے لئے چاندی کی چابی چاہئے۔ کیا تمہارے پاس چاندی کی چابی ہے؟" سرائے والا بہت گھبرایا اور مجبورًا اسے مسافر کا روپیہ واپس کرنا پڑا؟

انور علی

ہنڈ کلیا

آم کا لذیذ اچار:۔ بڑے اور کچے آم ۱۰ عدد۔ نمک ایک چھٹانک۔ زیرہ۔ منگریلا۔ سونف۔ میتھی اجوائن ہر ایک چیز دو دو ماشہ۔ دھنیا نصف چھٹانک۔ سرسوں نصف چھٹانک۔ ہلدی پاؤ گرہ۔ سرخ مرچ۔ ایک چھٹانک سرسوں کا تیل ۵ چھٹانک۔

ترکیب:۔ آم کا چھلکا اتار کر دو دو قاش کر کے گٹھلیوں کو الگ کر لیجئے۔ اور ایک سیر نمک ڈال کر کسی مٹی کے پاک برتن میں آم اور نمک ملا کر دھوپ میں چھپا کر رکھ دینا چاہئے۔ روز صبح کو چھوڑ دینا ہوگا۔ ۱۵ روز کے بعد اوپر لکھے ہوئے مصالحوں کو باریک پیس کر آم کی قاشوں میں ملا دیجئے۔ اور خالص سرسوں کا تیل بھی اس میں ڈال کر ملا دیجئے اور ایک ہفتہ بعد نوش فرمائیے۔ اس ترکیب سے بنائے ہوئے اچار برسوں خراب نہیں ہوتے اسی لئے میں اپنی بناتی بہنوں کی خدمت میں پیش کر رہی ہوں۔ یہ ترکیب میری تجربہ کی ہوئی ہے۔

مس طیبہ

شہروں کے نام بتائیے

(۱) آج میری عزیز دوست آئیں گی۔
(۲) ہرا رنگ بہت بہار کا ہوتا ہے۔
(۳) مسٹر مراد۔ آبادی سے دور رہتے ہیں۔
(۴) نور جہاں سیم کی پھلی بہت مزے کی پکاتی ہے۔
(۵) یہ دالان بے در ہے۔
(۶) کیچوے کو سور نگل گیا۔
(۷) دودھ کے پاس بلی آئی
(۸) نل کا بل گراموفون پر رکھا ہے۔
(۹) آپ دہلیز میں کیوں کھڑے ہیں۔
(۱۰) میرا پنجہ باجی کے پنجہ سے بہت چھوٹا ہے

بوجھ:۔ (۱) اجمیر۔ (۲) بہار (۳) مرادآباد (۴) جھانسی (۵) بیدر (۶) ورنگل (۷) بلیا (۸) بلگرام (۹) دہلی۔ (۱۰) پنجاب۔

عذرا اصغر بلگرامی

ذرا ہنسیے

(۱) ایک صاحب بھورے رنگ کی ڈبل روٹی (آج کل کی نئی ڈبل روٹی) کھا رہے تھے۔ انکی عمر پچاس پچپن برس کی ہوگی۔ ان کے جو دانت رہ گئے تھے وہ بھی ہل رہے تھے اس وجہ سے ڈبل روٹی کھانے لگے تھے۔ ٹکڑا جو منہ میں ڈالا تو سخت معلوم ہوا۔ انھوں نے اس کو منہ سے نکال لیا۔ لیکن جب اس ٹکڑے کو دیکھا تو بہت ہی غمگین ہوئے کیونکہ ان کے رہے سہے دانت بھی اس ٹکڑے میں چپک کر آ گئے تھے۔

اختر فاطمہ حیدرآباد

(۲) ایک بار کسی امیر نے اپنے نوکر سے نمک مانگا۔ وہ ہاتھ میں رکھ کر لے آیا۔ امیر صاحب خفا ہو کر نوکر سے کہنے لگے۔ نالائق! جو چیز ہم آئندہ مانگیں رکابی میں لایا کرو۔ اتفاقاً دوسرے روز امیر صاحب نے اسی نوکر سے جوتہ مانگا۔ نوکر کل کی ہدایت کے مطابق جوتا فوراً ہی پلیٹ میں رکھ کر لے آیا۔

(۳) مجسٹریٹ:۔ (چور سے) دیکھو چوری کرنا کیسا برا ہے تم نے کئی مرتبہ قید کی سزا پائی۔

چور:۔ حضور کام تو بہت اچھا تھا۔ مگر آپ جیسے لوگوں اور پولیس والوں نے ۴

۴ اس کا مزہ حرام کر دیا۔

(۴) ایک شخص کی بھینس مر گئی اور وہ رونے لگا۔ پڑوسی نے کہا بھائی صبر کرو ہم کو اور تم کو کالے دھن سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہماری بھی دال پکانے کی ہنڈیا ٹوٹ گئی۔

منیر احمد انصاری

باہتمام رازق الخیری پرنٹر پبلشر محبوب المطابع برقی پریس چھپکر دفتر رسالہ عصمت دریا گنج کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوا

E/TD.1927
REGD.No L.2282
NATIONAL MUSLIM UNIVERSITY
DELHI

کاغذ کی گرانی کی وجہ سے کتابوں کی قیمت پانچ آنے فی روپیہ بڑھ گئی ہے

انگریزی جرمنی کھانے	ترکی اور عربی کھانے	ایرانی اور افغانی کھانے	بنگالی اور بہاری کھانے	کشمیری اور مدراسی کھانے
گجراتی اور پنجابی کھانے	حیدرآبادی اور برادی کھانے	لذیذ لذیذ کھانے	دلی اور لکھنؤ کے کھانے	پشاوری اور ہندی کھانے

سینکڑوں قسم کے کھانے تیار کرنے کی اُردو زبان میں بے نظیر کتاب

عِصمتی دسترخوان حِصہ اوّل

جس کی ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ نکلے گی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں تجربہ کرنے کے بعد لکھی گئی ہیں اس لئے ترکیبیں بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست! ہندوستان بھر کے ہر حصہ کی تقریباً ۸ عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور ایڈیٹر صاحب عصمت کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ نے بڑی محنت سے کتاب مرتب فرمائی ہے۔ باورچیخانہ کے انتظام اور کھانوں کے متعلق نہایت قیمتی ہدایات اور مضامین درج کئے گئے ہیں۔ ایک ایک چیز کئی کئی قسم کی تیار کرنے کے لئے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے مثال کے طور پر چند چیزوں پڈنگ اور کبابوں کی فہرست ملاحظہ فرمایئے۔

پلم پڈنگ	انجیر پڈنگ	راں کے کباب	کباب بیضہ مُرغ	تاس کباب
کھوئے کی پڈنگ	امنڈ پڈنگ	آلو کے کباب	پتے قیمے کی ٹکیاں	شامی کباب
نارنگی بھری پڈنگ	بیر پڈنگ	کچے آلو کے کباب	گوشت کے میٹھے کباب	آنتوں کے کباب
ججر پڈنگ	جلیبیوں کی پڈنگ	ناریل کے کباب	کباب مُرغ مسلم	انگریزی کباب
روز پڈنگ	میوہ دار پڈنگ	مچھلی کے بیسنی کباب	سیخ کے چٹ پٹے کباب	اردی کے کباب
اناناس پڈنگ	کشمش پڈنگ	سیخ کے کباب	مچھلی کے شامی کباب	اور کئی کئی قسم کے کباب
کمزور بیماروں کے لئے	بالائی پڈنگ	پسندے کے کباب	دہی کے کباب	

یہ صرف دو چیزوں کی فہرست ہے اسی سے کتاب کا اندازہ کرلیجئے۔ چاول سلونے اور میٹھے سوئیاں کھیر فیرنی۔ سادے اور ترکاری کے سالن مچھلی مُرغ چیلی بسکٹ کیک۔ دالیں مٹھائیاں۔ حلوے چٹنیاں۔ مربے۔ آچار سموسے نہبے پوری کچوریاں پراٹھے۔ روٹی۔ غرض ہر قسم کے کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی کئی درجن صحیح ترکیبیں! اس کتاب کا ہر گھرانے میں ہونا ضروریات میں سے ہے ہندوستان بھر میں اس کی دھوم مچ گئی بہت سی عورتیں اس کتاب کی بدولت عمدہ عمدہ ذائقہ دار کھانے پکانے لگیں۔ لڑکیوں کو یہ کتاب اشد ضروری سمجھ کر جہیز میں دیجاتی ہے سینکڑوں خواتین نے اس کی تعریف میں خطوط بھیجے ہیں اور کتنے ہی مردوں نے اپنی کتاب کی اشاعت پر مؤلفہ و پبلشر کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کرلیجئے کہ چند ہی سال میں ہاتھوں ہاتھ ۸ ایڈیشن نکل گئے۔ قیمت دو روپے مجلد سوا دو روپے۔ حصہ دوم مشرقی مغربی کھانے عمار مجلد عہ

عِصمتی ہنڈکلیا

یہ کتاب بچیوں کے کھیل کھیل میں شادی سے قبل کھانے کے فن میں ماہر ہو جائیں اور ایک کنواری بچی کو جو کچھ جاننا چاہئے پورا پورا اس سے واقف ہو جائے سوا سو کھانوں کی صحیح صحیح ترکیبیں بچوں کی سمجھ کے مطلب کی درج کی گئی ہیں پھر خوبی یہ کہ کھانے پکانے کے نہایت مفید مضامین اور کارآمد ہدایتیں بھی ہیں قیمت صرف

ناشتہ

دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل اور تیسرے پہر کیا کیا ناشتہ کیا جائے اس موضوع پر قابل قدر کتاب جس میں چاء۔ کوکو۔ شربت لسی۔ فالودہ۔ آئس کریم۔ بسکٹ۔ کیک۔ توسٹ۔ کڑہائی وغیرہ نیز ہندوستان کے ہر صوبے اور ہر حصے کے ہر قسم کے ناشتوں کی کئی کئی ترکیبیں ہیں گویا اس کتاب میں جس حصہ ملک کا مہمان ہمارے ہاں آجائے اسی کے مطلب کی چیز ہم پیش کرسکتے ہیں۔ قیمت

بچوں کے کھانے

ننھے بچوں کو اُن کی صحت کے لحاظ سے کس قسم کی غذا دینی چاہئے۔ کون سے کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر بے نظیر کتاب جس میں بچوں کے صحت بخش اور مفید کھانوں کی کئی درجن تجربہ کی ہوئی ترکیبوں کے علاوہ کئی نہایت کارآمد مضامین بھی ملک کے قابل ڈاکٹروں اور تجربہ کاروں کے لکھے ہوئے ہیں قیمت

بیماروں کے کھانے

بیماروں کے کھانے ہیں اس میں صرف اُنہی کی ترکیبیں ہیں اور کئی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ تمام ترکیبیں تجربہ کی ہوئی ہیں۔ مضامین بھی بے انتہا مفید و قابل قدر ہیں ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ قیمت

مذاقیہ کھانے

دولہا بھائی ۔ نندوئی سے بہت مہذب مذاق کرنے کے لئے نہایت دلچسپ کتاب جس کی ہر ترکیب صحیح ہے بیہودہ عامیانہ مذاق کی جگہ اس کتاب سے شائستہ مذاق کرو۔ اور اس ہنسنے ہنسانے والی کتاب سے زندہ دلی کا ثبوت دو۔ لڑکیوں کی شادی کے وقت دولہا بھائی کی تواضع کے لئے لڑکیاں یہ کتاب شوق سے منگاتی ہیں۔ قیمت

عِصمتی دسترخوان حصہ دوم
مشرقی مغربی کھانے

باعتبار مضامین پہلے حصہ پر بھی فوقیت رکھتا ہے تقریباً ... صفحوں کے نہایت ہی کارآمد اور قابل قدر مضامین ہیں۔ چند عنوانات یہ ہیں۔ بیماری خوراک اور غذا کے متعلق تحقیقی مضامین۔ کھانے کے اصول۔ کھانے کی حفاظت۔ جرمنی باورچی خانہ۔ جاپانی باورچی خانہ۔ کچی سبزی۔ ترکاریوں کے خواص۔ کھانے کا کمرہ اناج کا صندوق ایرانی دعوت وغیرہ وغیرہ۔ ترکیبیں سب نئی اور آزمودہ ہیں اور ایک ایک کی متعدد ترکیبیں۔ عربی۔ ایرانی۔ ترکی۔ جاپانی عراقی۔ روسی۔ اطالوی۔ انگریزی۔ فرانسیسی کھانوں کی اچھی اچھی ترکیبیں ہیں۔ عصمتی دسترخوان بغیر حصہ دوم مکمل نہیں یہ بھی بہت مقبول ہوا ہے۔ قیمت عمار مجلد عہ۔ عصمتی دسترخوان مکمل یعنی دونوں حصوں کی قیمت للعہ۔ مجلد للعہ۔

محصول ڈاک بذمہ خریدار **پتہ منیجر عِصمت بُک ڈپو دھلی** محصول ڈاک بذمہ خریدار

سیدہ کی بیٹی

حضرت زینب کبریٰ کی مفصل مکمل اور جامع سوانح عمری جو راشد الخیری کی کئی سال کی تحقیق و تلاش اور محنت و جانفشانی کا نتیجہ ہے۔ یہ حالات زندگی رسول اکرم کی اس لاڈلی کے ہیں جس نے اسلام کے استحکام کے لئے حسین جیسے پیارے بھائی پر جگر کے ٹکڑے قربان کرنے کے بعد ایسی ایسی تکلیفیں اٹھائیں کہ ان واقعات کے خیال سے قلب انسانی تھرا جاتا اور کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ بزرگوں کا خون۔ تربیت، ماحول اور صحبت کا انسان کی طبیعت پر کس قدر گہرا اثر پڑتا ہے۔ سیدہ کی بیٹی بتائے گی کہ اسلام کسے کہتے ہیں انسانیت کیا چیز ہے۔ دنیاوی تعلقات کا مطلب کیا ہے۔ شوہر کی رضامندی۔ بچوں کی تربیت ماں باپ کی خدمت اور بہن بھائیوں کی محبت کیا معنی رکھتی ہے۔ اسلامی تاریخ سے واقفیت ہونے کے علاوہ اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ واقعۂ کربلا کے حقیقی اسباب کیا تھے اور کربلا کے بعد کیا ہوا۔ دشت کربلا کا حال کس قدر دردانگیز ہے۔ اس کے متعلق یہی کہنا کافی ہے کہ مصنف "وداع راشد" کے قلم سے یہ واقعات ادا ہوئے ہیں ناممکن ہے کہ سنگدل سے سنگدل انسان بغیر آنسو بہائے یہ واقعات پڑھ یا سن سکے۔ کوفہ اور دمشق میں حضرت زینب کبریٰ کی تقریریں اور مکالمے۔ سفر شام اور مدینہ کی واپسی سے وفات تک کے حالات کے بعد آخری باب سیرت زینب ہے جس میں سیدۃ النساء کی بیٹی کی انسانی اور اسلامی خوبیوں اور مختلف نسوانی حیثیتوں پر بحث ہے۔ مورخین کے سخت اختلاف کے باوجود کتاب اس پیرایہ میں لکھی گئی ہے کہ شیعہ اور سنی دونوں فرقوں میں پسندیدہ نظروں سے دیکھی جائے گی اور غیر مسلموں کے سامنے بھی فخر کے ساتھ پیش کی جاسکتی ہے۔ ساری کتاب میں ایک واقعہ بھی خلاف عقل نہیں ہے۔ اور شروع سے آخر تک درد و اثر میں ڈوبی ہوئی ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ سفید چکنا۔ ضخامت ہونے دو سو صفحوں سے کچھ کم۔

قیمت علاوہ محصول ایک روپیہ آٹھ آنے ؏

ملنے کا پتہ

عصمت بک ڈپو دہلی

فہرست مضامین سیدہؓ کی بیٹی

رسالہ بنات دہلی

سترھواں سال | فہرست مضامین ماہ دسمبر ۱۹۴۳ء | جلد ۳۳ نمبر ۳

مضمون نگار بنات کے لئے ایسے مضامین بھیجیں جن کی زبان بہت آسان ہو اور جو آٹھ دس سال تک کی بچیاں دلچسپی کے ساتھ پڑھ سکیں۔ منیجر

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں دسمبر کے پرچہ کے ساتھ اُن کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ عہ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کر دیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکار کی اطلاع دیدیں ورنہ جنوری کا رسالہ عہ ۱۲ کا وی پی حاضر ہوگا۔

۱۱۳ - ۱۴۷ - ۱۵۹ - ۱۶۵ - ۲۲۶ - ۲۳۲ - ۲۳۳ -
۲۳۶ - ۲۶۸ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۳۲۶ - ۴۱۱ - ۵۲۰ -
۵۲۳ - ۵۴۲ - ۷۷۷ - ۷۹۵ - ۱۵۱۹ - ۱۶۳۴ - ۱۷۱۱ -
۲۰۵۰ - ۲۰۶۱ - ۲۰۷۳ - ۲۱۲۶ - ۲۱۷۸ - ۲۲۳۶۲ -
۲۲۶۳ - ۲۶۸۰ - ۲۷۹۸ - ۲۸۴۵ - ۳۱۰۳ - ۳۱۱۳ -
۳۱۱۶ - ۳۱۱۷ - ۳۱۱۹ - ۳۲۲۲ - ۳۲۵۷ - ۳۲۸۹ - ۳۲۹۴
۳۴۶۷ - ۳۵۰۸ - ۳۵۱۹ - ۳۵۲۱ - ۳۵۳۳ - ۳۵۳۵ - ۳۵۳۹
۳۵۵۰ - ۳۵۵۴ - ۳۵۶۶ - ۳۶۴۰ - ۳۸۳۵ - ۳۸۳۸ - ۳۹۱۷ -
۳۹۱۸ - ۳۹۲۹ - ۳۹۳۲ - ۳۹۳۴ - ۳۹۴۰ - ۳۹۴۱ - ۳۹۴۴ -
۳۹۴۸ - ۳۹۵۰ - ۳۹۵۱ - ۳۹۵۵ - ۳۹۵۷ تا ۳۹۵۹ - ۳۹۶۲
۳۹۶۷ تا ۳۹۶۹ - ۳۹۷۱ - ۳۹۸۱ - ۳۹۸۴ - ۳۹۸۹ تا ۳۹۹۱ -
۳۹۹۵ - ۴۰۱۰ - ۴۰۱۵ - ۴۰۳۱ - ۴۰۳۹ - ۴۰۴۴ - ۴۰۵۲ - ۴۰۸۸ -
۴۰۹۳ - ۴۱۰۱ - ۴۱۸۸ - ۴۱۹۲ - ۴۲۵۷ - ۴۲۰۶ - ۴۲۹۴ - ۴۳۴۵ -
۴۳۰۶ - ۴۳۱۳ - ۴۳۱۴ تا ۴۳۲۰ - ۴۳۲۲ - ۴۳۲۷ - ۴۳۲۹ - ۴۳ --
۴۳۳۰ تا ۴۳۳۲ - ۴۳۳۴ تا ۴۳۳۷ - ۴۳۴۰ تا ۴۳۴۲ - ۴۳۴۵ -
۴۳۴۹ - ۴۳۵۰ - ۴۳۵۲ - ۴۳۵۴ - ۴۳۵۶ - ۴۳۶۲ - ۴۳۶۷ -
۴۳۷۲ - ۴۳۹۲ - (۹۱۳۰) ۴۴۰۶ - منیجر

باہتمام رازق الخیری پرنٹر پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ عصمت دریا گنج کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوا۔

عقل کا گھڑا

کسی شہر میں دو میاں بیوی رہا کرتے تھے اُن کے ہاں مدت کے بعد ایک خوبصورت لڑکی پیدا ہوئی۔ دونوں اسے بہت چاہتے تھے۔ جب وہ لڑکی بڑی ہوگئی تو ماں باپ کو اس کی شادی کی فکر ہوئی لیکن اُن کی شرط یہ تھی کہ جو اس لڑکی سے شادی کرے گا اسے سوا لاکھ پونڈ دینے ہونگے۔ یہ بات بادشاہ تک پہونچی۔ بادشاہ نے کہا آخر وہ کیسی لڑکی ہوگی۔ میں اس سے ضرور شادی کروں گا۔ اُس نے ایک کٹنی کو اس کے گھر بھیجا۔ جب کٹنی لڑکی کے گھر گئی تو وہ دال پکا رہی تھی۔ کٹنی نے اس سے پوچھا تیرا باپ کہاں گیا ہے۔ لڑکی بولی۔ زمین ادھیڑنے گیا ہے۔ کٹنی نے پوچھا۔ اور تیری ماں؟ لڑکی نے جواب دیا۔ ایک کے دو کرنے۔ کٹنی نے غصہ کے لہجہ میں پوچھا۔ تو کیا کر رہی ہے۔ لڑکی نے کہا۔ میں ماں کو جلا رہی ہوں۔ بچوں کو پکا رہی ہوں۔ کٹنی جلی بھنی بادشاہ کے پاس گئی اور تمام باتیں کہیں اور جل کر کہا لڑکی کیا ہے عقل کا گھڑا ہے۔ بادشاہ یہ باتیں سُن کر حیران ہوا۔ مگر تھا بڑا بھولا۔ جب کٹنی نے کہا لڑکی کیا ہے عقل کا گھڑا ہے تو سمجھا کہ یہ لڑکی کا نام ہے۔ فوراً اس لڑکی کے باپ کو بلوایا اور پوچھا۔ کیا تمہاری لڑکی کا نام عقل کا گھڑا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں حضور۔ بادشاہ نے کہا۔

پھر عقل کا گھڑا کیسا ہوتا ہے۔ مجھے بتاؤ ورنہ تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ لڑکی کا باپ اپنے گھر گیا اور بیٹی سے بولا بیٹی تو نے بڑا غضب کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ عقل کا گھڑا لا کر بتاؤ۔ بیٹی کہیں عقل کا گھڑا بھی ہوتا ہے؟ بیٹی نے کہا آپ کچھ فکر نہ کیجئے اور بادشاہ سے ایک ماہ کی مہلت مانگئے۔ اس کا باپ گیا اور بادشاہ سلامت سے مہلت حاصل کرلی۔ اب اس لڑکی نے باپ سے میٹھے کھیرے کی دو بیلیں ایسی ایسی منگوائیں جن میں پھل بھی ہوں۔ ان بیلوں کو اپنے صحن میں لگا دیا اور دو بڑے گھڑے بھی منگوالئے اور دو پھل جو چھوٹے چھوٹے تھے ان گھڑوں میں ڈال دیئے۔ ایک ماہ کے بعد وہ دونوں کھیرے گھڑوں کے برابر ہوگئے۔ اب اُس نے اپنے باپ سے کہا کہ لیجئے عقل کے گھڑے تیار ہوگئے بادشاہ سلامت کو پہونچا دیں۔ بادشاہ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ ساتھ ہی لڑکی۔ بادشاہ سے فرمائش کی کہ مجھے ایک ایسی مسند کی ضرورت ہے جس پر موتی ہی موتی بغیر دھاگے کے ٹکے ہوئے ہوں۔ بادشاہ نے درزیوں کو بلا کر حکم د[یا] کہ ایسی مسند تیار کرو۔ لیکن بغیر دھاگے کے کوئی موتی ٹانک سکا۔ جب لڑکی کو معلوم ہوا تو اس نے کہلا بھیجا کہ وہ کپڑا میرے پاس بھیج دیں میں بن دھاگے کے ٹانک دوں گی۔ چنانچہ کپڑا آگیا۔ لڑکی نے اس پر گ

لنگا کر موتی اس پر چپکا دے۔ اور بادشاہ کے پاس بھیج کر کہلا بھیجا کہ میں نے بادشاہ کی شرط پوری کر دی مگر بادشاہ میری ایک بات بھی پوری نہ کر سکا۔ یہ سن کر بادشاہ کو بے حد غصہ آیا لڑکی کے باپ کو بلا بھیجا۔ اور کہا میں تمہاری لڑکی سے شادی کروں گا۔ باپ راضی ہو گیا اور خوب دھوم دھام سے شادی ہو گئی۔ دلہن جب محل میں پہونچی تو بادشاہ اس کے پاس تلوار لے کر پہونچا اور کہا تو نے جو باتیں کٹنی سے کہیں تھیں ان کا مطلب بتا نہیں تو میں اسی وقت تجھے قتل کر دوں گا۔ لڑکی بادشاہ کی بات سن کر بہت ہنسی اور بولی۔ سنئے۔ وہ باتیں یہ تھیں۔ جب اس کٹنی نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا باپ کہاں ہے۔ میرا باپ ہل جوتنے گیا تھا۔ اس لئے میں نے کہا زمین ادھیڑنے گیا ہے۔ ماں کو پوچھا اس وقت میری ماں دال دلنے گئی تھی اس لئے میں نے کہا ایک کے دو کرنے گئی ہے۔ پھر اس نے پوچھا تو کیا کر رہی ہے۔ تو میں اس وقت ارہر کی دال پکا رہی تھی اور اسی کی لکڑیاں جلا رہی تھی۔ درخت کے بیچے اس کے پھل ہی ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے ارہر کی لکڑیاں اس دال کی ماں ہوئیں۔ دال بچے ہوئے۔ اس لئے کہا تھا کہ ماں کو جلا رہی ہوں بچوں کو پکا رہی ہوں۔ بادشاہ یہ عقل مندی کی باتیں سن کر بہت خوش ہوا۔ اور دونوں ہنسی خوشی کی زندگی بسر کرنے لگے۔

باصرہ عبدالرؤف

چار جنتی

(۲)

عمر فاروق رضؓ

(نام ونسب وابتدائی حالات) والدین کا رکھا ہوا نام عمرؓ ہے۔ فاروق لقب۔ ابوحفص کنیت رسول اکرمؐ کا عطیہ ہیں۔ آٹھ یا نو پشتوں کے بعد رسولؐ اللہ کا اور حضرت عمرؓ کا خاندان ایک ہو جاتا ہے۔ رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ گالوں میں گوشت کم تھا۔ لمبے بہت تھے۔ بہادری اور طاقتوری میں عرب بھر میں مشہور تھے۔ کٹر کافروں میں سے تھے۔ اس لئے سب کافر آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ بڑے حاضر جواب تھے تقریر بھی بہت اچھی کرتے تھے۔ جہالت کے میلوں میں شاعری خوب سنا کرتے تھے۔ شاعر تو ایسے نہیں تھے مگر اچھے اچھے شاعروں کا کلام زبانی یاد تھا۔ آپس کی لڑائیوں یا دوسرے موقعوں پر تمام لوگ آپ کو ہی اپنا سفیر اور کرتا دھرتا بنا کر بھیجا کرتے تھے۔

(مسلمان ہونے کے بعد) حضرت عمرؓ عجیب طرح سے اسلام لائے سنو!

ایک دن ایک جلسہ میں کافروں کے بڑے بڑے سردار جمع تھے۔ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد سے سب کے دل کڑھ رہے تھے۔ ان لوگوں کا جن مسلمانوں پر بس چلتا بھرتہ بنا ڈالتے خود حضرت عمرؓ کے

گھر کی لونڈی لبینہ بھی مسلمان ہوگئی تھی۔ آپ اسے خوب مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے "ذرا سستا لوں پھر اور ماروں گا" وہ بے چاری مار کھاتی۔ بدن سے خون کے فوارے چھوٹتے۔ ہڈیاں ٹوٹ جایا کرتیں مگر وہ اسلام نہ چھوڑتی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کا جس پر بس چلتا خوب مارتے۔ جب عاجز آگئے تو ایک دن سوچا آج (نعوذ باللہ) محمدؐ ہی کا فیصلہ کر دیں۔ یہ سوچ کر چل دئے۔ راستہ میں چلے جا رہے کہ ایک عزیز سے جو مسلمان ہو چکے تھے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے عمرؓ کے تیور بدلے دیکھے۔ سوچا دال میں کچھ کالا ہے۔ حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ اے عمرؓ کہاں جا رہے ہو۔ حضرت عمرؓ نے بے دھڑک جواب دیا "تمہارے پیغمبرؐ کو مارنے جا رہا ہوں۔ اُن کو بہت غصّہ آیا۔ مگر بے چارے کمزور تھے کہنے لگے پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور تمہارے بہنوئی محمدؐ کے غلام ہوگئے ہیں"۔ یہ سُن کر اور بھی آگ بگولا ہوگئے۔ سیدھے بہن کے گھر پہونچے آواز دی، وہ دونوں قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ ان کی آواز سُن کر مارے ڈر کے چھپا دیا۔ دروازہ کھولا گیا حضرت عمرؓ اندر داخل ہوئے۔ بہنوئی سے پوچھ گچھ کی پھر جھپٹ گئے۔ تگڑے تو تھے ہی بہت مارا۔ بہن بے چاری بچانے آئیں اُن کو بھی مارا اتنا کہ خون بہنے لگا۔ بہن نے جوش سے کہا۔ اے بھائی۔ تم ہم لوگوں کو مارتے مارتے مار ڈالو گے مگر اب اسلام نہ چھوڑیں گے۔ ان کی اس بات کا بڑا اثر ہوا کہنے لگے اچھا جو تم پڑھ رہے تھے ہم کو بھی سُناؤ۔ دیکھا تو یہ آیتیں تھیں جن کے یہ معنی ہیں۔ (آسمان و زمین کی تمام چیزیں اللہ کی تسبیح پڑھتی ہیں اور اللہ ہی حکمت والا ہے۔) (گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں) سیدھے رسول اکرمؐ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا عمرؓ کیا ارادہ ہے۔ کہنے لگے "مسلمان ہونے آیا ہوں"۔ آپؐ بے اختیار اللہ اکبر پکار اٹھے۔ ساتھ ہی تمام صحابہؓ نے اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ ارد گرد کی پہاڑیاں گونج گئیں۔ حضرت عمرؓ کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کی طاقت بڑھنے لگی۔ ان سے پہلے چالیس مرد اور عورتیں مسلمان ہو چکی تھیں۔ مگر اب تک کعبہ میں کھلم کھلا نماز نہیں پڑھی جاتی تھی حضرت عمرؓ کے مسلمان ہو جانے سے سب مسلمان کعبہ میں نماز پڑھنے لگے جب ہجرت کا حکم ہوا تو سب مسلمان چھپ چھپ کر چپکے سے چلے گئے مگر حضرت عمرؓ نے پکار پکار کر کہا "میں مکہ چھوڑ رہا ہوں جس کو اپنی بیوی بیوہ کرنا اور اپنی ماں کو بے آسرا کرنا ہو مجھے روک لے"۔ مگر کسی میں اتنی ہمت نہ ہوئی کہ آپ کو جواب تک دیتا۔ ہجرت کے کچھ عرصہ بعد کافروں سے لڑائیاں چھڑ گئیں حضرت عمرؓ سب لڑائیوں میں شریک ہوئے اور بڑی بہادری دکھائی۔ سنہ ۱۳ھ میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کی وفات کے بعد تمام مسلمانوں کی رائے سے خلیفہ ہوئے۔ غصّہ ور کافی تھے۔ اس لئے شروع شروع میں لوگ بہت ڈرے مگر آپ نے اپنے خطبہ میں سب کو تسلّی دی جس سے لوگ مطمئن ہوگئے۔ غرض آپ بڑی محنت سے خلافت کے کاموں میں لگ گئے۔ آپ نے

صرف ساڑھے دس سال خلافت کی مگر اس کم مدت
ہی میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی ریاست سے بہت
بڑا ملک کر دیا۔ کیسے ؟ ظالم بادشاہوں کی طرح نہیں
آپ کے سپاہیوں کو تاکید تھی کہ وہ بڈھوں کو نہ ماریں
عورتوں کو نہ قتل کریں۔ بچوں اور جانوروں پر رحم کریں
درخت نہ اکھاڑیں کھیتی نہ برباد کریں، جو لوگ لڑیں
نہیں اُن کو نہ ستائیں۔ خیال کرو کتنے امن او چین سے
شام۔ عراق۔ فارس۔ مصر وغیرہ فتح کر لیا اور اسلامی جھنڈا
لہرا دیا۔ خراسان او قسطنطنیہ کو بھی فتح کیا مگر اس کی مکمل
فتح حضرت عثمانؓ کے عہد میں ہوئی۔

بناتی بہنو! تم نے بہت سے بادشاہوں کے
حالات پڑھے ہوں گے۔ بہتوں کی تعریف سُنی ہوگی
مگر ان بادشاہوں میں کیا کوئی بادشاہ ایسا بتا سکتی ہو
جو ایک طرف حکومت کرے دوسری طرف خدمت
گذاری، ایک طرف ملک فتح کرے دوسری طرف
عبادت الٰہی جس کے لباس میں سترہ سترہ پیوند ہوں۔
جس کے کرتے میں چمڑے کے ٹکڑے لگے ہوں جس کو
اپنی رعایا کا اتنا خیال ہو کہ راتوں کو ٹھوکریں کھاتا ہوا
ایک ایک کے گھر پہرہ دے۔ جس کو بیوہ اور غریب
عورتوں کا اتنا خیال ہو کہ ان کا کل باہر کا کام یہاں
تک کہ پانی بھی بھر دے۔ جس کے پاس عمدہ عمدہ محل
نہ ہوں جس کے ساتھ خدمت گذار نہ ہوں جس کے
سونے کے لئے کنکریلی زمین کا بستر ہو۔ جو کھوئے ہوئے
اونٹ خود تلاش کرتا ہو۔ جو اونٹوں کے بدن پر
تیل اپنے ہاتھ سے ملتا ہو جس کے پاس کہیں جانے
کے لئے عمدہ سواری نہ ہو۔ پھر بھی دنیا بھر کے بادشاہ
اس کے نام سے کانپتے ہوں۔ زمین اس کے رعب
سے تھرّاتی ہو۔ ہر طرف فتح اس کے قدم چومتی ہو یقین
جانو دنیا کے ملکوں کی تاریخ پڑھ جاؤ گی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
پریشان ہو جاؤ گی مگر ایسا بادشاہ سوائے حضرت عمرؓ
کے اور کوئی نہ ملے گا۔

(شہادت) ایک دن فجر کی نماز کے وقت جب کہ
آپ نماز میں مشغول تھے ایک مکار ابولولو نے چھپ
سے وار کیا اور کافی زخمی کر دیا۔ ہوش آنے پر آپ نے
قاتل کا نام پوچھا لوگوں نے بتایا تو فرمایا "خدایا تیرا شکر
ہے کہ میرا قاتل مسلمان نہیں ہے"۔ اس حادثہ کے بعد
آپ تین دن زندہ رہے۔ آخر یکم محرم ۲۴ھ کو ۶۳
سال کی عمر میں دس سال چھ ماہ ۴ دن خلافت کر کے
اپنے دونوں محبوب ساتھیوں سے جا ملے اور انھیں کی
برابر آرام فرمایا۔

(دوسری اچھی اچھی باتیں) حضرت ابوبکر صدیقؓ کی
طرح آپ بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ خلیفہ ہونے کے بعد
آپ کو بھی وظیفہ ملنے لگا۔ جو معمولی کھانے پینے اور
پہننے اوڑھنے کو کافی تھا۔ رعایا کا بہت خیال رکھتے
تھے۔ جن عورتوں کے شوہر باہر ہوتے ان کے گھر جاتے
کنڈی کھٹکھٹاتے اور پوچھتے کہ تم کو کسی چیز کی ضرورت تو
نہیں ہے۔ اور جس جس کو جس سودے کی ضرورت ہوتی
لا دیا کرتے۔ جنگ پر سے سپاہیوں کے آئے ہوئے
خطوط خود ان کے گھر پہونچاتے۔ راتوں کو چوکیداروں
کی طرح پہرہ دیتے۔ سنسان جگہوں میں گھوما کرتے۔

ایک دن گھومتے گھومتے ایک گھر کی طرف سے گذرے
یا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑھیا بیٹھی پتیلی میں کچھ پکا رہی ہے
اردگرد چھوٹے چھوٹے بچے بیٹھے بھوک سے بیتاب رو
رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ بچے کیوں روتے ہیں۔ بڑھیا
نے کہا بہت بھوکے ہیں۔ آپ نے کہا کیا پکا رہی ہو۔
کہنے لگی کچھ نہیں پتیلی میں پانی ابل رہا ہے تاکہ بچے بہلے
رہیں۔ اور سو جائیں۔ یہ سن کر آپ روئے اور سیدھے
گھر گئے بیت المال سے آٹا گھی چھوہارے وغیرہ لئے
اپنے غلام اسلم سے فرمایا میری پیٹھ پر لاد دو۔ اسلم
نے کہا میں لے چلوں گا۔ کہنے لگے۔ قیامت میں میرا
بوجھ تو تم نہیں اٹھاؤ گے۔ آپ سب سامان لادے
وہاں پہونچے۔ چولھا جلایا۔ پکایا۔ کھلایا۔ اور جب بچے
پیٹ بھر کر کھا چکے سو گئے تو اپنے گھر چلے آئے۔ اسی
طرح بہت سے واقعات ہیں۔ اندھے۔ لنگڑے۔
لولے۔ بے کس مجبور لوگوں کی خبر گیری تو معمولی بات
تھی مسلمانوں میں بچہ بچہ کا وظیفہ مقرر تھا۔ سلطنت کا
انتظام بہت عمدہ تھا۔ اتنے بڑے ملک کا انتظام
آسان نہ تھا۔ مگر کیا مجال کہ ذرا بدامنی ہو۔ رعایا کی
حفاظت کے لیے پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ عدالتیں بنائیں
سڑکیں۔ سرائیں۔ کنوئیں بنوائے۔ مردم شماری کا
طریقہ جاری کیا۔ نماز کے بڑے پابند تھے۔ تم جو اذان
پانچوں وقت سنتی ہو حضرت عمرؓ ہی نے رسول اللہ
سے کہہ کر جاری کرائی تھی۔

(آپ کی قیمتی نصیحتیں) (۱) فرمایا کہ تمہارے
کاموں میں سب سے اچھا کام نماز ہے۔ نماز پڑھو
تمہارا دین مضبوط ہوگا۔

(۲) جس کی نماز جاتی رہی اس کا دین میں کچھ
حصہ نہیں۔

(۳) فرمایا قرآن پڑھو۔ اور اس پر عمل کرو
اس سے گمراہی دور رہتی ہے۔

(۴) جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹ برے کاموں کا
آلہ ہے۔ اور برے کاموں سے تباہی پھیلتی ہے۔

(۵) تمہاری محبت تین باتوں سے تمہارے
بھائی کے دل میں زیادہ ہوگی (۱) جب کبھی ملو پہلے
سلام کرو (۲) جو نام اس کو پسند ہو اسی نام سے پکارو۔
(۳) محفل میں اس کے لیے جگہ رکھو۔

(۶) آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو ایسے بہت سے
کام اکٹھے ہو جائیں گے۔

(۷) علم حاصل کرو اور آگے بڑھو۔

(۸) سخی وہ ہے جو اس کو دے جس نے اسے
نہ دیا ہو۔

(۹) اپنے فیصلے اور تقسیم میں انصاف کرو۔

(۱۰) اللہ اس آدمی پر رحم نہیں کرتا جو دوسروں
پر رحم نہ کرے۔

شفاعت سندیلوی

بلبل اور پھول

ایک بلبل شاخ پر بیٹھی ہوئی ⁂ نالہ و شیون میں بس مصروف تھی
حال گلشن پر اسے افسوس تھا ⁂ وہ سمجھتی تھی اسے اک خواب سا
دل میں اس کے آ رہا تھا یہ خیال ⁂ چار دن کا ہے یہ سب حسن و جمال
پھر بھی ہیں سب پھول غفلت میں پڑے ⁂ اور خوشی میں مسکراتے ہیں کھڑے
کیوں انھیں گلچین کا کھٹکا نہیں؟ ⁂ کیوں خزاں کا بھی ذرا خدشہ نہیں؟
کیوں ہیں اپنے حال سے یہ بے خبر؟ ⁂ کیوں مسرت ہی میں کرتے ہیں بسر؟

یوں نہ ہر دم عیش کرنا چاہیئے!
آشنا غم سے بھی رہنا چاہیئے!

گل نے جب فریاد بلبل کی سنی ⁂ بے تحاشا آ گئی اس کو ہنسی
ختم بلبل کا جو ہی نالہ ہوا ⁂ پھول بھی اس طرح سے گویا ہوا
کام رونے سے ہے اے بلبل تجھے ⁂ تجھ کو نسبت کیا نشاط و عیش سے
کیوں نہ نغمے دلنشیں گاتی ہے تو؟ ⁂ کیوں مسرت میں بھی غم پاتی ہے تو؟
مانتا ہوں، زندگی ہے مختصر ⁂ پر رہے کیوں ہر گھڑی اک درد سر؟
سچ ہے، ہرگز بے خبر سوئیں نہ ہم ⁂ موت سے ڈر کر مگر روئیں نہ ہم!
رونے والوں کو کبھی راحت نہیں ⁂ کامیابی کی کوئی صورت نہیں!
ہوں بھی گر قسمت میں اپنی رنج و غم ⁂ ان کا کیوں ماتم کریں دن رات ہم؟
خوش رہیں جس حال میں اللہ رکھے ⁂ اس کی مرضی اس نے جتنے غم دئے

یہ نہ سمجھو وہ ستاتا ہے ہمیں
غم ہی دے کر آزماتا ہے ہمیں

میر اکبر علی خاں (حیدرآباد دکن)

۱ صغریا ۲ باغ کی حالت ۳ خوبصورتی ۴ پھول چننے والا ۵ خوف ۶ واقف ۷ خوشی ۸ دلکش ۔

کوئلہ کی کان

میری اچھی بہنو۔ کوئلہ کے متعلق کبھی کبھی تم نے سوچا کہ ایسی مفید اور کارآمد چیز کہاں ملتی ہے؟ کس طرح نکالی جاتی ہے؟ اور پھر ہم کیونکر اسے جلاتے ہیں؟

کوئلہ زمین کے نیچے پایا جاتا ہے جسے کان کہتے ہیں۔ اس کی سب سے اچھی کانیں انگلستان، جرمنی، چین، امریکہ اور فرانس میں ہیں۔ ہمارے ہندوستان کے کوئلہ کی کانیں بہار اڑلیسہ دبکارو اور جھریا کی زیادہ مشہور ہیں۔ علاوہ اس کے بنگال، آسام، اور صوبہ متوسط میں بھی آپ کو کوئلہ کی کانیں ملیں گی۔

اچھا! اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ کوئلہ کس کام آتا ہے؟ تو آپ کیا کہیں گی؟ یہی نا کہ اس سے ریل گاڑی کا انجن چلتا ہے۔ گھر گھر چولھے جلتے ہیں جس سے روٹی پکتی ہے۔ لیکن کوئلہ کو اتنی حقیر چیز نہ سمجھئے۔ کوئلہ سے دہ وہ چیزیں بنائی جاتی ہیں جن کی ہمیں اور آپ کو اپنی روزانہ زندگی میں اشد ضرورت ہے۔ بہتیری دوائیں کوئلہ سے بنتی ہیں۔ ہر قسم کے رنگ عطر پنسل بنانے کا سیسہ اور بھی کتنی چیزیں سب کوئلہ کی وجہ سے ہیں۔ جرمنی کی جنگی کامیابی کا راز کوئلہ میں چھپا ہوا ہے۔ برطانیہ اس سے بڑے بڑے کام نکال رہا ہے یہی وجہ ہے کہ کوئلہ آج کل اس قدر گراں ہوگیا ہے۔ کول تار بھی کوئلہ ہی سے نکلتا ہے۔ اب میں آپ کو بتاتی ہوں کہ کوئلہ کانوں سے کس طرح نکالتے ہیں۔ بعض چھوٹی کانوں میں عموماً سیڑھی بنی ہوتی ہے جس سے مزدور نیچے اتر کر کام کرتے ہیں۔ لیکن میں نے جس کان کو دیکھا اس میں بجلی کے ہنڈولوں جنہیں ڈولی بھی کہتے ہیں یا لفٹ کے ذریعہ کام ہوتا ہے۔ کان میں ایک طرف سے مزدور آتے جاتے ہیں اور دوسری طرف سے کوئلہ اٹھتا ہے۔ ایک غار کے منہ پر دو ڈولیوں کی جگہ ہوتی ہے۔ ایک کے اوپر پہونچتے ہی دوسری نیچے پہونچ جاتی ہے۔ اوپر سے یہ غار تو کچھ زیادہ بڑا نہیں مگر کہتے ہیں نیچے خاصی کشادہ جگہ ہے۔ اور چپہ چپہ پر بجلی لگی ہوئی ہے اصل مزا تو نیچے جا کر دیکھنے میں ہے لیکن عورتوں کو اجازت نہیں۔

ہر مزدور گیس کی ایک ایک لالٹین لے کر نیچے جاتا ہے۔ ان غریبوں کی مزدوری اس قدر سخت اور خطرناک کام کے لحاظ سے بہت تھوڑی ہوتی ہے اکثر حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ کتنے لوگ جان ہی سے جاتے ہیں۔ بڑی دردناک موت ہوتی ہے کسی کسی کے اعضا تمام عمر کو بے کار ہو جاتے ہیں۔ کول تار میں چونکہ آگ جلد پکڑ جاتی ہے اس لئے مزدوروں کو دیا سلائی وغیرہ لے کر ہرگز نہیں جانے دیا جاتا۔ اگر کسی طرح آگ لگ گئی تو سب کا بیک وقت باہر آنا ناممکن کیا بہت ہی مشکل ہے۔ دوسرے یہ آگ برسوں لگی رہتی ہے۔ کان کی زمین کوئلہ

نکال لینے کی وجہ سے چونکہ کھو کھلی ہوجاتی ہے اس لئے اکثر اوقات خود بخود دھنس جانے کا خطرہ لگا رہتا ہے بعض جگہ ایسے حادثات ہو چکے ہیں۔ اس لئے آج کل ہوا اور پانی کے زور سے خالی جگہ میں ریت بھر دیتے ہیں۔ کان کے اندر کی خراب گیس نکالنے اور باہر کی تازہ ہوا پہونچانے کا بھی انتظام ہے۔ یہاں زور زور کی آواز مشینوں کے چلنے کی ہوتی رہتی ہے۔ گویا کوئی بھاری طوفان آرہا ہے۔ عموماً دن رات کام ہوتا ہے جس وقت کوئلہ کی بھری ہوئی ڈولی اوپر آجاتی ہے تو اس کے اندر کا چھوٹا سا ڈبہ جو مال گاڑی کے ڈبہ کے مشابہ ہوتا ہے سامنے بچھی ہوئی لائن پر دھکیل دیا جاتا ہے۔ اور پھر یہ آپ سے آپ ایک اونچے سے ٹیلے پر چڑھ جاتا ہے۔ یہاں ایک قسم کی مشین اسے اُلٹ دیتی ہے اور یہیں پر کاٹ چھانٹ ہوتی ہے۔ گرد اور فاضل چورا کوئلہ نیچے گر جاتا ہے۔ بڑے بڑے ٹکڑے درمیانی اس سے کچھ چھوٹے یہ تین چار قسم کے کوئلے چھنٹ چھنٹ کر نکلتے رہتے ہیں۔ ہر ٹکڑا بالکل برابر برابر ہوتا ہے یہ سب ٹکڑے لوہے کے لچکدار لمبے لمبے پتروں پر رکھے ہوتے ہیں جو تیزی کے ساتھ بل کھاتا ہوا مال گاڑی کے ڈبوں میں انھیں بھرتا رہتا ہے۔ اور اس طرح یہ مال گاڑیاں دُور دُور کوئلے پہونچاتی ہیں۔

وہ خالی ڈبہ جس کے کوئلے الٹ دئے گئے تھے گھومتا ہوا آکر پھر اس ڈولی کے اندر سما جاتا ہے۔ اور گھنٹی بجتے ہی وہ ہوا کی سی تیز رفتاری کے ساتھ نیچے چلی جاتی ہے۔ مگر جونہی وہ نیچے پہونچتی ہے ایک زور کی آواز کے ساتھ دوسری بھری ڈولی اوپر آموجود ہوتی ہے۔ غرض ہر وقت یہی تماشہ ہے۔ کوئلہ کی کانوں میں بڑی چہل پہل ہوتی ہے۔ قریب ہی منیجر کی کوٹھی اور دوسرے افسروں کے بنگلے بنے ہوتے ہیں۔ تفریح کے لئے ایک کلب بھی ہوتا ہے۔ نیز ایک ڈاکٹر خانہ بھی زخمی مزدوروں کی مرہم پٹی کے لئے ہوتا ہے۔

جہاں آرا احسن۔ بانکوڑا

تمباکو

سوا ونس تمباکو کے سوکھے پتوں میں دو اونس نیکوٹین ہوتا ہے جو زہر ہے۔ نیکوٹین سنکھیا سے بھی بُرا ہے۔ اگر اس کی ایک بوند خرگوش کی جلد پر ڈال دی جائے تو وہ مرجائے گا۔ بلی یا کتے کی زبان پر اگر اس کے دو قطرے ڈال دئے جائیں تو وہ فوراً مر جائیں گے۔ آدمی بھی تمباکو نگل جانے سے مرجاتے ہیں چین میں عام دستور ہے کہ مرنے کے لئے حقہ کا پانی پی لیتے ہیں۔ اس پانی میں نیکوٹین ملا ہوتا ہے حقہ ہو یا سگرٹ تمباکو کا استعمال ہر طرح نقصان دیتا ہے تمباکو پینے کے علاوہ کھایا بھی جاتا ہے اور بعض لوگ اس کا ناس لیتے ہیں یہ بھی بہت مضر ہے۔ خدا نہ کرے کہ کوئی شریف سمجھدار لڑکی کسی صورت میں تمباکو کا استعمال کرے۔

کے۔ آر۔ بی

کپڑے اور جوتے

گرمیوں میں تمہیں روز کپڑے بدلنے چاہئیں اور جو اتارو انھیں کھنگال ڈالو۔ اس طرح دو جوڑے ہفتہ بھر اچھے خاصے چل جاتے ہیں۔ اسکول کے کپڑے الگ رکھنے چاہئیں۔ جب وہ ذرا میلے ہو جائیں تو انھیں گھر میں پہن ڈالو۔ اور اسکول کے لئے اور نکال لو۔ دھلے ہوئے کپڑے تہ کرکے الماری یا بکس میں رکھ دینے چاہئیں اور پھر وقت پر نکال کر پہن لینے چاہئیں۔ جب دھوبی کے یہاں سے کپڑے دُھل کر آئیں تو انھیں اسی وقت دیکھ لو۔ اور جو کچھ پھٹا اُدھڑا ہوا ہے مرمت کرکے رکھ دو کہ وقت پر تیار نکلے۔

جاڑوں میں گرم کپڑوں کو روز دھونے کی ضرورت نہیں انھیں صرف دھوپ میں ڈال کر جھاڑ جھٹک لینا کافی ہے۔ پندرہ بیس دن بعد ریٹھوں سے یا سن لائٹ صابن سے دھونا چاہئے کہ وہ سکڑ کر خراب نہ ہو جائیں اونی کپڑے ذرا سی بے احتیاطی سے بالکل کام کے نہیں رہتے۔ انھیں بہت ٹھنڈے یا بہت گرم پانی سے نہیں دھونا چاہئے اور سایہ میں سکھانا چاہئے۔ روئی کے کپڑے صحت کے لئے اچھے نہیں ہوتے اس لئے کہ وہ دھل نہیں سکتے۔ اگر تم روئی کا کپڑا پہنو تو اس کے نیچے اور اوپر ایک ایک سادہ کپڑا ضرور پہنا کرو کہ وہ میل اور پسینے سے بچا رہے۔

روز جب کپڑے بدلو تو اتارے ہوئے کپڑوں کو کھونٹی یا الگنی پر ڈال دو۔ اگر انھیں پلنگ یا کرسی پر ڈھیر کی طرح ڈال دوگی تو دوسرے وقت پہننے پر وہ بہت بُرے معلوم ہوں گے اور ان میں پسینے کی بو بھی آئے گی۔

آج کل کے نقلی ریشم کو جھینگر چاٹ کر چھید ڈال دیتے ہیں۔ اس لئے اس کی بہت حفاظت چاہئے۔ کہ بالکل کھلی جگہ پر پھیلائیں اور ذرا دیر میں جب خشک ہو جائے، تو فوراً اٹھا کر بکس میں رکھ دیں۔ اسی طرح باہر پہننے کے جوتے گھر میں آکر بدل لینے چاہئیں۔ اور برش کرکے یا کپڑے سے پونچھ کر خشک جگہ رکھ دینے چاہئیں۔ اگر کبھی تمہارا جوتا بھیگ جائے تو اسے فوراً بدل ڈالو اس سے آنکھیں دُکھنے آجاتی ہیں۔

کپڑے اور جوتے کبھی تنگ نہیں پہننے چاہئیں ان سے جسم کے بڑھنے میں رکاوٹ پڑتی ہے۔ اور اونچی ایڑی کا جوتا تو بہت ہی بُری چیز ہے۔ اس سے ٹانگوں اور پیٹ کی رگوں پر زور پڑتا ہے۔ جس سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ پاؤں بدصورت ہو جاتے ہیں۔ اور چال بھی خراب ہو جاتی ہے۔

بلقیس بیگم۔ و۔ ا۔ آگرہ

- - - - - - - - - -

بدحواسی

یوں تو بدحواسی محض خدا کی دین ہے۔ لیکن اُن لوگوں کو اس نعمت میں سے بہت بڑا حصّہ ملتا ہے جو کچھ نہ کچھ سوچتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی دُھن میں بلا ارادہ جو کچھ کہہ جاتے ہیں اس سے مہینوں لوگ لطف اٹھاتے ہیں

(۱) ایک فلسفی صاحب کسی مشکل مسئلہ کو سوچتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک گائے سے ٹکر ہوگئی۔ سمجھے کسی خاتون سے ٹکر ہوئی ہے۔ سر جھکا کر فرمانے لگے "محترم خاتون معاف فرمائیے" پاس ہی کسی نے قہقہہ لگایا۔ اب ان کو بھی غلطی کا احساس ہوا۔ دل ہی دل میں شرمندہ ہو کر آگے بڑھے اور پھر کسی خیال میں کھوئے گئے۔ اس دفعہ ایک خاتون سے ٹکر ہوئی۔ گائے سمجھ کر جھلا بڑے اور بولے "کم بخت تو پھر آگئی" خاتون کو بھی اس بیہودگی پر غصّہ آگیا۔ اس نے تان کر ایک چھتری رسید کی۔ تب حضرت کو ہوش آیا۔

(۲) ایک پروفیسر صاحب کالج سے لیکچر دے کر برآمد ہوئے۔ گھر جانے کی جلدی تھی۔ ایک تانگہ سامنے جاتا ہوا نظر آیا۔ بے تاب ہو کر چلاّنے لگے۔ "او میاں خالہ تانگی ہے" آپ کا مطلب تھا "تانگہ خالی ہے؟"

(۳) ایک مولوی صاحب مسجد میں وعظ فرما رہے تھے۔ ایک جگہ اللہ تعالےٰ کہنا چاہتے تھے دفعتہً خیال ہوا۔ اللہ پاک کہنا چاہئے۔ لہٰذا دونوں خیالات کو ملا کر "اللہ پارا" کہہ دیا۔ سُننے والے حیران تھے مگر مولوی صاحب کو جوش میں کچھ پتہ نہ چلا

(۴) ایک صاحب نے دیکھا کہ ایک اونٹنی بلبلاتی اور شور کرتی ہے۔ از راہ ہمدردی اونٹ والے سے پوچھتے ہیں۔ "کیا تمہاری بٹنی کے اونٹ میں درد ہے؟"

(۵) ایک صاحبزادی بولیں۔ امّی جان۔ امّی جان۔ ابا جان نماز لگائے لگائے عینک پڑھ رہے ہیں۔

(۶) ایک اور صاحب عینک لگائے بڑے مزے سے اخبار پڑھ رہے تھے۔ خیال آیا کہ دفتر کا وقت ہوگیا۔ چلنے کی تیاری کرنی چاہئے۔ اسی وقت نوکر آیا "سودے کے لئے پیسے دے دیجئے" گھبراہٹ میں دماغی توازن بگڑ گیا۔ جیب سے روپیہ نکال کر نوکر کو کچھ ہدایت دینے لگے۔ اور پھر اطمینان سے روپیہ عینک کے خانے میں رکھ لیا اور عینک نوکر کو دینے لگے۔ نوکر حیران ہو کر اُن کا منہ دیکھنے لگا۔

(۷) ایک پروفیسر صاحب کو اُن کے

(باقی مضمون صفحہ ۲۲ کالم ۲ پر دیکھئے)

رحم دل بچی

تم کو بھی اے بچو ہوگا خیال
ردیا تھا کال نے جیسا وبال
چیز کھانے کی کوئی ملتی نہ تھی
یچے کو بھی کہیں دانہ نہ تھا
ہاں امیروں کی تھی مشکل میں پڑی
بھاگ نکلے سینکڑوں گھر چھوڑ کر
بھوک سے بچے ہزاروں مر گئے
ایک بچی کی کہانی ہے عجیب
تھی اکیلی کوئی ماں جایا نہ تھا
ایک تو ایسے ہی تھی وہ دھان پان
چل نہ سکتی تھی وہ بچی دو قدم
جب نہ دیکھا جا سکا بچی کا حال
مل گئیں آخر کہیں دو روٹیاں
ایک روٹی باپ ماں نے بانٹ لی
لے کے روٹی دل کا غنچہ کھل گیا
ایک ٹکڑا ابھی نہ کھایا تھا ابھی
م سے دونوں گال مرجھائے ہوئے

تھا جو پچھلے ماہ کلکتہ کا حال
ہر طرف تھا صرف روٹی کا سوال
مر رہے تھے آدمی پر آدمی
پاس تھا پیسہ مگر کھانا نہ تھا
کیا مدد کرتا غریبوں کی کوئی
اور کتنے مر گئے سر پھوڑ کر
گودیاں ماؤں کی خالی کر گئے
جس کے تھے ماں باپ بیچارے غریب
تین دن سے اس نے کچھ کھایا نہ تھا
اور کر دی بھوک نے مشکل میں جان
آگیا تھا بھوک سے ہونٹوں پہ دم
باپ ماں کرنے لگے در در سوال
ہاتھ جیسے آگیا سارا جہاں
دوسری بچی کو ساری مل گئی
جس طرح کوئی خزانہ مل گیا
اور اک بچی کہیں سے آگئی
چوٹ دل پر بھوک کی کھائے ہوئے

بھوک سے آنکھیں تھیں پتھرائی ہوئی
اور منہ پر مردنی چھائی ہوئی
دھیرے دھیرے اس طرح تھی چل رہی
رینگتی ہو جس طرح سے چیونٹی
مانگنے کی تو نہ تھی ہمت اسے
ہاں مگر آنکھوں میں آنسو آگئے
پہلی بچی نے یہ حالت دیکھ کر
رکھ دی اپنی روٹی اس کے ہاتھ پر
چھا رہی تھی منہ پہ زردی موت کی
کھا کے روٹی جان میں جان آگئی
شام تک پھر اتفاق ایسا ہوا
ایک ٹکڑا بھی نہ اُن کو مل سکا
بھوک سے بے چاری بچی مر گئی
کام کچھ دنیا میں لیکن کر گئی
دوسروں کے واسطے دے اپنی جان
آدمیت کی یہی ہوتی ہے شان

عظمت ایوب بیگم کوکب شادانی

رسالہ میں اپنا مضمون

آج کل پڑھی لکھی لڑکیوں اور لڑکوں میں مضمون لکھنے اور رسالہ یا اخبار میں اپنا مضمون یا نظم شائع کرانے کا شوق بڑھ رہا ہے۔ جو تعریف کے قابل ہے لیکن یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ بعض بہنوں میں مضمون نگاری کا اور شاعری کا شوق کچھ دنوں تو بہت زور شور سے جاری رہا۔ اور پھر مضمون لکھنا تو کجا رسالہ کا مطالعہ بھی نہیں کیا جاتا۔ اور بعض لڑکے لڑکیاں ایسی بھی ہیں جو صرف یہ جانتی ہیں کہ وہ جو مضمون لکھیں شائع ہو جائے۔ کسی رسالہ یا اخبار میں مضمون بھیجنے سے پہلے بہت سی باتوں پر غور کرنا چاہئے لیکن بہنوں کو اس کے سوا کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ کسی اخبار یا رسالہ میں اپنا لکھا ہوا مضمون چھپ جائے۔ بعض مضمون اس وجہ سے ناقابل اشاعت ہوتے ہیں کہ ان میں کوئی کام کی بات نہیں ہوتی۔ یا وہ رسالہ کے مذاق کے مطابق نہیں ہوتے۔ یا پھر رسالہ میں کل صفحے تو ۴۰-۵۰ ہوتے ہیں مگر مضمون دس دس پندرہ پندرہ صفحہ کا بھیجا جاتا ہے۔ ظاہر ہے ایسے مضامین نہیں چھپ سکتے۔ مضمون کے ناقابل اشاعت ہونے پر یہ خیال غلط ہے کہ مضمون نگار کو مضمون لکھنا نہیں آتا۔ ہو سکتا ہے کہ مضمون خیالات اور خوشخطی وغیرہ کے اعتبار سے نہ چھپے۔ لیکن بہت سی بہنیں اس سلسلہ میں ناامید ہو جاتی ہیں یہ ہرگز نہ ہونا چاہئے ہمیشہ مشق اور اچھے اچھے مصنفوں وادیبوں کے مضامین اور اخبارات و رسائل کے مطالعہ سے اپنی مضمون نگاری کو ترقی دینی چاہئے۔ مضمون لکھئے اور بار بار لکھئے۔ اتنے لکھئے کہ وہ تعداد میں بے حساب ہو جائیں۔ پھر کسی رسالہ میں اپنا مضمون اشاعت کے لئے بھیجئے۔ اگر نہ چھپے تب بھی مضمون لکھنے کی کوشش جاری رکھئے۔ آخر ایک دن ضرور کامیابی ہوگی۔ اور پھر وہ دن آئے گا کہ آپ کا نام بھی مشہور ہوگا۔ لیکن اس کے لئے وقت درکار ہے اور محنت و کوشش اور استقلال کی ضرورت ہے۔

آج کل بیبیوں میں مضمون نویسی کا شوق اپنے رشتہ داروں اور سہیلیوں کے کمال و شوق کو دیکھ کر بھی پیدا ہوتا ہے۔ لیکن جب خود مضمون لکھنے کی کوشش کرتی ہیں تو خیالات اور الفاظ مدد نہیں دیتے۔ بالآخر بیزار ہو کر مضمون نگاری کو جی نہیں چاہتا۔ مضمون لکھنے کے لئے خیالات اور معلومات کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ مضمون نگاری کے لئے ہمیں صبح سے شام تک سینکڑوں عنوان حاصل ہوتے ہیں۔ ابتدا میں اپنے مشاہدہ و تجربہ کو صحیح طور پر آسان زبان میں لکھنا چاہئے۔ اور پھر مسلسل مشق سے لکھنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ صرف اپنے مضمون کا شائع ہو جانا

کوئی خاص بات نہیں۔ بلکہ جب کبھی کچھ لکھئے بہتر اور مفید مطلب لکھنے کی کوشش کیجئے۔ اور جب تک مضمون مکمل نہ ہوجائے ادھورا نہ چھوڑنا چاہئے۔ مجھے امید ہے کہ مضمون نگار بہنیں مضمون نگاری کے اہم اصولوں کے تحت اپنی تحریری مشق کو ترقی دیں گی۔

محمود علی۔ حیدرآباد دکن

ترکاریوں کے نام بتائیے

(۱) ثریا آپا پھانسی میں رہتی ہیں۔
(۲) ناصر میاں نے کہا یہ دام بے گئے ہیں۔
(۳) ہم نے رشید میاں سے آلوچہ منگایا ہے۔
(۴) جمو لیموں کو بہت پسند کرتا ہے۔
(۵) انار اور سیب ذکری لایا تھا۔
(۶) کل ملو کی بہن رو رہی تھی۔
(۷) یہ دھاگا جرابوں سے نکالا ہے۔

جوابات:۔ (۱) اسیم (۲) بیگن (۳) آلو (۴) مولی (۵) کربلا۔ (۶) لولی (۷) گاجر۔

آصفہ بیگم چشتی۔ ہمیرپور

> **آپ** جب کبھی ہمیں خط لکھیں تو نمبر خریداری ضرور لکھیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔
> منیجر

ہمارے تجربے

(۱) پلیٹ پیالیاں وغیرہ ٹوٹ جائیں تو جوڑنے کے لئے جب ضرورت ہو گیہوں کا آٹا گوندھ لیجئے اور پانی سے خوب دھوئیے۔ اتنا دھویا جائے کہ آٹا سفید ہو جائے اور اس میں بھوسی نہ رہے۔ پھر آٹے سے نصف چونا آٹے میں ملا لیجئے اور پلیٹ وغیرہ جوڑ لیجئے۔ ایک دن تک رکھا رہنے دیجئے بہت مضبوط جڑ جائے گا۔ میرا آزمودہ ہے۔

(۲) کھانسی ہوجائے تو آدھا لہسن بھون لیجئے اور چھیل کر کھائیے۔ آرام ہوجائے گا۔

(۳) ہاتھوں پر رنگ یا روشنائی لگ جائے تو ایک لیموں کاٹ کر ہاتھوں پر ملئے اور ہاتھ دھو دیجئے۔ رنگ چھوٹ جائے گا۔

(۴) آئینہ کو دھونا ہو تو تھوڑا چونہ آئینہ پر لگا کر خوب ملئے جب چونہ سوکھ جائے تو پانی سے دھو دیجئے۔ صاف ہوجائے گا۔

(۵) دال یا شوربے میں نمک زیادہ ہوجائے تو ایک کوئلہ دھو کر ڈال دیجئے۔ پانچ منٹ بعد نکال لیجئے۔ نمک کم ہوجائے گا۔

(۶) اگر بھڑ کاٹ لے تو کاٹی ہوئی جگہ کو گرم پانی سے دھو دیجئے اور چونا لگا لیجئے درد بند ہوجائے گا اور ورم بھی نہیں ہوگا۔

عزیزہ بیگم چشتی۔ ہمیرپور

عجائب خانہ

لمبی عمر کا راز:- عمر لمبی کیوں ہوتی ہے۔ یہ بڑا بھید ہے۔ ہندوستان میں ہندؤوں کی عمریں زیادہ ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ وہ گوشت نہیں کھاتے اور ان کا کھانا بہت کنجوسی کا ہوتا ہے۔ کوئی کوئی خوش خور مسلمان بھی اچھی عمر پا لیتا ہے۔ ترکی میں ہی ایک ترک نے ۱۵۴ سال کی عمر میں استنبول کی کمیٹی کے دفتر میں ملازمت حاصل کی۔ اس نے چھ مرتبہ شادی کی ہے۔ آخری بیوی کی عمر ۴۰ سال کی تھی اور خود اس کی عمر ۱۴۷ سال تھی۔ چند سال بعد وہ مر گیا۔ وہ ان دنوں ایک وقت کھانا کھاتا تھا۔ دودھ میں خوب میٹھا ڈال کر پیتا تھا۔ اور چند کیک کھاتا تھا۔

آئرلینڈ میں سو سو سال کے آدمی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ایک امیر عورت کاونٹس آف ڈیمینڈ ۱۶۱۲ء میں ۱۴۵ سال کی عمر میں مری۔ ٹپر بری کا کرنیل ون سلو اس سے ایک سال زیادہ جیا۔ اس شخص کا ایک بیٹا ۱۴۳ سال کا ہو کے مرا۔ مسز ایکل سٹل کی عمر ۱۲۳۔ اور ولیم لی لیبڈ کی ۱۴۰ سال ہوئی۔ برطانیہ میں عورتوں کی مردوں کے مقابلے میں عمر لمبی ہوتی ہے۔ ایک مرد کے مقابلہ میں دس عورتیں صد سالہ پائی جاتی ہیں۔ پادری اور امراء جو کاروبار میں مصروف رہتے ہیں لمبی عمریں حاصل کرتے ہیں۔ البتہ سو سو سال کے نہیں ہوتے پاتے۔ اوروں کے مقابلہ میں ان میں اسی اسی اور نوے نوے سال کے آدمی زیادہ پائے جاتے ہیں۔

ریل کے عجیب واقعات:- ہمارے ملک میں ریلیں ہوشیاری سے چلائی جاتی ہیں۔ یوں کیا ہوا کہ کبھی کبھی ان کی ٹکریں ہو جاتی ہیں۔ دوسرے ملکوں میں تو عجیب عجیب سانحے پیش آتے دیکھے گئے ہیں۔ انگلستان میں سرے کے صوبہ میں بجلی سے ریل چلتی ہے۔ ایک مرتبہ کیا دیکھا گیا کہ بجائے اپنے اصلی راستہ پر جانے کے کسی اور پٹڑی پر ریل چل دی اور کسی اور شہر کے سٹیشن میں جا داخل ہوئی۔ یہ ایسے کہ ریل دہلی سے علیگڑھ کی طرف جانے کے بجائے ہاپوڑ جا پہونچی تحقیقات پر معلوم ہوا کہ کانٹے والے نے غلطی سے پٹڑی کو غلط طور سے موڑ کے اس ریل کو غلط راستہ پر ڈال دیا۔ آخر مسافر اُتر کے پھر گاڑی میں آ بیٹھے اور یہ ریل واپس اُسی مقام پر آئی جہاں سے غلط راستہ پر چل پڑی تھی اور پھر اپنے اصلی راستہ پر ہولی۔ ایک دفعہ ایک مقام پر کیا دیکھتے ہیں کہ انجن صاحب بغیر گاڑیوں اور مسافروں کے سٹیشن پر تشریف لے آئے۔ انجن والے نے کہا کہ پچھلے سٹیشن پر تو گاڑیاں اس سے جڑی ہوئی تھیں۔ آخر میں پتہ چلا کہ اس اسٹیشن پر غلطی سے وہ گاڑیاں کاٹ دی گئیں۔ انجن والے

نے بھی پھر کر نہ دیکھا کہ غلطی معلوم ہو جاتی۔

ٹرانسوال میں چوروں نے انجن گھر سے ایک انجن چرایا پچاس میل پر جا کے انھوں نے اس کو الٹی سمت میں یعنی جہاں سے چلے تھے چلتا کر دیا۔ وہ چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے انجن گھر میں آ کے گاڑیوں سے ٹکرایا اور ٹوٹ پھوٹ گیا۔

دُم دار تارا:- بڑے تارے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے تاروں کا جھرمٹ لگا ہوتا ہے۔ جسے اس کی دُم کہا جاتا ہے۔ پہلے لوگ اسے بے حد منحوس سمجھتے تھے حتیٰ کہ انگریزوں کا مشہور شاعر ملٹن اپنی کتاب "بہشت جاتا رہا" میں ایک جگہ لکھتا ہے کہ دمدار تارہ کے بالوں سے وبا اور لڑائی جھڑتی ہے دمدار تارہ چونکہ کبھی کبھی ہی دکھائی دیتا ہے اس لئے پہلے زمانہ کے لوگ اس سے ڈر جاتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس کے نمودار ہونے کی وجہ سے کوئی نہ کوئی مصیبت پیش آنے والی ہے۔ ۱۹۱۰ء میں جب ہیلی کا لمبا چوڑا دمدار تارا کئی روز تک صبح اور بعد میں شام نظر آیا تھا تو شاہ ایڈورڈ ہفتم کا انتقال ہو گیا تھا۔ انگلستان کے اکثر آدمیوں نے اسے اسی دُم دار تارہ کے ظہور سے منسوب کیا تھا۔ اب سائنس کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ اس سے اور اس کی دُم سے زہریلی گیس پیدا ہوتی ہے جو بے حد خطرناک ہے۔ تو کیا کوئی ایسا تارہ زمین سے بہت قریب آ کے اپنے زہر سے زمین کے بہت سے باشندوں کو ہلاک کر گیا تھا جس سے دنیا میں اس کے منحوس ہونے کی روایت قائم ہو گئی؟ سائنس بھی ابھی اس کے متعلق کچھ مفصل نہیں بتا سکی ہے۔

شہر غائب:- طلسمی کہانیوں میں انگوٹھی کا ذکر پڑھا ہے کہ پہنتے ہی آدمی سب کی نظروں سے پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ یہ ایک خیال ہے۔ لیکن ابھی سائنس نے اتنی ترقی نہیں کی کہ کوئی چیز ایسی ایجاد ہو جس کے اثر سے آدمی یا شے نظروں سے چھپ جائے آخر خیالات ہی وجود میں لائے جاتے ہیں۔ ایجادوں کا انحصار خیالات ہی پر ہے۔ آج سے چودہ برس پہلے اس بات کا اخبارات میں چرچا ہوا تھا کہ ایک جہاز جرمنی کے شہر سٹٹ گارٹ کے قریب بوبلنگن کے شہر پر جب اڑ رہا تھا تو ملاح یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ نہ مکانات نظر آتے ہیں نہ شہر کے کارخانے۔ یہ ایک قسم کی آزمائش تھی جو اس ملک کے ہوائی محکمہ کے افسران نے کی تھی۔ ایک جرمن ماہر گیس نے ایک نئی گیس ایجاد کی تھی جس سے کسی شہر کو ہوائی حملہ سے بچایا جا سکتا ہے۔ دس جہازی بڑے ٹنوں میں بھر کر یہ گیس مکانات کے قریب رکھ دیا گیا۔ ایک بٹن کے کے دبانے سے وہ مصالحہ روشن ہو گیا اور اس میں سے دھوئیں کے بادل تین سو فٹ اٹھ کے پانچ سو مربع گز کے رقبہ پر چھا گئے اور انھوں نے شہر کو نظروں سے اوجھل کر دیا۔ اس لڑائی میں ایسا کوئی مصالحہ جرمنی کے شہروں کو اتحادیوں کے ہوائی حملوں سے نہیں بچا سکا یہ بھی ہوابندیاں ہوا کرتی ہیں۔ آج کل اس جنگ میں طرح طرح کی ہوابندیاں سامنے آتی رہتی ہیں۔

موتیوں کی ڈبیہ: ۱۹۲۷ء میں وسطی روس میں ایک روسی ۱۴۵ سال کی عمر کا ایک گاؤں میں رہتا تھا۔ اب تو معلوم نہیں وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ مگر ان دنوں وہ دنیا کا سب سے بڑی عمر کا آدمی تھا۔ ایک روسی عورت کی اسی زمانہ میں ۱۳۱ سال کی عمر تھی۔ اس کا نام مالدرئے والا تھا۔

کوہ ولسن کی رصدگاہ کے ماہر نجوم نے دعویٰ کیا کہ سیاروں کا زمین پر اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ آسمان اور سورج کا اثر یہ ہے کہ بنفشی شعاعیں زمین پر آتی ہیں جو آدمی اور درختوں اور حیوانات کی زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتیں تو زمین پر کوئی چیز زندہ نہ رہ سکتی۔

محمد ظفر

صفحہ ۱۲ کا باقی: پانی گرا دیں اور احتیاط سے سکھائیں اور دو ایک دن برتن استعمال نہ کریں۔

چینی اور مٹی کے برتن بدرنگ ہو جائیں تو نمک نمدا رکھ کے ملیں ان کا رنگ نکھر جائے گا۔

پاؤں میں چھالے پڑ جائیں تو ٹھنڈے پانی میں ذرا سا دھونے کا سوڈا ملا کے اس سے پاؤں دھوئیں خشک کرنے کے بعد نشاستہ (سٹارچ) حیت اور بورک ایسڈ کا سفوف پاؤں پر چھڑک دیں۔

کپڑے پر چائے کے دھبے پڑ جائیں تو اس حصے کو ٹھنڈے پانی سے خوب گیلا کر دیں اور دھو ڈالیں اس کے بعد کھولتا ہوا پانی دھبہ پر ڈالیں۔

محمد ظفر

استانی لاثانی

روزنامچہ کی عادت: اور بہت سی باتوں کی طرح روزنامچہ لکھنا بھی عادت میں داخل ہے۔ شروع میں یہ بڑا مشکل کام معلوم ہوتا ہے۔ کئی کئی روز بے لکھے گذر جاتے ہیں کیونکہ لکھنا یاد نہیں رہتا۔ یا تو کچھ لکھنے کو ہی نہیں ہوتا یا بہت زیادہ لکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہت سے ڈائری لکھنا شروع کرتے ہیں۔ مگر بہت کم ایسے ہیں جو اس کو جاری رکھتے ہیں۔ کچھ بھی ہو روزنامچہ لکھنا بہت کچھ عملی فوائد کی چیز ہے۔ آدمی کا ذہن اکثر دھوکے دے جاتا ہے۔ لکھی ہوئی بات ہو دیکھ لی جائے یا ذہن تازہ ہو جاتی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ تم نے وہ بات کی تھی۔ تمہارا خیال ہے کہ ایسا نہیں تھا۔ تم اپنا روزنامچہ دیکھتے ہو۔ وہاں واقعات درج ہیں۔ حاضری غیر حاضری بیماری تندرستی۔ خوشی یا غم۔ ان سب کی تصدیق انہی پرانے ورقوں سے ہوتی ہے۔ اور اس میں یہ بھی مزا ہے کہ تمہیں دوبارہ اپنی پرانی زندگی کا لطف آ جاتا ہے۔ جوانی میں طاقت۔ امنگ ہر چیز سامنے ہوتی ہے۔ آئندہ زمانہ کی پروا ذرا بھی نہیں ہوتی۔ لیکن اگر تم نے اپنی عقلمندی سے روزنامچہ لکھنے کی عادت ڈالی ہوئی ہو تو ایک روز تم اپنی اس عادت کے لئے اپنی عقلمندی کی داد دو گے۔ تم نے کیا کیا کیا محسوس کیا۔ بچپن نوجوانی کیا عمر تھی۔ ان پھلسے سوکھے

بڑھے زمانہ میں اُن صفحوں میں ان آیام کی یاد تازہ کرکے تمہیں کیسی دلکشی محسوس ہوگی! لکھنے والے کے لئے ہی نہیں دوسروں کے لئے بھی ان کا مطالعہ دلچسپ ثابت ہوتا ہے۔ اس میں نہ علمی باریک بینی ہے نہ دھوکا ہے نہ فریب۔ صرف سادہ واقعات ہلکی پھلکی عبارت میں لکھے ہیں۔ دوسروں کی زندگی کے حالات پڑھنے میں ہمیں باہمی انسانی تعلق نظر آتا ہے۔ دوسروں کو ان میں سبق یا مشورہ ملتا ہے۔ روزنامچہ خواجہ حسن نظامی صاحب کا ہو یا مولوی محبوب عالم صاحب کا۔ ہم ان کے صفحات لطف و ہمدردی سے الٹتے ہیں! روزنامچہ لکھنے میں خطرے بھی ہیں۔ ہمارے خیالات اپنی طرف مڑے رہتے ہیں۔ لیکن ہمیں دنیا میں بیرونی طور پر رہنا ضروری ہے۔ عادت صحیح طور سے نہ قائم رکھی جائے تو اپنی حسرتوں اور ناکامیوں کی ادھیڑبن میں اپنی کمیاں پہاڑ بن کے نظر آتی ہیں یا اپنی خوبیاں کوہ طور کی تجلیاں معلوم ہونے لگتی ہیں۔ روزنامچہ لکھو لیکن سنبھل کے کچھ بھی ہو۔ روزنامچہ بہرحال ایک دلچسپ شغل ہے!

بے خوابی کی شکایت: نیند نہ آنے کے مختلف وجوہ ہیں۔ اصل علاج یہ ہے کہ سبب معلوم کرکے اسے دور کیا جائے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو تدبیر ایک کے موافق پڑتی ہے۔ دوسرے کو فائدہ نہیں دیتی لیکن مندرجہ ذیل تدابیر نتیجہ خیز ثابت ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک نہ ایک ہر شخص کو فائدہ دے گی (۱) بستر پر لیٹنے سے پہلے پاؤں گرم پانی میں ڈبو لئے جائیں (۲) سونے سے پہلے کھلی جگہ میں دس منٹ تک چہل قدمی کریں (۳) بستر میں کوئی گرم چیز رکھیں (۴) کسی مشکل کتاب کے چند صفحے بستر پر پڑھیں (۵) ایک ہزار سے نیچے کی طرف ایک ایک گنیں۔ (۶) دروازہ اور کھڑکیاں کھول کر سوئیں (۷) تھکنے سے پہلے بستر پر لیٹ جائیں (۸) پیاز بھلبھلا کر سونے کو جائیں۔ (۹) بستر پر لیٹنے سے ذرا ہی پہلے پیشانی پر سپنج سرکہ اور ٹھنڈے پانی میں ڈبو کر پھیریں (۱۰) بستر پر لیٹے ہوئے سر کو اس قدر جھکائیں کہ تھوڑی سینے سے چھونے لگے (۱۱) بائیں کروٹ چند منٹ لیٹ کے دائیں کروٹ لے لیں (۱۲) بستر اس طرح لگائیں کہ سر شمال کی طرف رہے اور پاؤں جنوب کی طرف یہ ہمیشہ کامیاب ثابت ہوا ہے۔ بے خوابی کیسی ہی تکلیف دہ ہو بغیر طبیب کے مشورہ کے خواب آور یا نشیلی چیز استعمال نہ کریں۔

کرن پھول: تام چینی کے برتنوں انمل ترق کے اتر جانے پر اس کی مرمت اس طرح کریں۔ کسی پرانے برتن میں برابر مقدار میں نمک کوئلہ کا باریک چھنا ہوا چورا اور پوٹین (کھریا مٹی اور السی کے تیل کی لئی جس سے آئینے جڑتے ہیں) ڈال کے خوب گوندھیں۔ برتن کے ترقے ہوئے انمل کے مقامات پر اسے بھر کے چاقو سے ہموار کردیں۔ برتن میں ٹھنڈا پانی بھر کے چولھے پر میٹھی آنچ میں ہلکا ہلکا کھولنے دیں۔ گھنٹہ بھر بعد اتار کے (باقی مضمون صفحہ ۲۰ پر)

میرا روزانہ پروگرام

میں ہر روز صبح چھ بجے سو کر اٹھتی ہوں اور وضو کر کے نماز ادا کرتی ہوں۔ بعد نماز قرآن مجید ساڑھے چھ بجے تک پڑھتی ہوں۔ پھر چھوٹے بہن بھائیوں کو جگاتی ہوں اور اپنے شوق سے باورچی خانہ میں جا کر ناشتہ تیار کرتی ہوں۔ آٹھ بجے تک سب کے ساتھ ناشتہ ختم کر کے گھر کا کوئی معمولی کام کر کے یا نوکر کو اس کی ہدایت دے کر نو بجے پڑھنے بیٹھتی ہوں۔ دو بارہ بجے تک پڑھتی رہتی ہوں کچھ دیر ادھر اُدھر ٹہل کر سب کے ساتھ کھانا کھاتی ہوں۔ پھر ایک بجے اخبار یا رسالہ کا مطالعہ کر کے دو بجے ظہر کی نماز پڑھنے جاتی ہوں۔ نماز ختم ہو جاتی ہے تو کچھ دیر سلائی۔ کٹائی کشیدہ کاری وغیرہ کرتی ہوں۔ پھر عصر کا وقت ہو جاتا ہے اور میں ہاتھ منہ دھونے کے بعد نماز عصر ادا کرتی ہوں۔ ساڑھے چار کے قریب میں کچھ دیر اپنا وقت سنگھار میں صرف کرتی ہوں۔ میری چھوٹی بہن ماہ جبیں اور چھوٹے بھائی ذاکر کے کپڑے بدلوا کر نوکر کے ساتھ گھومنے کے لئے بھیجتی ہوں۔ یہ جگہ ایسی خراب ہے کہ میں کہیں سیر کرنے نہیں جا سکتی۔ دن بھر کمرے یا برآمدے میں گزارتی ہوں جس کی وجہ سے میری طبیعت بنگال میں رہنے سے گھبرایا کرتی ہے۔ ہاں کبھی کبھی دل بہلانے کے لئے ایک پنجابی چچی جو ہماری کوٹھی کے قریب ہی رہتی ہیں ابھی آئی ہیں کبھی کبھی شام کے وقت ان کے گھر چلی جاتی ہوں۔ پھر مغرب کی نماز ادا کر کے میں اپنے والد بزرگوار سے انگریزی پڑھنے بیٹھ جاتی ہوں۔ ساڑھے آٹھ بجے عشا کی نماز پڑھ کر سب کے ساتھ کھانا کھا کر کچھ دیر گپ شپ کر کے دس بجے تک سو جاتی ہوں۔ امید ہے کہ ہر ایک بناتی بہن اپنا اپنا پروگرام رسالہ بنات میں ضرور چھپوا دیں گی۔

جہاں آرا بیگم نور

صفحہ ۱۴ کا باقی :-

کسی طالب علم نے توجہ دلائی کہ آپ کی ایک جراب ایک رنگ کی ہے اور دوسری دوسرے رنگ کی۔ گھبرا کر پروفیسر صاحب بولے بھئی معلوم نہیں کیا قصہ ہے میں بھی سوچ رہا ہوں کہ یہ کیسے ہوا۔ گھر پر بھی جراب کا ایک جوڑا ایسا ہی پڑا ہوا ہے۔

نصرۃ العین فضلی - پانی پت

...کھانے پکانے کی بہترین کتابیں

...صمتی دستر خوان حصہ اول جس کی ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ نکلے گی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں تجربہ کرنے کے بعد لکھی ...یں اس لیے ترکیبیں بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست! ہندوستان بھر کے ہر ...ی تقریباً ... عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور ایڈیٹر صاحب ...ت کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ نے بڑی محبت سے کتاب مرتب فرمائی ہے باورچی ...کے انتظام اور کھانوں کے متعلق نہایت قیمتی ہدایات اور مضامین درج کئے گئے ہیں ایک چینکی کئی قسم کی تیار کرنے کے لیے بھی عصمتی دستر خوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے۔ چاول ...نے اور میٹھے۔ سوئیاں۔ کھیر۔ فیرنی۔ سادے اور ترکاری کے سالن، مچھلی، مرغ، جیلی، بسکٹ ...۔ کباب۔ کیک۔ دالیں۔ مٹھائیاں۔ حلوے، چٹنیاں۔ مربے۔ آچار، سموسے، بڑے، پوری ...یاں، پراٹھے۔ روٹی۔ غرض ہر قسم کے کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی درجن صحیح ترکیبیں! اس کتاب کا ہر گھرانے میں ہونا ضروریات میں سے ہے بہت سی عورتیں ...کتاب کی بدولت عمدہ عمدہ ذائقہ دار کھانے پکانے لگیں۔ لڑکیوں کو یہ کتاب اشد ضروری سمجھ ...ہیز میں دی جاتی ہے۔ چند ہی سال میں ہاتھوں ہاتھ ۹ ایڈیشن نکل گئے۔ قیمت ۱۲

...صمتی دستر خوان حصہ دوم عصمتی دستر خوان کا دوسرا حصہ ہے جس میں ...۱۰۰ صفحوں کے نہایت ہی کارآمد اور قابل قدر مضامین ہیں مثلاً

...شرقی مغربی کھانے ہماری خوراک اور غذا کے متعلق تحقیقی مضامین۔ کھانے کے اصول۔ کھانے کی حفاظت۔ جرمنی باورچی خانہ ...ی باورچی خانہ۔ کچی سبزی۔ ترکاریوں کے خواص۔ کھانے کا کمرہ۔ اناج کا صندوق۔ ایرانی ...ت وغیرہ۔ ترکیبیں سب نئی اور آزمودہ ہیں اور ایک ایک چیز کی متعدد ...بیں۔ عربی۔ ایرانی۔ ترکی۔ جاپانی۔ عراقی۔ روسی۔ اطالوی۔ انگریزی۔ فرانسیسی۔ کھانوں ...ترکیبیں ہیں۔ قیمت ۱۲ عصمتی دستر خوان مکمل یعنی دونوں حصوں کی قیمت۔ صرف

...صمتی ہند کلیا سوا سو کھانوں کی صحیح ترکیبیں بچیوں کے طلب کی درج کی گئی ہیں۔ کھانے پکانے کے متعلق نہایت مفید مضامین اور کارآمد ہدایتیں بھی ہیں قیمت ۱۰

...شتہ دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل صبح اور تیسرے پہر کے ناشتے۔ چاء۔ کوکو۔ شربت۔ لسی۔ فالودہ۔ آئس کریم۔ بسکٹ۔ کیک۔ توسٹ۔ کٹلائی وغیرہ کی کئی ترکیبیں ہیں قیمت ۱۲

...ں کے کھانے ننھے بچوں کو اصول صحت سے کس قسم کی غذا دینی چاہئے۔ کون سے کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں کئی درجن تجربہ کی ہوئی ترکیبوں کے ...ہ کارآمد مضامین بھی ملک کے قابل ڈاکٹروں کے لکھے ہوئے ہیں قیمت ۱۰

...اروں کے کھانے بیماروں کے جو کھانے بیحد مفید ہیں اس میں صرف انہی کی ترکیبیں ہیں اور کئی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ ۱۲

...بہ کھانے دولہا بھائی سے نندوئی سے سہیلیوں سے مہذب مذاق کرنے کے نہایت دلچسپ کتاب ہے قیمت ۶

زنانہ دستکاری کی مفید کتابیں

عصمتی کروشیا عام فہم ہدایات اور مختلف قسم کی جھالروں۔ کونوں۔ انسرشن۔ تولیوں وغیرہ کے خوبصورت نمونے چند عنوانات:۔ تاج محل ... کلمہ طیبہ۔ گلدان۔ ہرن۔ گھوڑے۔ شیر۔ مرغ۔ راج ہنس۔ بچہ معہ تیر کمان۔ گاڑی۔ عورت ... وغیرہ چوتھا ایڈیشن قیمت دو روپیہ ۲

عصمتی کشیدہ میز پوش۔ پلنگ پوش۔ چادریں۔ رومال۔ کرسیوں کے گدّے۔ تکیہ کے غلاف وغیرہ کے کئی درجن نمونے۔ دلکش پھول دلاویز بیلیں وغیرہ چوتھا ایڈیشن ۲

گلدستہ کشیدہ وضع وضع کے پھول بیلیں کونے۔ بوٹیاں چادر۔ میز پوش۔ گریبان۔ کف وغیرہ کے لیے۔ ۲۰ مشہور دستکار خواتین نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے چوتھا ایڈیشن ۲

گلزار درخشاں کشیدہ کاری کے سو بہترین نمونے از محترمہ آر کے درخشاں ۱۲

گلشن زہرا ۴۳ بیلیں، ۲۰ پھول، ۳۰ کونے، ۱۱ گلے، ۱۱ ٹوکریاں، ۲۵ مرکزی یادگاری خاکے، ۷ گریبان غرض کشیدہ کے متعدد نمونے ہیں قیمت ۲

مجموعۂ کشیدہ کاری پہلے ۴۴ نمونے ان کے بعد نئی نئی وضع کی کڑھت کے ۷۴ نمونے پھر مختلف خواتین کے دیے ہوئے ۳۹ بہترین نمونے ہیں قیمت ...

روح کشیدہ جس میں متعدد نمونے چھوٹے بڑے درمیانی پھولوں، بیلوں، گلدستوں ٹوکریوں مرکز کونوں کے ہیں قیمت ۱۲

کڑھت کی قسمیں مختلف قسم کی کڑھت کی عام فہم ترکیبیں او ہدایتیں نمونے دیدہ زیب ۲

کراس اسٹچ ورک ترچھے ٹانکوں کے کام کی مشہور کتاب۔ چند نمونوں کے عنوانات:۔ بطخ۔ چڑیا۔ سارس۔ جوزہ۔ مور۔ بلی۔ چوہا۔ گلہری۔ ہرن۔ ہاتھی۔ اونٹ ... وغیرہ۔ پھولوں بیلوں گلدانوں وغیرہ کے بھی بہت سے نمونے ہیں قیمت ۲

تارکشی کا کام جس کی مدد سے کپڑے سے دھاگہ نکالنے کا کام آجاتا ہے متعدد نمونے ...

گلدستہ تارکشی مضامین او ہدایتیں نہایت سلیقہ او محنت سے لکھی گئی ہیں ۵۷ نمونے ہیں ایک سے ایک بہتر ۲

اونی کام سلائیوں سے نٹنگ کے بہترین نمونے۔ مضامین اور ہدایتیں عام فہم۔ بلاک کے رنگین اور سادے نمونے بہت کافی ہیں دوسرا ایڈیشن قیمت ۲

موتیوں کا کام ۸۴ پھول، ۷۲ بیلیں، ۲۶ جھالریں، ۳ فریم، ۱۱۱ انسرشن، ۳ جالیاں، ۹ حاشیے ۱۱ پنکھے ہینڈ اور منی بیگ، ۶ پردے ان کے علاوہ متعدد دیگر نمونے۔ ترکیبیں مفصل اور مکمل ۲۷ عصمتی بہنوں نے یہ کتاب تیار کی ہے بار سوم قیمت تین روپیہ ۳

سلمہ ستارہ کا کام کلابتون۔ شکوریس سلمہ۔ گوکھرو۔ موتی۔ ستارہ وغیرہ کے کام کے ۲۲۶ نمونے دیدہ زیب۔ مرحومہ خدیجہ بائی کی دستکاری کی یادگار ہے ۱۲

چمنستان خیاطی یاسوئی کا کام بچوں کے کپڑے سوٹ جانگئے۔ باڈی۔ پیجامہ۔ سینہ بند ...تیص۔ زنانہ کپڑے لباس شب خوابی۔ انڈرویر۔ کالر کف، بلاوز ... غرض کٹائی سلائی کی ترکیبیں اور نمونے بہترین قیمت ۲

گلستان خیاطی کپڑے کی کٹائی سلائی کی بہترین کتاب قیمت ۲

گوٹہ کناری کا کام ہندوستان کی قدیم و مشہور صنعت پر بیش بہا کتاب سوا سو کے قریب دیدہ زیب نمونے ہیں ترکیبیں عام فہم ہیں۔ قیمت صرف دو روپیہ ۲

...ی کا کام لہریں۔ جال۔ سیدھے الٹے فیتے۔ گملے پھول۔ بیلیں۔ گلدستے۔ مختلف وضع کے متعدد ہیں۔ ہدایتیں بہت آسان مگر مکمل ہیں بار دوم قیمت دو روپیہ ۲

نسیم سوزن کاری جس میں زری کا کام۔ ڈار جینا ورک۔ کامدانی کا کام۔ کانچ کے ٹکڑے کا کام۔ سلک ایمبرائڈری اور کروشیا کے نمونے ڈیڑھ سو کے قریب ہیں معہ ہدایات ۲

ملنے کا پتہ:۔ عصمت بک ڈپو۔ کوچہ چیلان۔ دہلی

محصول ڈاک بذمہ خریدار

محصول ڈاک بذمہ خریدار

رسالہ بنات

دہلی

ستر ھواں ۱۷ سال	فہرست مضامین ماہ جولائی سنہ ۱۹۴۴ء	جلد نمبر ۳۴ نمبر ۴

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں جولائی کے پرچہ کے ساتھ اُن کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے۔ اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ۲/۸ بذریعہ منی آرڈر نمبر خریداری لکھ کر روانہ کر دیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دے دیں ورنہ اگست کا رسالہ ۲/۱۲ کا وی پی حاضر خدمت ہوگا۔ وی پی واپس کر کے رسالہ کو نقصان نہ پہنچائیں۔

۱۰۵ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۱ - ۴۷۷ - ۶۱۶

۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۲۲ - ۱۵۸۳ - ۱۵۹۲ - ۱۵۹۴

۲۵۰۲ - ۲۹۵۶ - ۲۹۶۲ - ۲۹۶۳ - ۳۰۱۷ - ۳۰۲۵

۳۰۷۸ - ۳۳۳۲ - ۳۳۴۹ - ۳۳۷۵ - ۳۳۷۷ - ۳۳۸۲

۳۴۰۱ - ۳۷۶۰ - ۳۷۸۲ - ۳۷۸۷ - ۳۷۹۳ - ۳۷۹۹

۳۸۰۰ - ۳۸۰۲ - ۳۸۰۳ - ۳۸۰۵ - ۳۸۱۶ - ۳۸۲۰

۳۸۳۲ - ۴۰۹۸ - ۴۱۷۷ - ۴۱۹۶ - ۴۱۹۷ - ۴۲۰۱

۴۲۰۲ - ۴۲۰۷ - ۴۴۵۵ - ۴۴۵۸ - ۴۴۶۹ - ۴۴۷۳

۴۴۷۸ - ۴۴۸۱ - ۴۴۸۲ - ۴۴۸۳ - ۴۴۸۴ - ۴۴۸۵

۴۴۸۶ - ۴۴۸۹ - ۴۴۹۰ - ۴۴۹۱ - ۴۴۹۳ (۴۴۹۲) - ۴۴۹۴

۴۴۹۵ - ۴۵۰۰ - ۴۵۰۱ - ۴۵۰۲ - (۹۶۳) - ۴۵۴۲

منیجر

باہتمام رازق الخیری پرنٹر پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ بنات دریا گنج دہلی سے شائع ہوا۔

کچھ اسلام کے متعلق

اس زمانہ میں بعض لڑکیاں یہ سمجھتی ہیں کہ مذہب کی پابندی سے ہم ترقی نہیں کرسکتے۔ اس لئے میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اسلامی احکام؎ سے دوسرے کس قدر فائدہ اُٹھا رہے ہیں اس وجہ سے وہ ترقی یافتہ نظر آتے ہیں۔ چونکہ کلمۂ طیّبہ مسلمان ہونے کا اقرار ہے اسلئے اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

نماز ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس میں اتنی باتیں نظر آتی ہیں: صفائی۔ پابندیٔ وقت۔ امیر غریب کی برابری۔ ورزش۔ صبح اُٹھنا۔ یہ سب خوبیاں نماز میں ہیں مگر خوبیاں مسلمانوں سے زیادہ اُن قوموں میں ہیں جو ترقی یافتہ کہی جاتی ہیں۔ مثلاً انگریزوں کی صفائی کسی سمجھدار شخص پر پوشیدہ نہیں۔ پانچ بار وضو اسلامی صفائی کی شان دکھاتی ہے۔ تمام دن میں ہاتھ۔ حلق۔ مُنہ۔ ناک۔ چہرہ۔ سر۔ کان۔ پیر۔ جسم کے اتنے حصّے پانچ بار صاف ہو جائیں تو خیال کیجئے صحت کتنی اچھی ہوگی۔

انگریزوں کی پابندیٔ وقت ضرب المثل ہے۔ نماز کے وقت مقرر ہیں۔ اگر خدا کو وقت کی پابندی منظور نہ ہوتی تو یہ حکم ہوتا کہ تمام دن میں پانچ بار نماز ادا کر دی جائے۔ وقت کی کوئی قید نہیں لیکن وقت مقرر ہے۔ بغیر وقت کی پابندی کے نماز نہیں ہوسکتی۔

انگریزوں نے جو آپس میں امیر غریب کا تفرقہ مٹا دیا ہے جیسا کہ بعض لوگوں کے سفرنامہ سے معلوم ہوتا ہے۔ تو کیا ہمارا مذہب یہ مثال نہیں پیش کرسکتا؟ مسلمان امیر اور غریب برابر برابر مسجد میں کھڑے ہو کر جب نماز پڑھتے ہیں تو خدا کی قدرت کا نظارہ کتنا دلکش ہوتا ہے۔ خدا بتانا چاہتا ہے کہ اس کے دربار میں امیر غریب سب برابر ہیں۔

نمازی شخص دن بھر میں کئی دفعہ رکوع سجدہ وغیرہ سے ورزش کر لیتا ہے۔ کیا نماز سے بہتر بھی کوئی ورزش ہوسکتی ہے؟

کسی انگریز کا مقولہ ہے: "صبح ایک گھنٹہ سونا تمام دن ضائع کرنے کے برابر ہے" ہم ہندوستانی کچھ نہیں سمجھ سکتے کیونکہ وقت کا ہمیں احساس نہیں۔ نمازِ فجر کو اُٹھئے کیسا پُرلطف وقت ہوتا ہے۔ دن بھر طبیعت خوش رہتی ہے۔

انگریز کلب جایا کرتے ہیں۔ ہمارا تیرہ سو سال پہلے کلب موجود تھا یعنی مسجد! پہلے نماز کے علاوہ صلاح مشورہ تعلیم یہ سب چیزیں مسجد میں ہوتی تھیں۔ اب صرف پانچ بار بعض لوگوں کے کرم پر مسجد آباد ہے۔

اب غور کیجئے کہ صرف ایک نماز ہی میں ہمیں کتنی ایسی خوبیاں مل گئیں جو ہمیں انگریزوں میں نظر آتی ہیں اور وہ مہذّب کہلاتے ہیں۔ اگر ہم پابندی کے ساتھ نماز پڑھیں تو صفائی ستھرائی، ورزش، پابندیٔ وقت یہ سب خوبیاں پوری طرح ہم میں نظر آسکتی ہیں۔

زکوٰۃ۔ مالدار انگریز اپنی قوم کی کتنی مدد کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہاں تعلیم گاہ کارخانے وغیرہ وغیرہ حکومت سے زیادہ پبلک کے ہیں۔ اسلام میں زکوٰۃ فرض ہے۔ سو روپیہ جس کے پاس سال بھر رہیں وہ خدا کے نام صرف ڈھائی روپیہ اپاہجوں یتیموں بےکسوں کو دے۔ اس اصُول پر عمل کر کے کیا مالدار غریب

؎ حکم کی جمع۔

ہوسکتے ہیں؟ زکوٰۃ کی پابندی سے کتنے غریبوں کا بھلا ہوگا اور ہماری قوم کی حالت کتنی اچھی ہوسکتی ہے۔ اسپر غور کیجئے۔

روزہ۔ اسلام کا چوتھا فرض روزہ ہے۔ یورپ کے ڈاکٹروں کا قول ہے کہ کبھی کبھی فاقہ کرنا صحت کے لئے مفید ہے تمام سال کھاکر ایک مہینہ فاقہ کرنا معدہ کی صفائی کے لئے بہترین ترکیب ہے۔ ظاہری صفائی پانی سے ہوسکتی ہے اندرونی فاقہ سے۔ غریبوں کی بھوک کا اندازہ ہوسکتا ہے ورنہ فاقہ مست کیا جانے کہ بھوک کسے کہتے ہیں۔ غرض روزہ انسان کی صحت کے لئے بے انتہا ضروری چیز ہے۔

حج۔ تمام عمر میں کم از کم ایک بار حج فرض ہے۔ تمام دُنیا کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو تبادلہ خیال، آپس کے تعلقات، دُنیا کے مختلف مقامات کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے۔ لوگ یورپ کی سیر کرتے ہیں لیکن مکہ معظمہ کو جاتے ہی نہیں۔ ایک لباس پہنے خدا کے سامنے حاضر ہوتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کتنا عجیب معلوم ہوتا ہے۔ انگریز کلب میں ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ تو مسلمان بھی کعبہ میں جمع ہوتے ہیں۔

فرض تو ختم ہوچکے اب وہ احکام لو جو سنت میں اور وہ جن کا خدا نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے۔ اور وہ جو ناجائز ہیں۔ اور جن کے کرنے میں گناہ ہے درج کرتی ہوں۔

جائز احکام۔ سچائی، خوش اخلاقی، وعدہ کا پورا کرنا ملنساری، ہمدردی، ماں باپ، رشتہ دار، ہمسایہ کے حقوق۔ مہمان نوازی، بزرگوں کا ادب، ایثار، قناعت، دیانت، خیرات کفایت شعاری، تحصیل علم، تجارت۔

ناجائز احکام۔ جھوٹ، غیبت، چغلی۔ حسد، وعدہ خلافی، چوری، جہالت، بدمزاجی، ظلم، بیہودہ بکواس نقصان پہنچانا۔ جھگڑا، لالچ، رشوت، خیانت، کنجوسی یہ باتیں انگریزوں میں نہیں مگر مسلمانوں میں نظر آئیں گی۔

ہمارے نبی رسول اللہؐ نے بُرائیوں سے بچنے اور بھلی باتوں کی تاکید فرمائی ہے۔

ہم کو غیر قوم کی نقل کرنے کی ضرورت بالکل نہیں ہمارے اسلامی احکام ہماری ترقی کے لئے کافی ہی نہیں بلکہ اتنے ہیں کہ اُن سے زیادہ اچھے اصول کسی کے ہو ہی نہیں سکتے۔ خدا نے گناہ کرنے سے عذاب نیکیاں کرنے میں ثواب رکھا ہے تاکہ گناہوں سے بچیں اور نیکیوں کی طرف راغب رہیں۔ لیکن آج مسلمان اِن باتوں کو ڈھکوسلا کہتے ہیں۔ اگر کچھ دیر کے لئے مان لیں کہ ہم مذہب پر رہ کر ترقی نہیں کرسکتے تو کہئے پہلے زمانہ کے مسلمانوں کی ترقی کا کیا راز تھا؟ مسلمان ہر فن میں طاق ہوتے تھے۔ اب بھی اُن کی بنائی ہوئی چیزیں دُنیا کو حیرت میں ڈالے ہوئے ہیں۔ اور وہ چیزیں اس ترقی یافتہ دور میں بھی بتارہی ہیں کہ مسلمان کیسے ہوتے تھے۔

اسلام کے تمام اصولوں میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں چنانچہ سائنس کی کسوٹی پر بھی اسلام پورا اُتر رہا ہے۔ جیساکہ سرامین جنگ بہادر کے خطوط "حقیقت اسلام" سے معلوم ہوتا ہے اگر واقعی تم ترقی کرنی چاہو اور یہ خواہش ہو کہ مہذب کہلاؤ تو اسلام کے حکموں پر عمل کرو۔ کچھ مدت تجربہ کرکے دیکھو دل کس قدر خوش رہتا ہے۔ تم زندگی کی کامیابی جلد ہی محسوس کرنے لگو گی۔

ا۔ س حیدرآباد [illegible]

ریل کا سفر

آج کل کا سفر کیسا ہوتا ہے؟ یہ تو وہی جان سکتے ہیں جن کو آئے دن سفر کرنا درپیش ہوتا ہے۔ کس قدر دلچسپ ترین ہوتا ہے وہ وقت جبکہ ٹرین میں بیٹھایا جاتا ہے۔ بلکہ یوں لکھوں تو بیجا نہ ہوگا کہ ٹھونسا جاتا ہے۔ سانس لینا تک محال۔ آج کل گرانی کے زمانہ میں ایک تو محض سیر و تفریح کے لئے سفر کرنا پرلے درجے کی فضول خرچی ہے۔ دوسرے یہ کہ بالفرض کسی ضروری کام کے سلسلہ میں سفر کرنا بھی پڑے تو خیر۔ لیکن وہی کہ پیشتر کی طرح اپنا "شاہی" سامان لے کر ہرگز نہ جائیں۔ کہ ایک دو ٹرنک بھی ہیں اور سوٹ کیس بھی۔ اٹاچی، ناشتہ دان، لوٹا، صراحی۔ غرض یہ سب غیر ضروری اشیاء ہیں۔ جو کہ محض شوق کے لئے ساتھ لی جاتی ہیں۔ اور آج کل تو خصوصیت کے ساتھ جہاں تک ممکن ہو مختصر اسباب ہمراہ لینا چاہیئے۔ کیونکہ ٹرین میں اپنی ہی جگہ مشکل سے نکلتی ہے۔ نہ کہ اتنے سارے سامان کو لے کر سفر کریں۔ کس عقلمند نے کہا ہے؟

اور پھر بعض خواتین ٹرین میں بھی خاموشی سے نہیں بیٹھتیں۔ بلکہ دوسری ہم سفر سے اس بات پر لڑتی ہیں کہ "واہ بہن! آپ ہماری سیٹ پر کیوں بیٹھ گئیں؟ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم کئی دن سے اسی پر مقیم مقیم ہیں"۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر دوسری صاحبہ کوئی غریب طبیعت کی ہوئیں تو خیر ورنہ اسی بحث و حجت میں اکثر لڑائی کی نوبت آجاتی ہے۔ جو کہ شریفوں کے لئے زیبا نہیں۔ ایسے وقت میں کبھی اپنے آرام کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ اور نہ "اپنا پرایا"! کیونکہ ریل میں کوئی عمر تو گذارنی نہیں۔ کچھ دیر کا ساتھ ہنسی خوشی اور میل ملاپ سے کٹ جائے تو کس قدر اچھا ہو۔ اس اثنا میں ہرگز ہرگز کسی ہم سفر سے کسی بات پر حجت و تکرار نہ کریں۔ بلکہ خوش اخلاقی سے پیش آئیں تو سفر مصیبت نہیں ہوگا۔

سیدہ زہرا رضویہ
اورنگ آباد دکن

ننھی نعیمہ

بہت نیک لڑکی ہے ننھی نعیمہ
کہا اپنے ماں باپ کا مانتی ہے

نہیں کرتی بیجا کسی بات پر ضد
محل اور موقع کو پہچانتی ہے

کیا کرتی ہے اپنی گڑیوں سے باتیں
وہ سچ مچ کا انساں انہیں جانتی ہے

پکاتی ہے کھانا کبھی برتنوں میں
کبھی کوٹتی پیستی، چھانتی ہے

سلیقے کا ہوتا ہے ہر کام اس کا
وہ کیچڑ میں کپڑے نہیں سانتی ہے

سبق پڑھتی ہے شوق سے قاعدہ کا
حفاظت سے پھر اس کو گردانتی ہے

سمجھتا ہے باپ اس کو آنکھوں کا تارا
تو ماں دل کا ٹکڑا اسے جانتی ہے

حقیقت میں گھر بھر میں اک اس کے دم سے[1]
مسرت ہے، رونق ہے، اور شادمانی ہے

از نجم حسن خاں قادری

[1] امن۔

ٹمپریچر، نبض اور سانس

عالیجناب معظم و مکرم مولوی صاحب۔ بعد تسلیم بصد تعظیم، عرض پرداز خدمت عالی ہوں، میں اپنے ماموں صاحب قبلہ کا علاج کرانے کی غرض سے ریاست بھوپال گیا ہوا تھا وہاں سے ریاست اندور اور پھر ریاست حیدر آباد دکن تین سال کے بعد یکم ماہ جون کو تحصیل نرسنگھ پور واپس آیا۔ جناب والا کا ایک گرامی نامہ اور پوسٹ کارڈ ملے جنہیں دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کیونکہ آپ نے تحریر کیا ہے "جب تک آپ میرے پچھلے خط کا تسلی بخش جواب نہ دیں گے آپ کا مضمون بنات میں نہ چھپیگا آپ نے یہ نظم "تن صاف رہے۔ من صاف رہے" اپنے نام سے کیوں چھپوائی؟ یہ نظم تو شفیع الدین صاحب نیّر کی ہے جناب والا یہ نظم میں نے نہیں بھیجی تھی۔ نرسنگھ پور میں ایک صاحب....... ہیں وہ میرے دشمن ہیں....... تحقیقات سے مجھے معلوم ہوا کہ میری عدم موجودگی میں انہوں نے میری توہین کرنے کی غرض سے میرے نام سے رسالہ بنات میں یہ نظم چھپوادی۔ لعنت ہے چوری کے مضمون لکھنے والے پر۔ میں رسالہ بنات کا پرانا اور مشہور مضمون نگار ہوں۔ لہٰذا دست بستہ آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ خاکسار مسکین کو حضور والا سرقہ سے علیحدہ تصور فرمائیں۔ جب میں کوئی نظم یا مضمون تحریر کرکے بنات کو بھیجتا ہوں تو خاص اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔

جناب ایڈیٹر صاحب قبلہ مجھے اسلام کی تاریخ حفظ ہے، میرا حافظہ اس قدر تیز ہے کہ مجھے نیسفیلڈ گرامر زبانی یاد ہے، حافظ قرآن ہوں چونکہ خاکسار کو ہر قسم کی معلومات کا از حد شوق ہے، دنیا کی ۱۶ غیر زبانیں مجھے آتی ہیں یعنی دنیا کی ۱۶ مندرجہ ذیل غیر زبانوں میں مثل اپنی مادری زبان کے مجھے تحریر و تقریر کرنے کی کافی مہارت ہے۔ عربی، ایرانی، ترکی۔ جاپانی روسی اطالوی انگریزی، فرانسیسی۔ مرہٹی، گجراتی، پنجابی۔ سندھی، بنگلہ، پشتو، مدراسی ہندی، اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ایک ذی لیاقت و ذی فہم شخص کو دوسروں کے مضامین اپنے نام سے چھپوانے یا چوری کرنے سے کیا فائدہ؟ دست بستہ آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ میری جانب سے اپنا دل صاف کیجئے۔ چونکہ خاکسار پر حضور عالی کی ہمیشہ شفقت بزرگانہ رہی ہے اور آپ ہمارے ہمدرد بزرگ و ممتاز ہستی ہیں اور آپ جیسی ہستی کی نصیحت ہر اعتبار سے ہمارے لئے مفید ہے آپ یقین رکھیئے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم سے کبھی کوئی غلطی نہ ہوگی ایک مضمون پیش کرتا ہوں۔ آپ کا ادنیٰ خادم سید محمد عباس

تندرستی کے لئے درجہ حرارت یعنی ٹمپریچر کا نارمل رہنا بہت ضروری ہے، جسم کا نارمل ٹمپریچر ۹۸٫۴ ہے عمر کے لحاظ سے مختلف عمر کے لوگوں کے ٹمپریچر میں ایک آدھ پوائنٹ کا فرق ہوتا ہے مثلاً بعض اوقات ایک بچے کا ٹمپریچر ۹۷-۹۸ کے درمیان رہتا ہے، تپ محرقہ اور نمونیا وغیرہ میں، مریض کی نبض، سانس اور ٹمپریچر کا خاص طور پر خیال رکھنا پڑتا ہے لیکن اکثر تیمار دار اس سے غفلت برتتے ہیں، شفاخانوں میں جو مریض رہتے ہیں اُن کے ٹمپریچر کا دن بھر کا ریکارڈ نرسیں رکھتی ہیں۔ اور وہ ڈاکٹر کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اسے دیکھ کر ڈاکٹر مریض کی دوائیں تجویز کرتے ہیں جو مریض گھر پر علاج کراتے

ہیں اگر اُن کا بھی دن بھر کا ریکارڈ ڈاکٹر کے سامنے پیش کیا جائے تو علاج میں پچاس فیصدی آسانی ہوجاتی ہے۔ اگر ٹمپریچر زائد ہو یا ۹۹ سے اوپر ہو تو اس پر توجہ دینی چاہیئے اگر دو یا تین دن تک بھی ہلکی حرارت رہے تو ڈاکٹر سے مشورہ لینا چاہیئے جب حرارت معلوم ہو تو مریض کو آرام کرنا چاہیئے۔ غذا ہلکی کھانی چاہیئے قبض نہ ہونے دینا چاہیئے اور پانی خوب پینا چاہیئے، تھرمامیٹر لگانے سے پہلے اسپرٹ سے دھو لیجئے۔ تھرمامیٹر کے سرے کو پکڑ کر اُسے اس طرح جھٹکئے کہ پارہ ۹۵ سے نیچے چلا جائے، اب اسے مریض کی زبان کے نیچے ایک طرف رکھئے اور اس سے کہیئے کہ منھ بند کرے دو منٹ کے بعد نکال لیجئے اُس کے سرے کو پکڑ کر پارہ کو دیکھئے جتنا بخار ہوگا اُس درجہ تک پارہ چڑھ جائیگا۔

نبض کی رفتار بھی خاص اہمیت رکھتی ہے، یہ عام طور سے کلائی اور کان کے سامنے انگلی رکھ کر معلوم ہو جاتی ہے، نبض ایک منٹ میں اوسطاً ۷۲ مرتبہ حرکت کرتی ہے معمولی مرد کی ۶۰ سے ۷۰ مرتبہ معمولی عورت کی ۶۵ سے ۸۰ مرتبہ سات سال کے بچے کی ۸۰ سے ۹۰ مرتبہ ایک سال کے بچے کی ۱۱۰ سے ۱۲۰ مرتبہ اور بالکل چھوٹے بچے کی ۱۲۰ سے ۱۴۰ مرتبہ حرکت کرتی ہے بعض اوقات جب ٹمپریچر زیادہ ہوتا ہے تو نبض کی رفتار بھی تیز ہو جاتی ہے سکارلٹ فیور (Scarlet Fever) میں نبض کی رفتار بہت زیادہ تیز ہو جاتی ہے لیکن اس کے برعکس ٹائیفائڈ (موتی جھیرا) میں جب بخار تیز ہوتا ہے تو نبض کی رفتار سست ہو جاتی ہے [illegible] شخص کا ٹمپریچر تمام طور پر سب نارمل یعنی ۹۸ یا ۹۷ ڈگری ہوتا ہے اور نبض تیز لیکن کمزور ہوتی ہے۔ کسی شخص کی نبض دیکھنا ہو تو انگوٹھے کی طرف بازو کی تین انگلیاں کلائی کی اس جانب اس طرح رکھئے کہ بیچ کی انگلی نبض پر ہو۔ [illegible] وقت یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ نبض کمزور ہے یا ٹھیک ہے۔ یہ بھی دیکھئے کہ نبض پاؤ یا آدھے منٹ میں کتنی مرتبہ حرکت کرتی [illegible] نصف منٹ میں [illegible] دوسرے آدھے منٹ میں ۳۵ مرتبہ حرکت کرے تو یہ سمجھئے کہ نبض کی رفتار [illegible] نہیں [illegible] برابر رفتار سے حرکت کرنا چاہیئے اگر کلائی کی نبض کی رفتار [illegible]

کی کمزوری کی وجہ سے معلوم نہیں کر سکتی ہیں تو کان کے سامنے کی نبض پر انگلی رکھ کر معلوم کیجئے۔ مریض کی نبض کی رفتار دیکھتے وقت اسے یا تو بیٹھا ہوا یا لیٹے رہنا چاہیئے، ورزش، بخار، تعجب، ڈر، دل کی تکلیف اور کھانا کھاتے وقت نبض کی رفتار تیز ہوجاتی ہے، بعض زہروں کے اثر کی وجہ سے نبض کی رفتار سست ہوجاتی ہے، اوسطاً تندرست آدمی ایک منٹ میں ۱۶ سے [illegible] تک سانس لیتا اور پھونکتا ہے۔ یعنی آکسیجن اپنے پھیپھڑوں میں داخل کرتا ہے۔ اور کاربونک ایسڈ گیس چھوڑتا ہے۔ کسی شخص کی سانس کی رفتار معلوم کرنے کے لئے اس کی کلائی کو ہاتھ میں لیجئے۔ اس طرح کہ وہ سمجھے کہ آپ نبض دیکھ رہی ہیں لیکن در اصل اس وقت آپ کو سانس گننا چاہیئے۔ کیونکہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ آپ سانس گن رہی ہیں۔ تو اس کی سانس کی رفتار تیز ہو جائے گی۔ اور اس طرح آپ ٹھیک رفتار نہیں معلوم کر سکیں گی۔ کیونکہ ورزش، بخار اور ڈر سے سانس کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔

ٹمپریچر، سانس اور نبض کا ریکارڈ رکھنے سے مرض کی تشخیص کرنے میں ڈاکٹر کو بہت مدد ملتی ہے۔ اس لئے تیماردار کو چاہیئے کہ دن بھر کا ریکارڈ باقاعدہ نوٹ کرے۔ دن بھر میں کم از کم چار مرتبہ یہ چیزیں معلوم کرنی چاہئیں۔

* ٹمپریچر (گرمی اور سردی کی کیفیت)

سید محمد عباس۔ نرسنگھ پور۔ سی۔ پی

چھوٹی بہن کے نام

جس کی نئی نئی شادی ہوئی ہے

عزیزہ فردوسی جیتی رہو اور خوش رہو!

بہت دنوں سے نہ تمھارا خط ملا اور نہ میں تمھیں لکھ سکی۔ میں بھی فکر مند ہوں اور شاید تم بھی۔ فرصت کے انتظار میں وقت گزر جاتا ہے اور سَو کام ہو جائیں مگر وہ کام نہ ہو جس کے لئے فرصت چاہیئے۔ اسی لئے کہتے ہیں آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ خیر یہ تو تم بھی جانتی ہو اور میں بھی کہ بچیاں جب اللہ رکھے سیانی ہو جاتی ہیں تو ماں باپ کے گھر سے دوسرے گھر جانا پڑتا ہے۔ دنیا میں کتنے ہی اِنقلاب ہوں مگر یہ ہوتا رہے گا۔ لڑکیاں پیدا ہوتی رہیں گی، پلیں گی، بڑھیں گی، بڑی ہوں گی اور ماں باپ کے گھر کو "خیرباد" کہتی رہیں گی۔ اللہ کی رحمت اُن لڑکیوں پر جن کے سروں پر دیر تک والدین کا سایہ رہے۔

فردوسی! تمھاری ماں تم سے چھوٹ چکیں، وہ جنّت کو سدھاریں۔ رہے ابّا وہ بھی اب تم سے بچھڑ گئے۔ بہن ہم تم سب سات بہنیں ہیں۔ تم سے چار بڑی اور دو چھوٹی۔ اگر ہم سب مل کر تم سے محبّت کریں۔ اور کریں کیا محبّت۔ [illegible] تو سب کی محبّت مل کر ماں کی ممتا بھری ایک نظر کے برابر بھی نہیں ہو سکتی۔ ہر بہن، بھائی اور اپنے بیگانے سب کے دل میں خدا نے محبّت ڈال دی ہے۔ کہیں کم کہیں زیادہ کیا مجھے تم سے محبّت نہیں۔ دل چیر کر دکھانے کی چیز نہیں محبّت روپیہ پیسے سے خریدی نہیں جا سکتی۔ یہ چیز میٹھی میٹھی اور چکنی چپڑی باتوں سے حاصل نہیں ہوتی منہ بولی محبّت جھوٹی۔ یہ تو دل کی ہوک اور گرم گرم آنسو سے پہچانی جاتی ہے۔

فردوسی میں تم سے بڑی ہوں جو کہتی تھی تمھاری بھلائی کے لئے کہتی تھی، جو کہوں گی تمھاری بھلائی کی بات کہوں گی۔ ماشاء اللہ اب تم سمجھ دار ہو۔ میں جو کہوں یا جو لکھوں اُس کو عقل کی ترازو میں تولو، عمل کی کسوٹی پر پرکھو، اچھی بات ہو مان لو، گرہ میں باندھ لو، بیکار فضول ہو تو چھوڑ دو۔ نصیحت تو ایسی چیز ہے کہ اگر دیوار پر بھی لکھی جائے تو یاد رکھو۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تو اچھی بات مان لینے کے لئے یہ ارشاد ہے۔ کہ لوگو یہ مت دیکھو کہ کون کہہ رہا ہے۔ یہ دیکھو کہ کیا کہہ رہا ہے

بس تم یہ کبھی نہ سمجھنا کہ یہ وہی صالحہ آپا تو ہیں جو بات بات پر خفا ہوتی تھیں۔ ذرا سا کام بگڑا اور ناخوش ہوئیں۔ ذرا کسی کام میں سُستی ہوئی اور خبر لی۔ میری ناخوشی، میری خفگی سب اسی لئے تھی کہ تم جیسی ہو ویسی بنو۔ پرائے گھر جاؤ تو کوئی تمھارے اُوپر اُنگلی نہ اُٹھائے، تمھارے کام کاج میں کوئی کسر نہ نکالے۔ ساس کی خفگی، نندوں کے طعنے اور دیورانیوں جٹھانیوں کی ترچھی نظروں کے تیروں سے بچی رہو آج یہ خط جو میں تم کو لکھ رہی ہوں یہ صرف خط نہیں ہے یہ دل کی

نکلی ہوئی باتیں ہیں۔

خدا رکھے اَب تم سُسرال سدھاریں اور ہم سب میں کم عمر میں سدھاریں۔ اللہ تمھارا حافظ اور عقل تمھاری رہبر ہو۔ ماں باپ کے گھر کی رنگ رلیاں، بے فکری، کھیل کود سب بھول جاؤ۔

اب تمھارے سر بڑی بڑی ذمہ داریاں ہیں اور تم پر ایک بڑی ذمہ دار ہستی ہونے کا بوجھ آ پڑا۔ بلکہ اب تم ایک لق و دق صحرا میں سفر کر رہی ہو۔ اور یہ سفر ایسا ہے کہ، جہاں تک نظر جائے تپتی ریت ہے۔ راستہ میں قدم قدم پر پتھر، کانٹے دار جھاڑیاں ہیں، نکیلے کانٹے۔ ذرا قدم بہکا اور ٹھوکر لگی۔ ذرا غفلت ہوئی اور کانٹا چُبھا۔ ذرا پاؤں پھسلا اور گرم گرم ریت سے جُھلسا۔ ذرا نظر چُوکی اور دامن کانٹوں میں اُلجھا۔ اور اگر اس سفر میں تم نے ہوشیاری اور عقل کو رہنما بنایا تو یہی تپتی ہوئی ریت سبزہ زار، یہی کانٹے پھُول، اور یہی بڑے بڑے پتھر منزل کا نشان بتائیں گے یہ بڑا کٹھن راستہ ہے۔ پھر جیسے اللہ کی طرف سے دو فرشتے کراماً کاتبین بندہ کے ہر اچھے بُرے عمل کو لکھنے کے لئے ہر وقت مامور ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ایک خفیہ غائب آنکھ جس کی نظر بڑی تیز ہے (خفیہ پولیس) کی طرح تمھارے پیچھے لگی ہُوئی ہے۔ تم اس آنکھ کو دیکھ نہیں سکتیں لیکن وہ اندھیرے اُجالے، رات، دن، سوتے جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے، ہنستے روتے، اندر باہر، غرض تم کہیں ہو، اندر کوٹھڑیوں کمروں میں یا صحن میں، غسل خانہ میں، باورچی خانہ میں، خلوت خانہ میں، ہر جگہ ہر وقت صبح شام۔ دوپہر، سہ پہر کوئی وقت بھی ہو وہ تمھارے پیچھے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ وہ مُنہ سے کچھ نہیں بولتی۔ لیکن تمھارا ہر کام، ہر فعل اور ہر عمل کو گھور رہی ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر جا ہے تم کو خبر بھی نہ ہو، تمھارے لئے طعنوں کے تبر چُست فقروں کے نشتر تیار کر رہی ہے۔ وہ آنکھ دیکھ رہی ہے کہ تم سو کر کس وقت اُٹھتی ہو، وضو کس طرح کرتی ہو، نماز کس طرح پڑھتی ہو اور کس وقت پڑھتی ہو۔ بڑوں کا کتنا ادب کرتی ہو، چھوٹوں پر شفقت کتنی کرتی ہو، دوپٹہ کس طرح اوڑھتی ہو۔ دوپٹہ کا پلاّ چلنے میں زمین پر تو نہیں گھسٹتا۔ بات کرنے میں شیریں بیّ اور نرمی ہے یا تلخی و ترشی۔ کھانا پکانے والی ماما سے کس طرح مخاطب ہوتی ہو اندر باہر جانے آنے والے لڑکے سے کس طرح پیش آتی ہو تم دیکھو یا نہ دیکھو وہ آنکھ یہاں تک دیکھتی ہے کہ تم کھانا کس طرح کھاتی ہو، ٹکڑا کتنا بڑا توڑتی ہو، نوالہ کتنا بڑا بناتی ہو، نوالہ کھانے کے لئے مُنہ کتنا کھولتی ہو۔ شوربے میں ٹکڑا ڈبوتے وقت اُنگلیاں تو نہیں سان لیتیں، کھاتے وقت چپ چپ تو نہیں کرتیں، پانی پیتے ہوئے غٹ غٹ تو نہیں کرتیں۔ کسی چیز پر للچائی ہوئی نظریں تو نہیں ڈالتیں۔ فردوسی! یہ خفیہ آنکھ بڑی تیز اور عیب جُو ہے، یہ بڑی بے مروت ہے۔ اس سے ڈر۔ یہ کسی کی رعایت نہیں کرتی۔ کوئی لڑکی سُسرال پہنچ کے اس کی تیزی سے بچ نہیں سکتی، وہ بولتی نہیں ہے مگر جو کچھ دیکھتی ہے ہوا کی طرح سب میں پھونک دیتی ہے۔ بس اس آنکھ کا خیال رکھو کہ تمھاری کوئی غلطی اس کو نہ ملنے پائے مگر انسان تو غلطی اور بھُول چوک کا بنا ہوا ہے۔ پھر کیا ہو؟ اگر کبھی کوئی غلطی ہو جائے، کام بگڑ جائے تو اُس کا اعتراف کرلو،

بڑوں سے معافی مانگ لو اور احتیاط کا خیال رکھو۔

اگر تم نے ذرا تیزی سے بات کی اور تمھارا نام بدمزاجوں میں شمار ہونے لگا۔ ذرا تم نے سُستی کی (چاہے وہ تمھاری طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے ہی ہوئی ہو) مگر کاہل، نکمی، کام چور نوالہ حاضر کا خطاب تمھارے لئے تیار ہے۔ سُسرال کی زندگی بالکل اندراین کے پھل کی طرح ہے۔ دیکھنے میں خوب صورت سُرخ۔ مزے میں کڑوی، اثر میں اچھی۔ جبھی تو کہاوت ہے "کنواری ارمان بیاہی پشیمان"۔ جو لڑکی سُسرال جاتے ہی اس کی صُورت پر ریجھ گئی اور اُس کی تلخی کا خیال نہ رکھا تو اُس نے ہمیشہ دُکھ اُٹھایا۔ اور جو صُورت پر نہیں ریجھی سمٹی رہی اور اُس کڑوے پھل کی تلخی سے دامن بچاکے تحمل سے نکل گئی تو اُس نے اس پھل کے اچھے اثر سے فائدہ اُٹھایا۔ اُس کے لئے سُسرال بہشت سے کم نہیں۔ سُسر کی اچکن کا بٹن ٹوٹ گیا۔ اُنھوں نے ٹانکنے کو دیا تو یہ نہ سمجھنا کہ کام ہی کتنا ہے کوئی اور ٹانک دے گا۔ نہیں سو کام چھوڑ دو اور بٹن پہلے ٹانکو۔ ساس نے کہا کہ بیٹی فردوسی ذرا پنکھا تو اُٹھا دو تو یہ کبھی نہ ہو کہ کوئی اور اُٹھا دے۔ فوراً اُٹھو اور پنکھا اُٹھا کے دو۔ اور اگر اس وقت کوئی ضروری کام نہ ہو تو ہلا بھی دو کہ یہی تمھاری سعادت مندی ہے۔

دیکھا گیا ہے اکثر بھاوجیں اپنی نندوں کی تیز مزاجی اور بے تکلفی سے جلتی ہیں۔ یہ نہیں سوچتیں کہ اُن کے ماں باپ کا گھر ہے۔ وہ جس طرح رہیں، جو چاہے کریں، اور جو چاہے لیں۔ پھر یہ بھی تو سوچنا چاہئے کہ وہ ہیں کے دن کی سب ساون کی چڑیوں کی طرح اپنے اپنے جوڑے کے ساتھ اُڑ جائیں گی ساس سُسر خوش ہیں نندیں بھی خوش رہیں گی۔ میاں سُسر کا کام سب کاموں پر مقدم ہونا چاہئے۔ میاں سے تم معذرت بھی کر سکتی ہو لیکن ساس سُسر کے سامنے معذرت گستاخی ہے۔

اور سُنو! اللہ پاک نے ہر چیز کا وقت مقرر فرمایا ہے۔ سُورج صبح کو نکلتا ہے۔ شام کو ڈوبتا ہے رات آرام کے لئے اور دن کام کاج کے لئے بنایا۔ آم برسات میں ہوتا ہے اور نارنگی جاڑوں میں۔ اِنسان کو بھی چاہئے کہ اپنے کا وقت تقسیم کرے اور ایسی پابندی سے کام کرے آرام جب ہی ملے گا۔ کاموں کو بے وقت ملا جُلا کر کرو گی یا کرنا چاہو گی تو ہر کام بگڑ جائے گا اور کوئی ٹھیک نہ ہوگا۔ باورچی خانہ میں کتاب پڑھو گی تو ہانڈی کوئلہ ہو جائے گی۔ کتاب بھی اچھی طرح نہ سمجھ سکو گی۔ دھیان دونوں طرف لگا رہے گا۔ کپڑے سیتے وقت لکھو گی تو کپڑوں میں روشنائی کے دھبے پڑ جائیں گے کبھی سیون اُلٹی چڑھ جائے گی۔ پھر اُدھیڑو گی پھر سیو گی لکھتے وقت کھانا کھاؤ گی تو صحیح نہ لکھ سکو گی اور کاغذ پر بھی چکنائی کے دھبے پڑ جائیں گے۔ خط یا پرچہ کہیں بھیجنے کے قابل نہ رہے گا۔ بس تو ہر کام کے وقت وہی کام ہونا چاہئے دوسرا نہیں۔ کھانا پکاتے وقت کھانا پکانا۔ سیتے وقت سینا پرونا اور لکھتے وقت صرف لکھنا پڑھنا۔ اگر کوئی ضرورت ہی آ پڑے تو پہلے کام کو سمیٹ دو اور دوسرے کام میں لگ جاؤ

لڑکیوں کے لئے سسرال میں ہر وقت پل صراط پر سے گزرنا ہے۔ اگر تم سے کوئی ملنے آئے تو نہ تو اس سے ایسے سوکھے منھ سے ملو کہ اس کو تمہاری کج خلقی کی شکایت ہو جائے۔ ہنس مکھ ملو اور نہ اتنی گھل مل جاؤ کہ کسی اور بات کی خبر ہی نہ رہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

نہ حلوہ بن کہ چٹ کر جائیں بھوکے
نہ کڑوا بن کہ جو چکھے سو تھوکے

ابا کی وہ نظم جو پہلی مرتبہ بنات میں چھپی تھی اگر تم کو یاد نہ رہی ہو تو اب پھر یاد کر لو۔ میں لکھتی ہوں اُس کو غور سے پڑھ لینا اور اس خط کو سنبھال کے رکھ لینا اور کبھی کبھی پڑھتی رہنا کہ اس میں اور اس نظم میں جو لکھا ہے وہ دھیان میں رہے بھول نہ جاؤ۔ دنیا کی باتیں ایک خط میں کیسے آسکتی ہیں۔ یہ عقل مندوں کے لئے اشارے ہیں۔ عقل مند ایک ایک بات سے سو سو باتیں سمجھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمھیں عقل کی رہنمائی عطا فرمائے اور تمھارے ہر حال میں حافظ او ناصر رہے۔

صالحہ خاتون از ضلع بریلی

ٹماٹر

ٹماٹر کا عرق خون کی خرابی کو دور کرتا ہے

انتڑیوں کو صاف کرنے میں جادو کا اثر رکھتا ہے سوزش چشم اور آشوب چشم کے کئی مریضوں کے لئے ٹماٹر کا عرق مفید ثابت ہوا۔ جلدی اور خونی امراض کے لئے ٹماٹر کے عرق کو اطباء عرصہ دراز سے بہت مفید سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ بھی معلوم ہوا کہ بچوں اور کمزوروں کو بھی موٹا کرتا ہے۔ اس کے زیادہ استعمال سے خون، معدے اور پھیپھڑے میں جو خرابیاں واقع ہو جاتی ہیں اُن کی اصلاح کے لئے ٹھنڈے ٹماٹر یا عرق ٹماٹر سے زیادہ کوئی مؤثر چیز نہیں۔ اس کا عرق بخار کے مریض کو دینا چاہئے۔ کیونکہ اس کا قدرتی ایسڈ (کھٹاس) بخار کی گرمی کو کم کرتا ہے اور مریض کو کافی تسکین دیتا ہے جو کسی دوسرے عرق اور جوشاندہ سے کم نہیں۔

ٹماٹر کا عرق ان عرقوں اور شربتوں میں شمار ہے جو پیاس کو کم کرنے میں تسلیم کئے گئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ٹماٹر کے عرق میں وہ تمام ایسڈ موجود ہیں جو سب لیموں پونے اور فاسفورس میں موجود ہیں۔ اگر کھانا کھانے کے بعد ٹماٹر کا عرق پیا جائے تو ہاضمہ کو تقویت دیتا ہے۔

ام۔ حمیدہ بیگم

چترکوٹ

چترکوٹ جگدل پور کی بہت اچھی جگہ ہے
یہ بستر سے چوبیس میل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں
تین سو فٹ اونچی پہاڑی سے ایک سو فٹ اور پچاس
فٹ چوڑی پانی کی پانچ جو دھاریں گرتی ہیں جو سب
سے چوڑی دھار ہے۔ اُس کے نیچے ایک مندر ہے
وہاں ہمارے بستر اسٹیٹ کی ہر ہائی نس مہارانی
پرفل کماری دیوی ہمیشہ پوجا کرنے کے لئے جایا کرتی
تھیں۔ واٹر فال کے داہنے طرف جو جنگل ہے اُس میں
بہت شیر اور چیتے پائے جاتے ہیں۔ ہم لوگ ہمیشہ
پہاڑی کے نیچے جاتے ہیں۔ سیڑھیاں بہت خطرناک
جگہ پر ہیں۔ ایک ایک اور آدھ آدھ گز کی لمبائی کے پتھروں
پر سے اُترنا اور چڑھنا پڑتا ہے۔ ہم لوگ ہر سال دسمبر
کی چھٹیوں میں وہاں جایا کرتے تھے اور دو ایک
ہفتہ رہ کر آجاتے اور باقی چھٹیاں اِدھر اُدھر کے
گاؤں اور جنگلوں کی پکنک میں ختم ہو جاتیں چترکوٹ
میں واٹر فال سے ایک میل کے فاصلے پر ہمارا کیمپ
رہتا تھا۔ ہم لوگ صبح سے بارہ بجے تک اِدھر اُدھر سیر
کیا کرتے۔ واٹر فال کے کئی چکر لگاتے اور بارہ بجے
کھانا کھاتے کے بعد چاء پی کر دو بجے دوسرے جنگل
ہانکا کے لئے روانہ ہوتے۔ راستہ میں ہر قسم کی تصویریں
اُتاری جاتیں۔ شام کو شکار لے کر واپس کیمپ میں آتے
اور ناشتہ چائے کے بعد پھر واٹر فال کے لئے روانہ ہو جاتے
وہاں خوب کھیلتے (پانی میں ہم لوگ والد صاحب کی
عدم موجودگی میں خوب آزادی سے کھیلا کرتے تھے)
جو سات بجے وہاں سے واپس ہوتے۔ چار پیٹرومیکس
روشن کیا جاتا اور پھر سب اپنی اپنی پارٹیاں چن کر کھیل
میں مشغول ہو جاتے بعض گراموفون بجاتے، بعض کیرم
کھیلتے، بعض جگسن کھیلتے بعض اسنیکس لیڈر اور بعض
باتوں میں دلچسپی لیتے بعض سردی کی وجہ سے لحاف میں
ڈھکے پڑے ہوتے۔ اور کہیں چاء اور کافی کا دَور دَورہ
چلتا۔ ہر طرف ایک ایک پارٹی اپنے کھیلوں میں مصروف
رہتی۔ جب ہم لوگ پیٹرومیکس کی روشنی میں اپنے اپنے
کھیلوں میں دلچسپی لیتے ہوتے دیہات کے مرد۔ عورت
اور بچوں کا ایک بہت بڑا قافلہ کیمپ کے چاروں طرف گھیرے
ہوتے معلوم ہوتا جیسے کیمپ پر گھیرا ڈالنے والے ہوں
ہم سب کے کپڑے لباس اور بات اور چیزوں کو دیکھ کر اپنی زبان
میں ایک دوسرے سے تعجب کا اظہار کرتے۔ گراموفون
بڑے غور سے دیکھتے اور سنتے تھے۔ رات کے نو بجے
ہم لوگ کھانا کھا کر اپنے اپنے بستر پر جاتے تو بھی کہیں
کہانیاں ہوتیں کہیں پہیلیاں بوجھائی جاتیں، کہیں تواریخ
کے سوالات دریافت کئے جاتے اور کہیں دنیا کی عجائب چیزوں
پر سوال کیا جاتا۔ بڑا لطف آتا تھا۔ جب ہم لوگ وہاں سے
جگدلپور روانہ ہونے والے ہوتے والد صاحب سب کو
بہت سا انعام واکرام تقسیم کرتے۔ سب انعام لے کر بہت خوش
ہوتے۔ بچے خوشی سے ناچنے لگتے۔ عورتیں دونوں ہاتھ جوڑ کر
سلام کرتیں۔ اور جب تک ہم لوگ وہاں رہتے گاؤں والوں کے لئے
دن عید اور رات شب برات ہوتی ہم لوگ سال کے اندر بھی

دوست کون؟

کل رات کے نو بجے ہم لوگوں نے کھانا کھا کر کے دادی اماں کو قصہ کہنے کے لئے ستانا شروع کیا۔ انہوں نے پہلے تو انکار کیا لیکن جب ہم لوگوں نے بہت ضد کی تو کہنے لگیں سُنو۔ ایک آدمی تھا۔ وہ بہت ہی امیر تھا۔ ایک روز وہ کسی جنگل سے جا رہا تھا کہ ایک سانپ نے اُسے ڈس لیا اور وہ مر گیا۔ ایک فقیر نے اُسے دیکھا۔ اُس نے اُسے دفن کر دیا میں نے کہا دادی اماں کوئی نصیحت آمیز قصہ سنائیے وہ سنانے لگیں۔ ایک آدمی تھا اُس کے تین دوست تھے۔ پہلے دوست کو وہ بہت عزیز سمجھتا تھا اور ایک منٹ کے لئے بھی جدا رہنا گوارہ نہ کرتا تھا دوسرے کو پہلے سے کم چاہتا تھا تیسرے سے وہ بہت ہی نفرت کرتا تھا۔ ایک روز وہ کسی مقدمہ میں گیا اور گواہی کے لئے وہ اپنے دوستوں کے پاس گیا پہلے دوست نے انکار کر دیا۔ دوسرا دوست کچہری کے دروازہ تک گیا تیسرے دوست نے مقدمہ میں گواہی دی اور اسے مقدمہ سے بری کروا دیا۔ اب بتاؤ کہ دوست کون کون ہیں

میں نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بتایا پہلا دوست دولت ہے۔ دوسرا دوست اپنا و بیگانہ ہے تیسرا دوست عمل ہے۔ اور مقدمہ قبر کا حساب کتاب ہے۔ دولت تو دین اور قبر میں کام نہیں آتی ہے۔ خویش و اقارب تو قبر تک پہنچا ہی دیتے ہیں اور عمل جس سے آدمی نفرت کرتا ہے وہی قبر کے حساب کتاب میں کام کام دیتا ہے۔ اس لئے ہم لوگوں کو چاہئے کہ دنیا میں اچھے عمل کریں اور دین میں فائدہ اٹھائیں۔ عمل کے اجر میں دیر تو ہوتی ہے لیکن نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔ دادی اماں اس جواب سے بہت خوش ہوئیں اور ایک کہانی اور سنائی جو پھر کبھی لکھی جائے گی۔

شکیلہ خاتون کلکتہ

علم اور اُس کے دشمن

چور بولا لُوٹ لوں گا میں یہ سب دولت تری
آسماں بولا مٹا دوں گا میں سب حُرمت تری
بولا دشمن ڈال دوں گا خاک تیرے نام پر
موت بولی دفن کر دوں گی میں سب شہرت تری
سُن کے ان چاروں کی باتیں ہنس کے عالم نے کہا
علم ہے دولت مری اور علم ہے نعمت مری
گنج قاروں کو جو کوئی لُوٹ لے تو لُوٹ لے
یہ نہیں ممکن مگر تو لُوٹ لے دولت مری
علم کا سرمایہ سینے میں مرے محفوظ ہے
ہو نہیں سکتی متاعِ بے بہا غارت مری
بعد مرنے کے بھی سُن اے موت اور یہ یاد رکھ
میں نہ ہوں گا اور رہے گی خلق میں راحت مری
میری راحت مال و ملک و جاہ و ثروت سے نہیں
علم سے راحت ہے تو فانی نہیں راحت مری
آج تک رومیؒ[1] و سعدیؒ[2] و غزالیؒ[3] زندہ ہیں
حال جو اُن کا ہوا ہوگی وہی حالت مری
سُن کے عالم کا مُدلّل اور یہ سچا جواب
رہ گئے سب دم بخود اور ہوگئے سب لاجواب

خالد حسن قادری آگرہ

۱؎ ۲؎ ۳؎ فارسی کے مشہور عالم

میرا روزانہ پروگرام

میں کسی دن ۹ بجے سے پہلے نہیں اُٹھتی۔ گھر کے چھوٹے بڑے سبھی جو میری چارپائی کے پاس سے گزرتے ہیں۔ مجھے ایک ہانک لگائے بغیر نہیں مانتے لیکن اُن میں سے اکثر کا جواب تو میں دیتی ہی نہیں لیکن جب ماں مجھے آکر جھنجھوڑنے لگتی ہیں تو میں اُوں اُوں جاگ تو رہی ہوں کہہ کر کروٹ بدل لیتی ہوں۔ اس پر وہ غصہ میں آکر بیہودی۔ نالایق۔ پھوہڑ کہہ کر اپنے کام میں لگ جاتی ہیں۔ آخر میں اس وقت اُٹھتی ہوں جب کمبخت مکھیاں مجھے سونے نہیں دیتیں۔ یا آفتاب کی گرم گرم کرنیں میرے بدن میں سُوئیاں چبھونے لگتی ہیں۔ یا جب میرا بھائی صالح کھانے کی میز پر سے ہی چلا کر کہتا ہے عذرا بہن میں تمہارے حصہ کا کیک کھالوں؟

اس وقت میں دوڑ کر جھٹ پٹ بلا فراغت کے ہی مُنہ ہاتھ دھوکر کپڑے ٹھیک ٹھاک کرکے کھانے کے کمرے میں پہنچ جاتی ہوں۔ وہاں یہ دیکھ کر کہ بچی کُھچی چائے اور کیک مل رہے ہیں، میں اکثر جھلا اُٹھتی ہوں۔ پہلے تو میں اکثر پیالے اور رکابیاں دے مارا کرتی تھی لیکن جب سے لڑائی زور پکڑ گئی ہے میں اکثر پیالوں کے توڑنے پر پٹ چکی ہوں، میں چائے کے وقت اُٹھ جاتی ہوں

اب مجھے اسکول کے کام کا خیال آتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ مجھے پڑھنے لکھنے سے مطلق دلچسپی نہیں ہے اگر میری سہیلیاں نہ پڑھی ہوتیں تو میں اسکول پھسکول کا نام بھی نہ لیتی۔ اُن میں سے کئی ایک تو بڑی اچھی ہیں تیکلمہ سب سے اچھی ہے کیونکہ وہ میرے سوال گھر سے نکال کر لاتی ہے۔ حمیدہ اگرچہ خوشامد پسند ہے لیکن تاریخ کے سوالوں کا جواب میرے لئے لکھ لاتی ہے ہاں تسلیم البتہ بیہودہ ہے اور پرلے سرے کی بے حیا اگر کبھی کچھ کام کر دیتی ہے تو اُسے سَو جگہ کہتی پھرتی ہے

جغرافیہ کی اُستانی عجیب خبطی آدمی ہیں۔ دن میں پانچ پانچ نقشے بنانے کو دیتی ہیں۔ ان نقشوں کے لئے مجھے بڑی زحمت ہوتی ہے۔ مجھے اکثر صالح کی خوشامد کرنی پڑتی ہے اور اُس پر بھی جب وہ نہیں کرتا تو میں اُسے پیٹ دیا کرتی ہوں کیونکہ وہ مجھ سے چھوٹا ہے اس پر میری ماں مجھے ڈانٹنے لگتی ہیں لیکن ابا مجھے پیار سے اپنے دفتر میں بُلا کر سمجھا دیتے ہیں اور مجھے ایک روپیہ بطور رشوت کے دے دیتے ہیں۔ اُس روپیہ کو میں سنیما دیکھنے میں خرچ کیا کرتی ہوں۔ اب دس بج چکے ہوتے ہیں۔ میرے اسکول میں تین برس سے موٹر بس کا انتظام ہو رہا ہے لیکن نہ جانے کیوں ہو نہیں پاتا۔ ہم اکثر اس گاڑی میں جاتے ہیں جسے آدمی کھینچا کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ کی لڑکیاں پردہ میں بیٹھنا چاہتی ہیں اور میرا دم گھٹتا ہے اس لئے اس پر گاڑی میں جھگڑا ہونے لگتا ہے۔ پھر صبح کے وقت کالج یا اسکول کے لڑکے گاڑی کے پیچھے اپنی سائیکل دھکیلتے ہوئے نظر آتے ہیں تو مجھے اُن کی حماقت پر بڑا مزہ آتا ہے اس وقت کوئی اپنی پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہوتا ہے، کوئی اپنے بال یا ٹائی ٹھیک

ٹھیک کرتے ہوئے مُسکراتا ہُوا دکھائی دیتا ہے۔ مَیں اُنھیں دیکھنا چاہتی ہوں تو میری ساتھ والیاں بار بار پردہ گرا دیتی ہیں اور مجھے ڈانٹتی ہیں۔ عجیب بدتمیز ہو تم، تمھیں جب سیر سپاٹا اچھا لگتا ہے تو تم گاڑی میں نہ بیٹھا کرو۔ اس وقت میرے جی میں آتا ہے میں انھیں کچا ہی کھا جاؤں لیکن اکیلی ہونے کی وجہ سے چُپ ہو جاتی ہوں

اسکول میں میرے لئے راوی چین ہی چین لکھتا ہے۔ اُستانیاں مجھے کچھ نہیں کہتیں کیونکہ میرے ابا اسکول کمیٹی کے بااثر ممبر ہیں۔ کچالو والی میری دوست ہے کیونکہ میری ممانی نے اُسے اسکول کا ٹھیکہ دلا دیا تھا پڑھنے لکھنے سے مجھے واسطہ نہیں۔ فیشن بنانے میں کوئی لڑکی میرا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ غرض اسکول میرے لئے تفریح کا مقام ہے۔ چار بجے مَیں گھر لوٹتی ہوں پہلے مُنھ ہاتھ دھوکر ایک ٹیوٹر صاحب سے تھوڑا بہت پڑھ لیتی ہوں۔ ایک دن اُنھوں نے مزاج دکھایا تو میں نے شکایت جڑ دی اور وہ نکال دئیے گئے تب سے کوئی ٹیوٹر مجھے پڑھانے کے لئے ملتا ہی نہیں۔ بس گھنٹہ آدھ گھنٹہ اپنی خالہ جان کے پاس ہارمونیم بجا لیتی ہوں۔ اور دُاے چاند چُھپ نہ جانا وغیرہ گا لیتی ہوں۔ اُس کے بعد جہاں کوئی سہیلی میرے گھر پہنچ گئی اور اُس نے کسی نئے فلم کا پرچہ مجھے دکھایا میں فوراً سنیما دیکھنے کی تیاری میں لگ جاتی ہوں لیکن سنیما دیکھنے کی اجازت حاصل کرنا میرے یہاں آسان نہیں ہے۔ اگر کہیں دادی اماں نے سُن لیا تو کسی طرح اجازت مل ہی نہیں سکتی۔ امی جان تک خیریت رہتی ہے۔ اُن سے کہہ سُن کر خوشامد سے اجازت

مل جاتی ہے۔ اور کیوں نہ مل جائے صرف اکیلے ہم ہی کو جانا ہو تو شاید نہ ملے۔ ہماری سازش میں صالح بھی بڑی خوشی سے ہاتھ بٹاتا ہے۔ ہم لوگ سنیما کی سیر کے لئے صبح کر سات بجے تک تیار ہو جاتے ہیں۔ اور گیارہ بجے تک گویا جنت کی سیر کرتے ہیں۔ بُرا نے لوگوں کا خیال ہے کہ سنیما بہت خراب جگہ ہوتی ہے میں کہتی ہوں اُن کا دماغ یقیناً خراب ہو گیا ہے جو بیسویں صدی کی بہترین ایجاد کے متعلق ایسا پوچ خیال رکھتے ہیں۔ جب ہم سنیما سے لوٹتے ہیں تو دو تین دن تک اُس کے گانے گایا کرتے ہیں۔ اکثر ہم میں مقابلہ بھی ہو جاتا ہے۔ میں فرسٹ ہوتی ہوں۔ چھوٹی خالہ سکنڈ اور صالح تھرڈ۔ اس پر ہم سب دادی کے پاس انعام مانگنے جاتے ہیں۔ ہمیں انعام کی جگہ ڈانٹ پھٹکار کے علاوہ پنکھے کی مار ملتی ہے۔ جاڑے کے دِنوں میں واپس آکر جب ہم سب چاک لیٹ یا ٹافی کھاتے ہیں اور دادی پوچھتی ہیں تم سب کیا کر رہے ہو تو صالح کہتا ہے کہ دادی مارے سردی کے ہم لوگوں کے دانت کٹکٹا رہے ہیں۔ اس پر خالہ ہنستی ہنستی گر گر پڑتی ہیں اور دادی گھنٹوں بڑبڑایا کرتی ہیں۔ آخر ہم سب لوگ تھک کر سو جاتے ہیں۔ سوتے وقت اللہ کا نام لے لیتے ہیں یہی ہماری نماز ہے۔

تارا شنکر ناشاد ایم اے

پتہ تبدیل ہونے کی اطلاع خریداری نمبر کے حوالے سے دفتر کو فوراً دیدیجئے ورنہ رسالہ نہ ملنے کے ذمہ دار ہم نہ ہوں گے۔ منیجر

کبوتر

بناتی بچو! کبوتر تو تم نے ضرور دیکھا ہوگا۔ کیسا بھولا بھالا اور پیارا پرندہ ہے۔ گو یا قدرت نے اسے کسی فرصت کے وقت بنایا ہے۔ اس کی گردن کتنی خوب صورت ہے۔ اس کی ننھی ننھی گول مول آنکھیں کیسی اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اور اس کی چال دیکھو کتنی بھاتی ہے۔

کبوتر کی عمر عام طور پر دس برس کے قریب ہوتی ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً ۹ انچ ہوتی ہے۔ لیکن خاص خاص پالتو کبوتر بڑے قد کے بھی ہوتے ہیں۔ ان کی خوراک عام طور پر مکئی باجرہ اور مٹر وغیرہ کے دانے ہوتے ہیں۔

مادہ چالیس دن کے اندر انڈے دیتی ہے۔ جن کی تعداد چار سے زیادہ نہیں ہوتی۔ یہ انڈے گول اور لمبوترے ہوتے ہیں۔ دو ماہ کے اندر بچے نکل آتے ہیں۔ اور دو تین ہفتوں کے اندر وہ اڑنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

عزیزو! کبوتر کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ جن میں سے لقا۔ لوٹن اور خبر رساں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اگر لوٹن کبوتر ایک دفعہ زمین پر الٹا ڈال دیا جائے تو گھنٹوں لوٹتا ہی رہتا ہے۔ اور اسی طرح لوٹتے لوٹتے مر جاتا ہے۔

لقا کبوتر جب اڑتا ہے تو آسمان پر بڑے تماشے کرتا ہے۔ اس تیزی سے الٹا سیدھا ہوتا ہے کہ لوگ دنگ رہ جاتے ہیں۔

خبر رساں کبوتر بڑے طاقتور ہوتے ہیں۔ پرانے زمانے میں جب ڈاک اور تار کا سلسلہ نہیں ہوتا تھا۔ تو سدھے ہوئے کبوتروں کے گلے میں کاغذ کا ٹکڑا باندھ دیا جاتا تھا اور وہ اڑ کر جہاں پہنچانا ہوتا تھا پہنچا آتا تھا۔

تم یہ سن کر حیران ہوگے کہ آج کل فرانس۔ انگلستان اور جرمنی میں کبوتروں کے لئے مدرسے کھلے ہوئے ہیں اور وہاں ان کو ڈاک پہنچانے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ کام انہیں بڑے عجیب وغریب طریقوں سے سکھایا جاتا ہے۔ جنہیں ہم مکمل جاسوس اور خبر رساں کبوتر کہہ سکتے ہیں۔

جب کوئی نیا کبوتر اسکول میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کو پہلے کھونٹی پر بیٹھنے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے۔ اور پھر دو چار میل اڑنا سکھاتے ہیں۔ اور ایک ماہ کے اندر اسے تین سو میل روزانہ اڑنے کے قابل بنا دیا جاتا ہے۔

اس کے بعد اس کے گلے میں ایک خاص قسم کا ٹکٹ باندھ دیا جاتا ہے۔ جس پر کچھ عبارت لکھ دی جاتی ہے اور وہ ننھا ڈاکیہ اسے خاص خاص جگہوں پر لے جاتا ہے اور جواب لے کر واپس آجاتا ہے۔

رفتہ رفتہ اِسے خُفیہ پیغام رسانی بھی سکھائی جاتی ہے اور وہ خاص پیغام اُس کی دُم کے درمیان پَروں میں چُھپا دئے جاتے ہیں۔ تاکہ کسی کو آسانی سے نظر نہ آسکیں۔

اِس کے علاوہ اسکول کی نگراں کبوتری انڈے دیتی ہے۔ اور اُن کی خاص حفاظت کے ساتھ پرورش کرتے ہیں۔ ہر ایک اسکول کے کبوتر پر خاص قسم کی المونیم کی تختی لگی ہوتی ہے۔ جس پر اُس کا نمبر درج ہوتا ہے۔ جب یہ کبوتر بالکل سیکھ جاتے ہیں تو جنگ کے دنوں میں خُفیہ پیغام رسانی کے کام آتے ہیں صرف جرمنی میں اِس وقت تین ہزار کبوتر یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ پچھلے دنوں وہاں کے ایک کبوتر کو ایک خاص خدمت کے صلہ میں دس ہزار پونڈ کی تھیلی انعام ملی تھی۔

یادرکھو کبوتر بڑے عقلمند ہوتے ہیں۔ ایک بار جس جگہ کو دیکھ لیں تمام عمر اُسے نہیں بھولتے۔

جاپان۔ ہندوستان اور افریقہ میں یہ جانور کھانے کے کام بھی آتا ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق کالے کبوتر کا گوشت لقوہ کے مریض کے لئے بہت مفید نسخہ ہے

اس کی عقل کے متعلق کئی قصّے کہانیاں مشہور ہیں۔ جو کسی اَور سلسلے میں بچّوں کو سُنائی جائیں گی۔

اچھا بچو! اب ہم جاتے ہیں۔

آداب عرض۔

خوش باش

شکار

ہمارے نانا میاں قبلہ کو شکار کھیلنے کا بہت شوق تھا۔ وہ اکثر شکار کو جاتے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ وہ جج صاحب۔ اور کلکٹر صاحب کے ساتھ شکار کو جا رہے تھے۔ کلکٹر صاحب کا ایک لڑکا بھی تھا۔ ماموں جان سے اُسکی دوستی تھی۔ وہ ماموں جان کے ساتھ شکار کو نانا میاں کے ساتھ چلا گیا۔ یہ لوگ صبح کو ۵ بجے ہاتھی پر سوار ہو کر جنگل روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر شکار کھیلتے وقت بیل گاڑی میں بیٹھے۔ نانا میاں وغیرہ اُتر کر شکار کی تلاش میں چلے گئے اور اِن دونوں سے کہہ گئے کہ "تم گاڑی ہی میں بیٹھے رہنا"۔ اُن کے جانے کے بعد کلکٹر صاحب کے لڑکے نے ماموں جان سے کہا کہ "چلو ہم بھی چڑیاں مارنے چلیں" ماموں جان کو ڈر تھا کہ نانا میاں کو اگر خبر ہوگئی تو وہ خفا ہوں گے۔ اِس لئے وہ تو بیٹھے رہے اور کلکٹر صاحب کا لڑکا اپنی چھرے والی بندوق لے کر چڑیاں مارنے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ۳ کبوتر مار کر لایا۔ وہ گاڑی میں رکھے اور پھر چلا گیا۔

ابھی ان لوگوں کو شکار نہیں ملا تھا شکار کی تلاش میں اِدھر اُدھر نظر دوڑا رہے تھے۔ ایک جھاڑی کے سامنے کئی ہرن جاتے ہوئے دیکھے تو تینوں نے ایک ساتھ فیر کر دیا۔ اسی جھاڑی میں کلکٹر صاحب کا لڑکا چڑیاں مار رہا تھا۔ کلکٹر صاحب کی گولی بجائے ہرن کے اُن کے لڑکے کی کنپٹی پر لگی اور وہ فوراً زمین پر گر پڑا۔

جب اِن لوگوں نے جاکر دیکھا تو لڑکا زمین پر لہولہان پڑا ہوا تڑپ رہا تھا۔ کلکٹر صاحب یہ دردناک سین دیکھ کر اپنی بندوق اپنے مار رہے تھے مگر اُن سے چھین لی گئی۔

پھر لڑکے کی لاش کو بیل گاڑی میں رکھ کر گھر کی راہ لی۔

آصفہ بیگم چشتی

میرے بھائی بہن

باجی ۔ یہ میری سب سے بڑی بہن ہیں ۔ بہت بامذاق اور ہنس مکھ ہیں ۔ ہر ایک کی نقل کرنا اِن کا بائیں ہاتھ کا کام ہے ۔ ملنسار بہت ہیں ۔ سب سے ملتی ہیں ۔ ان کو غصّہ بہت کم آتا ہے ۔ اور جب آتا ہے تو پرانی دوستی کو ملحوظ نہیں رکھتیں ۔ اِن کا دماغ بہت اچھا ہے لیکن اس میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہے ۔ مضمون نگاری کا شوق ہے ۔ اور اچھے مضمون لکھتی ہیں ۔ سینے پرونے کی زیادہ شائق نہیں ہیں لیکن پڑھنا لکھنا بہت پسند ہے اور اپنی تعریف سُننا تو اُن کو خاص طور سے اچھا لگتا ہے ۔ باتیں اس قدر دلچسپ اور مزے کی کرتی ہیں کہ روتا آدمی ہنس پڑے ۔

بی ۔ یہ میری منجھلی بہن ہیں ۔ بہت خاموش اور متین ۔ جب انہیں غصّہ آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی چڑیا لڑ رہی ہو ۔ کیونکہ ان کی آواز بہت باریک ہے ۔ ملتی بھی کم ہیں ۔ مگر جو ان کی سہیلیاں ہیں ان کو نبھاتی ہیں ۔ سینا پرونا بہترین جانتی ہیں ۔ کھانے پکانے سے ان کو کم دلچسپی ہے یہ گوشت اور اُس کی قسموں سے پرہیز کرتی ہیں ۔ شاید کسی برہمن رانی نے ہمارے گھر میں جنم لیا ہے ۔ مچھلی یا مرغی کھانے کے بعد جس گلاس میں ہم پانی پی لیں یہ اُس کو چھوتی تک نہیں ۔ جب تک کہ وہ منجھ نہ جائے ۔ طبیعت کی بہت سیدھی اور بھولی ہیں ۔ ایک مرتبہ کا قصّہ ہے کہ آپ بڑے غور سے کلنڈر دیکھ رہی تھیں مقابولیں کرا سے

ہو جائے گی ۔ سورج یا چاند کے گرد بڑا حلقہ آہستہ آہستہ بڑھنے والی ہوا کے ساتھ آٹھ سے بارہ گھنٹے تک برسنے والے مینہ کی علامت ہے ۔

بادل اگر زمین پر چلنے والی ہوا کی مخالف سمت چل رہے ہوں تو ۴ گھنٹے میں ایسی بارش شروع ہو جائے گی جو دیر تک جاری رہے گی ۔

اگر خشک ایام کے بعد بارش تین دن متواتر ہوتی رہے تو چودہ روز تک ہر ایک دن بارش ہوتی رہے گی ۔

ہمالیہ کی مختلف بلندیاں

مندرجہ ذیل مقامات کی بلندی سطح سمندر سے اوپر ہے ۔ نینی تال ۶۴۰۰ فٹ ۔ رانی کھیت ۵۹۸۰ ۔ کر... ۵۹۴۹ ۔ مسوری ۶۷۰۰ ۔ لینڈس ڈاؤن ۶۰۶۰ ۔ ... ۶۸۸۵ ۔ شملہ ۷۲۰۰ ۔ کسولی ۶۲۰۰ ۔ ڈلہوزی ۵۵... ۷۲۰۰ ۔ سری نگر ۵۲۶۰ ۔ گلمرگ ۸۶۵۹ ۔ سونامرگ ...۸۷ ۔ پہل گام ۷۲۰۰ ۔ دارجیلنگ ۷۰۰۰ فٹ ۔

آسٹریلیا کے حالات

بحر الکاہل کے جنوب میں ایک بڑا جزیرہ واقع ہے جو دُنیا کے جزیروں میں سب سے بڑا ہے ۔ اب جغرافیہ والوں نے اسے براعظم کہنا شروع کر دیا ہے ۔ یہ مشرق سے مغرب تک زیادہ سے زیادہ تقریباً ۲½ ہزار میل ہے اور شمال سے جنوب تک تقریباً دو ہزار میل ہے ۔ اسے ہالینڈ والوں نے ۱۶۰۶ء میں دریافت کیا ۔ انہوں نے اسے جدید ہالینڈ کے نام سے پکارا ۔ اس کا ساحل کم کٹا پھٹا ہے ۔ اس کے شمالی اور وسطی حصّوں کی آب و ہوا گرم ہے جنوبی حصّہ کی معتدل ہے ۔ البتّہ اندرونی حصّوں سے کبھی کبھی چلنے والی ہوائیں آنے لگتی ہیں ۔ گرمی خشکی

رفتہ رفتہ اِسے خُفیہ پیغام رسانی بھی سکھائی جاتی ہے اور وہ خاص پیغام اُس کی دُم کے درمیانی پَروں میں چُھپا دئیے جاتے ہیں۔ تاکہ کسی کو آسانی سے نظر نہ آ سکیں۔

اِس کے علاوہ اسکول کی نگراں کبوتری انڈے دیتی ہے۔ اور اُن کی خاص حفاظت کے ساتھ پرورش کرتے ہیں۔ ہر ایک اسکول کے کبوتر پر خاص قسم کی المونیم کی تختی لگی ہوتی ہے۔ جس پر اُس کا نمبر درج ہوتا ہے۔ جب یہ کبوتر بالکل سیکھ جاتے ہیں جنگ کے دنوں میں خُفیہ پیغام رسانی کے کام آتے ہیں صرف جرمنی میں اِس وقت تین ہزار کبوتر یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ پچھلے دنوں وہاں کے ایک کبوتر کو ایک خاص خدمت کے صلہ میں دس ہزار پونڈ کی لنگھلی انعام ملی تھی۔

یاد رکھو کبوتر بڑے عقلمند ہوتے ہیں۔ ایک بار جس جگہ کو دیکھ لیں تمام عمر اُسے نہیں بھولتے۔

جاپان۔ ہندوستان اور افریقہ میں یہ جانور کھانے کے کام بھی آتا ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق کالے کبوتر کا گوشت لقوہ کے مریض کے لئے بہت مفید نسخہ ہے اِس کی عقل کے متعلّق کئی قِصّے کہانیاں مشہور ہیں۔ جو کسی اَور سِلسلے میں بچّوں کو سُنائی جائیں گی

اچھا بچّو! اب ہم جاتے ہیں۔

آداب عرض۔

خوش باش

ذرا ہنسئے

ماسٹر۔ جاوید تم بڑے سُست لڑکے ہو۔ جانتے ہو کہ یہ سُستی تمہاری دُشمن ہے؟

جاوید۔ لیکن جناب آپ ہی نے تو فرمایا تھا کہ ہمیں اپنے دشمنوں سے بھی محبّت کرنی چاہیئے۔

(ترجمہ)

ٹیچر صاحبہ۔ جماعت میں سبق دیتے ہوئے:۔ صحرا بالکل بنجر ہوتا ہے۔ جہاں کچھ نہیں اُگتا۔ کیا تم میں سے کوئی لڑکی کسی صحرا کی مثال دے سکتی ہے؟

زاہدہ۔ جی ہاں میرے دادا ابّا کا سَر۔

ٹیچر۔ عارفہ سے:۔ تمہیں اِس سال کی کتابوں میں سے کونسی کتاب سب سے زیادہ پسند آئی؟

عارفہ۔ ٹیچر سے:۔ اپنے ابّا جان کی چیک بُک۔

(ترجمہ)

ایک صاحب اپنی موٹر خود ہی چلاتے ہوئے گھر کی طرف آ رہے تھے۔ پاس ہی اُن کا بیٹا بھی تھا۔ جوں ہی موٹر گھر کے پھاٹک کے اندر گھُسی۔ اُنہیں موٹر کا خالی گراج نظر آیا۔ یہ دیکھ کر اپنے بیٹے سے کہنے لگے۔ "معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری امّی موٹر لے کر کہیں باہر گئی ہوئی ہے۔"

انیسہ آنکھیں بند کر کے اِملی کھا رہی تھی کہ اتنے میں اُس کی ایک سہیلی آ گئی اُس نے پُوچھا:۔

کیوں بہن یہ آنکھیں بند کر کے اِملی کیوں کھا رہی ہو۔

انیسہ۔ کیونکہ میں نے اپنی استانی سے وعدہ کر لیا ہے کہ میں کھٹّی چیز کی طرف دیکھوں گی تک نہیں۔

بُشرا قریشی حیدرآباد

عجائب خانہ

گڈریہ موسم نما

انگلستان کی پہاڑیوں میں "ڈیوڈ" ایک گڈریہ رہتا ہے جو اب ۴۵ یا ۴۶ سال کا ہوگا۔ وہ انگلستان اور ویلز کی سرحد پر رہتا ہے۔ اور روزمرّہ کی علامات سے موسم کا حال اس قدر ٹھیک بتا دیتا ہے کہ موسم نما محکمہ بھی اس قدر صحیح معلومات مہیا نہیں کرتا۔ وہ اپنے خیالات ہفتہ بھر کے متعلق پنسل سے لکھ دیتا ہے۔ اور وہ شراب خانہ کی دیوار پر لگا دئے جاتے ہیں۔ اُس کا اندازہ ہوا بادل دُھند کہرا اور سورج غروب ہونے کی علامات پر منحصر ہے۔ اور وہ صحیح ہی ہوتا ہے۔ اچھے موسم کے اُس کے نزدیک مندرجہ ذیل قواعد مقرر ہیں۔ اگر ہوا شمال شمال مشرق یا مغرب کی طرف سے صبح کی شبنم کے بعد چلے تو دو دن تک موسم اچھا رہے گا۔ اگر کوئی بادل آسمان پر سے گزرتا ہوا چھوٹا ہو جائے تو ۲۴ گھنٹہ تک کوئی بارش نہ ہوگی۔ اگر ہوا بارش کے زمانہ میں بدل کے مغرب سے شمال کی طرف چلنے لگے تو ۲۴ گھنٹہ تک موسم عمدہ رہیگا۔ اگر شام کے وقت سکون ہو اور آدھی رات سے پہلے شبنم پڑے تو سورج کے غروب ہونے کے وقت کی سُرخی سے مراد عمدہ موسم ہے۔ اگر ہوا دن بھر شمال اور مشرق کے بیچ میں متواتر چلتی رہے اور سورج چھپنے کے وقت رُک جائے تو دو تین دن تک موسم اچھا رہے گا۔ بارش کی علامات حسب ذیل ہیں :-

اگر صبح کا دُھند جلد صاف ہو جائے اور بالائی بادل جنوب کی طرف سے آئیں تو چھ گھنٹے کے اندر اندر تیز بارش شروع ہو جائے گی۔ سورج یا چاند کے گرد بڑا حلقہ آہستہ آہستہ بڑھتے والی ہوا کے ساتھ آٹھ سے بارہ گھنٹے تک برسنے والے مینہ کی علامت ہے۔

بالائی بادل اگر زمین پر چلنے والی ہوا کی مخالف سمت میں چل رہے ہوں تو ۲۴ گھنٹے میں ایسی بارش شروع ہو جائے گی جو دیر تک جاری رہے گی۔

اگر خشک ایام کے بعد بارش تین دن متواتر ہوتی رہے تو چودہ روز تک ہر ایک دن بارش ہوتی رہے گی۔

ہمالیہ کی مختلف بلندیاں

مندرجہ ذیل مقامات کی بلندی سطح سمندر سے اونچی لی گئی ہے۔ نینی تال ۶۴۰۰ فٹ۔ رانی کھیت ۵۹۸۳ - الموڑہ ۵۴۹۴ - مسوری ۶۷۰۰ - لینڈس ڈاؤن ۶۰۶۰ - چکراتہ ۶۸۸۵ - شملہ ۷۲۰۰ - کسولی ۶۲۰۰ - ڈلہوزی ۵۵۰۰ مری ۷۲۰۰ - سری نگر ۵۲۶۰ - گلمرگ ۸۶۵۹ - سونا مرگ ۸۷۵۰ - پہل گام ۷۲۰۰ - دارجیلنگ ۷۰۰۰ فٹ۔

آسٹریلیا کے حالات

بحرالکاہل کے جنوب میں ایک بڑا جزیرہ واقع ہے جو دُنیا کے جزیروں میں سب سے بڑا ہے۔ اب جغرافیہ دانوں نے اسے برّاعظم کہنا شروع کر دیا ہے۔ یہ مشرق سے مغرب تک زیادہ سے زیادہ تقریباً ۲½ ہزار میل ہے اور شمال سے جنوب تک تقریباً دو ہزار میل ہے۔ اسے ہالینڈ والوں نے ۱۶۰۶ء میں دریافت کیا۔ انہوں نے اسے جدید ہالینڈ کے نام سے پکارا۔ اس کا ساحل کم کٹا پھٹا ہے۔ اس کے شمالی اور وسطی حصّوں کی آب و ہوا گرم ہے جنوبی حصّہ کی معتدل ہے۔ البتّہ اندرونی حصّوں سے کبھی کبھی جھلسنے والی ہوائیں آنے لگتی ہیں۔ گرمی خشکی

کی وجہ سے سخت معلوم ہونے لگتی ہے۔ زمین ریتلی ہے۔
اور جنگلات ندارد ہیں۔ بعض دفعہ بارش بالکل نہیں ہوتی۔
آسٹریلیا کی سونے کی کانیں دُنیا میں سب سے بہتر ہیں۔
چاندی، تانبا اور ٹین کی کانیں بھی پائی جاتی ہیں۔ بعض
حصّوں میں کوئلا بھی برآمد ہوتا ہے۔ سب سے پہلے اسٹریلیا
میں سونا ۱۸۵۱ء میں دریافت ہوا۔ اس کی سالانہ برآمد
۱۶ کروڑ روپیہ کے قریب ہے۔ اب آدھی رہ گئی ہے۔ اندرون
ملک میں زیادہ تر ریت ہے لیکن عمدہ مرغزار اور جنگلاتی
قطعات بھی ملے جلے پائے جاتے ہیں۔ گوند کے درخت
بکثرت ہیں۔ ہر چوپایہ کے پیٹ پر تھیلی پائی جاتی ہے۔ ایسے
چوپائے دُنیا میں صرف آسٹریلیا اور نیُ گنی میں ہی پائے جاتے
ہیں۔ سب سے بڑا کنگرو ہے۔ اورنتھورنکس کے بطخ کی
سی چونچ ہوتی ہے۔ جھلّی دار پنجے ہوتے ہیں۔ بدن پر پوستین
اور دُم چوڑی اور چپٹی ہوتی ہے۔ وہاں کی بطخیں سیاہ ہوتی ہیں۔

اصلی باشندے خانہ بدوش ہیں۔ شروع میں یہاں
انگلستان سے سزا یافتہ یورپی بھیجے جاتے تھے۔ بعد میں
لوگ وہاں سے نقل مکان کر کر کے یہاں آباد ہو گئے۔ اب آبادی
۵۳ لاکھ سے زیادہ ہے۔ یہاں کے اصلی باشندے
بہت پست لوگ ہیں۔ وہ جنگلی جانوروں اور جڑوں پر
بسر اوقات کرتے ہیں۔ انہیں تیر کمان چلانا نہیں آتا۔ وہ
ایک مُڑی ہوئی لکڑی کا ہتھیار بُوم رینگ پھینکتے ہیں۔
جو ایک خاص فاصلہ تک جا کے پھینکنے والے کے پاس
واپس آجاتا ہے۔ اُن کی آبادی تقریباً پچاس ہزار تھی
اور اب بہت گھٹ گئی ہے۔ اس جزیرہ پر انگریزوں کا
قبضہ ہے۔ سڈنی دارالسلطنت ہے۔

موتیوں کی ڈبیہ

تحقیقات سے پایا گیا ہے کہ پُرانے باجے نئے کے مقابلہ میں زیادہ سُریلے
ہوتے ہیں۔ اور آسانی سے بجتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی
ہے کہ لکڑی کے بعض اجزاء استعمال یا زیادہ زمانہ
گزر جانے کی وجہ سے بُخارات کی طرح اُڑ جاتے ہیں۔ یا
لکڑی زیادہ لچک دار ہو جاتی ہے۔ محقق اب دَوڑ دھوپ
میں ہیں کہ مصنوعی طریقوں سے نئی لکڑی میں پُرانی لکڑی
کی خصوصیات پیدا کی جائیں تاکہ اس سے بنا یا ہوا کوئی
باجہ آسانی سے اور اچھا بج سکے۔

زیکوسلاویکیہ نے جنگ سے پہلے مدرسوں میں
لڑکے لڑکیوں کی مشترک تعلیم بند کرائی تھی اور کاروبار
یا ملازمت کے مقابلہ میں گھریلو زندگی کی سفارش کی تھی۔

محمد ظفر

اُستانی لاثانی

نیکی کا بدلہ

۱۹۱۴ء کی جنگ سے پہلے فرانس اور جرمنی کی ایک لڑائی ہو چکی ہے جس میں فرانس کو شکست ہوئی اور اُسے اپنے دو صوبے السیس اور لورین جرمنی کو دینے پڑے۔ ملک کی حالت تباہ تھی اور حکومت کے بعد بے حد پریشان تھی۔ لیکن دُنیا جانتی ہے کہ فرانس بہت تھوڑے عرصہ میں پھر آسودہ حال ہو گیا۔ بات یہ ہوئی کہ ملک کے لاکھوں غریب کسان اپنے ملک کے آڑے آ گئے۔ اُنہوں نے اپنے بڑھاپے کے لئے چھوٹی چھوٹی نقدی پُرانی جُرابوں میں باندھ باندھ کے رکھی تھی۔ یہ سب نقدی اُن کی معمولی ماہوار آمدنی سے بچا بچا کے رکھی گئی تھی۔ اُنہوں نے جب اپنے ملک کی بیکسی دیکھی تو وہ اپنی محنت کا جوڑا ہوا پیسہ لائے اور حکومت کے سامنے رکھ کے الگ کھڑے ہو گئے۔ اُنہوں نے اس کا ذرا بھی خیال نہ کیا کہ اب بڑھاپا کیسے گذریگا۔ وہ قلاّش ہو گئے ہیں۔ ملک کی حکومت جنگ کے بعد لڑکھڑا رہی ہے۔ وہ کیسے زندگی بسر کریں گے۔ آپ نے دیکھا۔ یہ اُن کی ہمّت کی بات تھی نہ؟ اُن کی اس قربانی اور بے غرضی کا کیا نتیجہ ہوا؟ اس بخشش اور نذر کی بدولت جو مِل کے بڑی رقم ہو گئی ملک کی حالت سدھر گئی اور اُن کسانوں کو اُن کی حب الوطنی کا حکومت نے خوب صلہ دیا۔ چنانچہ یہ سب غریب کسان پہلے سے بہتر حالت میں اپنا بڑھاپا گزارنے کے قابل ہو گئے۔ یہ وہی مثل صادق آئی کہ اپنی روٹی دریا میں ڈال وہ سو گنی ہو کے تمہارے پاس واپس آجائے گی۔ آپ جس قدر محبّت، ہمدردی، مدد دوسروں سے کریں گے آپ کو سینکڑوں ایسے ذرائع سے جن کا آپ کو سان گمان بھی نہ ہوگا یہ محبّت، ہمدردی اور مدد واپس مل جائے گی۔ جو لوگ اپنی خیرات اور ہمدردی کا ڈنکے کی چوٹ اعلان کیا کرتے ہیں بوقتِ ضرورت امداد و ہمدردی حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوا کرتے۔ یہ تو اُن کو ہی مِلا کرتی ہے جو خاموشی چُپکے سے محبّت اور نقدی دیتے ہیں۔ بالآخر ایسوں کو ہی صلہ ملا کرتا ہے۔

گوشت بڑھانا

بعض عورتیں بہت دُبلی پتلی ہوتی ہیں اُن کی بھُوک بھی زیادہ ہوتی ہے خوب کھاتی ہیں۔ مگر بدن ویسا ہی دُبلا پتلا رہتا ہے۔ غذا اور ورزش کے متعلق کوئی خاص قاعدہ مقرر نہیں کیا جا سکتا جو ہر ایک کے لئے مفید ثابت ہو۔

دُبلا پن ویسے عام طور سے کمزور معدہ اور ہاضمہ کا ثبوت ہے۔ زیادہ کھانا یا مرغن غذائیں استعمال کرنا معدہ و ہاضمہ کو خراب کرتا ہے۔ ان سے وزن نہیں بڑھتا۔ دُبلے پتلے آدمی اس ڈر سے کہ زیادہ کھانے سے وہ بیمار پڑ جائیں گے کم کھاتے ہیں۔ یہ خوراک کم کر دینا بجائے خود غلطی ہے۔ جن کھانوں کی طبیب سفارش کرتے ہیں کہ اُن سے وزن بڑھیگا اُن سے دُبلے پتلے اکثر گھبراتے ہیں۔ یا اُن کو وہ غذائیں پسند نہیں ہوتیں۔ اس طریقہ سے غذا کے ذریعہ علاج مشکل مسئلہ بن جاتا ہے۔ غذا اس قدر کھا لینی چاہیئے کہ ہضم ہو جائے۔ اور زائد غذا چربی یا گوشت بننے کے کام آئے۔ دُودھ کو غذا کے طور پر استعمال کرتے رہنے سے دُبلے پن کا علاج ہو سکتا ہے۔ صرف دُودھ پر ہی رہنا بھی غلطی ہے۔ بعض مالٹ ملا ہوا دُودھ استعمال کرتے ہیں۔

یہ بھی مفید چیز ہے۔ دُودھ میں پھانٹی ہوئی زردی ملاکے پینا بڑی مفید ہے۔ دُودھ انڈے۔ سبزیاں اور میوے گوشت پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ گوشت معتدل مقدار میں کھانا بھی ضروری ہے۔
ملائی مکھن اور پتّوں دار سبزیاں بہت اچھی چیز ہیں۔ آلو بُھلبُھلا کے مکھن کے ساتھ کھانا چربی پیدا کرنے میں مجیب چیز ثابت ہوا ہے۔ بہت پکّے ہوئے کیلے بھی یہی خاصیت رکھتے ہیں۔

کرن پھُول سینکنے کی ربڑ کی بوتلیں سخت ہوجایا کرتی ہیں۔ ٹھنڈے پانی میں ذرا سا مائع امیونیا ملاکے اُس سے مہینہ میں ایک مرتبہ یہ بوتلیں دھو یا کریں۔ اس طرح ربڑ محفوظ رہے گا۔
اگر آپ اپنی پلکیں بڑھانی چاہتے ہوں تو بُرش سے ذرا سا ارنڈی کا تیل اُن پر ہر رات لگا لیا کریں۔ البتہ اس کی احتیاط رکھیں کہ ارنڈی کا تیل آنکھوں میں نہ جانے پائے۔
تیز بخار میں ہزیان ہونے لگے تو نیم کے پتّے پیس کر ماتھے پر لیپ کردیں۔ اس سے ٹھنڈک پہنچ کے بُخار کم ہوجائے گا۔

محمد ظفر

پہیلیاں

(۱)

کھیت میں ہو تو سب کوئی کھاوے ۔ گھر میں ہو تو گھر بہ جاوے

(۲)

دو مُنہ آگے دو مُنہ پیچھے + ایک مُنہ اوپر دو مُنہ نیچے

(۳)

چار کھڑے چار پڑے۔ ایک کے مُنہ میں دو دو پڑے

(۴)

جل میں رہیں اور جل میں بسیں گائیں راگ خراب
چلیں تو لاتیں مار کر دریا کے ہیں نواب

(۵)

ایک دیا بالا۔ سارے جگ میں اُجالا

(۶)

ہری ہری گوبر بھری
کھول کے دیکھو لال پری

(۷)

مُنّا سا بوا کچھ نہ کھاوے
ٹھمک ٹھمک کر بازار جاوے

جواب

(۱) پھُوٹ (۲) پائجامہ (۳) چارپائی۔
(۴) مینڈک (۵) سورج (۶) مہندی۔
(۷) پیسہ۔

محمد ریاض الدین بہا

رسالہ
بنات دہلی

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں۔ اگست کے پرچہ کے ساتھ ان کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ عہ بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کردیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دے دیں ورنہ مارچ کا رسالہ عہ کا وی پی حاضر ہوگا۔

۱۰۷ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۲۱۶ - ۶۳۱ -
۱۹۱۸ - ۱۹۳۵ - ۱۹۳۹ - ۲۰۸۴ - ۲۴۹۰ -
۲۵۰۳ - ۲۶۱۷ - ۳۳۹۶ - ۳۳۹۸ - ۳۴۰۴ -
۳۴۰۸ - ۳۴۱۶ - ۳۴۲۱ - ۳۶۲۴ - ۳۷۸۹ -
۳۸۰۹ - ۳۸۱۷ - ۳۸۲۳ - ۳۸۲۴ - ۳۸۲۶ -
۳۸۳۳ - ۳۸۳۶ - ۳۸۵۸ - ۴۱۵۴ - ۴۱۹۲ -
۴۲۱۲ - ۴۲۱۳ - ۴۲۱۴ - ۴۲۱۷ - ۴۲۱۸ -
۴۲۲۱ - ۴۲۲۲ - ۴۲۲۳ - ۴۲۲۴ - ۴۲۲۶ -
۴۲۳۰ - ۴۲۳۹ - ۴۳۱۱ - ۴۳۴۰ - ۴۴۸۷ -
۴۴۸۸ - ۴۴۹۶ - ۴۴۹۹ - ۴۵۰۳ - ۴۵۰۴ -
۴۵۰۵ - ۴۵۰۶ - ۴۵۰۷ - ۴۵۰۸ - ۴۵۰۹ -
۴۵۱۰ - ۴۵۱۱ - ۴۵۱۲ - ۴۵۱۳ - ۴۵۱۶ -
۴۵۲۰ - ۴۵۲۱ - ۴۵۲۴ - (۹۶۴)
۴۵۲۷ -

منیجر

سترھواں سال | فہرست مضامین اگست ۱۹۴۴ء | جلد نمبر ۳۳ نمبر ۵

باہتمام رازق الخیری پرنٹر پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ عصمت دریا گنج کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوا

رمضان آگیا

شعبان جا چکا ہے رمضان آگیا ہے
اللہ کا سپاہی تیار ہو گیا ہے
قرآن پاک نازل اس ماہ میں ہوا ہے
دنیا کے واسطے جو رہبر ہے رہنما ہے

ہیں پڑھ رہے تراویح مسجد میں سب مسلماں
قرآن پاک سن کر کرتے ہیں تازہ ایماں
گونجیں فضا میں ہر سو تکبیر کی صدائیں
پڑھتے خلوص دل سے مسجد میں ہیں نمازیں

مغرب کے وقت بچّے مسجد میں آرہے ہیں
افطاری لے کے خوش خوش گھر اپنے جا رہے ہیں
حیّ علی الصلاح کا حیّ علی الفلاح کا
ہر وقت یہ بلاوا ہر سمت سے ہے آتا

اُٹھ جاگ اے مسلمان ناداں سو رہا ہے
عمر عزیز اپنی بیکار کھو رہا ہے
کچھ تو بھلائی کر لے دل کی صفائی کر لے
دکھیوں کے دکھ کو ہر کم
اچھی کمائی کر لے

شجاعت سندیلوی

بی بی رحمت

بہادر اور فرماں بردار بی بی رحمت حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی تھیں آپ کے دو نام اور بھی کتابوں میں لکھے ہیں "لیا" اور ناخر" مگر مشہور نام رحمت ہے۔ مشہور پیغمبر حضرت ایوبؑ کی فرماں بردار بی بی تھیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام بڑے اچھے پیغمبر تھے ہر وقت خدا کی عبادت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے بہت کافی مالدار بنایا تھا۔ سینکڑوں دودھ دینے والے جانور اور بہت سے کھیت اور پھلوں کے باغ تھے۔ کئی خوبصورت اور ہونہار لڑکے بھی تھے۔ مگر خدا نے حضرت ایوب کا امتحان لینا چاہا کہ آپ کتنے صابر ہیں۔ بیٹھے ہی بیٹھے بچوں پر مکان گر پڑا اور وہ دب کر مر گئے سارے نوکر چاکر اور سب دولت ایک دم فنا ہو گئی حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن سے پیپ بہنے لگی۔ اب صرف بی بی رحمت تھیں اور بیمار حضرت علیہ السلام بقیہ سب ختم ہو چکا تھا سب کچھ مٹ جانے اور مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑنے پر بھی حضرت ایوب علیہ السلام نے اف تک نہ کی برابر یاد خدا میں مشغول رہے۔ آپ کا مرض برابر بہت زیادہ بڑھ رہا تھا یہاں تک کہ دور سے ہی آپ کے جسم سے نکلے ہوئے مواد کی بو آنے لگتی تھی سارا بدن سڑ گیا تھا صرف زبان اور دل بچ گئے جن سے آپ اللہ میاں کا نام رٹا کرتے تھے گاؤں والوں نے بھی ساتھ نہ دیا اور آپ کو بڑی بیدردی کے ساتھ آبادی سے دور جہاں کوڑا وغیرہ پھینکا جاتا تھا ڈال دیا۔ ایسی حالت میں صرف بی بی رحمت ہی تھیں جو آپ کی تیمار داری کرتی تھیں آپ کے زخموں سے مواد دھوتی تھیں۔ گاؤں میں گھر گھر چکی پیستی تھیں برتن مانجتی اور جھاڑو وغیرہ دے کر جو روکھی سوکھی ملتی اس سے پہلے آپ اپنے بیمار شوہر اور پھر اپنا پیٹ پالتی تھیں حضرت ایوبؑ اکثر بی بی رحمت کو سختی سے ڈانٹ دیا کرتے تھے مگر بی بی رحمت بیمار شوہر کی ہر جھڑکی کو سن کر صبر کرتی تھیں اور دل میں کسی طرح کا میل نہ لاتی تھیں برابر بیمار شوہر کی خدمت محنت اور محبت سے کئے جاتی تھیں حضرت ایوب علیہ السلام کو اسی طرح مصیبت میں کئی سال گذر گئے آخر خدا نے آپ پر سے آزمائش اٹھالی آپ یکایک اچھے ہو گئے پہلے سے زیادہ تندرست اور خوبصورت نظر آنے لگے جس وقت حضرت ایوب علیہ السلام اس آزمایش سے چھوڑے گئے اس وقت بی بی رحمت روٹی کی فکر میں گاؤں گئی ہوئی تھیں آپ جو واپس آئیں اور حضرت ایوب کو نہ دیکھا تو بہت گھبرائیں ادھر ادھر دیکھا کہیں پتہ نہ تھا آخر آپ نے حضرت ایوبؑ ہی سے پوچھا کہ میں ابھی تھوڑی دیر ہوئی ایک بیمار کو چھوڑ گئی تھی۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہیں" حضرت ایوب نے جواب دیا "وہ میں ہی ہوں اللہ نے میری آزمایش ختم کر دی۔ اس کی مہربانیوں سے ہم پہلے سے بھی زیادہ آرام سے رہیں گے" پھر کیا تھا۔ بی بی رحمت اللہ کا شکر بجا لائیں اور اپنی بقیہ زندگی بڑے آرام و چین سے گذار دی لیکن ایک گھڑی بھی خدا کی عبادت

کھویا ہوا خزانہ

"ہم اتنے غریب نہ تھے" زرینہ نے پروین کا ہاتھ پکڑ کر اُسے جنگل میں بٹھاتے ہوئے کہا "ہماری ایک کوٹھی تھی۔ نوکر چاکر تھے۔ غرض خدا کا دیا سب ہی کچھ تھا۔ دراصل بات یہ تھی دادا جان نہایت ہی کنجوس آدمی واقع ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنی ساری عمر خزانہ جمع کرنے میں گذار دی۔ اور بے حد خزانہ جمع کر کے کہیں دبا دیا۔ مرتے وقت انہوں نے ابا جان کو پاس بلایا اور کہا "امجد بیٹا میرا سارا خزانہ جنگل میں......" لیکن افسوس موت نے انھیں آگے کچھ نہ کہنے دیا۔ اُن کی اس دردناک موت کے بعد ہم نے خزانہ کے لئے سارا جنگل ہی تو کھود مارا لیکن خزانہ نہ ملنا تھا اور نہ ملا۔ خزانہ کا ٹھیک پتہ تو ہمیں معلوم ہی نہ تھا۔ خزانہ ملتا تو کیسے؟ اور پھر ہماری یہ حالت ہوئی جو پروین تم دیکھ رہی ہو" پروین کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔ اور بولی "زرینہ بہن واقعی تمہاری کہانی بہت دردناک ہے۔ لیکن افسوس کرنا بالکل بے سود ہے۔ خزانہ جنگل ہی میں تو چھپا ہے۔ پھر کبھی نہ کبھی مل کر ہی رہے گا۔"

رات سر پر آ رہی تھی۔ سورج بادلوں میں چھپ چکا تھا، کچھ ننھے ننھے تارے آسمان پر نظر آ رہے تھے۔ رات زیادہ ہو رہی تھی۔ اس لئے دونوں سہیلیوں نے صبح ملنے کا وعدہ کر کے ایک دوسرے کو رخصت کیا۔

پروین ایک نہایت ہی امیر لڑکی تھی۔ اور اپنے ماں باپ کے ساتھ گرمی کی چھٹیاں گذارنے اِس چھوٹے سے گاؤں میں آئی ہوئی تھی جس میں زرینہ رہتی تھی تھوڑے سے ہی عرصے میں پروین غریب زرینہ کی خوب دوست بن گئی۔ اِس گاؤں کے بیچ میں ایک جنگل تھا۔ جہاں یہ دونوں سہیلیاں بلاناغہ مل کر کھیلا کرتی تھیں۔

پروین سہیلی کو رخصت کر کے گھر کی طرف چلی۔ جنگل میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا ہر طرف خاموشی تھی۔ ہاں جانوروں کی ہیبت ناک آوازیں رہ رہ کر اس خاموشی کو توڑ دیتی تھیں۔ پروین کو بے انتہا ڈر لگ رہا تھا اور وہ بہت تیزی سے گھر کی طرف اُڑی جا رہی تھی یکایک! اُس کا پاؤں کسی گڑھے میں جا پڑا۔ پروین نے بہت زور لگایا لیکن پاؤں باہر نہ نکل سکا۔ وہ ڈر کے مارے پسینہ پسینہ ہو گئی اور چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں جانوروں کی آوازیں رہ رہ کر اُسے ڈرا رہی تھیں اور پاؤں تھا کہ نکلتا ہی نہ تھا۔ آخرکار جب اُس نے خدا کا نام لے کر خوب زور لگایا تو پاؤں باہر نکل آیا۔ وہ خدا کا شکر کر کے گھر کی طرف بھاگی۔ جنگل سے باہر نکلتے ہی اُسے اپنا عالیشان بنگلہ نظر آنے لگا وہ دوڑ کر اپنے میں پہنچی اور بستر پر لیٹ گئی لیکن نیند کہاں۔ اُسے تو بار بار زرینہ کی دردناک کہانی کا خیال آتا تھا اور وہ بستر پر انگڑائیاں لینے لگتی۔ مثل مشہور ہے کہ نیند سولی پر بھی آ جاتی ہے آہ پروین سو گئی۔

صبح سویرے وہ اٹھی اور کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی۔ باہر عجب بہار تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ آسمان پر کالے کالے بادل منڈلا رہے تھے۔ سامنے جنگل میں لمبے لمبے سبز درخت تنے ہوئے کھڑے

تھے۔ ہر طرف چڑیاں چہچہا رہی تھیں۔ پروین اُٹھ کر باہر
بھاگ گئی۔ اور زرینہ کی جھونپڑی کی طرف چلنے لگی۔ راستے
میں اتفاقاً اس کی نظر اسی گڑھے پر پڑی جہاں رات کو اُس
کا پاؤں پھنسا تھا۔ یہ کوئی گڑھا نہ تھا۔ بلکہ ایک ننھا سا
سنگ مرمر کا دروازہ تھا جو کہ پروین کا پاؤں پڑتے ہی کھل
گیا تھا۔ پروین بڑی بڑی آنکھوں سے حیرانی سے اِسے
دیکھنے لگی۔ اور پھر آہستہ سے گڑھے کے اندر کود پڑی۔
یہ ایک نہایت خوبصورت سا کمرہ تھا۔ جس میں بہت سے
سنگ مرمر کے صندوق پڑے تھے۔ پروین نے صندوقوں
کے ڈھکنے اُٹھا کر دیکھنے شروع کئے۔ کئی صندوق کے اندر
ہیرے پڑے تھے۔ کسی کے اندر قیمتی موتی۔ پروین بے حد
حیران ہوئی۔ پھر اُس نے کمرے ادھر اُدھر نظر دوڑانی
شروع کی۔ ایک جگہ دیوار پر لکھا تھا "بیٹا امجد میں نے تمہارے
لئے جمع کیا ہے۔ اس کو لے جاؤ اور اچھی طرح اپنے کام میں لاؤ"
پروین کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اُس کی آنکھوں
میں آنسو آگئے اور چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ جلدی سے
باہر نکل کر وہ زرینہ کی جھونپڑی کی طرف تیزی بھاگی۔ دروازے
پر اُسے زرینہ ملی بولی "آج تو سویرے ہی آگئی۔ اتنی گھبرائی
ہوئی کیوں ہو!" "تمہارے ابا جان کہاں ہیں" پروین
بولی "اندر ہیں" اُس نے جواب دیا "آخر بات کیا ہے"
"تمہارا خزانہ مل گیا" یہ کہکر پروین زرینہ کے باپ
پاس پہنچی اور بولی "چچا جان۔ آپ کا خزانہ میں نے ڈھونڈ
لیا ہے۔ جلدی آیئے" وہ آگے کچھ نہ کہہ سکی اور اُس کا
دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ زرینہ کا باپ پہلے تو
مسکرایا لیکن جب دیکھا۔ پروین کی آنکھوں میں کسی قدر
سچائی ہے تو ہاتھ خدا کی درگاہ میں بڑھائے اور بولا "یا اللہ
کیا یہ ممکن ہے؟" اور پھر پروین کے ساتھ چلا خزانے
کو دیکھ کر زرینہ کے اور اس کے والدین کو اتنی خوشی
ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ اور سب نے مل کر پروین کا
دل سے شکریہ ادا کیا اور خوب دعائیں دیں۔ پروین کے
والدین نے بھی پروین کو بہت پیار کیا اور شاباش دی۔
زرینہ کے والدین چاہتے تھے کہ آدھا خزانہ پروین
اور اُس کے والدین دیں کیونکہ اس میں اُن کا بھی حصہ
تھا لیکن اُنھوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہمارے پاس اللہ
کا دیا سب کچھ ہے"

دوسرے ہی دن چھٹیاں ختم ہونے کے سبب
سے پروین ماں باپ کے ساتھ شہر واپس چلی گئی جب
دوسرے سال پھر سے وہ اسی گاؤں میں چھٹیاں گذارنے
کے لئے گئی تو زرینہ وغیرہ کی وہ جھونپڑی نہ تھی بلکہ
اُس کی جگہ ایک عالیشان کوٹھی آسمان سے باتیں کرتی
تھی۔ نوکر چاکر ہر طرف مصروف نظر آتے تھے۔ زرینہ
اپنی پرانی سہیلی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی اُس کے
والدین بھی پروین سے بہت مسرت سے ملے۔ اگلے
دن اُنھوں نے پروین اور اس کے والد کو ایک بہت
بھاری دعوت دی جس میں اُنھوں نے سارے گاؤں کو
مدعو کیا پھر زرینہ کے باپ نے کھڑے ہو کر سب لوگوں
کے سامنے پروین کا شکریہ ادا کیا۔ اور تحفہ کے طور پر
ایک نہایت قیمتی ہیرے کا جڑاؤ ہار پروین کو دیا۔

رضیہ ظفر

اُستانی کی سزا

کتنا ہی عقلمند آدمی کیوں نہ ہو کبھی نہ کبھی اسے اُستاد نے ضرور سزا دی ہوگی۔ اُستانی اور ماں باپ کی سزا سے بہت بڑا سبق حاصل ہوتا ہے۔ اور کبھی کسی موقعہ پر یہی سزا خوشی کا باعث ہوتی ہے۔ میں اس سزا کے متعلق بناتی بچیوں کو اپنا ایک واقعہ پیش کرتی ہوں۔

میں جب ساتویں جماعت میں پڑھتی تھی۔ تو ایک دن اُستانی صاحبہ نے ہم کو جذر کا ایک سوال حل کرنے کے لئے کہا۔ سوال بہت مشکل تھا۔ ہم پانچ منٹ کی بجائے پندرہ منٹ میں بھی نہ کر سکے۔ اور اُستانی صاحبہ سے کہنے کی ہمت بھی نہیں پڑتی تھی۔ کیونکہ وہ کہیں گی۔ کہ میں نے بہت دفعہ تم کو یہ قاعدہ سکھایا ہے۔ اس لئے ہم سب لڑکیاں اسی طرح ایک سوال کو حل کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ آخر جب پندرہ منٹ سے زائد وقت گذر گیا تو اُستانی صاحبہ ہمیں گھورنے لگیں اور یہ کہہ کر "میں نے تم کو کتنی مرتبہ جذر کے حساب سکھائے ہیں۔ تم کو نہیں آتے" ہم کو سزا دے دی۔ ہم نے نہایت خوشی کے ساتھ سزا قبول کر لی۔ اور کھڑی ہو گئیں۔ برابر آدھ گھنٹہ کھڑے رہے۔ اور اُستانی صاحبہ نے غصے میں آکر ہمیں دوسرے مضامین سکھانے بھی انکار کر دیا۔ اُس دن ہم کو بہت شرمندگی اُٹھانی پڑی لیکن ہم سے وہ سوال نہ بنا پر نہ بنا۔ آخر کار اُستانی صاحبہ نے سمجھا ہی دیا۔ مجھے یہ سزا ہمیشہ یاد رہی۔ ساتویں کا زمانہ گذر گیا۔ ہم آٹھویں میں چڑھے۔ آٹھویں کا سال بھی گذر گیا۔ اور سالانہ امتحان کو صرف ایک ماہ رہ گیا۔ ہم جان توڑ کر امتحان میں کامیاب ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور شب و روز کامیاب ہونے کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ آخر کار مہینہ ختم ہونے کے بعد ہمارا سالانہ امتحان شروع ہوا۔ تین چار دیگر پرچوں کے بعد دوسرے دن حساب کا پرچہ ہونے والا تھا۔ ہم نے حساب کے لئے بہت تیاری کی۔ جب دوسرا دن آیا۔ ہمارے ہاتھ میں حساب کا پرچہ دیا گیا جس میں ایک جذر کا سوال بھی تھا۔ جو دیکھنے ہی سے مشکل نظر آرہا تھا۔ سوال اچھی طرح دیکھنے کے بعد یاد آیا کہ یہ وہی جذر کا سوال ہے جس پر اُستانی صاحبہ نے ہم کو سزا دی تھی۔ پھر تو میں نے جلدی سے وہ سوال کر لیا۔ اور صحیح کیا۔ دیکھا بناتی بہنو یہ سزا کیسی خوشی کا باعث بنی۔

مس مختار بیگم قریشی

کھانا پکانا

پکوان ہر عورت کو جاننا ضروری ہے۔ خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔ پکوان بھی سب ہنروں میں ایک نہایت ضروری ہنر ہے۔ کیونکہ اس سے عورت کا سلیقہ ظاہر ہوتا ہے۔ فرض کیجئے گھر میں کسی روز ماما نہیں آئی۔ اگر گھر کی بیوی پکوان سے واقف ہیں تو انھیں کوئی مجبوری نہیں ہے۔ وہ جاتی ہیں اور کھانا تیار کر دیتی ہیں کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی ہے کہ آج ملازمہ غیر حاضر ہے۔ اچھا کھانا کھا کر سب خوش ہوتے ہیں اور گھر کی مالکہ کی عزت میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا بلکہ اس خوش سلیقگی کا دلوں پر سکہ بیٹھ جاتا ہے کوئی کسی کے ہاتھ کا عمدہ پکا ہوا کھانا کھالے تو وہ عمر بھر نہیں بھولتا بلکہ ہر موقع پر کھانے کی عمدگی اور لذت کے ساتھ پکانیوالی کا نام یاد آجاتا ہے۔ کھانا اگر معمولی ہو اور عمدہ پکا ہوا ہو تو انسان بے بھوک کے بھی کھالیتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گھر پر اچانک کوئی مہمان آجاتا ہے تو اس کی خاطر تواضع کرنی پڑتی ہے۔ اگر میزبان سلیقہ مند ہو تو جھٹ پٹ کچھ نہ کچھ تیار کر ہی لیگی اور اپنے آپ کو شرمندگی سے بچا لیگی۔ اس طرح وقت پر مہمانوں کی خاطر ہو جاتی ہے اور مہمان بھی میزبان کی سلیقہ مندی اور ہنر کا اثر لئے ہوئے لوٹتا ہے۔ جو نہیں کھانے پکانے سے ناواقف ہوتی ہیں انھیں اکثر اوقات شرمندگی اور پشیمانی اٹھانی پڑتی ہے فرض کیجئے کہ مہمانوں کی خاطر داری کے لئے بازاری چیزیں منگوائی بھی گئیں تو بھلا ان میں گھریلو پکوان کی سی لذت اور برکت کہاں سے آسکتی ہے نہ صرف پیسے خراب ہوتے ہیں بلکہ بے برکتی اور خفت اٹھانی پڑتی ہے۔ ایسے ہی پچاسوں واقعات کے مدنظر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو عورت کھانے پکانے جیسے ضروری ہنر سے ناواقف ہوتی ہے تو اس کی مثال ایک اپاہج انسان کی سی ہے تو بیجا نہ ہوگا۔

آنسہ رضیہ عبدالجبار

نئی کتابیں

نئی کہانیاں محمد شفیع الدین صاحب نیر بچوں اور بچیوں کے مشہور شاعر ہیں۔ بچوں کے لئے نظموں کے جتنے مجموعے اردو میں شائع ہوئے ہیں ہمارا خیال ہے ان میں نیر صاحب کی کتاب بچوں کا تحفہ سب سے زیادہ مقبول ہوئی ہے۔ نیر صاحب بچوں کے مطلب کی نظمیں اتنی سیدھی سادی اور آسان زبان اور ایسے دلچسپ انداز میں لکھتے ہیں کہ بچے اور بچیاں مزے لے لے کر ان کی نظمیں نہ صرف پڑھتے ہیں بلکہ زبانی یاد کرتے ہیں۔ نئی کہانیاں نیر صاحب کی نئی تصنیف ہے جس کی ہر نظم بچے پسند کریں گے۔ تصویریں بھی ہیں۔ کاغذ عمدہ قیمت ۹ر

گھی اور شکر بچیوں اور بچوں کو پہیلیوں اور معموں کا بہت شوق ہوتا ہے اور اس کتاب کو وہ بہت دلچسپی سے پڑھیں گے۔ کیونکہ اس کتاب کی ہر نظم میں کسی نہ کسی چیز کا اتا پتہ بہت آسان زبان میں بتایا گیا اور پھر اسے پوچھا گیا۔ تصویریں بھی ہیں۔ قیمت ۶ر بچیوں اور بچوں کے لئے ایسی عمدہ کتابیں لکھنے پر ہم نیر صاحب کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔ دونوں کتابیں مکتبہ جامعہ دہلی سے ملیں گی۔

میرا روزانہ پروگرام

میں صبح ساڑھے چھ بجے اٹھتی ہوں۔ وضو کر کے نماز فجر ادا کرتی ہوں لیکن کبھی کبھی دیر تک سونے کی وجہ سے نماز قضا بھی ہو جاتی ہے مگر پڑھ لیتی ہوں کچھ دیر تلاوت قرآن شریف کرتی ہوں۔ پھر سیر کرنے کی غرض سے باہر جاتی ہوں دیہات کی سیر میں عجیب لطف آتا ہے گیہوں اور گنوں کے ہرے بھرے کھیتوں میں کام کرنے والے دیہاتیوں کا نظارہ کہیں ہل چلانے والے کہیں دیہاتی عورتوں کا پانی بھر کر لانا کہیں چڑیوں کا چہکنا، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہر طرف سبزہ ہی سبزہ بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ آٹھ بجے ناشتہ کرتی ہوں۔ اور پھر گھر کی صفائی میں مشغول ہو جاتی ہوں۔ کافی دیر لگتی ہے ہر ایک چیز قرینہ سے سجاتی ہوں۔ بستر وغیرہ ٹھیک کر کے رکھتی ہوں میلی چیزیں جھاڑتی ہوں۔ اس کے بعد ریڈیو پر اگر اچھے اچھے گانے ہوں تو وہ سنتی ہوں مجھے گانا سننے کا بھی شوق ہے۔ پھر کچھ سلائی کروشیا کشیدہ وغیرہ کا کام کرتی ہوں دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد کتابوں اور رسالوں کا مطالعہ کرتی ہوں۔ کچھ دیر آرام کے بعد نماز ظہر ادا کرتی ہوں۔ پھر گھر کے کاموں کو دیکھتی ہوں۔ کبھی مہمان آجاتے ہیں ان کے واسطے چائے تیار کرواتی ہوں اور خود چائے سے فارغ ہو کر عصر کی نماز پڑھتی ہوں۔ کچھ دیر سنگار کرنے کے بعد سیر کو جاتی ہوں کافی دور چہل قدمی کرتی ہوں۔ واپسی پر شام کا کھانا وغیرہ دیکھتی ہوں۔ مغرب کی نماز کے بعد سب کھانا کھاتے ہیں۔ اور پھر ریڈیو پر خبریں وغیرہ سنتے ہیں۔ پھر جو خط آئے ہوتے ہیں ان کے جواب لکھتی ہوں پھر سب بیٹھ کر کچھ دیر بات چیت کرتے ہیں عشاء کی نماز کے بعد گھر کی تمام چیزیں وغیرہ بحفاظت رکھتی ہوں دروازے وغیرہ بند کرتی ہوں اور کچھ دیر خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کرتی ہوں۔ اور ساڑھے گیارہ بجے یا کبھی بارہ بجے سو جاتی ہوں۔

ایم۔ حمیدہ بیگم

پاؤں سے کام کرنیوالی لڑکی

آسٹریلیا کے ملک میں مس املی بروکن ڈارٹ ایک لڑکی ہے جو بازوؤں کے بغیر پیدا ہوئی تھی اس وقت اس کی عمر بیس سال ہے۔ جب وہ پیدا ہوئی تھی اس کی ماں اس کی موت کی دعا مانگتی تھی تاکہ اس کو زندگی کی سختیاں نہ جھیلنی پڑیں تماشا دکھانے والوں نے اس خیال سے اس کی ماں کو بڑی بڑی رقمیں پیش کیں۔ کہ اسے دانتوں میں قلم دبا کر لکھنا سکھا لیا جائے۔ اور اس طرح سے تماشائیوں کے لئے ایک عجوبہ مہیا کیا جائے مگر ماں کی مامتا نے جوش مارا اور اس کی تعلیم کے لئے ایک معلم کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اوّل اوّل معلم نے بھی یہی تجویز کی کہ اسے دانتوں میں قلم دبا کر لکھنا سکھایا جائے لیکن اس نے اپنے پاؤں کی انگلیوں سے کام لینے کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ اس میں کئی سال لگ گئے لیکن اب وہ پاؤں کی انگلیوں سے سب کچھ بآسانی لکھ سکتی ہے

جمیل مٹھو

یوں تو ہر گھر میں طوطوں کی بڑی آؤ بھگت ہوتی ہے لیکن میرے جمیل مٹھو کے پیچھے گھر بھر دیوانہ ہے سچ پوچھئے تو میاں مٹھو بھی تعریف کے قابل ہے۔ اُس کی جتنی بھی آؤ بھگت کی جائے کم ہے۔ اُس کی ہر حرکت لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف پھیر لیتی ہے جو دیکھتا ہے تعریف کرتا ہے۔

میں اپنے مٹھو سے بیحد محبت کرتی ہوں۔ میرے سونے کے کمرے میں سرہانے کی طرف جمیل مٹھو کا فولادی پنجرا لٹکا رہتا ہے۔ صبح ہوتے ہی سب سے پہلے میاں مٹھو کی پیاری صدا "خدا! خدا کا رسول۔ غافل نہ ہو خدا کو نہ بھول" میرے کانوں میں آتی ہے اور میں جھٹ اپنے بستر سے اٹھکر پنجرے کے پاس پہنچکر اپنے پیارے مٹھو کے فولادی قلعہ کا دروازہ کھول دیتی ہوں اور وہ جلدی سے اڑکر میرے ہاتھ پر آن بیٹھتا ہے اور اپنا سر جھکا دیتا ہے گویا سلام کر رہا ہے۔ جب میں وضو کر کے نماز کے لئے کھڑی ہوتی ہوں تو وہ جائے نماز کے ایک کونے پر بیٹھا رہتا ہے۔ نماز پڑھ کر ناشتہ کرتی ہوں اور اپنے مٹھو کو بھی ناشتہ کراتی ہوں۔

اب مجھے اسکول کا کام کرنا ہوتا ہے اور میں اُسے چھوڑ کر اپنے اسکول کے کام میں لگ جاتی ہوں تو وہ آپا! آپا کی آواز سے سارے گھر کو سر پر اٹھا لیتا ہے۔ آخر امی جان اُس کو لاکر میری میز پر بٹھا دیتی ہیں اور ایک تنکا اُس کے منہ میں دیدیتی ہیں پس پھر میاں مٹھو میز پر بیٹھے بیٹھے بوٹ ... کے وہ ہاتھ دکھاتا ہے ... دیکھنے والے حیرت کرتے ہیں۔

اتنے میں اسکول کا وقت ہو جاتا ہے اور میں مٹھو کے ساتھ اسکول پہنچ جاتی ہوں۔ وہاں بھی مٹھو میاں اپنے کرتب دکھا کر تمام لڑکیوں اور اُستانی جی کو حیرت میں ڈالدیتا ہے۔

ایک دن اُستانی جی نے کسی بات پر ناراض ہو کر مجھے دو چار بیت مار دیئے بس پھر تو میاں مٹھو اپنے آقا کی توہین برداشت نہ کر سکے اور لپک کر اُستانی جی کے ہاتھ پر ایسا کاٹا کہ اُن کے آنسو نکل پڑے بس اُس دن سے اُنھوں نے بھی توبہ کر لی۔ یہ ہے ہمارے مٹھو کی وفاداری اور بہادری کی چھوٹی سی مثال۔

چار بجتے ہی گھر آجاتی ہوں اور تین چار سہیلیوں کو بھی ساتھ لے آتی ہوں۔ تھوڑی دیر تک اُن کے ساتھ کھیل کود میں دل بہلاتی ہوں اور اس میں بھی جمیل مٹھو کا حصہ ہوتا ہے۔ سب سے خراب عادات جو اُس میں ہے وہ یہ کہ جب میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتی ہوں اور کسی جگہ چھپ جاتی ہوں تو مٹھو میاں وہاں پہنچ جاتے ہیں اور آپا! آپا کی چیخ و پکار سے بھانڈا پھوٹ جاتا ہے اور سہیلیاں موقعہ واردات پر پہنچ کر ... لیتی ہیں۔

ہاجرہ سلطانہ

ہوائی سُرنگیں

پانی کی سرنگوں کا حال تو شاید آپ نے پڑھا ہو۔ آج ہم آپ کو ہوائی سرنگوں کا کچھ حال سُناتے ہیں۔ پانی کی سرنگیں سمندری جہازوں کو ڈبونے یا نقصان پہنچانے کے لیئے بنائی گئیں ہیں لیکن ہوائی سرنگیں ہوائی جہازوں کو تباہ کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔ جس طرح سمندری سرنگیں پانی میں تیرتی رہتی ہیں۔ اسی طرح ہوائی سرنگیں ہوا میں تیرتی رہتی ہیں۔ پانی کی سُرنگیں تو بارود اور لوہے وغیرہ سے بنتے ہوئے بڑے بڑے گولے ہوتی ہیں لیکن ہوائی سُرنگیں غباروں کی شکل کی ہوتی ہیں۔ ان غباروں میں ایک خاص ترکیب سے گیس بھردی جاتی ہے۔ اور کچھ گیس کے تھیلے وغیرہ ان کے اندر رکھ دیئے جاتے ہیں جس سے غبارے ایک خاص فاصلے پر ہوا میں اُڑتے رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ کئی قسم کے خطرناک تباہ کرنے والے بم وغیرہ باندھ کر لٹکا دیئے جاتے ہیں۔ یہ غبارے ہوا میں لٹکتے رہتے ہیں۔ جس وقت کوئی ہوائی جہاز ان سے ٹکرا جاتا ہے۔ تو غبارے کے ساتھ لٹکتے ہوئے بم دھماکے سے پھٹ کر ہوائی جہاز کو تباہ کرتے ہیں۔ یہ ہوائی سرنگیں ہزاروں غباروں کی شکل میں قطاروں کے اندر ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر میلوں تک آسمان میں اُڑتی رہتی ہیں۔ اور ان کے ساتھ بم بھی ہوا میں اِدھر اُدھر لٹکتے رہتے ہیں۔ یہ سرنگیں عام طور پر رات کے وقت دشمن کے ہوائی حملے کو روکنے کے لئے بنائی گئی ہیں کیونکہ رات کے اندھیرے میں دشمن کے ہوائی جہاز ان سرنگوں سے ٹکرا کر تباہ ہو جاتے ہیں جس سے دشمن کا ہوائی حملہ بے فائدہ ثابت ہوتا ہے

آج کل برطانیہ میں رات کے وقت دشمن کے ہوائی حملوں کو روکنے کے لئے ایسی بے شمار سُرنگیں ہوا میں لٹک رہی ہیں۔ ان سرنگوں کی موجودگی میں رات کے وقت حملہ کرنا سخت خطرے کا کام ہے۔ برطانیہ کی ان سرنگوں کی وجہ سے جرمنی کو آج کل بڑی مصیبت کا سامنا ہو رہا ہے۔

سیّد محمّد عبّاس

خرگوشنی کا مرثیہ

پیاری خرگوشنی مری تھی ، امید کے باغ کی کلی تھی
تھی مجھکو وہ جان و دل سے پیاری ، بھولی بالی بہت دلاری
کیسی قدرت نے تھی بنائی ، وہ حور کی شکل میں تھی آئی
خوش ہو کے وہ گھر میں اس کا پھرنا ، کھانے کی ہر ایک شے پہ گرنا
چپکے چپکے وہ دانہ کھاتا ، اور سبزی پہ ٹوٹ کر وہ آنا
چنچل، شوخ اور چلبلی تھی ، میری گود میں کھیلتی تھی
مجھ سے کرتی تھی کتنی الفت ، پھرتی آنکھوں میں ہے وہ صورت
اِک پل میں ہی کیا ہوا یہ افسوس ، یوں موت کی اس پہ پڑگئی اوس
آئی بن کر بلا وہ کتیا ، پیچھے تھا کہ موت کا تھپیڑا
کیا دل میں یہ آسمان کے آئی ، تاروں نے اُسے نظر لگائی
ڈر کر خرگوش چھپ گیا تھا ، اُس کو ہر سمت دیکھتا تھا
لاش اس کی ادھر پڑی ہوئی تھی ، میں چپ سی ادھر کھڑی ہوئی تھی
کیونکر کہوں دل کو جیسا غم ہے ، جو رنج بھی اُس کا ہو وہ کم ہے

شکیلہ نسیم

تیرتھ گڑھ

چترکوٹ کے حالات میں پہلے لکھ چکی ہوں اس میں میرے "نوے فٹ کی اونچائی سے پانی گرتا ہے" کے بجائے غلطی سے تین سو فٹ لکھدیا ہے۔ اب تمھیں تیرتھ گڑھ کی کچھ باتیں بتاتی ہوں ریاست بستر سے میل کے فاصلے پر تیرتھ گڑھ ہے وہاں پر چیتے وغیرہ جنگلی جانور بہت پائے جاتے ہیں! یہاں ہم لوگ ایک دن سے زیادہ کبھی نہیں ٹھہرتے ہیں کیونکہ خطرہ کی جگہ ہے۔ یہاں مندر اور بتوں کی کچھ گنتی ہی نہیں ہے ہر طرف بت اور مندر ہی نظر آتے ہیں۔ پہاڑی جگہ ہونے کی وجہ سے اونچی جگہوں پر مندر بنائے گئے ہیں جہاں کا راستہ سیڑھیوں کے ذریعہ ہے۔ یہ سیڑھیاں بہت پرانی ہوگئی ہیں۔ لکڑی کی سیڑھی کی بساط ہی کیا جب تک مہارانی صاحبہ بستر اسٹیٹ زندہ رہیں ہر سال وہاں پوجا کے لئے جاتی تھیں۔ کہتے ہیں کہ دیوتا پر خوب روپیہ پیسے تصدق کئے جاتے تھے اور اب تک وہاں دیوتا کے ادھر ادھر روپے ویسے ہی بکھرے پڑے ہیں لیکن ہم وہاں نہیں گئے کیونکہ والد صاحب مرحوم مندر میں قدم رکھنے کے سخت خلاف تھے! چترکوٹ کی طرح یہاں بھی تقریباً نوے فٹ کی اونچائی سے پانی گرتا ہے لیکن صرف دو تین ہی دھاریں ہیں اور وہ بھی چترکوٹ کی طرح چوڑی نہیں! اس کے نیچے ہمارے بھائی اور ماموں وغیرہ جب جاتے خوب نہاتے تھے۔ یہ دھاریں پتھر کی طرح لگتی ہیں! یہاں پتھر کی تین سو سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں جو کسی مزدور نے نہیں بنائیں۔ قدرت کا کرشمہ دیکھنے کے لائق ہے! تم اگر ان سیڑھیوں کو دیکھو گی تو کبھی یقین نہیں کرو گی کہ یہ قدرتی ہیں۔ ان سیڑھیوں پر چڑھتے چڑھتے تھک جاتے ہیں۔ دوسری طرف بھی سیڑھیاں ہیں لیکن بہت اونچی نیچی خطرناک ہیں! وہاں ایک اور خطرناک جگہ ہے جہاں ناگہاں میں پہونچ گئی تھی۔ وہاں بہت شفاف اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ بہتا ہے۔ ہماری ایک ماما وہاں سے پانی لانے کو جاری تھی اس کے ساتھ میں بھی چلنے لگی اس نے مجھے بہت منع کیا لیکن میں نہ مانی اور اس کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں طے کرنے لگی اس نے سیڑھیاں طے کر کے زمین پر قدم رکھا ہی تھا کہ چالیس گز کے فاصلے پر ایک شیر بیٹھا ہوا دیکھا اور پریشانِ حال الٹے قدم واپس ہوئی میں نے اس سے واپسی کا سبب پوچھنا ہی چاہا تھا کہ شیر کی گرج سنی اس نے مجھ سے اتنا کہا "بھاگو! بھاگو!" جب میں نے شیر کی گرج سنی تو بدحواس ہو کر سیڑھیاں طے کرنے لگی ایک جگہ میرا پاؤں پھسل گیا لیکن میں نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑ کر اپنے کو سنبھال لیا۔ اللہ میاں کو مجھے زندہ رکھنا تھا ورنہ شیر تو ہمیں مجھے کچا کھا جاتا۔ اسی روز سے توبہ کر لی کہ اب کبھی کسی معاملہ میں ضد نہ کرونگی

آلت ۔۔۔ کے سلطان بیگم حور

میرے چند شوق

پڑھنا۔ مجھے پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ جب میں اسکول میں پڑھتی تھی تو سب استانیاں مجھ سے خوش تھیں اور میرے کام کی تعریف کیا کرتی تھیں۔

سلائی۔ مجھے سلائی کا بھی شوق ہے۔ میں یہ جانتی ہوں کہ اپنے گھر میں سب سے اچھی سلائی کرتی ہوں مگر میری خواہش ہے کہ میں بہت ہی عمدہ سلائی کرنے لگوں۔ اتنی اچھی کہ بہترین سلائی کرنے والیاں بھی میری سلائی کی داد دیں

کاڑھنا۔ مجھے کڑھائی کا بھی شوق ہے اور بہت سی دستکاریاں مجھے آتی ہیں خدا کی عنایت سے میرا ہاتھ بہت صاف ہے بعض لوگ تو یقین ہی نہیں کرتے کہ کڑہت ہاتھ کی ہوگی۔ سب مشین کا بنا ہوا بتاتے ہیں۔

بُنا۔ مجھے بُنائی کا بھی شوق ہے کروشیا اور اون کی میں بہت سی چیزیں تیار کرلیتی ہوں۔ بچوں کے لئے اور اپنے سب کے لئے ہر چیز خود ہی تیار کرتی ہوں۔

ڈرائینگ۔ خالی وقت میں اکثر میں ہر طرح کی ڈرائینگ کرتی ہوں۔

جانور پالنا۔ مجھے جانور پالنے کا بھی شوق ہے لیکن وہ جانور جو دیکھنے میں خوبصورت معلوم ہوں اور تکلیف پہنچانے والے نہ ہوں جیسے طوطا، مینا، لال۔ خرگوش وغیرہ وغیرہ میں اکثر پالتی ہوں مگر قسمت سے سب مرجاتے ہیں۔

کھانا پکانا۔ مجھے کھانا پکانے کا بھی شوق ہے۔ مگر کم۔ جو بھی کھانے پکاتی ہوں کافی مزیدار ہوتے ہیں جب کبھی پاپا یا بھائی صاحب وغیرہ فرمایش کرتے ہیں تب پکالیتی ہوں۔ ویسے میں باورچی خانہ میں جاتے ہوئے ڈرتی ہوں۔

نماز اور روزہ۔ مجھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ میں پابندی سے نماز وقت پر ادا کرتی ہوں اور شوق سے پڑھتی ہوں اور نماز پڑھنے میں مجھے بہت لطف آتا ہے۔ رمضان کے روزے اور دوسرے روزے بھی میں بہت شوق سے رکھتی ہوں۔

سیر و تفریح۔ مجھے سیر و تفریح کا بھی شوق ہے مگر زیادہ نہیں اور لڑکیوں کی طرح بے فائدہ سڑکوں پر پھرنا مجھے بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ ہاں اس وقت جبکہ اپنے سب عزیز وغیرہ جمع ہوتے ہیں تو خاص خاص جگھوں پر گھومنے چلی جاتی ہوں۔ لیکن کبھی کبھی۔ ویسے اپنے احاطہ میں سب بھائی بہنوں کے ساتھ روز ٹہلتی ہوں۔

سنیما۔ مجھے سنیما کا بھی شوق ہے۔ مگر بہت ہی کم جب کوئی نیا فلم آتا ہے اور میں معلوم کرلیتی ہوں کہ واہیات قسم کا تو نہیں ہے۔ جب جاتی ہوں۔ ویسے بیکار پیسہ پھینکنا اور بے ہودہ تصویریں دیکھنا مجھے سخت ناپسند ہے۔

گانا۔ مجھے گانے کا بھی بہت شوق ہے میں ہر وقت گنگنایا کرتی ہوں ہارمونیم اور پیانو بجالیتی ہوں۔ میرا سارا خاندان گانے کا شوقین ہے اس لئے میرے خاندان کا ہر بچہ گانا گالیتا ہے۔

غریبوں کی امداد میرا ایک شوق یہ بھی ہے کہ مجھ سے کسی کی تکلیف نہیں دیکھی جاتی۔ کوئی بھی مجھ سوال کرے میں ضرور پورا کرتی ہوں۔

معافی مانگنا۔ اگر مجھ سے کبھی کسی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو مجھے بیحد افسوس ہوتا ہے اور میں فوراً معافی مانگتی ہوں جب تک معاف نہ ہو جائے میرا دل بےچین رہتا ہے میں معافی مانگنے میں کبھی اپنی ذلت نہیں سمجھتی میرا دل چاہتا ہے کہ مجھ سے کوئی ناخوش نہ رہے۔

م۔ بیگم۔ لکھنؤ

نیند

جب شام اندھیرا لاتی ہے
خاموشی سی چھا جاتی ہے
اور جھینگر بین بجاتے ہیں
کچھ دھیمے دھیمے گاتے ہیں
ہر گھر میں دیئے جل جاتے ہیں
اڑ اڑ کے پتنگے آتے ہیں
اک ناؤ سی بہتی آتی ہے
دنیا کے کھلونے لاتی ہے
رنگوں کے تماشے ہوتے ہیں
ہم بچے اس میں سوتے ہیں
کچھ پریاں اڑتی آتی ہیں
تاروں سے خواب چراتی ہیں
اڑتی ہیں کبھی لہراتی ہیں
اور ہم کو پاس بلاتی ہیں
ہلکا سا سہارا پاتے ہیں
ہم ان کے ساتھ اڑ جاتے ہیں
وہ کھیل ہمیں دکھلاتی ہیں
اور میٹھے ترانے گاتی ہیں
ہم یوں ہی اڑتے رہتے ہیں
اور دن کی کہانی کہتے ہیں

جو بہنیں اچھا سوچیں گی
وہ خواب بھی اچھے دیکھیں گی

ریاض زہرا بیگم غازیپور

میرے بھائی بہن

اپنے بھائی بہنوں میں سب سے بڑی میں ہوں سو اپنے متعلق میرا کچھ لکھنا غیر ضروری ہے۔

رقیہ میری منجھلی بہن ماشاء اللہ بڑی سمجھدار لڑکی ہے تعلیم سے اس کو دلی لگاؤ ہے۔ اردو۔ فارسی۔ انگریزی گجراتی پڑھی لکھی ہے۔ قرآن شریف۔ دینیات کا ازحد شوق ہے۔ انگریزی سے زیادہ دلچسپی نہیں۔ چھوٹے بڑوں کی بیماری کے وقت امی جان کا ہاتھ بٹاتی ہے ٹمپریچر لینا۔ وقت پر مریض کو دوا دینا۔ کسی قسم کی مالش سینک وغیرہ یہ سب کام نہایت خوشی اور دلچسپی سے سرانجام دیتی ہے۔ اس کے علاوہ خانہ داری کی دیکھ بھال اور حساب کتاب میں بڑی ہشیار ہے۔ امی جان کے خرچ کے روپے بلکہ ہم بہنوں کے زیورات تک اس کی تحویل میں رہتے ہیں۔ ہم بھائی بہنوں میں سنجیدگی تحمل و برداشت یہ خوبیاں سب سے زیادہ اس میں ہیں۔ مگر اس کے ساتھ شریر بھی ہے چپکے چپکے ایسی شرارتیں کرتی ہے۔ کہ وہم و گمان میں نہ آسکیں طبیعت میں سادگی ہے فیشن سے زیادہ دلچسپی نہیں۔

ہاجرہ چھٹی کلاس میں تعلیم پا رہی ہے۔ مگر کیا بتاؤں اگر کچھ زیادہ لکھوں گی تو میرے سر ہو جائیں گی۔ گذشتہ سال اس کی طبیعت ٹھیک نہ تھی۔ اس لئے اور نازک مزاج ہوگئی ہے۔ اسکول کی حاضری کا یہ حال ہے کہ بلا مبالغہ ہر ماہ میں پندرہ روز غائب رہتی ہے

مگر قرآن شریف اور اُردو اچھی جانتی ہے۔ انگریزی گجراتی میں شُد بُد ہے۔ شریر ہے مگر حد سے زیادہ بھولی بھالی۔ قیمتی لباس پہننے کا بہت شوق ہے فیشن کی دلدادہ۔

یعقوب میاں۔ یہ میرا لاڈلا بھائی ہے، چونکہ ہم تین بہنوں کے بعد پیدا ہوا ہے۔ اس لئے بہت ہی پیارا گھر بھر کی آنکھوں کا تارا ہے۔ عمر نو سال۔ نہایت بھولا بھالا۔ سادا مزاج۔ نرم طبیعت ہے بچپن کے لحاظ سے کبھی روٹھنا کبھی شرارت کرنا یہ مشغلہ اکثر رہتا ہے تعلیم حاصل کرنے کا شوقین ہے۔ قرآن شریف اور معمولی دینیات جاننے کے علاوہ پانچویں درجہ میں پڑھتا ہے مختلف قسم کے کھیل کا شایق اور نہایت نفیس مزاج ہے۔ کتابیں کھیل کا سامان اپنے کپڑے سب نہایت سلیقہ سے رکھتا ہے۔ صاف ستھرا رہتا ہے۔ کیا مجال جو کپڑوں کتابوں پر ذرا سا دھبّہ بھی ہو۔

جولی۔ یہ ہماری چھوٹی بہن ہے۔ بہت پیاری لڑکی ہے۔ سات سال کی ہے۔ اور دوسری کلاس میں ہے۔ انگلش پرائمری میں پڑھتی ہے۔ بھائی بہنوں سے معمولی باتوں پر روٹھ جاتی ہے۔

قاسم۔ ارے یہ ہمارے گھر بھر کی جان ہے حد درجہ شریر نڈر نہ کسی کا خوف نہ جھجک نہ کسی سے دبنا۔ ہم سب بھائی اس کی شرارت سے تنگ ہیں۔ اس کی آنکھوں میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ ہم مطالعہ کر رہے ہوں یا اسکول کا کام کر رہے ہوں۔ مگر آپ مزے سے شرارت کرتا رہتا ہے۔ مگر جتنا شوخ ہے اتنا ہی ذہین۔ ہم بھائی بہنوں میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اور

حضرت علی مرتضیٰ

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی ذات برگزیدہ صفات کے اوصاف پر نظر کریں تو حیرت ہوتی ہے۔ ایسے ذات بابرکات کی تعریف کیونکر ہوسکتی ہے۔ حضرت محمد صلعم اور حضرت علی علیہ السلام دونوں خاندان بنی ہاشم کے درخشاں آفتاب تھے جن کی روشنی میں دین کا راستہ اور جنت کی راہ صاف نظر آتی ہے۔ آپ کی تاریخ ولادت ۱۳ رجب المرجب ہے جب آپ چودہ برس کے تھے تو آنحضرت صلعم معبوث بہ رسالت ہوئے۔ عورتوں میں سب سے پہلے جناب خدیجۃ الکبریٰ نے اور بچوں میں حضرت علیؑ آنحضرت پر ایمان لائے۔ حضرت علی نے جب سے ہوش سنبھالا رسول مقبول کے اشاروں پر چلتے رہے۔ ہر کام اور ہر بات ایسی کی جس سے رسول صلعم خوش ہوئے۔ شب ہجرت آنحضرت کو کفار قریش نے سوتے میں قتل کرنا چاہا تو آپ نے اپنے بستر پر حضرت علیؑ کو لٹا دیا اور خود مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ یہ خدا کا شیر اور رسول کا جان نثار اور دلبر بھائی بستر پر چادر تان کر اس طرح سویا کہ موت بھی اس نڈر ہستی سے شرما گئی۔ کفار قریش وقت مقررہ پر آئے ساری مسجد کو گھیر لیا۔ کچھ لوگ اندر گئے کسی شخص کو سوتا ہوا پایا۔ رُخ سے چادر اُٹھا کر دیکھا تو علیؑ کے روئے روشن کی چوٹ پڑی۔ پریشان ہو کر باہر نکل گئے۔ مگر یہ دلیر اسی طرح خواب خوش میں اینڈ اینڈ کر سویا کیا۔ شجاعت ایسی تھی کہ جو دنیا میں زباں زد خاص و عام ہے جنگ خندق جنگ بدر، جنگ احد۔ جنگ خیبر یہ ایسی

لڑائیاں ہیں کہ ان سے تمام اسلامی تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں جنگ خیبر کا واقعہ زبان زد عام ہے۔ یہ وہ عظیم الشان واقعہ اسلام کی جان اور علیؑ کی شان کا آئینہ ہے جس وقت دشمن مغلوب ہو کر ایک زبردست قلعہ میں بند ہو گئے تو اسلام کی فوج نے اس قلعہ پر حملہ کرنا چاہا مگر قلعہ کے چاروں طرف خندق تھی جس کے سبب سے فوج اس پار نہیں جا سکتی تھی۔ حضرت علیؑ جوش شجاعت میں خندق کے اس پار کود گئے اور قلعہ کے دروازے پر پہنچ کر جس کو چالیس آدمی کھولتے اور بند کرتے تھے۔ حضرت علیؑ نے اپنی انگلیوں کو دروازے کے پٹ میں ڈال کر موم کی طرح اکھیڑ لیا اور اسی کو اڑکا پل بنا کر اسلام کی فوج کو اس پار کیا اور دشمنوں کو شکست دی۔ اسلام اور بانی اسلام کے اس جاں نثار میں کوئی صفت ایسی نہیں تھی جو نہیں پائی جاتی ہو۔ عبادت سخاوت و شجاعت۔ لیاقت۔ محبت، مروت یہ سب اوصاف گویا انہی کے لئے خلق ہوئے تھے۔ علیؑ کے گھر سے ہر شب ہزار تکبیروں کی آواز آتی تھی آپ تمام دن بال بچوں کی پرورش کے لئے محنت مزدوری میں مصروف رہتے اور رات کو خدا کی عبادت میں بسر کرتے۔

سیدہ زہرہ رضویہ

آسمان کی صفائی

ہماری دنیا پر کسی زمانے میں ایک پری "گلنار" نامی رہتی تھی۔ وہ بہت ہی سست اور کاہل تھی۔ دوسری پریاں کام کرتی رہتیں لیکن وہ صرف ایک تتلی کے اوپر سیر کیا کرتی۔ یا پھر پوستہ کے سرے پر سویا کرتی۔

اسی زمانہ میں پریوں کی ملکہ نے سب پریوں کو کوئی نہ کوئی کام کرنے کے لئے دیا تھا۔ گلنار کو بھی ایک آسان کام کرنے کے لئے دیا گیا وہ تو تھی کاہل۔ کام کرنا کیا جانے اس نے کبھی بھی اپنا کام پورا نہیں کیا، تم جانتی ہو کہ اس کو کون سا کام دیا گیا؟ صرف پھولوں کی پنکھڑیوں کو نہلانا اور وہاں سے شبنم کے موتی چننا۔ کیونکہ ان موتیوں کے بوجھ سے بیچاری پنکھڑیاں جھک جاتی اور کبھی کبھی گر بھی جاتی تھیں۔ لیکن گلنار جیسی شریر اور کاہل پری کو اس کی پرواہ نہیں تھی۔ وہ تو صرف اپنا آرام اور اپنی خوشی چاہتی تھی۔

جب دنیا کی تمام پریاں اس کو سمجھا کر ہار گئیں تو وہ اپنی ملکہ کے پاس اس کی شکایت لے گئیں۔ ملکہ نے بھی بہت سمجھایا لیکن وہ کاہل پری جب اپنی عادتوں سے باز نہ آئی تو ملکہ نے غصہ ہو کر اس کو سزا دی اور سزا کے طور پر اس کو آسمان پر بھیج دیا اور ملکہ نے آسمان کی ملکہ کو لکھا اس کاہل پری کو ایک سخت کام دیا جائے تاکہ اس کی سستی دور ہو جائے۔ کیونکہ کوئی کاہل پری نہیں ہو سکتی ہے آسمان کی ملکہ نے گلنار کو بڑا سخت کام دیا۔ اس نے

کہا کہ :-

"گلنار! یہ تیرا روز کا کام ہے کہ تو آسمان کو گرد و غبار سے صاف کر کے بادل بنایا کر تاکہ دوسرے دن ان کو بادلوں کا دیوتا لے جائے۔ اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو تجھ کو سخت سزا دی جائے گی۔

بیچاری "گلنار" روزانہ سویرے تڑکے اٹھ کر آسمان پر جھاڑو دیا کرتی۔ اس کو صاف کرتی۔ اتنا بڑا آسمان اور جھاڑنے والی صرف ایک گلنار جیسی کاہل پری بیچاری تھک کر چیدا ہو جاتی، ہاتھ پیر شل ہو جاتے۔ سر میں درد ہونے لگتا۔ تب جا کے کہیں اس کی جھاڑو ختم ہوتی لیکن کیا کرتی مجبور تھی۔ اپنا کام خوب اچھی طرح سے کرتی۔ تمام آسمان بالکل صاف ہو جاتا۔ ڈرتی تھی کہ اگر ذرا بھی میلا رہا تو پھر خیر نہیں۔

اکثر وہ سوچا کرتی کہ "اگر بادلوں کا دیوتا جلد آجاتے تو میں یہ تمام کوڑا بھیج دوں تاکہ جب ملکہ آکر دیکھے کہ میں نے پورا آسمان کتنی اچھی طرح سے صاف کیا ہے۔ وہ خوش ہو جائے گی اور پھر وہ مجھ کو واپس جانے کی اجازت دے دیگی لیکن افسوس اس کا خیال کبھی پورا نہیں ہوا کیونکہ جیسے ہی وہ صاف کر چکتی ہوا چلنے لگتی اور اس کی کی کرائی محنت اکارت جاتی تمام آسمان بادلوں کے ٹکڑوں سے بھر جاتا۔ اور وہ بیچاری رونے اور چلانے لگتی۔ کیونکہ اس کا کام کبھی ختم ہی نہیں ہوتا تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد آسمانی ملکہ نے اس کو بلا بھیجا۔ اور جب گلنار اس کے دربار میں اس کے سامنے کھڑی ہوئی۔ وہ اپنا سر نیچا کئے ہوئے تھی اور غم سے اس کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ لیکن ملکہ نے خوش ہو کر اس سے کہا "تمہیں رنجیدہ نہ ہونا چاہئے۔ تم نے اپنا کام ٹھیک ٹھیک کیا۔ میں اب اُمید کرتی ہوں کہ تم کاہلی اور سستی نہ کرو گی۔ اب تم کو آسمان صاف کرنا نہیں پڑے گا بلکہ تم کو اپنے وطن "دنیا" میں واپس جاؤ۔

دنیا کی پریوں نے ہم کو ایک پیغام بھیجا ہے کہ آسمان پر سفید بادل، نیلے آسمان کے مقابلہ میں بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ بادل وہاں دنیا والوں کو خوش کرنے کے لئے رکھے رہیں گے۔ اب تم وہاں گھر جاؤ اور میں یہ اُمید کرتی ہوں کہ تم اپنا کام محنت سے کرو گی۔ اور پھر کبھی کاہلی اور سستی کو پاس نہ آنے دو گی ورنہ پھر تم کو اس سے زیادہ سخت سزا دیجائیگی۔

"گلنار" نے آسمانی ملکہ کی سب باتیں مان لیں اور اپنے گھر چلی گئی۔ وہاں اس نے اپنی ڈیوٹی کو بہت مستعدی کے ساتھ انجام دیا اور ہر روز پھولوں کو شبنم سے نہلا کر اس کے موتی چن لیا کرتی تھی۔

اکثر جب گرمی کے دنوں میں آسمان بالکل صاف اور نیلا ہوتا تو آسمانی ملکہ ہوا کو حکم دیتی کہ وہ آسمان کو سفید بادلوں سے ڈھک دے۔ جیسا کہ گلنار کے وقت میں کیا کرتی تھی۔ کیونکہ آسمانی ملکہ کو سفید بادلوں سے ڈھکا ہوا آسمان بہت اچھا معلوم ہوتا تھا۔ اور آسمانی ملکہ یہ بھی جانتی تھی کہ دنیا کے انسان اور پریاں سب آسمان کو بادلوں سے گھرا ہوا دیکھنا بہت اچھا سمجھتے ہیں۔

شجاعت سندیلوی

منصوری کی سیر

یوپی کی گرمی اور مسلسل دماغی وجسمانی محنت نے مجبور کیا کہ ہم پہاڑوں کی ملکہ یعنی منصوری جائیں۔ ۱۶ ارمئی ۴۷ء کو ہمارا چھوٹا سا قافلہ جس میں پندرہ سولہ آدمی تھے شب کی ٹرین سے بجانب ڈیرہ دون روانہ ہوا۔

ڈیرہ دون سے کنگریگ تک

۱۷ ارمئی کو پانچ بجے شام کو ہم ڈیرہ دون پہنچے تو معلوم ہوا کہ نمبر ا گیٹ اس وقت بند ہو چکا تھا کیونکہ ہماری ٹرین ڈیرہ دون لیٹ پہنچی تھی اس سبب سے تیسری لیں اوپر جا چکی تھی۔ چھ بجے شام کو دو ایک اسپیشل بس ان مسافروں کو جو کسی وجہ سے تیسرے گیٹ سے نہیں جا سکیں لیکر اوپر جاتی ہے ہم نے پوری بس ریزرو کرلی اور تمام سامان وغیرہ اس میں لاد کر چھ بجے ڈیرہ دون سے روانہ ہوئے جوں جوں ہم اوپر چڑھتے جاتے تھے سرسبز پہاڑیاں اور گہرے کھڈ ہمیں نظر آتی جاتی تھیں۔ بچوں کے ہلکے ہلکے قہقہے اور بڑوں کے شگفتہ چہرے اور پرمسرت گفتگو اس بات کی شاہد تھی کہ ہر شخص شوقِ دیدار منصوری سے نہایت خوش ہے۔ سبز سبز وادیوں کے دلفریب نظارے سے آنکھوں میں تراوٹ آرہی تھی۔ وہ پیچ وخم کھاتی ہوئی سڑک اور اس پر پیچھے سے آتی ہوئی موٹریں جو دور سے کھلونا سی معلوم ہو رہی تھی کیسی بھلی معلوم ہو رہی تھیں۔ سڑک کے دونوں جانب عجیب منظر تھا۔ ایک طرف تو گہرے کھڈ اور دوسری جانب سر بفلک سبز پہاڑیاں۔ جن پر سیکڑوں سرخ۔ گلابی اور سفید پھولوں سے لدی ہوئی جھاڑیاں روح کو تسکین و مسرت بخش رہی تھیں جس قدر ہم کنگریگ کی جانب جا رہے تھے اتنی ہی سرد و تازہ ہوا رخساروں اور ہاتھوں وغیرہ پر محسوس ہو رہی تھی۔ آخرکار ہم کنگریگ تقریباً آٹھ بجے پہنچے۔

کنگریگ سے منصوری تک

ہماری بس کو تقریباً پچاس ساٹھ قلیوں نے آکر چاروں طرف سے گھیر لیا اور سامان اتار اتار کر اپنے قبضہ میں لینا شروع کیا۔ بڑی مشکل سے ہم لوگ ان قلیوں کے مجمع میں سے نکلے اور قلیوں کے انچارج کو بلوا کر اس طوفان بدتمیزی کو روکنے کے لئے کہا۔ کچھ دیر بعد ہمارا قافلہ جس میں اب بائیس قلیوں اور سات آٹھ رکشاؤں کا اور اضافہ ہوگیا تھا بجانب منصوری روانہ ہوا۔ کنگریگ سے منصوری سوا چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ کنگریگ سے منصوری کی پہاڑی صاف نظر آتی ہے شب کے وقت معلوم ہوتا تھا کہ تمام پہاڑی بقعہ نور بنی ہوئی تھی جب ہم تقریباً نو یا دس بجے اپنی جائے قیام پر پہنچے تو مالک مکان کو ہمہ تن انتظار پایا۔ ایسے فرحت بخش مقام پر آکر ہم سب کو بے طرح بھوک لگ رہی تھی ہم نے ہماری سے کچھ ترکاریاں پکوائیں اور ایک ڈبہ کورن بیف کا کھولا اور خدا کا شکر ادا کرکے خوب ہی تو کھانا کھایا اس کے بعد بارہ ایک بجے تک اپنے اپنے بستر پر چلے گئے۔

پہاڑیوں کی چوٹیوں پر تفریح

ہم روزانہ کبھی اس پہاڑی کی چوٹی پر چڑھتے تو کبھی اس پہاڑی پر۔ غرض کہ اسی طرح ایک روز ہم سب ایک بہت اونچی پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئے وہاں ایک مکان ہے جس میں ایک پنجابی کنبہ آباد تھا جیب منزبان

صاحبہ نے دیکھا کہ یہ گھومنے کے شوقین بغیر بلائے مہمان یہاں
آگئے ہیں تو وہ اپنے کمرے سے برآمد ہوئیں اور نہایت خندہ
پیشانی سے ہمارا خیر مقدم کیا۔ والد صاحب قبلہ سے بڑی
دیر تک گفتگو کرتی رہیں۔ تعارف ہونے پر ہمیں معلوم ہوا کہ
آپ مسز شاہ ہیں مسٹر و مسز شاہ کانگریس کے بہت مشہور و
سرگرم کارکن ہیں۔ ان سے مل کر ہم سب کو بہت خوشی ہوئی۔
انھوں نے ہمیں وہ تمام دلکش و دلفریب مناظر دکھلائے
جو ان کے مکان سے نظر آتے تھے۔ اس کے بعد ہم اپنے
گھر واپس آگئے۔ منصوری کی آب و ہوا میں یہ خوبی ہے کہ خواہ
آپ ایک دن میں جی چاہے جتنے میل پیدل چلیں مگر جہاں
آپ نے دس پندرہ منٹ آرام کیا اور سب تکان غائب
ہمارا مکان ہیپی ویلی میں تھا جو مال روڈ سے تین میل کے
فاصلہ پر ہے ہم اکثر کلبہڑی۔ لینڈور وغیرہ پیدل ہی جایا
کرتے تھے۔ اس طرح ہم روزانہ نو دس میل پیدل چلا کرتے تھے

Kemptee Falls.
کیمپٹی فول کی سیر

یہ ایک آبشار ہے جو مال روڈ
سے پانچ میل دور فاصلہ پر ہے۔ ایک روز میں اور زین العابدین
صاحب (یعنی میرے شوہر) صبح دس بجے اپنے ہمراہ کچھ کھانا
لیکر کیمپٹی فول کی طرف پیدل ہی روانہ ہوئے۔ جاتے وقت
راستہ ڈھالو تھا اس لئے ہمیں راہ میں کوئی دقت نہیں ہوئی
اور ہم سوا بارہ بجے دوپہر میں آبشار پہنچ گئے۔ یہ فول نہایت
خوبصورت اور قابل تعریف اور بہترین پکنک کی جگہ ہے
جس وقت ہم ٹہری راج کے ڈاک بنگلہ کے نزدیک
پہنچے تو پانی گرنے کی پرشور آواز سے تمام فضا گونج رہی تھی
[illegible] سامنے پہاڑی پر چار پانچ دودھ کی سی نہریں بہتی ہوئی
معلوم ہوتی تھیں مجھے تو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ گویا چاندی
پگھل پگھل کر بہہ رہی ہے۔ ہم دونوں کچھ دیر تک اس
خوبصورت نظارہ کو دیکھتے رہے اس کے بعد خاص کیمپٹی فول
کے نزدیک گئے اور وہاں اس برف سے زیادہ سرد پانی سے
منھ ہاتھ دھوئے۔ اس کے بعد ایک سرسبز قدرتی چھوٹی سی
درختوں سے بنی ہوئی کٹیا میں ہم نے برساتی بچھائی اور
بیٹھ کر کھانا وغیرہ کھایا تقریباً تین بجے شام تک وہاں آرام
کیا اس کے بعد پھر اس شیریں و سرد پانی سے منھ ہاتھ دھوئے
اور آخری بار ایک ایک گلاس پانی پی کر اور اس دلکش
آبشار کو خدا حافظ کہکر واپس لوٹنے لگے۔ ادھر تو سخت
دھوپ اس پر چڑھائی۔ میرے تو ہوش غائب ہوئے
جا رہے تھے اور پھر تین چار فرلانگ چلنے کے بعد بیٹھنے کی
ضرورت ہوتی تھی۔ آخر ہم ایک سایہ دار جگہ میں کچھ دیر
کے لئے ٹھہرے اس وقت دیکھا کہ ایک گھوڑا ہماری طرف
آ رہا ہے۔ ہم سب خوش ہوئے اور سوا چھ روپیہ میں کرایہ
ادا کیا روانہ ہوئے۔ ہم لوگ سرسبز و خوبصورت وادیوں
اور راستے کی تعریف کرتے ہوئے ساڑھے پانچ شام کو
گھر پہنچے تکان چہروں سے ہویدا ہو رہی تھی ہمیں دیکھتے ہی
قبلہ والد صاحب نے فوراً بیرا کو ہمارے لئے کافی اور ٹوسٹ
وغیرہ لانے کا حکم دیا۔ دوسرے روز گھوڑے پر بیٹھنے سے
کچھ ٹانگوں میں درد سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس دلچسپ
پکنک کے کچھ روز بعد میرے دو بھائی اور زین صاحب
مع ملازم اور بہت سے کھانے پینے کے سازوسامان کے
کیمپٹی فول جاتے ہوئے نظر آئے مگر اس بار میری ہمت
وہاں جانے کی نہیں ہوئی۔

لنگوروں والا چشمہ ایک روز ہم نے پکوان کیا اور اس چشمہ پر جو ہیپی پرنس لِل گارڈن سے کچھ دور نیچے کی جانب ہے اور جس کو ہم لنگوروں والا چشمہ کہتے ہیں پک نک کے لیے گئے۔ وہاں چشمہ کے نزدیک ہم سب نے دریاں بچھالیں اور بیٹھ گئے تقریباً بارہ بجے دوپہر جوں ہی ہم لوگوں نے کھانا کھانے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ پچاسوں لنگور درختوں پر آکر جمع ہو گئے ہیں۔ ان میں سے چند چشمہ پر غسل کرنے آ گئے۔ کچھ ڈالیوں پر آرام کرنے لگے اور ان کے بچے ادھر ادھر بھاگنے دوڑنے لگے چشمہ کے سامنے ایک چٹان تھی۔ اس پر ایک لنگور کا بچہ آکر بیٹھ گیا اور ہماری جانب دیکھنے لگا کچھ دیر بعد اس کی ماں وہاں آئی اور بچہ سے کچھ فاصلہ پر بیٹھ کر اس کو سر کے اشارے سے بلانے لگی بچہ فوراً اچھلتا کودتا اپنی ماں کی گود میں چلا گیا جس کو وہ فوراً وہاں سے لے گئی۔ کچھ دیر بعد تمام لنگور کچھ تو شاخوں پر اور کچھ چشمہ والی چٹان پر سو گئے مگر بچے برابر شرارت کرتے رہے اب ہم نے کھانا نکال کر کھایا مگر ہمیں یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ ان لنگوروں نے ہماری طرف بالکل توجہ نہ کی اور آرام سے بیٹھے دیکھتے رہے۔ تقریباً تین بجے وہ سب بیدار ہوئے اور چشمہ پر آکر غسل وغیرہ کے تین تین چار چار کے گروپ میں پھر غذا کی تلاش میں روانہ ہو گئے۔ لنگوروں کی مرغوب غذا شاہ بلوط کے بیجوں کا گودا ہوتا ہے۔ کھانے کے بعد ہم سب نے بھی آرام کی سوچی والدین تو چشمہ سے کچھ فاصلہ پر دری بچھا کر لیٹ گئے اور چھوٹے بہن بھائی ادھر ادھر گھومنے پھرنے لگے میں اور میرا بھائی امین اور زین جب ہم لوگوں نے سڑک سے نیچے ایک نہایت شاداب سایہ دار جگہ تلاش کی گو وہ جگہ اونچی نیچی ضرور تھی مگر اس کی وہاں کون پرواہ کرتا تھا ہم لوگ بڑے آرام سے لیٹ گئے اور تاش وغیرہ کھیلنے لگے۔ پانچ بجے شام کو چائے وغیرہ بنا کر وہیں سب نے پی اور گھر لوٹ آئے۔

جھاڑی پانی کی سیر ہماری آخری اور پر لطف پک نک تھی جھاڑی پانی کی۔

جھاڑی۔ پانی مال روڈ سے ساڑھے آٹھ میل کے فاصلے پر ایک بہت ہی شاداب و دل خوش کن مقام ہے۔ آٹھ جولائی کو گیارہ بجے دن کے ہمارا قافلہ پیدل جھاڑی پانی کی جانب روانہ ہوا۔ گو ایک ڈانڈی اور ایک گھوڑا ہمارے ساتھ تھے مگر سوائے دو بچوں کے اس میں کوئی بھی نہ بیٹھا۔ جھاڑی کا پانی کا راستہ بھی ڈھالو ہے ہم لوگ بڑی آسانی سے نیچے اترے چلے گئے گو کئی جگہ بارش نے ہمیں پکڑ لیا مگر ہم ایک بجے دوپہر کو جھاڑی پانی پہنچ۔ اس روز بارش کا یہ عالم تھا کہ گویا آج ہی تمام بارش کا موسم ختم ہو جائیگا۔ ہم نے ریلوے کے ڈاکٹر کے یہاں قیام کیا اور شب بھی وہیں گذاری اور دوسرے روز صبح دس بجے پھر سفر شروع کر دیا۔ اس مرتبہ ہمارے ساتھ تین ڈانڈیاں اور ایک گھوڑا تھا۔ ڈانڈیوں میں باری باری تمام لڑکیاں بیٹھ رہی تھیں مگر غریب لڑکے پیدل ہی چل رہے تھے۔ آخر کار کنکریگ سے ہوتے ہوئے ہم لوگ ڈیڑھ دو بجے دوپہر کو گھر پہنچے۔

منصوری سے روانگی اس آخری تفریح کے بعد ۱۲ جولائی کو میں اور زین صاحب مع سامان کے پھر کنکریک کی جانب روانہ

ہوئے کیونکہ زین صاحب کی تعطیل ختم ہونے والی تھی۔ ہم منصوری سے پیدل ہی کنکر یگ آئے راستہ میں برابر منصوری کی شاداب و سبز وادیوں کا آخری نظارہ کرتے رہے یہاں تک کہ آدھ گھنٹے میں کنکریگ پہنچ گئے۔ ایک گھنٹہ بعد بس آئی اور اس میں بیٹھکر منصوری کو خدا حافظ کہا راستہ میں معلوم ہوا کہ سڑک پر ایک پہاڑ کے کچھ حصہ کے گرجانے سے راستہ بند ہوگیا ہے اس لئے ہم سیدھے ڈیرہ دون نہیں جاسکیں گے بلکہ دوسری جانب پیدل چل کر دوسری بس میں بیٹھنا ہوگا جب ہماری بس اس گرے ہوئے پہاڑ کے قریب پہنچی تو ہم نے دیکھا کہ دوسری جانب ایک بس ہمارے انتظار میں کھڑی ہے جلدی سے سامان اتروا کر اور کچھ ہم لوگوں نے خود اٹھایا اور مع قلیوں کے اس پہاڑ پر چڑھ کر دوسری جانب سڑک پر پہنچے اور اس دوسری بس میں بیٹھے۔ ڈیرہ دون چھ بجنے میں دس منٹ تھے کہ ہم پہنچے جلدی سے گاڑی میں بیٹھے ڈیرہ دون ہی سے گرمی بے طرح محسوس ہونے لگی یہاں تک کہ لہسکر پر تو گرمی ناقابلِ برداشت ہوگئی تھی ہم نے برف لیکر اپنے ہاتھ گردن اور چہرہ پر ملی اور برف کا پانی پیا باوجود اتنی گرمی کے بھوک زور کی لگ رہی تھی لہٰذا ہم نے چائے وغیرہ پی جب کہیں کچھ اطمینان ہوا۔ جوں جوں ہم الہ آباد کی جانب پہنچتے جاتے تھے اتنی ہی ابر بارش اور سرد ہوائیں ہمیں خوش آمدید کہنے کو بڑھتی آرہی تھیں ۱۳ر جولائی کو ہم لوگ گھر پہنچے اور ۱۰ر جولائی کو والد صاحب و والدہ صاحبہ مع سب بچوں کے منصوری سے تشریف لے آئے۔

اب منصوری کے وہ ایام یاد آتے ہیں وہ مناظر اب اپنی دلفریبی و شادابی کی یاد دلاکر ہمیں از سر نو دیدار منصوری کے لئے بیتاب کرتے ہیں اور دل سے بے اختیار نکلتا ہے۔ کاش عمر بھر منصوری ہی میں رہتے۔ مگر دنیا اور اس کے جھگڑے اس کی بھی مہلت نہیں دیتے کہ انسان اپنی مرضی سے جہاں چاہے جائے اور رہے۔

صدیقہ بانو

شیر شاہ کا انصاف

جلال خاں شکار کھیلتا ہوا دریائے گنگا کی طرف گیا اس نے دو حسین عورتوں کو پانی بھرتے دیکھا۔ جلال خاں ان عورتوں کی طرف بڑھا اور عورتوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی عورتیں بگڑ کر اپنے گھر کی طرف چلی گئیں۔

صبح کا سہانا وقت ہے دربار سجا ہوا ہے کہ اتنے میں دو دادخواہ آکر حاضر ہوئے اور زمین بوس ہوکر ایک نے عرض کی کہ میں راجپوت ہوں میرا نام گوپال ہے۔ میری لڑکی اندرا پانی بھرنے گئی تھی آپ کے لڑکے جلال خاں نے اندرا سے چھیڑ چھاڑ کی ہے میں انصاف چاہتا ہوں۔ اُسی وقت شاہی فرمان جاری ہوا اور جلال خاں حاضر دربار ہوا۔ جلال سے شیر شاہ نے پوچھا جلال نے جرم کا اقرار کرلیا۔ شیر شاہ نے کچھ سوچ کر حکم دیا کہ جس طرح جلال نے اندرا سے چھیڑ چھاڑ کی۔ اسی طرح جلال کی بیوی دربار میں لائی جائے اور جلال کے سامنے اندرا کا شوہر اس کی بیوی سے چھیڑ چھاڑ کرے۔ اس حکم کو سنکر دربار میں سناٹا آگیا۔ گوپال نے کہا کہ جس طرح اندرا میری بیٹی ہے جلال کی بیوی میری بیٹی کے برابر ہے۔ میں نے اندرا کی طرف سے معاف کردیا میں اندرا کے شوہر کو بھی حکم کرتا ہوں کہ وہ بھی معاف کردے۔ شیر شاہ نے جلال کو حکم دیا کہ گوپال اور اندرا

عجائب خانہ

تاج محل آگرہ آگرہ کا تاج محل دنیا کے سات عجائبات میں سے ہے۔ جہاں دریائے جمنا پیچ کھاتا ہوا بہتا ہے یہ عمارت اپنا سر اُٹھائے دنیا کو اپنا جلوہ دکھا کے حیران و بھوچکا کر رہی ہے۔ شاہ جہاں نے اپنے دربار میں چاروں طرف سے عمدہ عمدہ راج اور کاریگر بلوائے۔ ہر ایک سے عمارت کے نقشے طلب کئے۔ کوئی پسند نہ آیا۔ پھر اور رہتے وہ بھی ناپسند رہے۔ آخر ایک ترکانی ہندی عیسیٰ محمد آفندی کا نقشہ سب نے عمدہ قرار دے کے بادشاہ کے حضور میں پیش کیا وہ پسند آ گیا۔ اس کے مطابق لکڑی کا نمونہ بنایا گیا۔ اس کے بعد تعمیر شروع ہوئی۔ آفندی کو ایک ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ چار اور ماہروں کو تنخواہ ملتی تھی۔ کام کرنے والوں میں ۳۷ بڑے رتبہ کے کاریگر تھے جن میں ایک نقشہ نویس پانچ خوش نویس ایک حروف کندہ کرنیوالا ایک گنبد ساز ۱۸ جڑاؤ کام کرنیوالے ایک کلس بنانے چار پھول کاڑھنے والے چار معمار ایک نگراں اور ایک جملہ فنون کا ماہر عرب تھا۔ ان سب کی تنخواہیں دو سو سے ایک ہزار روپیہ ماہوار تک تھیں۔ بیس ہزار راج، مزدوروں کا ایک لشکر محنت و جانفشانی سے عمارت کا کام کرتا رہا۔ آخر تاج بی بی کا روضہ طیار ہو گیا۔ اس پر کل لاگت تقریباً تین کروڑ روپیہ آئی۔ اس زمانہ کی کم اجرت اور ہر چیز کی ارزانی کو دیکھتے ہوئے آج کل کے مقابلہ میں یہ رقم کہیں زیادہ ہو جاتی ہے ۵۰ لاکھ روپیہ تو راج مزدوروں کو ہی دیا گیا۔ امانت خاں نے قرآن پاک کی سورتیں اس طرح سے لکھی ہیں کہ نیچے سے ۸۰ فٹ کی بلندی تک ایک ہی قسم کا خط نظر آتا ہے پاس اور دور کی وجہ سے کوئی لفظ بڑا چھوٹا نہیں معلوم ہوتا۔ ہر جگہ آیات اور سورتیں کندہ ہیں کل ۱۴ سورتیں اس میں لکھی گئی ہیں جن میں سے دس چھوٹی اور باقی چار بڑی سورتیں ہیں۔ باہر کے دروازہ پر سورۂ فجر ہے مقبرہ کے گنبدوں میں سورۂ یٰسین ہے۔

جاپان کے مذاہب جاپان کا پرانا نام یاماٹو تھا۔ اس ملک میں شنٹو، بدھ، زرتشت عیسائی اور اسلامی مذاہب پائے جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ مروت مذہب شنٹو ہے۔ اس میں فطرت اور امداد کی پرستش پر زور دیا گیا ہے اس کے پیرو درختوں اور پھولوں کے بڑے مداح ہیں۔ غالباً اسی وجہ سے جاپان میں بیل بوٹوں پھولوں کا شوق زیادہ پایا جاتا ہے۔ سورج کے دیوتا میں ۸۰ لاکھ دیوتا جمع ہیں۔ گویا وہ اس قدر دیوتاؤں کا مجموعہ ہے عقیدہ ہے کہ وقت کی خرابی سے وہ دیوتا ایک غار میں جا چھپا اور تمام دنیا پر اندھیرا چھا گیا۔ ملک کے لوگوں نے بہت ہاتھ پاؤں جوڑے ناچ کے رسوم ادا کئے بھجن گائے۔ بڑی مشکل سے دیوتا کا دل نرم ہوا۔ اُس نے اُن کی التجا کو سنا اور وہ باہر نکلا۔ چنانچہ ساری دنیا میں پھر اجالا ہو گیا۔ اُس کے بعد سے اس ملک میں سورج کی پرستش کا رواج عام ہو گیا اور اس کے مندروں میں بھجن گائے اور ناچ کئے جاتے ہیں۔ وہ لوگ آئینہ تلوار برچھی اور پاکیزہ کپڑوں کا

بھی بڑا ادب کرتے ہیں کیونکہ اُن کے نزدیک یہ چیزیں صفائی پاکدامنی وغیرہ کا نمونہ ہیں۔ اس مذہب کے پیرو اپنے بادشاہوں کے مقبروں پر جاکے بندگی کرتے ہیں۔ بزرگوں اور بڈھوں کا یہ لوگ بڑا ادب کرتے ہیں۔ شنتو جاپان کا قومی مذہب ہے اور اس کے پیرو سب سے زیادہ ہیں۔ ان کے دو گروہ ہیں۔ ایک سرکاری دوسرا عام۔ پہلے طبقہ کے ایک لاکھ گیارہ ہزار۔ اور دوسرے کے ۱۰۹۲۶۰۰۰ مندر ہیں۔

زرتشتی مذہب کوریا سے آیا۔ اس کی بنیاد اخلاق پر ہے۔ اب ان کے عقائد پر بدھ مذہب چھا گیا ہے۔ گو اس کا اثر شنتو پر زیادہ پڑا ہے۔ مدرسوں میں ژندواستاد وغیرہ پڑھائی جاتی ہیں۔

سم اسو برس ہوئے ہندوستان سے بدھ مذہب جاپان پہنچا۔ ہمدردی و رحم اس کی بنیاد ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد ایک ہمیشہ رہنے والی دنیا ہے۔ وہ مُردوں کا بڑا ادب کرتے ہیں اور مقبروں پر چاول اور پھول چڑھاتے ہیں۔ مندروں میں جاکے باغ لگائے جاتے ہیں۔ ان میں خاموشی کے ساتھ خدا کا دھیان کیا جاتا ہے۔ بدھ کے بڑے بڑے بت مختلف مقامات پر نصب کئے گئے ہیں۔ جاپان کی آب و ہوا نے اسی مذہب پر بطور خود یہ اثر کیا ہے کہ بدھ کے اصلی عقیدہ ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے اور یہاں کچھ نہیں دھرا جو کچھ ہے مرنے کے بعد ہے۔ یہ فرق ہوگیا کہ یہاں جو کچھ ہے اس سے خوب فائدہ اُٹھاؤ۔ اجداد اور بادشاہ کا بے حد ادب ہے۔ اتنی محنہ پوجا کرو۔

۱۵۴۱ء میں عیسائیت جاپان میں داخل ہوئی۔ یہ امریکی سفر کے ذریعہ آئی اور خوب پھیلی۔ یہ مذہب یہاں کی مروّجہ بدکاریاں دور کرنے پر تُلا ہوا ہے گو اثر کم ہوا ہے۔ کچھ زیادہ زمانہ گزرا کہ وہاں اسلام بھی جاپہنچا۔ بخارا کے سوداگر اس کے ذمہ دار ہیں۔ سب سے پہلے لاکھوں روپوں سے کوبے میں ایک عالیشان مسجد بنی۔ وہاں مسلمانوں کی تعداد ہزاروں ہے اور اسی قدر جاپان کے دارالسلطنت ٹوکیو میں ہے۔ اسلام جاپان میں خوب پھیل رہا ہے۔

موتیوں کی ڈبیہ

برون میں بطرہ کے مقام پر ایک عبادت گاہ صرف ایک پتھر کی بنی ہوئی ہے۔

الوکو پہلوان کے ڈنڈ یعنی بازو کی گولائی ۲۰ ½ انچ تھی۔

سو کا ہندسہ چار حصوں میں اس طرح تقسیم کرو کہ پہلے میں چار جمع کرنے دوسرے سے چار گھٹانے تیسرے سے چار کو ضرب دینے اور چوتھے کو چار سے تقسیم کرنے سے ایک ہی نتیجہ نکلے۔ جواب ۱۲ - ۲۰ - ۴ - ۶۴

ایک شخص کے پاس ایک سور تھا جو نو فٹ آٹھ انچ لمبا تھا اور ۵۵۰ سیر کا وزن تھا۔

ایک شخص جو [illegible] ۹۰ سال کی عمر میں بھی سارے دانت قائم تھے اور ایک بال سفید نہ ہوا تھا۔

محمد لطیف

بنات کے لئے

جو مضامین بھیجے جائیں اُن کی زبان اس قدر آسان ہونی چاہئے کہ دس گیارہ سال کی بچیاں سمجھ سکیں۔ مضامین نئے نئے موضوعوں پر دلچسپ اور مفید ہونے چاہئیں۔ ایڈیٹر

اُستانی لاثانی

خوب یاد رکھو ہمارا جسم ہماری ذاتی

احتیاط و پابندی

ملکیت نہیں ہے بلکہ ایک پاک

عبادت گاہ ہے جس میں آدمی کو اسے صاف ستھرا رکھنے کی شرط پر تھوڑے زمانہ کے لئے رہنے سہنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اگر وہ اسے قابلِ اعتراض عادتوں سے گندہ کرے اور گندہ کرتا رہے تو اسے بیماری کی صورت میں سزا دی جاتی ہے اور اگر وہ اپنی بیوقوفی برابر جاری رکھے تو اُسے اپنی میعاد پوری کرنے سے پہلے ہی اس سے نکل جانے کا حکم مل جاتا ہے۔

جو ہدایات دی جاتی ہیں ان کو عمل میں لانے میں ایک طریقہ اور پابندی اختیار کرو۔ طریقہ چیزوں اور کاموں کو باقاعدہ ترتیب سے رکھنے کا نام ہے اور پابندی اس کا جڑواں بھائی وقت میں ٹھیک رہنے کو کہتے ہیں۔ طریقہ سے زندگی بسر کرنے والا آدمی اندھیرے میں بھی اُس چھوٹی سے چھوٹی چیز پر جس کی اس کو ضرورت ہوتی ہے ہاتھ ڈال دیتا ہے اور پابند وقت آدمی ایک چلتی ہوئی گھڑی کی طرح ہے کہ تم اس کے کام کاج کو دیکھ کے اس کا وقت بتا سکتے ہو۔ اگر تم اپنے جسم کی خدمت کا ایک طریقہ قائم کر لو اور اس کی روزانہ ضروریات مہیا کرنے میں پابندی اختیار کرو تو تم تندرستی و صحت پا لو گے یعنی پختہ ستون جیسے رات کے بعد دن کا آنا لازمی ہے۔

ترکاری پکانا سبزی کی ترکاری پانی سے خوب دھونی

چاہئیے۔ سوکھے ہوئے یا گلے ہوئے پتے سب توڑ دینے چاہئیں۔ اگر ترکاریاں نرم پانی میں ابال لی جائیں تو ان کا رنگ قائم رہتا ہے۔ اگر آپ کے مقام پر پانی سخت ہے تو اس میں ذرا سا بائی کاربونیٹ آف سوڈا ملا لیں۔ سبزی کا رنگ قائم رہ جائے گا۔ تمام سبز ترکاریوں کو اچھی طرح پکانے کی ضرورت ہے۔ اس سے ان کی نسیں وغیرہ سب ملائم اور جلد ہضم کئے جانے کے قابل ہو جاتی ہیں۔ آلوؤں کو کھانے کا طریقہ یہ ہے کہ انھیں کھولتے ہوئے پانی میں ڈالدیں۔ اگر ٹھنڈے پانی میں ڈال کے اُسے آہستہ آہستہ اُبالا جائے تو اس کے نشاستہ کا بیشتر حصہ پانی میں مل کے ضائع ہو جاتا ہے۔ تازہ مٹر اور دانہ دار ترکاریاں بارہ منٹ سے آدھ گھنٹہ تک اُبالے جانے کی محتاج ہیں لیکن خشک دانوں کو جن میں سو فیصدی غذا ہوتی ہے دیر تک اُبالی جاتی چاہئے۔ البتہ یاد رکھیں اُبالنے سے پہلے ان کو کم از کم بارہ گھنٹے پانی میں بھگوئے رکھنا چاہئے جن سبزیوں سے پانی میں جوش اٹھتا ہو الگ الگ اُبالنا چاہئے اور اگر ایسا پانی جو نمکین نہ ہو تب بہانا چاہئے گا۔ کھولتے ہوئے پانی میں ذرا سا نمک ڈال کے تقریباً ۲۰ منٹ تک اُبالی جائیں۔ ترکاریوں کا جوہر ہرگز نہ پھینکیں۔ اُن کو اچھی طرح دھو کر پکانی ہے۔

کرن پھول – بادام کے چھلکے جلا کے کوئلہ کر لیں ۔ دو پیس لیں۔ پھر ان میں آدھ سیر شیرہ ڈھائی چھٹانک گندھک کا تیزاب ملا کے حل کر لیں۔ جوتہ کا لا پالش تیار ہے۔

کسی کو سانپ کاٹ جائے تو نیم کے پتے کالی مرچ اور

تھوڑے پانی میں گھوٹ کے پلانا مفید ہے۔ جب تک مزا کڑوا معلوم نہو زہر کا اثر باقی ہے۔ اور اُسے بدستور پلایا جاتا رہے۔ جب مزا کڑوا معلوم ہونے لگے تو تھوڑی سی دہی پلاؤ آرام ہوجائیگا۔

آدھا سیسی کے درد میں ریٹھہ پانی میں بھگو کے سونگنا مفید ہے۔

ناف چھکنی ایک ماشہ۔ قدرے قند سیاہ ملا کے کھانے سے ناف اصلی جگہ پر آجاتی ہے۔

آؤ تمھیں بتائیں

محمد ظفر

آؤ بچو تمھیں ایک قصہ سنائیں کیا تمھیں معلوم ہے کہ تتلی کیسے بنتی ہے غالباً نہ معلوم ہوگا۔ آج میں بتاتی ہوں تم تو شاید یہ سمجھتے ہوگے کہ تتلی انڈے دیتی ہوگی اور اسی سے تتلیاں بنتی ہونگی نہیں درختوں وغیرہ پر اکثر تنے پر کالے پیلے ہرے کیڑے دیکھے ہوں گے لیموں کا کیڑا ہرا ہوتا ہے اور بھبکیا کا بھی ہرا مگر وہ ذرا چپٹا ہوتا ہے بارش کے زمانہ میں اکثر کیڑے بہت زیادہ ہوجاتے ہیں۔ ان کیڑوں کو پکڑ کر ایک کاغذ کے ڈبہ میں رکھو باریک باریک ہول کر لو تاکہ ہوا آجا سکے جس پیڑ پر سے کیڑا اکھڑو اسی سے پتے بھی لو اور ڈبہ میں پتے بھی رکھو کیڑے انھیں کھا کھا کر چار پانچ روز میں انڈے کی مانند ہوجائیں گے اور پھر وہ چار پانچ روز میں خوبصورت تتلیاں بنکر تیار ہوجائیں گی مگر یہ یاد رکھو کہ انڈے میں ہاتھ نہ لگے اور ڈبہ احتیاط سے کہیں اونچی جگہ رکھا جائے بچو تم لوگ ضرور تتلیاں بناؤ اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کو دکھاؤ۔

م۔ بیگم

پہیلیاں

(۱)

ساری گدڑی جل گئی۔ جلا نہ کوئی تاگا
گھر کے لوگ پکڑ گئے گھر کھڑکی سے بھاگا

(۲)

ایک گھر ایسا جس میں لگا نہ کوئی پیسا
بے پانی کا اُسے بنایا وہ کاریگر کیسا

(۳)

ایسا عجیب پوکھرا کہ ہاتھی کھڑا نہائے
وقت پڑے تو پوکھر سے مینڈک پیاسا جائے

(۴)

تیلی کا تیل کمہار کا ہنڈا
ہاتھی کی سونڈ نواب کا جھنڈا

(۵)

ایک شے وہ کھانا کھائے
جس پر تھوکے وہ مر جائے

(۶) (مرسلہ ریاض زہرا گدا گنج)

طوطا، بگلا، لوا، بٹیر
ان چاروں کو لاؤ گھیر

(۷)

چار کبوتر چار رنگ
خانے میں جا کے ایک رنگ

(۸)

ہرا تیر لال کمان
تو بہ تو بہ کرے پٹھان

(۹)

سفید مرغی ہری دم
بتاؤ تو بتاؤ نہیں تو بھاگو تم

(۱۰) اونٹ کی سی بیٹھک ہرن کی سی چال خدا کی قسم اُس کے دم ہے نہ بال

جواب:۔ (۱) اندھری بچھلی (۲) دیمک (۳) شبنم (۴) دیا چراغ (۵) بندوق (۶،۷) پان (۸) مرچ (۹) مولی (۱۰) مینڈک

کھانے پکانے کی بہترین کتابیں

عصمتی دسترخوان حصہ اول جس کی ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ نکلے گی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں تجربہ کرنے کے بعد لکھی گئی ہیں اس لیے ترکیبیں بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست! ہندوستان بھر کے ہر حصہ کی تقریباً ۰ ۸ عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور ایڈیٹر صاحب عصمت کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ نے بڑی محبت سے کتاب مرتب فرمائی ہے۔ باورچی خانہ کے انتظام اور کھانوں کے متعلق نہایت قیمتی ہدایات اور مضامین درج کئے گئے ہیں۔ ایک ایک چیز کی کئی قسم کی تیار کرنے کے لیے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے۔ چاول سلونے اور میٹھے۔ سوئیاں۔ کھیر فیرنی۔ سادے اور ترکاری کے سالن، مچھلی، مرغ، جیلی، بسکٹ پڈنگ۔ کباب۔ کیک۔ دالیں۔ مٹھائیاں۔ حلوے۔ چٹنیاں۔ مربے۔ آچار۔ سموسے۔ بڑے۔ پوری کچوریاں۔ پراٹھے۔ روٹی۔ بغرض ہر قسم کے کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی کئی درجن صحیح ترکیبیں! اس کتاب کا ہر گھرانے میں ہونا ضروریات میں سے ہے بہت سی عورتیں اس کتاب کی بدولت عمدہ عمدہ ذائقہ دار کھانے پکانے لگیں۔ لڑکیوں کو یہ کتاب اشد ضروری سمجھ کر جہیز میں دیجاتی ہے۔ چند ہی سال میں ہاتھوں ہاتھ ۹ ایڈیشن نکل گئے۔ **قیمت** عہ

عصمتی دسترخوان حصہ دوم عصمتی دسترخوان کا دوسرا حصہ ہے جس میں ۰۰ا صفحوں کے نہایت ہی کارآمد اور قابل قدر مضامین ہیں مثلاً

مشرقی مغربی کھانے ہماری خوراک اور غذا کے متعلق تحقیقی مضامین۔ کھانے کے اصول۔ کھانے کی حفاظت۔ جرمنی باورچی خانہ جاپانی باورچی خانہ۔ کچی سبزی۔ ترکاریوں کے خواص۔ کھانے کا کمرہ۔ اناج کا صندوق۔ ایرانی دعوت وغیرہ۔ ترکیبیں سب نئی اور آزمودہ ہیں اور ایک ایک چیز کی متعدد ترکیبیں۔ عربی۔ ایرانی۔ ترکی۔ جاپانی۔ عراقی۔ روسی۔ اطالوی۔ انگریزی۔ فرانسیسی کھانوں کی کئی ترکیبیں ہیں۔ **قیمت** عہ عصمتی دسترخوان مکمل یعنی دونوں حصوں کی قیمت ۔ صہ

عصمتی ہنڈکلیا سوا سو کھانوں کی صحیح ترکیبیں بچیوں کے مطلب کی درج کی گئی ہیں۔ کھانے پکانے کے متعلق نہایت مفید مضامین اور کارآمد ہدایتیں بھی ہیں قیمت ۱۰؍

ناشتہ دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل صبح اور تیسرے پہر کے ناشتے۔ چا، کوکو شربت۔ لسی۔ فالودہ۔ آئس کریم۔ بسکٹ کیک۔ توسٹ۔ کرٹلانی وغیرہ کی کئی ترکیبیں ہیں **قیمت** ۱۲؍

بچوں کے کھانے ننھے بچوں کو اصول صحت سے کس قسم کی غذا دینی چاہیے کون سے کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں کئی درجن تجربہ کی ہوئی ترکیبوں کے علاوہ کارآمد مضامین بھی ملک کے قابل ڈاکٹروں کے لکھے ہوئے ہیں **قیمت** ۱۰؍

بیماروں کے کھانے بیماروں کے جو کھانے بید مفید ہیں اس میں صرف انہی کی ترکیبیں ہیں اور کئی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ ۱۲؍

مذاقیہ کھانے دولہا بھائی سے نندوئی سے سہیلیوں سے مہذب مذاق کرنے کے نہایت دلچسپ کتاب ہے **قیمت** ۶؍

زنانہ دستکاری کی مفید کتابیں

عصمتی کروشیا عام فہم ہدایات اور مختلف قسم کی جھالروں۔ کونوں۔ انسرشن۔ تولیوں وغیرہ کے خوبصورت نمونے چند عنوانات:۔ تاج محل جامع مسجد کلمہ طیبہ۔ گلدان۔ ہرن۔ گھوڑے۔ شیر۔ مرغ۔ راج ہنس۔ بچہ معہ تیر کمان۔ گاڑی۔ عورت معہ پنکھیا وغیرہ چوتھا ایڈیشن **قیمت** دو روپیہ عہ

عصمتی کشیدہ میز پوش۔ پلنگ پوش۔ چادریں۔ رومال۔ کرسیوں کے گدے۔ تکیہ کے غلاف وغیرہ کے کئی درجن نمونے۔ دلکش پھول دلاویز بیلیں وغیرہ چوتھا ایڈیشن عہ

گلدستہ کشیدہ وضع وضع کے پھول بیلیں۔ کونے۔ بوٹیاں چادر۔ میز پوش۔ گریبان۔ کف وغیرہ کے لیے۔ ۸۰ مشہور دستکار خواتین نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے چوتھا ایڈیشن عہ

گلزار درخشاں کشیدہ کاری کے سو بہترین نمونے از محترمہ آر کے درخشاں عہ

گلشن زہرا ۴۳ بیلیں، ۲۸۰ پھول، ۳۸۰ کونے، ۱۱۰ گملے، ۱۱ ٹوکریاں، ۲۵۰ مرکزی یا وسطی خاکے، ۷ گریبان غرض کشیدہ کے متعدد نمونے ہیں **قیمت** عہ

مجموعۂ کشیدہ کاری پہلے ۴۴ نمونے ان کے بعد نئی نئی وضع کی کڑھت کے ۷۴ نمونے پھر مختلف خواتین کے دیے ہوئے ۲۹ بہترین نمونے ہیں قیمت عہ

روح کشیدہ جس میں متعدد نمونے چھوٹے بڑے درمیانی پھولوں، بیلوں، گلدستوں ٹوکریوں مرکز کونوں کے ہیں قیمت عہ

کڑھت کی قسمیں مختلف قسم کی کڑھت کی عام فہم ترکیبیں اور ہدایتیں نمونے دیدہ زیب عہ

کراس اسٹچ ورک ترچھے ٹانکوں کے کام کی مشہور کتاب۔ چند نمونوں کے عنوانات:۔ بطخ۔ چڑیا۔ سارس۔ چوزہ۔ مور۔ بلی۔ چوہا۔ گلہری۔ ہرن۔ ہاتھی۔ اونٹ۔ تیتر وغیرہ۔ پھولوں بیلوں گلدانوں وغیرہ کے بھی بہت سے نمونے ہیں **قیمت** عہ

تارکشی کا کام جس کی مدد سے کپڑے سے دھاگہ نکالنے کا کام آجاتا ہے متعدد نمونے بلاک عہ

گلدستہ تارکشی مضامین اور ہدایتیں نہایت سلیقہ اور محنت سے لکھی گئی ہیں ۵۷ نمونے ہیں ایک سے ایک بہتر عہ

اونی کام سلائیوں سے نٹنگ کے بہترین نمونے۔ مضامین اور ہدایتیں عام فہم۔ بلاک رنگین اور سادے نمونے بہت کافی ہیں دوسرا ایڈیشن **قیمت** عہ

موتیوں کا کام ۸۴ پھول، ۲۷ بیلیں، ۲۶ جھالریں، ۳ فریم، ۱۱۱ انسرشن، ۳ جالیاں، ۹ جانماز، ۱۱ پنکھے ہینڈ اور منی بیگ، ۲ پردے ان کے علاوہ متعدد اور نمونے۔ ترکیبیں مفصل اور مکمل ۲۷ عصمتی بہنوں نے یہ کتاب تیار کی ہے بار سوم **قیمت** تین روپیہ عہ

سلمہ ستارہ کا کام کلابتون۔ گوٹہ۔ لیس سلمہ۔ کچائی۔ موتی۔ ستارہ وغیرہ کے کام کے ۲۶ نمونے دیدہ زیب۔ مرحومہ خدیجہ بائی کی دستکاری کی یادگار ہے عہ

چمنستان خیاطی یا سوئی کا کام بچوں کے کپڑے سوٹ جانگئے۔ باڈی پجامہ سینہ بند قمیض۔ زنانہ کپڑے لباس شب خوابی۔ انڈرویئر۔ کالر کف، بلاؤز جمپر غرض کٹائی سلائی کی ترکیبیں اور نمونے بہترین **قیمت** عہ

گلستان خیاطی کپڑے کی کٹائی سلائی کی بہترین کتاب **قیمت** عہ

جالی کا کام لہریں۔ جال۔ سیدھے الٹے فیتے۔ گملے پھول۔ بیلیں۔ گلدستے۔ مختلف وضع کے متعدد ہیں۔ ہدایتیں بہت آسان مگر مکمل ہیں بار دوم **قیمت** دو روپیہ عہ

گوٹہ کناری کا کام ہندوستان کی قدیم و مشہور صنعت پر بیش بہا کتاب سوا سو کے قریب دیدہ زیب نمونے ہیں ترکیبیں عام فہم ہیں۔ **قیمت صرف** دو روپیہ عہ

شمیم سوزن کاری جس میں زری کا کام۔ ڈارجینا ورک۔ کامدانی کا کام۔ کانچ کے ٹکڑوں کا کام۔ سلک ایمبرائڈری اور کروشیا کے نمونے ڈیڑھ سو کے قریب ہیں معہ ہدایات عہ

محصول ڈاک بذمہ خریدار — **ملنے کا پتہ:۔ عصمت بک ڈپو۔ کوچہ چیلان۔ دہلی** — محصول ڈاک بذمہ خریدار

رسالہ **بنات** دہلی

۱۸ سال اٹھارہواں	فہرست مضامین ماہ اکتوبر ۱۹۴۴ء	جلد ۳۵ نمبر ۱

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں۔ اکتوبر کے پرچہ کے ساتھ اُن کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے۔ اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے (۱؍۸) بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کردیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دے دیں۔ ورنہ نومبر کا رسالہ ایک روپیہ بارہ آنے (۱؍۱۲) کا وی۔پی حاضر خدمت ہوگا۔

۲۰۲ - ۷۲۶ - ۱۱۴۴ - ۳۰۲۴
۲۵۴۹ - ۲۶۱۴ - ۲۶۱۵ - ۲۶۱۹
۲۶۳۷ - ۳۰۵۸ - ۳۰۶۳ - ۳۴۵۲
۳۴۶۸ - ۳۴۷۵ - ۳۴۷۹ - ۳۴۸۵
۳۷۰۲ - ۳۷۳۶ - ۳۸۷۰ - ۳۸۷۹ - ۳۸۸۱
۳۸۸۲ - ۳۸۹۴ - ۳۹۰۱ - ۳۹۰۷ - ۴۲۵۶
۴۲۸۲ - ۴۲۸۴ - ۴۲۸۵ - ۴۲۸۹
۴۴۱۱ - ۴۵۲۸ - ۴۵۳۴ - ۴۵۳۹
۴۵۴۳ - ۴۵۴۴ - ۴۵۴۵ - ۴۵۴۸
۴۵۵۰ - ۴۵۵۱ - ۴۵۵۲ - ۴۵۵۳
۴۵۵۵ - ۴۵۵۶ - ۴۵۵۷ - ۴۵۵۸
۴۵۵۹ - ۴۵۶۱ - ۴۵۶۲ ۴۵۶۵
۴۵۶۶ - ۴۵۷۰ (۴۵۳) ۴۵۷۲

منیجر

باہتمام رازق الخیری پرنٹر پبلشر، محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ بنات کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوا

رسولِ اکرمؐ کا غلاموں سے سلوک

حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں غلاموں کے لئے بے حد محبت اور ہمدردی تھی۔ آنحضرتؐ نہ صرف اپنے غلاموں سے محبت سے پیش آتے تھے بلکہ وہ دشمنوں کے غلاموں سے بھی ہمدردی کرتے تھے۔ حضرت بی بی خدیجہ رضؓ کے پاس ایک غلام زید نامی تھا۔ آنحضرتؐ اُس سے اپنے بچوں کی سی محبت کرتے تھے۔ جیسا کھانا خود کھاتے زید کو کھلاتے۔ اور جیسا لباس خود پہنتے اپنے غلام کو پہناتے۔

ایک دفعہ آنحضرتؐ ایک گلی میں سے گذر رہے تھے۔ کہ اُنہوں نے ایک غلام کو دیکھا وہ چکی پیس رہا تھا اور رو رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے اُس سے رونے کا سبب دریافت فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ لیکن اُس کا آقا بہت ظالم ہے اور اُس سے کام لے رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے اُسے اُٹھا کر اپنے ہاتھ مبارک سے جو پیس کر دے دئیے۔ اور فرمانے لگے کہ اگر تجھے اور جو پسوانے ہوں تو لے آ۔ میں پیس دوں گا۔

ابوسفیان آنحضرتؐ کا جانی دُشمن تھا۔ ایک دفعہ آپ اُس کے گھر کے پاس سے گذرے تو دیکھا کہ اُس کا ایک غلام چارپائی پر پڑا ہوا بخار سے کراہ رہا ہے۔ لیکن اُس کی تیمارداری کرنے والا کوئی بھی نہیں۔ رسولِ اکرمؐ اُس کے پاس گئے اُسے ٹھنڈا پانی پلایا۔ اور تمام رات اُس کے پاس بیٹھ کر گذار دی۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے نبیؐ کے نقش قدم پر چلیں۔ اور اپنے ملازموں سے نہایت ہمدردی اور محبت سے پیش آئیں۔

امتیاز بیگم قریشی (تنگی)

جواہرات

(۱) ایمان کی روشنی آفتاب کی روشنی سے تیز ہے جو اس روشنی کا مالک ہے وہ عاقبت سے بے غم ہے۔

(۲) علم دُنیا کی زینت ہے اور اگر علم کے ساتھ عمل ہو تو آخرت کا نفع ہے

(۳) وہ اچھا دوست نہیں جو سامنے تعریف اور پیٹھ پیچھے بُرائی کرے۔

(۴) نظر کے کم ہونے سے صرف ایک عضو بے کار ہوتا ہے لیکن عقل کے کم ہونے پر آدمی سارا بے کار ہو جاتا ہے۔

(۵) ناقص علم سے خالص جہل اچھا ہے کیونکہ جہالت سے اتنا ضرر نہیں پہنچتا جتنا کہ ناقص علم سے۔

(۶) برائے نام اگر ہزار دوست بھی ہوں تو کچھ فائدہ نہیں لیکن ایک خیر خواہ دوست ہزار دوستوں سے بہتر ہے۔

(پشتو کے نن پروں سے) امتیاز بیگم قریشی (تنگی)

آگ لگانے والے ہوائی جہاز

اس جنگ میں ہوائی جہاز بہت کام دے رہے ہیں۔ ان کی بہت سی قسمیں ہیں جن میں آگ لگانے والے۔ بم پھینکنے والے اور لڑائی کرنے والے ہوائی جہاز خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔

برطانیہ کے آگ لگانے والے ہوائی جہاز تمام دنیا میں مشہور ہیں۔ ان کو انگریزی میں "سپٹ فائر" یعنی آگ اُگلنے والے ہوائی جہاز کہا جاتا ہے۔

آگ اُگلنے والے ہوائی جہاز کو ایک ہوا باز آسانی سے چلا سکتا ہے۔ اور وہی گولے بھی پھینکتا ہے۔ ایک جہاز میں کُل آٹھ مشین گنیں لگی ہوتی ہیں۔ ان میں سے چار تو جہاز کے ایک طرف ایک بازو میں اور چار دوسری طرف کے دوسرے بازو میں لگی ہوتی ہیں۔ ان مشین گنوں کو اس ترکیب سے چلایا جاتا ہے کہ ان سب کے گولے ایک ہی جگہ پر جا کر گرتے ہیں جس سے بڑی تباہی آتی ہے۔ ایک بٹن دبانے سے مشین گنیں آپ سے آپ نہایت تیزی سے آگ لگانے والے گولوں کا مینہ برسانے لگتی ہیں۔ بلکہ کہتے ہیں کہ ایسی ہر مشین گن ایک سکنڈ میں سو گولے پھینک سکتی ہے۔ جس سے دشمن کو سخت نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔

آگ لگانے والا ہوائی جہاز بہت تیزی سے اُڑتا ہے۔ عام طور پر اس کی رفتار ساڑھے چار سو میل فی گھنٹہ ہوتی ہے لیکن لڑائی کے وقت نیچے جھپٹ کر حملہ کرنے کے لئے یہ چھ سو میل فی گھنٹہ سے بھی زیادہ رفتار سے اُڑتا ہے۔ دُشمن پر حملہ کرنے کے بعد یہ نہایت تیزی سے آسمان کی طرف اُڑنے لگتا ہے۔ اور لڑائی کرتے وقت نہایت پھرتی سے کام کرتا ہے۔ اس کا ہوا باز اسے اُلٹا سیدھا ہر طرح سے چلا سکتا ہے۔ جس سے دُشمن پر حملہ کرنے میں آسانی رہتی ہے۔

اس جہاز کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ جس وقت اس کی مشین گنیں دُشمن پر گولے پھینکتی ہیں اُس وقت ان میں لگے ہوئے کئی کیمرے بجلی کی مدد سے خود بخود کام کرتے ہیں۔ اور دُشمن کے خفیہ اڈوں اور کام کی فوجی جگہوں کی کئی عمدہ اور صاف تصویریں اُتار لیتے ہیں۔ بعد میں ان تصویروں کو کیمروں سے نکال کر دھو لیا جاتا ہے۔ اور سینما کی طرح مشین پر چلا کر غور سے دیکھا جاتا ہے۔

جس سے دُشمن کی بہت سی خفیہ جگہوں کا پتہ چل جاتا ہے۔ آج کل برطانیہ کے اس قسم کے ہوائی جہازوں نے دُشمن کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔

سیّد محمّد عباس (نرسنگہ پور)

چوری

ایک دن ابا اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے ایک موٹی سی کتاب دیکھ رہے تھے کہ میں پہنچ گئی اور کہا۔ "آپ کیا کتاب دیکھ رہے ہیں ابا؟" اُنھوں نے کہا "یہ ایک بہت ضروری کتاب ہے"۔ ایک دم میری نظر ایک اور موٹی سی کتاب "شمعِ حیات" پر پڑی۔

"ابا ہم یہ کتاب لیں گے"

"نہیں بیٹی! یہ کتاب بچوں کے پڑھنے کی نہیں ہے جاؤ مدرسہ کی کتابیں پڑھو۔ امتحان سر پر ہے۔"

"نہیں ہم تو یہ پڑھیں گے"۔ میں نے بالکل بچوں کی طرح مچلتے ہوئے کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں اپنے کمرے میں جاکر حساب کے سوال کرو۔ فضول کتابیں نہیں پڑھتے۔"

ابا مجھ کو چاہتے بہت ہیں۔ شیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مگر سونے کا نوالہ کھلاتے ہیں۔ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ابا نے آج مجھ کو کیسی بُری طرح ڈانٹا ہے اور پھر "شمعِ حیات" بھی نہیں دی مجھ کو رہ رہ کر اس موٹی سی خوبصورت کتاب کا خیال آنے لگا۔ "شمعِ حیات" میں نے دل میں کہا "نام تو اچھا ہے۔ اب میں اس کو کیسے حاصل کروں گی"۔ ابا کی آواز آئی۔ وہ میرے کمرے کی طرف آ رہے تھے۔ میں نے جلدی سے حساب کی کتاب اُٹھالی اور سوال حل کرنے لگی۔

لیکن میں تو اُس وقت "شمعِ حیات" کی پروانہ بنی ہوئی تھی۔ حساب کے سوال میری نظروں میں بھوت کی طرح سے گھومنے لگے۔ میں نے کاپی کو ہٹا دیا۔ اور کتاب حاصل کرنے کی ترکیب سوچنے لگی۔

اتنے میں مجھ کو شہناز کی آواز سنائی دی وہ امی سے پوچھ رہی تھی "چچی جان لچکا کہاں ہیں"۔

"کمرے میں صبح سے گھسی ہوئی بیٹھی ہیں"۔

اور کھڑ کھڑ کی آواز سنائی دی۔ شہناز میری بنتِ عم میرے کمرے میں تھی۔

"ارے بھئی لچکا کیا ہو رہا ہے"

"کچھ نہیں شہناز" میں نے مسکرا کر کہا۔

"بھئی ہم تو مان ہی نہیں سکتے کچھ نہ کچھ بات ضرور ہے"۔

"شہناز پریشان نہ کرو" میں نے افسردگی سے کہا۔

"سمجھ گئی آج تم کو چچا میاں سے روپے لینے ہوں گے یا کوئی چیز منگوانی ہوگی۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟"

"نہیں بالکل غلط" میں نے کہا۔ "میرا دل تو شمعِ حیات میں پڑا ہوا ہے"۔

"کون شمعِ حیات؟ تمہاری کوئی نئی دوست ہوگی"

میں نے شہناز کو سارا قصہ سنا دیا۔

"ادہو صرف اتنی سی بات؟" یہ کہہ کر وہ کچھ دیر تک سوچتی رہی اور ایک دم سے اُچھل کر بولی۔

"آ گئی سمجھ میں ترکیب"۔

میں نے بیتاب ہوکر کہا "جلدی بتاؤ"
"اوں ہوں۔ نہیں بتاتے۔"
"بتاؤنا" میں نے کہا۔
شہناز نے میرے کان میں چپکے سے کچھ کہا اور میں خوشی کے مارے اچھل پڑی۔
"تو پھر چلی رہی" شہناز بولی۔ "ہاں" میں نے کہا اور ہم دونوں باتیں کرنے لگے۔
رات کے نو بجے تھے ابا کہیں گئے ہوئے تھے اور ہم دونوں دبے پاؤں کمرے میں آئے۔ شہناز نے کہا یہاں آؤ۔ اور ہم دونوں بغلی کمرے کے پاس چلے گئے۔ ٹھہرو میں کرسی لے آؤں اور شہناز کرسی پر چڑھ گئی۔ بغلی کمرے کے روشن دان میں ہاتھ ڈال دیا۔ اور چٹخنی کھٹ سے کھل گئی۔
"ارے کوئی دیکھ نہ لے" میں نے کہا۔
"گھبراؤ نہیں آؤ جلدی سے اندر" میں جلدی سے اندر داخل ہوگئی۔ اور شہناز جلدی سے کرسی اپنی جگہ رکھ آئی۔
"بڑی چالاک ہو شہناز"
"چالاکی نہ کریں تو کام کیسے چلے؟"
ہم دونوں نے اندر سے چٹخنی لگادی اور آہستہ آہستہ ابا کے کمرے کی طرف چلے میں نے جلدی سے بجلی جلائی اور "شمع حیات" دیکھنے میں مشغول ہوگئے۔ کتاب اپنی جگہ پر نہیں تھی۔ ہم دونوں ڈھونڈنے لگے۔ آخر ابا کی الماری کے سب سے اوپر کے خانے میں نظر آئی۔ "بھئی اب اتاریں کیسے" میں نے کہا۔
"بھئی لجکا ذرا عقل نہیں تمہیں۔ برابر کرسی پڑی ہے اور کہہ رہی ہو اتاریں کیسے؟"

میں کرسی پر چڑھ گئی اور جلدی سے کتاب نکالنے کی کوشش کی۔ مگر دھڑ سے تمام کتابیں میرے اور شہناز کے سر پر گریں۔ ہم نے جلدی جلدی کتابیں سمیٹیں اور رکھنے لگیں۔
میں نے جلدی سے کرسی ہٹا کر رکھ دی اور الماری بند کر دی۔ ایک دم ابا کی آواز سنائی دی اور ہم جلدی سے ایک پردے کے پیچھے چھپ گئے۔ قفل کھولنے کی آواز آئی اور ابا یہ کہتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔
"بجلی کس نے جلائی، یہ کتابیں کیسی پڑی ہوئی ہیں"
میں نے پردہ کے ایک ننھے سے سوراخ سے جھانکا ابا پردہ کی طرف آرہے تھے۔ میرے منہ سے مارے ڈر کے ایک خوفناک چیخ نکل گئی۔ اور ابا نے ایک دم سے پردہ ہٹا دیا۔ "ارے لجکا اور شہناز تم"
میں تھر تھر کانپ رہی تھی۔ ابا بولے:۔
"یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ تم دونوں اتنی رات گئے آخر کیا کرنے آئی تھیں"
شہناز کے ہاتھ سے کتاب گر پڑی اور ابا نے کتاب اٹھاتے ہوئے کہا "اب سارا معاملہ سمجھ میں آگیا۔ بھئی تم دونوں بڑی شریر ہو۔ خیر اب تو جاؤ کل تم کو اس چوری کی سزا دی جائے گی۔"
ہم دونوں اوپر آئے اور میں اپنے بستر پر دھم سے گر گئی اور شہناز آرام کرسی پر بیٹھ کر منہ بسورنے لگیں

رازقہ نازلی خیری

ہنرمند بادشاہ

بہت دنوں کی بات ہے۔ ہمارے ملک میں ایک بادشاہ تھا۔ جس کے دروازے سے کوئی فقیر خالی ہاتھ واپس نہ جاتا۔ اُس کی عادت تھی کہ روز شام کو بھیس بدل کر اپنی رعایا کی دیکھ بھال کے لئے جاتا اور اگر کسی کو مصیبت میں دیکھتا تو اُس کی مدد کرتا۔ اگر کسی کو ظلم کرتے دیکھتا تو اُس کو سخت سزا دیتا۔

ایک دن وہ گھومتا ہوا ایک گلی میں جا نکلا۔ اس نے اوپر جو نگاہ کی تو ایک خوبصورت لڑکی کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ لڑکی اُسے بہت بھلی معلوم ہوئی۔ اُس نے سوچا کہ وہ ملکہ بننے کے لائق ہے۔ گھر واپس آ کر اُس نے وزیر کو دریافتِ حال کے لئے روانہ کیا دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ یہ بزرخ سوداگر کی لڑکی ہے۔ بادشاہ نے وزیر کی معرفت شادی کا پیغام بھیجا۔ سوداگر نے جواب دیا کہ لڑکی خود مختار ہے اُس سے پوچھا جائے۔

بادشاہ نے لڑکی سے دریافت کرایا۔ لڑکی نے پوچھا بادشاہ کو کوئی ہنر آتا ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا نہیں۔ اس پر لڑکی نے کہا کہ بادشاہ کوئی ہنر سیکھ کر اپنے کو ماہر کر لیں تب میرے ساتھ شادی کرنے کا خیال دل میں لاویں۔ بادشاہ شرمندہ ہوا اور وزیر سے کہا۔ جتنے ماہرِ فن ہوں بلا لاؤ۔ وزیر نے سب کو بلایا۔ اور بادشاہ نے سب کا ہنر دیکھا۔ بادشاہ کو ایک آدمی نے رومال کاڑھ کر تہہ کر کے دیا کہ اس کو کھول دیجئے

بادشاہ نے بہت کوشش کی لیکن وہ رومال نہ کھلا۔ تب اُس نے رومال بادشاہ سے لے کر خود کھول دیا۔ اور بادشاہ کو پڑھنے کو دیا۔ اُس میں بادشاہ کی تعریف کاڑھی ہوئی تھی۔ بادشاہ کو یہ رومال بہت پسند آیا۔ اس نے سب کو رخصت کر دیا۔ اور رومال سیکھنا شروع کیا۔ کچھ دنوں میں اتنی مہارت حاصل کر لی کہ خود اُستاد ہو گیا۔ تب بادشاہ نے رومال میں شادی کا پیغام کاڑھ کر اور اُس کو تہہ کر کے سوداگر کی لڑکی کے پاس بھیجا۔ لڑکی نے بہت کوشش کی کہ رومال کھول لے لیکن رومال نہ کھل سکا۔ تو اُس نے بادشاہ کے پاس کھولنے کو بھیجا۔ بادشاہ نے کھول کر بھیج دیا۔ لڑکی رومال دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اور بادشاہ کے ساتھ شادی کر لی۔ شادی کے بعد بھی بادشاہ اپنی عادت کے مطابق شام ہوتے ہی رعایا کی دیکھ بھال کو چل کھڑا ہوتا۔ ایک دن وہ فقیری بھیس بدل کر نکلا۔ اور اِدھر اُدھر گھومتے گھومتے ایک گلی میں آ نکلا۔ سامنے ایک نانبائی کی دوکان تھی۔ لوگ بڑی بڑی تعداد میں وہاں روٹیاں خریدنے آتے تھے اس لئے وہ بہت مشہور ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے سوچا چلو اس کی دوکان سے روٹیاں خرید کر دیکھو۔ یہ روٹیاں کیسی بیچتا ہے۔ یہ سوچ کر وہ دوکان پہ گیا اور گرم گرم روٹیوں کی خواہش ظاہر کی۔ نانبائی نے کہا کہ "لے فقیر ذرا ٹھیر جا۔"

میں ابھی تازی تازی روٹیاں دیتا ہوں اتنے تو چلم پی لیجئے نوکر سے اُس نے کہا کہ فقیر بابا کو لے جاکر بٹھا اور چلم بھر کر دے دے۔ نوکر فقیر کو لے کر ایک کمرے میں گیا جس میں ایک پلنگ پر چادر بچھی ہوئی تھی اور حقہ رکھا ہوا تھا۔ نوکر نے کہا کہ اسی پر بیٹھو میں چلم بھر لاؤں۔ نوکر چلم بھرنے گیا اور فقیر نے جیسے ہی اُس پر بیٹھنا چاہا ویسے ہی وہ ایک غار میں گر پڑا۔ بادشاہ جو کہ فقیری لباس میں تھا گرتے ہی بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو بہت اندھیرا معلوم ہوا۔ بڑی سڑی بُو سے اُس کی سانس رُکنے لگی۔ اُس نے ہاتھ بڑھایا تو بہت سی آنتیں، ہڈیاں اور آدمی کی کھوپڑیاں ملیں۔ بادشاہ فوراً سمجھ گیا کہ نانبائی آدمی کی چربی سے روٹی بناتا ہے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اُس غار میں نانبائی رسّی اور چھری لے کر اُترا۔ اور بادشاہ کو پکڑا اور اس کا اندازہ لگانے لگا کہ اس میں چربی زیادہ ہے یا نہیں۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ اب اس کی قضا آپہنچی۔ اس نے خداوندِ عالم سے گڑگڑا کر دعا مانگی۔ اتنے میں نانبائی دیکھ چکا۔ بادشاہ نے پُوچھا کہ تم آدمیوں کو ذبح کس لئے کرتے ہو اُس نے کہا کہ روپے کے لئے۔ تب بادشاہ نے کہا کہ اگر میں بہت سا روپیہ دوں تو تم مجھ کو زندہ چھوڑ دوگے۔ اُس نے کہا ہرگز نہیں۔ تب بادشاہ نے کہا کہ اگر تم مجھے چار پانچ دن ذبح نہ کرو تو میں اسی غار کے اندر رہ کر تم کو کئی ہزار روپیہ دِلوا دوں۔ اس پر نانبائی راضی ہوگیا۔ بادشاہ نے کپڑا اور ریشم مانگا اُس نے یہ سب چیزیں لاکر دے دیں۔ اور بادشاہ رومال بنانے لگا۔

بادشاہ رومال پر صرف اتنا ہی بنانے پایا تھا کہ میں ایک غار میں ڈال دیا گیا ہوں کہ نانبائی آپہنچا۔ بس جلدی سے بادشاہ نے رومال تہہ کرکے کہا "جاؤ فلاں بازار میں یہ رومال پانچ سو کو بیچ آؤ"۔ اِدھر وزیر بادشاہ کے غائب ہوجانے سے بہت پریشان تھا اور اس کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھوم رہا تھا کہ اتفاق سے اُس کی نظر رومال پر پڑی۔ اُس نے رومال بادشاہ کے ہاتھ کا بنا ہوا پایا۔ فوراً اس نانبائی سے رومال پانچ سو روپیہ میں خرید لیا۔ اور اس کو تنہائی میں جاکر کھول کر پڑھا جس سے صرف اتنا پتہ چلا کہ بادشاہ مصیبت میں مبتلا ہے لیکن کہاں ہے یہ نہ معلوم ہوسکا۔ بادشاہ نے لکھا تھا کہ پُورا حال پھر لکھوں گا۔ دوسرے دن وزیر پھر وہیں آیا اور اس نانبائی کا انتظار کرنے لگا۔

بادشاہ نے دوسرا رومال نہایت اطمینان سے بنایا اور پُورا پتہ لکھ دیا۔ اور تاکید کر دی کہ فوراً آکر نکالو، ورنہ نانبائی ذبح کر ڈالے گا۔ اِدھر نانبائی بھی بہت خوش تھا کہ خوب اچھا آدمی ملا ہے۔ خوشی خوشی دوسرا رومال لینے کے لئے گیا۔ بادشاہ نے کہا اس کو ایک ہزار پر دینا۔ نانبائی رومال لے کر وہیں گیا۔ وزیر نے نانبائی کو دیکھتے ہی پُوچھا۔ رومال کی کیا قیمت ہے۔ نانبائی نے کہا ایک ہزار روپیہ۔ وزیر نے ایک ہزار روپیہ دے کر رومال خرید لیا۔ اور اُس کو کھول کر پڑھا اور تمام حال سے واقف ہوکر گھر واپس آیا اور ملکہ سے کہا۔ ملکہ نے فوراً (باقی صفحہ ۱۱ پر)

ہنرمند بادشاہ

بہت دنوں کی بات ہے۔ ہمارے ملک میں ایک بادشاہ تھا۔ جس کے دروازے سے کوئی فقیر خالی ہاتھ واپس نہ جاتا۔ اُس کی عادت تھی کہ روز شام کو بھیس بدل کر اپنی رعایا کی دیکھ بھال کے لئے جاتا اور اگر کسی کو مصیبت میں دیکھتا تو اُس کی مدد کرتا۔ اگر کسی کو ظلم کرتے دیکھتا تو اُس کو سخت سزا دیتا۔

ایک دن وہ گھومتا ہوا ایک گلی میں جا نکلا۔ اس نے اوپر جو نگاہ کی تو ایک خوبصورت لڑکی کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ لڑکی اُسے بہت بھلی معلوم ہوئی۔ اُس نے سوچا کہ وہ ملکہ بننے کے لائق ہے۔ گھر واپس آکر اُس نے وزیر کو دریافت حال کے لئے روانہ کیا دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ یہ برزرخ سوداگر کی لڑکی ہے۔ بادشاہ نے وزیر کی معرفت شادی کا پیغام بھیجا۔ سوداگر نے جواب دیا کہ لڑکی خود مختار ہے اُس سے پوچھا جائے۔

بادشاہ نے لڑکی سے دریافت کرایا۔ لڑکی نے پوچھا بادشاہ کو کوئی ہنر آتا ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا نہیں۔ اس پر لڑکی نے کہا کہ بادشاہ کوئی ہنر سیکھ کر اپنے کو ماہر کرلیں تب میرے ساتھ شادی کرنے کا خیال دل میں لاویں۔ بادشاہ شرمندہ ہوا اور وزیر سے کہا۔ جتنے ماہرِ فن ہوں بلا لاؤ۔ وزیر نے سب کو بلایا۔ اور بادشاہ نے سب کا ہنر دیکھا۔ بادشاہ کو ایک آدمی نے رومال کاڑھ کر تہہ کرکے دیا کہ اس کو کھول دیجئے

بادشاہ نے بہت کوشش کی لیکن وہ رومال نہ کھلا۔ تب اُس نے رومال بادشاہ سے لے کر خود کھول دیا۔ اور بادشاہ کو پڑھنے کو دیا۔ اُس میں بادشاہ کی تعریف کڑھی ہوئی تھی۔ بادشاہ کو یہ رومال بہت پسند آیا۔ اس نے سب کو رخصت کر دیا۔ اور رومال سیکھنا شروع کیا۔ کچھ دنوں میں اتنی مہارت حاصل کر لی کہ خود اُستاد ہوگیا۔ تب بادشاہ نے رومال میں شادی کا پیغام کاڑھ کر اور اُس کو تہہ کرکے سوداگر کی لڑکی کے پاس بھیجا۔ لڑکی نے بہت کوشش کی کہ رومال کھول سکے لیکن رومال نہ کھُل سکا۔ تو اُس نے بادشاہ کے پاس کھولنے کو بھیجا۔ بادشاہ نے کھول کر بھیج دیا۔ لڑکی رومال دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اور بادشاہ کے ساتھ شادی کر لی۔ شادی کے بعد بھی بادشاہ اپنی عادت کے مطابق شام ہوتے ہی رعایا کی دیکھ بھال کو چل کھڑا ہوتا۔ ایک دن وہ فقیری بھیس بدل کر نکلا۔ اور ادھر اُدھر گھومتے گھومتے ایک گلی میں آ نکلا۔ سامنے ایک نانبائی کی دوکان تھی۔ لوگ بڑی بڑی تعداد میں وہاں روٹیاں خریدنے آتے تھے اس لئے وہ بہت مشہور ہوگیا تھا۔ بادشاہ نے سوچا چلو اس کی دوکان سے روٹیاں خرید کر دیکھو۔ یہ روٹیاں کیسی بیچتا ہے۔ یہ سوچ کر وہ دوکان پر گیا اور گرم گرم روٹیوں کی خواہش ظاہر کی۔ نانبائی نے کہا کہ "لے فقیر ذرا ٹھیرجا۔"

میں ابھی تازی تازی روٹیاں دیتا ہوں اتنے تو چلم پی لے۔ اپنے نوکر سے اُس نے کہا کہ فقیر بابا کو لے جاکر بٹھا اور چلم بھر کر دے دے۔ نوکر فقیر کو لے کر ایک کمرے میں گیا جس میں ایک پلنگ پر چادر بچھی ہوئی تھی اور حقہ رکھا ہوا تھا۔ نوکر نے کہا کہ اسی پر بیٹھو میں چلم بھر لاؤں۔ نوکر چلم بھرنے گیا اور فقیر نے جیسے ہی اُس پر بیٹھنا چاہا ویسے ہی وہ ایک غار میں گر پڑا۔ بادشاہ جو کہ فقیری لباس میں تھا گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو بہت اندھیرا معلوم ہوا۔ بڑی سڑی بُو سے اُس کی سانس رُکنے لگی۔ اُس نے ہاتھ بڑھایا تو بہت سی آنتیں، ہڈیاں اور آدمی کی کھوپریاں ملیں۔ بادشاہ فوراً سمجھ گیا کہ نانبائی آدمی کی چربی سے روٹی بناتا ہے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اُس غار میں نانبائی رسّی اور چھُری لے کر اُترا۔ اور بادشاہ کو پکڑا اور اس کا اندازہ لگانے لگا کہ اس میں چربی زیادہ ہے یا نہیں۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ اب اس کی قضا آ پہنچی۔ اس نے خداوندِ عالم سے گڑگڑا کر دعا مانگی۔ اتنے میں نانبائی دیکھ چکا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم آدمیوں کو ذبح کس لئے کرتے ہو اُس نے کہا کہ روپے کے لئے۔ تب بادشاہ نے کہا کہ اگر میں بہت سا روپیہ دوں تو تم مجھ کو زندہ چھوڑ دو گے۔ اُس نے کہا ہرگز نہیں۔ تب بادشاہ نے کہا کہ اگر تم مجھے چار پانچ دن ذبح نہ کرو تو میں اسی غار کے اندر رہ کر تم کو کئی ہزار روپیہ دلوا دوں۔ اس پر نانبائی راضی ہو گیا۔ بادشاہ نے کپڑا اور ریشم مانگا اُس نے یہ سب چیزیں لا کر دے دیں۔ اور بادشاہ رومال بنانے لگا۔

بادشاہ رومال پر صرف اتنا ہی بنانے پایا تھا کہ میں ایک غار میں ڈال دیا گیا ہوں کہ نانبائی آ پہنچا۔ بس جلدی سے بادشاہ نے رومال تہہ کر کے کہا کہ فلاں بازار میں یہ رومال پانچ سو کو بیچ آؤ۔ ادھر وزیر بادشاہ کے غائب ہو جانے سے بہت پریشان تھا اور اس کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھوم رہا تھا کہ اتفاق سے اُس کی نظر رومال پر پڑی۔ اُس نے رومال بادشاہ کے ہاتھ کا بنا ہوا پایا۔ فوراً اس نانبائی سے رومال پانچ سو روپیہ میں خرید لیا۔ اور اُس کو تنہائی میں جا کر کھول کر پڑھا جس سے صرف اتنا پتہ چلا کہ بادشاہ مصیبت میں مبتلا ہے۔ لیکن کہاں ہے یہ نہ معلوم ہو سکا۔ بادشاہ نے لکھا تھا کہ پورا حال پھر لکھوں گا۔ دوسرے دن وزیر پھر وہیں آیا اور اس نانبائی کا انتظار کرنے لگا۔

بادشاہ نے دوسرا رومال نہایت اطمینان سے بنایا اور پورا پتہ لکھ دیا۔ اور تاکید کر دی کہ "فوراً آ کر نکالو، ورنہ نانبائی ذبح کر ڈالے گا"۔ اِدھر نانبائی بھی بہت خوش تھا کہ خوب اچھا آدمی ملا ہے۔ خوشی خوشی دوسرا رومال لینے کے لئے گیا۔ بادشاہ نے کہا اس کو ایک ہزار پر دینا۔ نانبائی رومال لے کر وہیں گیا۔ وزیر نے نانبائی کو دیکھتے ہی پوچھا۔ رومال کی کیا قیمت ہے۔ نانبائی نے کہا ایک ہزار روپیہ۔ وزیر نے ایک ہزار روپیہ دے کر رومال خرید لیا۔ اور اُس کو کھول کر پڑھا اور تمام حال سے واقف ہو کر گھر واپس آیا اور ملکہ سے کہا۔ ملکہ نے فوراً (باقی صفحہ ۱۱ پر)

صبح کا وقت

وقتِ سحر ہے کیسا سُہانا
لب پہ ہے ہر طائر کے ترانا

کلیاں بھی کیا خُوب کِھلی ہیں
خوشبوئیں بھی پھیلی ہوئی ہیں

پھُولوں میں تتلی گھوم رہی ہے
پھُولوں کا مُنہ چُوم رہی ہے۔

تن کے کھڑے ہیں لمبے پودے
کتنے بڑے ہیں لمبے پودے

پنچھی خوشی میں گاتے ہیں نغمے
شاخوں سے برساتے ہیں نغمے

چلتی ہیں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں
دِل کو لُبھانے والی ہوائیں

آؤ چلو ہم باغ کو جائیں
باغ میں جاکر دُھوم مچائیں

رضیہ ظفر نئی دہلی

آج نقد کل اُدھار

ایک پادری صاحب نے گرجا جانے سے پیشتر اپنے ملازم کو بُلا کر کہا کہ آج داؤد قصّاب کے پاس جاکر میرے لئے ایک سیر بکرے کا اچھا گوشت اُدھار لے آنا۔ اور خود گرجا میں جاکر وعظ اور لوگوں کو عمدہ نصیحتیں سُنانے میں مشغول ہوگئے۔

دوران وعظ میں اُنھوں نے حضرت سلیمانؑ اور داؤد علیہ السّلام (دو مشہور پیغمبروں) کا ذکر کیا۔ اور سامعین کو متاثر کرنے کے لئے ایک جگہ اپنی آواز کو زور دار بناتے ہوئے دو تین مرتبہ گرج کر کہا:-

"میرے بھائیو! ...... اب دیکھنا یہ ہے کہ داؤد نے کیا جواب دیا...... ...... ارے داؤد نے کیا جواب دیا؟"——

عین اُسی موقع پر پادری صاحب کا ملازم گرجا میں داخل ہورہا تھا۔ اور وہ سمجھا کہ مالک مجھ سے داؤد قصّاب کے متعلق دریافت کررہے ہے۔ چلّا اُٹھا۔ "جناب داؤد کہتا ہے" آج نقد کل اُدھار" جب تک پادری صاحب دام نہیں بھیجیں گے۔ گوشت نہیں ملے گا"۔

(ماخوذ از فارسی) حلیمہ زیب پشاور

تیمار داری اور عیادت

تیمار داری اور عیادت ہمارے رسول مقبولؐ کے نزدیک بہت ہی محبوب خدمت تھی۔ آپ غریبوں کی تیمار داری کرنا انسانیت کا فرض سمجھتے تھے۔ اور عیادت کو جاکر مریض سے تسلی اور تشفی کی باتیں کرنا، اُن کا دِل بہلانا اور ہر ممکن امداد پہنچانا بہت نیک قرار دیتے تھے۔ اگرچہ آج بھی ہم ظاہر میں اپنے رسولؐ کے پاک ارشاد پر جہاں تک ہوسکتا ہے عمل کرتے ہیں۔ لیکن درصل اس کا مقصد عین غلط اور اس کی حقیقت بے معنی سی رہ گئی ہے۔ تیمارداری ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اس میں ایک ایسے شخص کی زندگی کی باگ ڈور تیمار دار کے ہاتھ میں دے دی جاتی ہے جو مجبور ہے اور جس کے بیماری کی تکالیف سے حواس ٹھکانے نہیں ہیں اور بے لبس ہو رہا ہے۔

اسے نیک وبد کی چنداں تمیز نہیں رہی۔ اور اپنے نگہبان کا ہر طرح سے محتاج ہے۔ اب اس نگہبان یا تیماردار کا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیئے کہ طبیب کے حکم پر چلے اور جہاں تک ہو سکے مریض کے آرام اور اس کے دِل بہلانے میں کوشاں رہے بیماری سے انسان اس قدر بے کار ہو جاتا ہے کہ خواہ وہ کیسا ہی لائق اور بڑا سمجھدار ہو اس کی عقل مرض کی تکلیف سے بے کار ہو جاتی ہے۔ اس حالت میں اگر اس کی دل جوئی مد نظر رکھتے ہوئے آپ اس کی ہر فرمائش پوری کرنے لگیں یا اس کی دلشکنی اور رنجیدگی کے خوف سے طبیب کی ہدایت کا خیال نہ رکھیں تو مریض کا شفایاب ہونا بہت دشوار بلکہ بعض اوقات ناممکن ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر مریض کی حالت پر رحم کرنے کے بجائے اس کی ہر خواہش کو ٹھکرا دیں۔ اور اس کے ساتھ تلخی سے پیش آئیں جب بھی روحانی اذیتوں سے اس کا زندہ بچنا دشوار ہو جائے گا۔ ایسی حالت میں لائق تیماردار کا یہ فرض ہے کہ مریض کی ہر خواہش کو نہایت ہمدردی سے سُنے اور کوئی ایسی بات نہ کرے جس کا مریض پر بُرا اثر ہو۔

اکثر بہنوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ مریض کو ڈاکٹر یا گھر کے لوگوں سے چُھپا چُھپا کر اس کی خواہش کے مطابق یا اگر مریض ناسمجھ بچّہ ہے تو اُس کی ضد پوری کرنے کو وہ ایسی بدپرہیزی کروا دیتی ہیں جس کی سخت ممانعت ہوتی ہے۔ پھر نتیجہ جب اُلٹا دیکھتی ہیں تو ڈاکٹر کے سر سارا الزام تھوپ دیتی ہیں کہ اس نے ٹھیک دوا نہ دی قسمت کو الزام دیا جاتا اور کہا جاتا ہے کہ تقدیر میں اللہ میاں نے یوں ہی لکھا تھا!۔

تیماردار کو ہر حالت میں اپنے ہوش وحواس ٹھیک رکھنا بہت ضروری ہے۔ اکثر اوقات دیکھا گیا ہے کہ مریض کی بے چینی یا مرض کی شدّت دیکھ کر ان کے حواس جاتے رہتے ہیں اور کچھ کا کچھ کر گذرتے ہیں جس سے نازک موقعوں پر سخت نقصان اُٹھانے پڑتے ہیں۔ دوسرے حد درجہ پریشان ہو جانے سے اور

بھی خیالات پریشان ہو جاتے ہیں اور یہ بات مریض
کے حق میں بہت مضر ثابت ہوتی ہے

سخت بیماری کی حالت میں جس وقت مریض
کی حالت نازک ہو رہی ہو اُس کی ہر کیفیت لکھنی
چاہیئے اور ایک چارٹ (Chart) نقشہ ایسا تیار
کیا جائے کہ تاریخ وار اس میں مریض کی کل حالت
لکھی جائے۔ مثلاً فلاں فلاں وقتوں میں ٹمپریچر لیا
گیا۔ اس کے بعد اتنی غذا فلاں فلاں وقت اتنی
مقداریں دی گئی۔ فلاں۔ فلاں وقت مریض کے
پیشاب پاخانہ ہوا۔ فلاں وقت مریض اتنی دیر سویا
فلاں وقت بے چینی رہی۔ غرض اگر یہ ساری کیفیت
سلسلہ وار لکھ کر رکھ لی جائے تو طبیب اور تیماردار کو
بخوبی اس کی حالت کا اندازہ رہے گا۔

یہ قاعدے کی بات ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو تو لوگ
عیادت کو ضرور آئیں گے۔ دوست عزیز سب ہی اس
سنتِ نبوی کی پیروی کو ضرور سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کو
مریض سے کوئی ہمدردی نہیں ہوتی۔ بعض اوقات
عیادت کرنے والے بھیڑ کرنے اور تیمارداروں کو پریشان
کرنے کے سوا اور کوئی فائدہ یا آرام نہیں پہنچاتے ہم ہندوستانیوں
میں مریض کی حالت پر رائے زنی کرنے اور ہر مرض کے
لئے دوا تجویز کر دینے کی بُری عادت ہے۔ خاص کر عورتیں
اس بارے میں بے حد مشتاق نظر آتی ہیں۔ خواہ کیسا ہی
سخت مرض کیوں نہ ہو۔ وہ جھٹ ایک دوا بتا دیں گی۔
اور بڑے ٹھاٹھ سے دو چار مثالیں ایسی پیش کر دیں
گی گویا یہ اِن کا بڑا آزمودہ نسخہ ہے۔ اس طرح اگر تیماردار
کچی عقل کے ہوئے تو اس قسم کی اُلٹی پلٹی تدبیریں کرکے
مریض کی حالت کو بدتر بنا دیتے ہیں۔ عیادت کو جانا
بہت اچھی بات ہے۔ اس سے مریض کی طبیعت بھی
کچھ دیر کو بہل جاتی ہے اور تیماردار کو بھی ڈھارس
بندھتی ہے۔ لیکن عیادت کے معنی یہ ہونا چاہئیں کہ
مریض کی دلچسپی کا سامان مہیا کیا جائے اُس کو آرام
پہنچایا جائے۔ اگر آپ کو کوئی بات مریض کے حق میں
مفید معلوم ہو تو تذکرۃً اُس کو تیماردار کے سامنے بیان
کرنے میں چنداں ہرج نہیں مگر اس کو پایۂ ثبوت تک
پہنچانے کے لئے جھوٹے تجربوں کا ذکر کرکے ہرگز غلط
فہمی میں نہ ڈالنا چاہیئے۔ کیونکہ دُنیا میں ایسے بے شمار
مرض ہیں جن کی ظاہری کیفیت بعض اوقات یکساں
معلوم ہوتی ہے مگر اُس کی جانچ بالکل جُدا گانہ ہوتی
ہے۔ اس پر اُلٹی پلٹی تدبیریں سوائے تکلیف کو بڑھانے
کے اور کوئی فائدہ نہیں پہنچاتیں۔

ایک بیوی کو اس طرح دوا بتانے کی عادت تھی
اتفاق سے ان کے واقف کاروں میں ایک ننھے بچّے کو
دست آ رہے تھے بہتیری تدبیریں اور علاج ہوئے
کوئی فائدہ نہ ہوا۔ کیونکہ مرض تو دراصل گائے کے
دُودھ کی خرابی تھی جس سے اس معصوم کو اِن فین ٹائل
لیور (Infantile liver) بچّوں کے کلیجہ بڑھ جانے
کی بیماری ہو گئی تھی اور ڈائریا (دست) کی مستقل
بیماری ہو چکی تھی۔ آپ نے بچّے کی ماں کو دُودھ میں چُونے
کا پانی اور بابر نگ پکا کر پلانے کی تاکید کی اور بتایا کہ
دُودھ چونکہ ہضم نہیں ہوتا اس لئے دست آتے ہیں اور

بعض اوقات نفخ (پیٹ کے پھولنے کی بیماری) ہوکر پیٹ میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے بچہ بے چین رہتا ہے۔ اے بی! تم دے کر تو دیکھو۔ میں نے اپنے بچوں پر خوب آزمایا ہے۔

شامت کی ماری ماں تو ڈاکٹروں کی تدبیریں برتتے برتتے پریشان تھی۔ فوراً اس پر کاربند ہو گئی لیکن اب یہ سوال تھا کہ چونے کا پانی منگوائیں کیونکر۔ بچے کے ابا تو ڈاکٹر سے مشورہ کئے بغیر ہرگز نہیں لائیں گے۔ اس پر طبیب بیگم صاحبہ نے کہا "اوئی پان کھاتی ہو کہ نہیں۔ بس اسی چونے کے کونڈے میں جو نتھرا ہوا صاف پانی ہوتا ہے وہی چمچی بھر کر دودھ میں ڈال دیا کرو۔ ناتجربہ کار ماں نے چند بار اسی پر عمل کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چونے کی تیزی سے انتڑیوں میں جو پہلے ہی ڈائریا (دست) کی وجہ سے زخمی ہو رہی تھیں زیادہ زخم ہو گئے۔ دستوں میں خون آنے لگا۔ اور بچہ چند روز میں تمام ہو گیا۔

لائم واٹر (چونے کا پانی) ہمیشہ اسپتال سے منگوا کر دیتے ہیں لیکن انہوں نے ایسی اصلاح دی کہ بچے کی جان ہی گئی۔

بعض عورتوں کی یہ بھی عادت ہوتی ہے کہ عیادت کو جاکر اپنے مطلب کے موافق تیمارداروں سے جبراً ایسے کام کراتی ہیں جن کا حکم نہ ڈاکٹر نے دے رکھا ہے اور نہ انہیں تیماردار ہی مفید سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کی زبردستی اور خاطر سے وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔ اگر فائدہ ہوا تو خیر ورنہ تمام عمر کے لئے یہ بات دلوں پر نقش ہو جاتی ہے کہ فلاں شخص نے ہم سے دوستی کے پردہ میں دشمنی کی۔

تیماردار اور بیمار کو جہاں تک ہو سکے تشفی دے کر ہمت دلانا چاہیئے۔ اکثر اوقات دیکھا گیا کہ بیویاں بے سمجھے بوجھے مریض اور تیماردار کے سامنے چند رنج سے بھرے ہوئے واقعات جو اس مرض کی بدولت یا کسی دوسرے مرض سے ظاہر ہوئے ہیں۔ بڑی ہمدردی سے بیان کر دیا کرتی ہیں۔ لیکن یہ ذرا نہیں سوچتیں کہ اس کا اثر بیمار اور تیماردار دونوں کے دلوں پر کیا ہوگا۔

مریض کے روبرو جہاں تک ہو سکے فضول باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور ایسی باتوں کا تذکرہ ہونا چاہیئے جس میں اس کو دلچسپی ہو۔ یہ کوئی ہمدردی نہیں کہ آپ مریض کے پاس جاکر اپنی باتوں سے اسے اور پریشان کر دیں۔

سید محمد عباس۔ نرسنگھ پور

بقیہ ص۔ کا

وزیر کو سپاہیوں کے روانہ کیا وزیر نے جاکر پہلے تو نانبائی کو گرفتار کیا اور غار کو ڈھونڈ کر اس میں سے بادشاہ کو نکالا۔ اور گھر لے گیا۔ بادشاہ نے نانبائی کو شکاری کتوں کا شکار بنایا۔ اور اس طرح عقلمندبیوی کے طفیل ہنرمند ہونے کی وجہ سے بادشاہ کی جان بچ گئی۔ ریاض زہرا بیگم

سچّی کہانی

ہجرت سے پہلے مسلمانوں پر کافر بہت ظلم کیا کرتے تھے۔ عرب کا سارا ملک مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ مسلمان ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مریں۔ بھوکے پیاسے ختم ہو جائیں۔ یہی ہر کافر چاہتا تھا۔ مسلمانوں کو دیکھ کر کافر لوگ گالیاں دیتے۔ اُن کے اُوپر اپنے گھر کی گندگی ڈال دیتے۔ اینٹیں مارتے، پتھر پھینکتے۔

غرض مسلمانوں کا جینا تنگ کر رکھا تھا۔ ہر کافر یہی چاہتا کہ میں مسلمانوں کو زیادہ ستاؤں۔ اِن ہی ستانے والوں میں ایک شخص حارث بن قیس بھی تھا۔ روز نئی نئی ترکیبیں مسلمانوں کو پریشان کرنے کی سوچا کرتا حد ہوگئی کہ اس نے کئی بار رسول اکرم کے قتل کی ناکام کوشش کی۔ مگر حارث کی بیٹی عاصمہ چوری چھپے اسلام لے آئی تھی اور باپ و چچا کے ڈر سے چھپ چھپ کر عورتوں کو اسلام کی طرف بُلاتی تھیں۔ عاصمہ بہت قابل اور خوبصورت تھیں اپنی خوبصورتی کے لئے وہ دُور دُور تک مشہور تھیں۔ قابلیت میں اپنے قبیلے کی قابل عورتوں میں گنی جاتی تھیں۔ بدی کا پُتلا حارث عاصمہ کی نیک عادتوں ہی کا بُرا مانتا تھا اور آپ کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آتا تھا۔ مگر عاصمہ سب برداشت کر رہی تھیں۔ کیونکہ آقاؤں کے آقا حضرت محمد صلعم مکہ ہی میں موجود تھے۔ مگر مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی سختیوں سے آپ کو ہجرت کا حکم مل گیا۔ آپ مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے

عاصمہ کو بہت افسوس ہوا۔ اِنہوں نے بھی عہد کر لیا کہ موقع ملتے ہی اپنے آقا سے جا ملوں گی۔ اپنے اس ارادہ کو اپنی بہن پر ظاہر کیا اور اُس سے بھی مسلمان ہونے کے لئے کہا مگر وہ [illegible] مانی۔ عاصمہ کی اللہ نے مدد کی۔ ایک دن ان کا گھر بھر ایک دوسرے قبیلے کی دعوت میں گیا تھا مگر یہ کوئی بہانہ کر کے رُک گئیں جب کافی سناٹا چھا گیا تو آپ گھر سے نکل گئیں۔ عرب کی خوفناک اندھیری رات چاروں طرف سناٹا ہی سناٹا تھا۔ مگر آپ کو ذرا بھی ڈر نہ معلوم ہوا۔ جب رات کو حارث واپس آیا اور آپ کو نہ پایا تو اس نے اِدھر اُدھر دریافت کیا۔ آپ کی بہن سے اسے معلوم ہوا کہ آپ اپنے آقا کے قدم چُومنے کی غرض سے بھاگ نکلیں۔ حارث غُصّہ میں کانپ گیا۔ فوراً آپ کا پیچھا کیا۔ آخر رات کے اندھیرے ہی میں آپ کو پکڑ لیا۔ گھسیٹتا ہوا گھر لایا اور ایک اندھیری کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ عاصمہ پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ باپ اور چچا کی نئی نئی سوچی ہوئی مصیبتیں روزانہ عاصمہ پر پڑنے لگیں۔ سارے مکہ ہی میں نہیں بلکہ مدینہ میں بھی عاصمہ پر جو کچھ بیت رہی تھی سب کو خبر تھی۔ مگر عاصمہ صبر کر رہی تھیں اور خدا سے دعا مانگتی تھی کہ جلد میرے آقا سے ملا دے۔

کچھ ہی دن ہوئے مکہ میں ایک عامر بن سہیل کے نام کا ایک بڑا بھاری سوداگر شام سے آیا جو غریبوں کا بہت

ہمدرد اور ہر ایک کی مدد کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ایک دن اتفاقاً حارث بھی اس سوداگر کے پاس گیا تھوڑی ہی دیر میں وہ سوداگر کی ملنساری اور انکسار کا دم بھرنے لگا۔ عامر بن سہیل نے حارث کی بہت ہی خاطر کی۔ کھانا بھی کھلایا۔ جب حارث چلنے لگے تو اس نے کہا کہ " سوداگر صاحب آپ روپیہ بہت بے دردی سے اُٹھاتے ہیں۔ ایک تاجر کو روپیہ سے محبت کرنی چاہیئے"۔ عامر بن سہیل نے جواب دیا۔ "قبلہ اتنا کچھ خرچ کرنے پر بھی میرا دل اندر ہی اندر رنجیدہ رہتا ہے"۔ حارث نے کہا۔ " آپ کو کون سا ایسا غم ہے جو اندر ہی اندر گھلا ڈالتا ہے مجھ کو بتایئے شاید میں آپ کی کچھ خدمت کرسکوں" عامر بن سہیل نے کہا " میں بہت دنوں سے اسی طرح اِدھر اُدھر جاتا ہوں۔ مگر کوئی اچھی بیوی نہیں ملتی جس کی ساتھ شادی کرکے اپنا غم دُور کرسکوں"۔ حارث نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ " میری ایک لڑکی ہے اگر تم منظور کرو تو میں تمہیں اپنا داماد بنانا فخر سمجھوں گا"۔ عامر بن سہیل نے کہا" قبلہ مجھے منظور ہے۔ میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں کہ آپ نے میرا غم دُور کردیا"۔

اُسی دن شام کو عامر بن سہیل کی شادی عاصمہ سے ہوگئی عاصمہ کا خیال تھا کہ وہ کسی مسلمان سے شادی کرے گی مگر اس کے ارمان مٹی میں مل گئے۔ شادی ہوئے کئی روز گذر گئے۔ مگر عامر بن سہیل نے عاصمہ سے بالکل بات چیت ہی نہ کی۔ عاصمہ سمجھ رہی تھی کہ میرے مسلمان ہونے کی وجہ سے شوہر مجھ سے نہیں بولتے کافی دن گذرنے کے بعد عامر بن سہیل عاصمہ کو ساتھ لے کر اپنے وطن شام جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ کئی منزلیں طے کرنے کے بعد آبادی ملی عاصمہ کے تعجب کی انتہا نہ رہی جب وہ بجائے شام کے اپنے آقا کے مدینہ میں پہنچ گئی تھیں انہوں نے اپنے شوہر عامر بن سہیل سے پوچھا "کیا یہ مدینہ ہے؟" عامر بن سہیل نے کہا "ہاں یہ مدینہ ہے" "مگر ہم تو شام جانے کے لئے مکہ سے چلے تھے"؟ اس کا عامر بن سہیل نے جواب دیا اور باتوں میں ٹال گئے"۔

مدینہ میں رہتے ہوئے بھی کئی دن گذر گئے مگر عامر بن سہیل عاصمہ سے اچھی طرح نہ بولے عاصمہ کو بہت افسوس تھا۔ انہوں نے پوچھا "آپ مجھ سے اچھی طرح کیوں نہیں بولتے" عامر بن سہیل نے ہنس کر جواب دیا" عاصمہ اس کا جواب میں شام کو دوں گا" شام ہوئی عاصمہ کو لے کر عامر بن سہیل دربار نبوی میں پہنچے۔ رسول اکرم کی اجازت سے عامر بن سہیل نے کہنا شروع کیا۔

" آقاؤں کے آقا! عاصمہ میری بیوی نہیں ہیں ان کو مجھ سے شکایت ہے کہ میں ان کا خیال نہیں کرتا" عاصمہ نے گھبرا کر سہیل کی طرف دیکھا حضور اکرم نے فرمایا "شامی سوداگر صاف صاف کہو کیا معاملہ ہے" عامر بن سہیل نے پھر کہنا شروع کیا۔ "میرے آقا میں مرد نہیں ہوں بلکہ حضور کی ادنیٰ کنیز ہوں میرا نام نفیسہ ہے مدینہ کے مشہور سردار رافع بن مالک کی بیٹی ہوں جب میں نے سُنا کہ عاصمہ اسلام کی خاطر بڑی بڑی مصیبتیں جھیل رہی ہے تو مجھ سے نہ رہا گیا مجبوراً میں نے شامی سوداگر کا بھیس بدلا اور مکہ جاکر عاصمہ کو قید سے چھڑایا ان سے شادی کی اور حضور کے قدموں میں لا ڈالا"۔ یہ کہہ کر سہیل نے اپنا عمامہ اُتار ڈالا بال بکھر گئے۔ اور اب وہ عاصمہ کا شوہر نہیں بلکہ عاصمہ کی سہیلی نفیسہ تھی۔ حضور پر اس واقعہ سے بہت اثر ہوا۔ آپ نے نفیسہ کو شاباشی دی اور خوش ہوکر نفیسہ کی شادی ایک نیک صحابی سے کردی۔ عاصمہ نے زندگی بھر شادی ہی نہ کی انہوں نے اپنی زندگی دیہاتوں میں گذاری اور دیہاتیوں کو اسلام کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔

شفاعت سندیلوی

ڈاک کے ٹکٹ کا حاشیہ

آپ نے ڈاک کے ٹکٹوں کو دیکھا ہوگا۔ اُن کے کنارے صاف نہیں ہوتے۔ اگر آپ چھ۔ ایک۔ ایک پیسے والے ٹکٹ خریدیں تو دیکھیں گے یہ سب جُڑے ہوئے ہیں۔ پھاڑنے کے لئے گول اور باریک سوراخ ہوتے ہیں۔
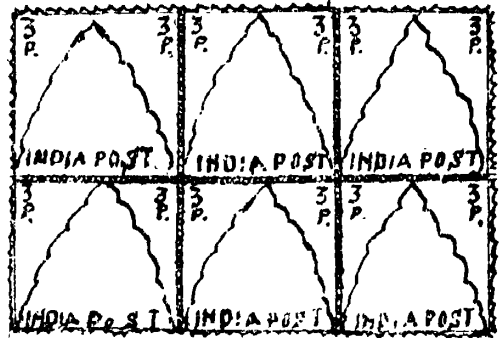
سب ٹکٹ علیحدہ علیحدہ کرلیں تو یہ سوراخ بیچ میں سے کٹ کر الگ ہو جاتے ہیں۔

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ان سوراخوں سے کیا فائدہ ہے۔ سُنئے۔ اِن ٹکٹوں کے بڑے بڑے تختے چھپتے ہیں اگر یہ سوراخ نہ ہوں تو اِن کا شمار کرنا اور ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرنا دُشوار ہو جائے۔ جب پہلے پہل ٹکٹوں کا رواج ہوا تو یہ سوراخ نہیں ہوتے تھے۔ اِس طرح لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

ایک صاحب جن کا نام آرچرڈ تھا۔ ٹکٹ بہت استعمال کرتے تھے۔ اُن کو سوراخ نہ ہونے کی وجہ سے بہت تکلیف معلوم ہوئی۔ چنانچہ اُنہوں نے ایک مشین بنا کر ٹکٹوں کے حاشیہ پر اس طرح سوراخ کر لئے۔ اس سے اُن کو بہت سہولت معلوم ہوئی۔ تو اُنہوں نے اس مشین کو پیٹنٹ کرا لیا۔

یہ طریقہ بہت مقبول ہوا۔ یہاں تک کہ گورنمنٹ کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور طے پایا کہ اس طریقہ کو عام کیا جائے۔ اور گورنمنٹ نے اس پیٹنٹ مشین کو ۱۸۵۳ء میں چار ہزار پونڈ یعنی چھپن ہزار روپے میں خرید لیا۔

اس کے بعد گورنمنٹ نے ایسے ٹکٹ بنانا شروع کئے جن کے حاشیہ پر سوراخ تھے۔ اور یہی ٹکٹ ہیں جو آج کل ہم سب استعمال کرتے ہیں۔

سلطان احمد متھرا

انگارے

خالد مدرسہ سے دوڑتا ہوا گھر میں داخل ہوا اور ابا میاں سے کہنے لگا کہ نزہت مدرسہ میں سب سے بُرا لڑکا ہے۔

ابا میاں نے جواب دیا "جی تو فرمائیے معاملہ کیا ہے؟"

"وہ تو بہت ہی ذلیل ہے۔ ہمیشہ مجھے گالیاں دیتا رہتا ہے اور جو کام میں کرتا ہوں اُسے بُرا بتاتا ہے۔ اور دوسرے لڑکوں کو میرے خلاف اُکساتا ہے۔ چغل خور بھی تو بہت ہے۔"

"چھی۔ چھی۔ چھی" ابا میاں نے منہ بنا کر کہا:۔
"اتنا بُرا لڑکا تو وہ کبھی نہیں ہو سکتا"

"اجی وہ تو اس سے بھی بُرا ہے اور اب میں زیادہ برداشت نہیں کر سکتا۔ اگرچہ وہ مجھ سے بڑا ہے۔ تاہم میں اُس سے لڑوں گا۔"

ابا میاں نے مسکرا کر کہا "یہ تو واقعی بڑی عجیب بات ہے۔ مجھے بھی بتا دینا کہ تمہاری لڑائی کب ہوگی۔ تاکہ میں اُس بیچارے کے ٹکڑے اٹھانے کے لئے آجاؤں۔"

"اجی میں تو اُس کے ٹکڑے بھی نہ چھوڑوں گا" خالد نے ذرا جوش میں آکر جواب دیا۔

"تو کیا لڑائی کے بعد تم اُسے نگل جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟" اس پر خالد کو بے اختیار ہنسی آگئی۔

ابا میاں نے کہا "نزہت سے بدلہ لینے کا میں تمہیں ایک بڑا اچھا طریقہ بتا سکتا ہوں۔"

خالد چلایا "بتائیے"

"کیا تم اُس کے سر پر انگارے رکھنے سے خوش ہو گے؟"

"بہت زیادہ"

"اچھا تو میں تمہیں نسخہ لائے دیتا ہوں تم اُس پر عمل کر لینا۔"

یہ کہہ کر ابا میاں اپنے پڑھنے کے کمرے میں گئے اور ایک کتاب لے کر واپس آ گئے۔

"لو یہ ہے۔ سنئے خالد صاحب۔ اگر آپ کا دشمن بھوکا ہو تو اُسے کھانا کھلاؤ۔ اگر وہ پیاسا ہو تو اُسے پانی پلاؤ۔ اس طرح سے تم اُس کے سر پر جلتے انگارے رکھ سکو گے" (قرآن شریف)

خالد نے کہا "نہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے اُس سے لڑنا ہی ہوگا۔"

ابا میاں نے کہا "لیکن یہ زیادہ اچھا ہے اگر تم اُس سے لڑو گے تو اُسے زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکو گے لیکن اس نسخہ پر عمل کر کے تو تم اُس پر جلتے ہوئے انگارے رکھ سکو گے اور اس طرح سے وہ جل کر راکھ ہو جائے گا۔"

"سزا تو بہت اچھی ہے لیکن میں یہ طریقہ پسند نہیں کر سکتا" خالد نے کہا۔

"ارے میاں اسے آزما کر تو دیکھو۔ آزمانے میں کیا حرج ہے؟" ابا میاں نے کہا۔

اچھا میں اس کے متعلق سوچوں گا"
خالد نے کافی سوچ بچار کیا اور زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ نسخہ کے استعمال کا موقعہ ہاتھ آ گیا
اتفاق کی بات کہ اگلی صبح ہی مدرسہ جاتے ہوئے نزہت سے اس کی ملاقات ہو گئی۔
نزہت نے کہا "عجیب قسمت ہے۔ آج صبح دیر سے اٹھا۔ ناشتہ نہ مل سکا"
خالد نے نرمی سے کہا۔" تو تم نے آج ناشتہ ہی نہ کیا۔ پھر تو ضرور بھوکے ہو گے۔ میرا خیال ہے تم میرا دوپہر کا کھانا ابھی ابھی کھا لو۔ میں نے تو آج ویسے بھی ڈٹ کر ناشتہ کیا ہے۔ لو یہ سفری۔ ابھی کھا لو"
نزہت نے پہلے خالد کو دیکھا اور پھر بھرت کی سفری کو۔ اور پھر کہا۔
"تم مجھے بنا رہے ہو۔ یا واقعی یہی چاہتے ہو جو کہتے ہو"
"یار کھا بھی لو۔ میں مذاق نہیں کر رہا۔ اچھا کیا تم میرے دوست نہیں ہو"
"مہربانی۔ شکریہ" نزہت نے کہا اور سفری کھول کر کھانا شروع کر دیا۔
"تھوڑا سا تم بھی تو لو خالد ورنہ تمام دن بھوکے رہو گے"
خالد نے ایک سموسہ لیا اور دونوں مدرسہ کا راستہ ناپنے لگے۔
کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد نزہت نے کہا۔"آج گرمی بہت ہے۔ کاش کچھ ٹھنڈا پانی مل سکتا"
"پیاس تو مجھے بھی لگ رہی ہے" خالد نے کہا۔
آؤ دیکھیں یہاں قریب کوئی دوکان ہے؟"
"وہ سامنے نیبو پانی والے کی دوکان ہے تو سہی۔ لیکن اس وقت میرے پاس تو ایک پیسہ بھی نہیں"
"اوہ میرے پاس دو آنے ہیں۔ آؤ چلیں اور ایک ایک گلاس پئیں۔
"لیکن میں تمہارے پیسے خرچ کرانا نہیں چاہتا۔ آؤ چلیں مدرسہ چلیں"
"اس کا فکر نہ کرو۔ آؤ چلو۔ بڑا مزے دار ہوتا ہے"
دونوں دوکان میں داخل ہوئے اور ایک ایک گلاس نیبو پانی پی کر مدرسہ چل دیئے۔
شام کو ابا میاں گھر پر انتظار کر رہے تھے پوچھنے لگے۔" بھئی خالد۔ لڑائی کیسی رہی؟ میرا خیال ہے تم جیت گئے"
"جی ہاں" خالد نے جواب دیا" میں نے اسے بالکل ملا دیا" "کس طرح" ابا میاں نے پوچھا۔
"اوہ بالکل آپ کے طریقہ سے میں نے اسے اپنا کھانا کھلا دیا۔ نیبو پانی پلایا اور وہ بالکل ہی تو بدل گیا
آج تمام دن وہ بہت بدلا ہوا رہا۔ دن بھر ہم دونوں اس طرح رہے جس طرح بہت پرانے دوست رہتے ہیں۔
"بہت خوب شاباش خالد" ابا میاں نے کہا" میں سمجھتا ہوں تم تمام لڑائیاں اسی طرح جیت لو گے۔"

فرحت زہرہ قریشی گوڑگانوہ

میرے بہن بھائی

بھائی جان یہ بہت شریف اور نیک دل ہیں۔ باہر تو شریف ہیں لیکن گھر میں بہت شریر ہیں۔ لائق بہت ہیں۔ پندرہ سال کی عمر ہے اور ایف۔ اے میں تعلیم پا رہے ہیں۔ اور دسویں سے تیس روپیہ وظیفہ بھی لے رہے ہیں۔ اپنے ضلع میں اوّل آئے تھے۔ جس پر سونے کا میڈل انعام میں ملا۔ کالج میں تعلیم پا رہے ہیں لیکن مغربی فیشن کو جانتے ہی نہیں کہ کیا بلا ہے۔ البتہ سینما اتوار کے روز ضرور جاتے ہیں۔ اور چھوٹے بھائی کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں۔

بھیّا یہ بہت ضدّی ہیں اور نانا جان کے بہت لاڈلے ہیں۔ لائق یہ بھی بہت ہیں چوتھی سے وظیفہ لیتے آئے ہیں۔ گیارہ سال کی عمر ہے۔ لیکن شکل سے سات برس کے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ کمزور بہت ہیں۔ خوبصورت اتنے کہ غیروں تک کو پیار آتا ہے۔

سعیدہ یہ ہم تین بھائی بہنوں سے چھوٹی ہیں۔ لیکن ہم سے لڑائی ایسی کرتی ہیں جیسی ہماری افسر ہیں۔ رنگ ذرا کالا ہے اس لئے کسی اور کو بھی کالا کہنے سے چڑتی ہیں۔ کھیلنے اور باہر سیر کرنے کا بہت شوق ہے لیکن پڑھائی میں ہوشیار ہیں۔ تیسری میں پڑھتی ہیں۔ لیکن میرے خیال میں رعایتی پاس ہوتی ہیں۔ کیونکہ جغرافیہ کو گجرافیہ کہتی ہیں۔

ننّھا یہ سب سے خوبصورت اور سب سے چھوٹے ہیں۔ کُل ساڑھے پانچ سال کی عمر میں بانچویں میں تعلیم پا رہے ہیں۔ پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ ماسٹر کے آنے سے دو گھنٹہ پہلے ہی تیّاری کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ شریر بہت ہیں۔ میری سہیلیوں میں، نسیمہ لڑکی ان کی بہن بنی ہوئی ہے۔ جس سے اتنی محبّت ہے گویا ان کی سگی بہن ہے۔ دوست پاپا سے بھی بڑے بڑے ہیں۔ جو محض چاکلیٹ اور مٹھائی کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ پاپا سے بہت محبّت ہے۔ اگر ان کے پاس دو مہینے بھی رہیں تو ممّی کو بھول کر بھی یاد نہیں کرتے۔ مجھ سے بہت محبّت ہے۔

ثریّا پروین

بقیہ صفحہ ۱۹ کا

اور تقریباً بارہ ساڑھے بارہ بجے تک پڑھتے پڑھتے سو جاتی ہوں۔

لیکن جس زمانہ میں علی گڈھ والے بھیّا آجاتے ہیں اور گھر کے تمام بچّوں کی بھی چھٹیاں ہوتی ہیں تو میرا "روزانہ پروگرام" اس پروگرام سے بالکل مختلف ہوجاتا ہے۔ اِس کے متعلق بھی انشاءاللہ لکھ کر بھیجوں گی۔

سیدہ زہرا رضویہ
(اورنگ آباد دکن)

میرا خاندان

میرا خاندان حضرت بابا شیخ فرید "شکر گنج" رح
اولاد میں ہے۔ تین پھوپھیاں۔ دو پھوپا۔ دو خالائیں
ماموں اور ایک ماموں ہیں۔ بڑے پھوپا میاں
ر بڑے چچا کا انتقال ہوگیا۔ سب کے لڑکے لڑکیاں
ر تعلیم ہیں۔ میرے خاندان پر خدا کی بڑی مہربانی
ہے کہ دینی چرچا بہت ہے۔ میرے پر نانا میاں
ارا کے رہنے والے تھے بہت بزرگ اور اللہ والے
تھے۔ ہر سال عُرس منایا جاتا ہے۔ عموماً دس بارہ
سال کا بچہ نہایت پابندیٔ وقت سے اپنے فرائض
اسلامی انجام دیتا ہے۔ ہر نماز کے بعد وظیفہ وغیرہ
ضروری ہے۔ علاوہ فرض کے سنّتِ نبوی کے ادا
کرنے میں بھی نہایت مستعد نظر آتے ہیں۔ تعلیم بھی بی۔
اے۔ ایم۔ اے کے ساتھ عربی اور فارسی ضروری ہے۔ ہر
بچہ تھوڑی بہت شاعری بھی کرتا رہتا ہے۔ منجھلے
پھوپا میاں نہایت ہی کامیاب مصنّف و شاعر ہیں
چھوٹے پھوپا میاں قبلہ خلیفہ ہیں۔ زیادہ وقت
خلق خدا کی خدمت اور یادِ خدا میں گذارتے ہیں۔
وعظ بہت زوردار فرماتے ہیں۔
لڑکیاں گھر کے کاموں میں مستعد رہتی ہیں۔
سب ہنر مند تعلیم یافتہ اور ملنسار ہیں۔ فیشن کی بھی
دلدادہ ہیں لیکن نہ اس قدر کہ خاندان پر بار ہوں۔ آزادی
سے ہر جگہ آنا جانا ملنا جلنا مگر پردہ۔ اور اسلامی شان کو
ملحوظ رکھ کر۔ سب لڑکے لڑکیاں شکیل و جمیل ہیں۔
خاندان کے اور لوگ اپنی جائداد پر قابض
اور وطن میں سکونت پذیر ہیں۔
باوجود اس قدر دینی چرچے کے مجھ پر ذرا کم
اثر ہے۔ زیادہ وقت پڑھنے لکھنے اور گھر کے
کام دھندوں میں گذر جاتا ہے۔ جس کا احساس
مجھے خود ہے۔
بناتی بہنیں میرے حق میں دعا فرمائیں۔
آصفہ بیگم چشتی۔ ہمیر پور

میرا روزانہ پروگرام

صبح صادق کو ہمیشہ سے اُٹھا کرتا ہوں میں
اور نماز فجر کو فوراً ادا کرتا ہوں میں
مجھ کو جس اللہ نے بخشا ہے ذوق و شوقِ علم
بس اُسی اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں میں
چھ کے بجتے ہی پہنچ جاتا ہوں ریڈنگ رُوم میں
اور وہاں کچھ دیر تک انگلش رٹا کرتا ہوں میں
ناشتہ کو ہوتا ہوں تیار جب بجتے ہیں سات
اس لئے کھانے کے کمرے میں چلا جاتا ہوں میں
مدرسہ جاتا ہوں فوراً ناشتہ کرنے کے بعد
شام کو اسکول سے پھر لوٹ کر آتا ہوں میں
کھانا کھا کر دس بجے تک یاد کرتا ہوں سبق
نیند کے آتے ہی راشدؔ جلد سو جاتا ہوں میں
راشد حسن قادری آگرہ

میرا روزانہ پروگرام

صبح ساڑھے چھ بجے سو کر اُٹھتی ہوں۔ نماز پڑھنے کے بعد تمام گھر کو جگاتی ہوئی باورچی خانہ میں جاتی ہوں اور ناشتہ کا ضروری سامان دے کر اپنے کمرے میں آ کے کنگھی کرتی ہوں۔ اس کے بعد ناشتہ ہوا اور سب کو چائے بنا کر دی اور پان بنا کر باہر بھیجے۔ ملازموں کو ناشتہ دے کر کمرے میں آئی۔ کچھ بے ترتیب سامان ٹھیک کیا اور بڑے بھیّا کے کمرے میں گئی۔ ان کی تمام اشیا سلیقہ سے اپنی جگہ پر جمائیں۔ چھوکرے سے جھاڑو دلوائی۔ پھر دوپہر کے لئے ملازمہ کو سب سامان نکال کر دیا۔ اور ایک آدھ کسی قسم کا میٹھا پکایا ...... بس اس کے بعد کچھ رسالے اور لکھنے کا سامان لے کر بیٹھی۔ اتنے میں ڈاک آئی اور میرے نام کے جو خطوط آئے اُن کا جواب لکھا اور فوراً لیٹر بکس میں ڈلوا دیے ..... مگر روزانہ ایسا نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ اکثر تو سہیلیوں کے خطوط کا جواب مہینوں نہیں جاتا۔ ہاں تو پھر کچھ دیر بھابی صاحبہ کے کمرہ میں بیٹھی گپ شپ کرتی رہی اور گراموفون بجایا۔ اتنے میں کھانے کا وقت آ گیا۔ بڑے بھیّا کو آفس کھانا بھجوایا اور سب کے ساتھ کھانا کھایا۔ اس کے بعد بڑے بھیّا اور باجی، بچوں کے کپڑے سیتی ہوں لیکن روز نہیں کبھی کبھی۔ ورنہ کچھ اَور کام کرتی ہوں۔ مثلاً پُرانے عصمت اور تربیت النساء وغیرہ کے رسالے نکال کر پڑھنا اور قابل خواتین کے فوٹو نکال کر فریم کر کے اپنے کمرے میں لگانا، پیارے پیارے حسین بچوں کی تصویریں مختلف انگریزی رسالوں اور کتابوں سے کاٹ کر اُنہیں البم میں لگانا...... آج کل تو گرمی کے خوب لمبے چوڑے دن ہوتے ہیں نا؟ اس لئے تمام گھر دوپہر کو آرام سے سو جاتا ہے۔ مگر نہ معلوم کیوں مجھے کبھی دن میں نیند ہی نہیں آتی۔ یا یہ کہ میں خود سونا نہیں چاہتی غرض کہ اسی سٹر پٹر میں دوپہر کٹی اور نماز کا وقت آ گیا۔ مُنہ ہاتھ دھو کر نماز پڑھی اور کنگھی کرنے کے بعد چائے کے کمرے میں گئی ناشتہ اور شربت سب کو دے کر بڑے بھیّا کے بچوں کے کپڑے تبدیل کروا کر باہر بھیجتی ہوں اور میں بھابی صاحبہ کے ہمراہ کیرم بورڈ اور اسی قسم کے کھیل کھیلتی ہوں۔ مجھے اُچک پھاند، چیخ دھاڑ والے کھیلوں سے سخت نفرت ہے۔ چراغ جلنے سے پیشتر ہی کھیل ختم کر کے سب کے بچھونے چھوکرے سے کہہ کر بچھواتی ہوں۔ اور پھر وضو کر کے نماز پڑھتی ہوں۔ اکثر نماز میں دیر بھی ہو جاتی ہے مگر اُس وقت جبکہ کسی ضروری کام میں مصروف ہوتی ہوں۔ روز شام کو ریڈیو سُننے اپنی بڑی باجی کے پاس جاتی ہوں۔ جن کا بنگلہ ہمارے بنگلے کے بالکل مقابل میں ہے۔ بلکہ ایک ہی احاطہ میں ہے۔ اس کے بعد گیارہ بجے تک بڑی باجی اور بڑے بھیّا اور امّی جان باتیں کرتے رہتے ہیں اور میں کچھ اچھی کتابیں اور رسالے لے کر اپنے بستر پر دراز ہو جاتی ہوں۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ ہو)

ھنڈکلیا

کدو کے میٹھے کی ترکیب

بادام آدھی چھٹانک پستہ آدھی چھٹانک مکھو پا پاؤسیر۔ الائچی خورد ۳ ماشہ ۔ کیوڑہ ۱ ۲ ماشہ سوجی آدھ پاؤ۔

سوجی کو بھون لیجئے۔ بھون لینے کے بعد برتن میں نکال لیجئے اور میوہ اور شکر آدھ سیر اس میں شامل کر لیجئے۔ ایک کدو کو چھیل کر اس کے بیج نکال لیجئے اور اس کے چھلکے علیحدہ کر لیجئے اور اس کو ابال لیجئے۔ ابالنے کے بعد نچوڑ لیجئے۔ نچوڑنے کے بعد پاؤ سیر گھی کڑکڑا کر اس میں الائچیاں ڈال لیجئے اور نچوڑا ہوا کدو بھون لیجئے۔ اور شکر وغیرہ جتنی چیزیں آپ نے بنا رکھی ہیں وہ سب اس میں شامل کر لیجئے۔ اور اس کو خوب بھون کر اور کس کر اتار لیجئے۔ کدو کا میٹھا تیار ہے۔

بی بی خدیجہ سلطان

پپیتا

کچا پپیتا ۔ چینی ۔ کافور۔ ترکیب شروع میں کچے پپیتوں کو چھیل کر اندر کے بیج صاف کر کے نکال دیجئے۔ اور تیز چاقو سے آدھ انچ انداز لمبے ٹکڑوں کو باریک کتر لیجئے۔ بعدہٗ ایک پتیلی میں پانی چڑھا دیجئے۔ جب پانی کھولنے لگے ایک کپڑے میں پپیتا باندھ کر پانی میں ڈال کر ابالئے پانچ منٹ بعد اتار لیجئے۔ دوسری دیگچی میں چینی کا گاڑھا شیرہ بنائیے۔ پھر پپیتوں کو اس میں ڈال کر برابر ہلاتی رہیئے۔ جب شیرہ اس میں لپٹ کر گاڑھا ہو جائے اتار لیجئے۔ اسی وقت چٹکی بھر کافور اس پر چھڑک دیجئے۔ ٹھنڈا ہونے پر منہ بند بوتل میں بھر لیجئے۔ مہینوں تک کام آسکتا ہے۔

عظمت آرا حسین ہوگ

گلگلے

میدہ پاؤسیر۔ شکر سفید پاؤسیر۔ دھی چھٹانک۔ ترکیب۔ پہلے شکر کا قوام بنائیں۔ قوام گاڑھا ہونا چاہیئے۔ میدہ کو دہی میں ملا پانی سے گوندھا جائے۔ آٹا بہت نرم رکھا جائے کڑ میں گھی ڈال کر چولھے پر رکھیں گھی پکنے پر گلگلے بنا ڈالے جائیں۔ جب سرخ ہوں تو نکال کر قوام میں ڈالتی جائیں۔ سب پکنے پر نوش فرمائیں۔ بہت لذ ہوں گے۔

انڈوں کی کھیر

انڈے ۲ عدد ۔ دودھ پاؤ شکر حسب ضرورت۔

ترکیب۔ انڈوں کی زردی سفیدی الگ الگ نکال کر پھینٹ لیں۔ جھاگ ہونے پر دونوں کو ملا کر شکر ڈالے ہو کچے دودھ میں ملائیں۔ خوب ہلا کر دیگچی چولھے پر رکھ گاڑھا ہونے پر ٹھنڈا کر کے کیوڑہ چھڑک کر حسب منشا میوہ وغیرہ ڈال کر استعمال میں لائیں۔ بڑا لطف آئے گا۔

رشیدہ شیریں قاسمی دیوبند

عجائب خانہ

عمر کا ساتھی سارس ایک دوسرے کا عمر کا ساتھی ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک مر جاتا ہے تو دوسرا لاش پر کھڑا رہتا ہے اور پریشان آواز میں اُسے پکارتا ہے۔ اس طرح غم میں گھُل گھُل کر مر جاتا ہے۔ کوئی شکاری ان میں سے کسی کو مار کر لے جاتا ہے تو اُس کا جوڑا اُس کے پیچھے پیچھے اُڑ کر منڈلا منڈلا کر آخر مر جاتا ہے۔ اسی وجہ سے لوگ اس کا شکار نہیں کرتے ان کی ٹانگیں لمبی لمبی ہوتی ہیں۔ گردن میں بال نہیں ہوتے۔ سر لال ہوتے ہیں۔ انہیں اسی وجہ سے سُرخے بھی کہا جاتا ہے۔ اِن کی دُم اور بازوؤں کے بال ایسے ہموار ہوتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ نائی نے کتر کتر کے انہیں درست کیا ہے۔ گویا شاہی دربار کا سفید کوٹ زیب تن ہے۔ جہاں شاداب بوئی ہوئی زمین ہوگی دونوں دانہ چُگتے نظر آیا کرتے ہیں۔ وہ ہل جاتے ہیں۔ اگر اُنہیں چھیڑ جائیے تو شان سے آہستہ آہستہ ہٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔ آواز تیز ہوتی ہے جیسے پیپنی بجا دی۔ اُڑتے وقت ہی وہ یہ آواز نکالتے ہیں پہلے ہوائی جہاز کی طرح لمبی لمبی اُچکنیاں لے کے اور پر زور زور سے پھڑپھڑا کے زمین سے اُٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ تیزی سے اُڑتے چلے جاتے ہیں۔ اپنی لمبی لمبی ٹانگیں اور گردن آگے کو پھیلا لیتے ہیں۔

آگ بجھانے کی کل امریکہ میں ایک لوہے کا آدمی بنایا گیا ہے۔ جس کے صرف ایک شیشہ کی آنکھ ہے۔ وہ اپنے مُنہ سے کاربن ڈائی آوکسائڈ ایک ہوا نکال کے آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اس کل سے یہ فائدہ ہوگا کہ عمارتوں میں لگی ہوئی آگ آسانی سے بجھائی جا سکے گی۔ شکاگو کی نمائش میں اس کا تجربہ کیا گیا۔ اس دیوہیکل آدمی کے سامنے ایک پردہ کھڑا کر دیا گیا۔ اُس پر ایک آگ لگائی گئی۔ جیسے ہی آنکھ اس آگ کی عین سیدھ میں ہوئی اُس کے مُنہ میں سے زہریلی گیس نکل کے آگ پر گرنے لگی اور وہ بجھ گئی۔ آگ کی چمک آنکھ کے شیشہ میں سے گذر کے اندر اک ڈاٹ کھول دیتی ہے جس سے کاربن کی دھار مُنہ میں سے نکلنے لگتی ہے۔ آگ بجھانے کے لئے جو ایجادیں ہوتی رہی ہیں اُن میں یہ سب سے پچھلی ایجاد ہے۔ اس سے پہلے ایک آدمی ایجاد ہوا جس کی آنکھ دھواں دیکھتے ہی خطرہ کا شور مچانے لگتا تھا تاکہ لوگ دوڑیں اور آگ بجھا دیں۔

فوجی لڑکی اس لڑائی میں عورتوں کی بھی ایک امدادی فوج قائم کی گئی ہے۔ ایک بلٹن کی کمانیر ایک ۲۱ سالہ سکھ لڑکی مقرر ہوئی ہے اس کا نام لفٹننٹ او کے ساہنی ہے۔ اور سیالکوٹ کی رہنے والی ہے۔ وہ پہلی لڑکی ہے جو اس اعزاز تک پہنچ سکی ہے۔ ایک انجینیر کی بیٹی ہے۔ اس کا بھائی کرنیل ہے اور میدان جنگ میں۔ اس کا باپ پہلی جنگ میں شریک ہوا تھا۔ موجودہ جنگ کے وقت، حکومت نے اُسے گھر سے پھر فوجی خدمت کے لئے بُلا لیا اور اسے برما میں مقرر کر دیا۔ برما ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اُس کا پتہ نہیں چلا۔ اُس وقت یہ لڑکی

تعلیم پارہی تھی۔ جب عورتوں کی فوج قائم ہوئی اُن نے اُس میں شامل ہوجانے کا ارادہ کرلیا اور اپنی تعلیم جنگ کے خاتمہ تک کے لئے ملتوی کرائی۔ وہ دُبلی پتلی لمبی اور اچھی صورت کی لڑکی ہے۔ اُس کا اپنا گھوڑا تانگہ ہے۔

آدمی کا پہلا گھر اس امر کی پوری جانچ پڑتال کی گئی ہے کہ آدمی نے زمین پر پہلا مکان کس شکل کا بنایا اور کیوں بنایا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اُسے موسم سے پناہ لینے کے لئے مکان کی ضرورت پڑی۔ دھوپ بارش ہوا سے بچنے کے لئے اُس نے پہلے پرندوں کے گھونسلوں اور درندوں کے غاروں کو نمونے کے طور پر سامنے رکھا۔ چنانچہ پہلا مکان اُس نے جھاڑ جھنکاڑ، درختوں کے پتوں اور ڈنڈیوں سے بنایا۔ جسے بعد میں اُس نے گارے سے ڈھک لیا۔ اس کے بعد اُس نے ٹہنیاں اور موٹی شاخوں سے گھر بنائے۔ اور اُن پر گھاس پھونس کی موٹی چھت رکھی۔ جو لوگ ایسے گھر بنانے لگے وہ سب کھیتی کیاری کرنے والے تھے۔ شکاری اور خانہ بدوشوں نے اور قسم کے گھر اختیار کئے۔ شکاریوں نے غاروں میں رہنا پسند کیا اس طرح وہ اپنے آپ کو شکاری جانوروں اور اپنے لڑکے ہم جنسوں سے بچا سکتے تھے۔ گڈریے اور جگہ جگہ جا کے بسنے والے لوگوں نے ڈیرے تنبو بنائے۔ جہاں جاتے گاڑ کے اُن میں زندگی بسر کرتے۔

ذرہ کی تقسیم۔ مادہ کس حد تک توڑا پھوڑا جاسکتا ہے اِس کا اندازہ اِس سے لگائیے۔ خون کے ایک قطرہ میں تیس لاکھ سُرخ ذرّے ہوتے ہیں۔ کاڈ مچھلی کے پیشاب کے ایک قطرہ میں آدمی کے ایک قطرہ کے مقابلہ میں زیادہ کیڑے ہوتے ہیں۔ یہ کیڑا اس قدر ننھا مُنا ہے کہ ریت کا ایک ذرّہ اُس کے مقابلہ میں چالیس لاکھ گنا بڑا ہوتا ہے۔ ریشم کے کیڑے کے سوتار اگر برابر رکھ دیئے جائیں تو ایک انچ کے پچیسویں حصّہ کے برابر ہوں۔ بعض دھاتیں ایسی پائی جاتی ہیں کہ اگر اُن کے باریک باریک تار کھینچے جائیں تو وہ اس حد تک کھنچ چلے جائیں گے کہ ان کے بارہ ہزار تار برابر برابر رکھے جائیں تو وہ ریشم کے کیڑے کے سو تاروں کے برابر ہوجائیں۔

نہر پنامہ یہ نہر شمالی اور جنوبی امریکہ کو اور بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل کو ملاتی ہے۔ اس کی لمبائی ۴۶ میل ہے۔ پہلے علاقہ پنامہ جنوبی امریکہ کی ریاست کولمبیا کے ماتحت تھا۔ ۱۹۰۳ء سے اس پر اس کے لوگوں کی حکومت ہوگئی ہے۔ اس کا رقبہ ۲۳۸۰۰ مربع میل ہے۔ اس میں ریل اور نہر اور گھاٹ بڑے کام دے رہے ہیں کھا اور موتیوں کی سیپیوں کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ آبادی ۶۲ ہزار ہے۔

محمد ظفر

پتہ تبدیل ہونے کی اطلاع خریداری نمبر کے حوالہ سے دفتر کو فوراً دے دینی چاہیئے۔ منیجر

اُستانی لاثانی

تھ سے بات

چہرہ سے زیادہ حالات کا اظہار ہاتھ کر جاتے ہیں۔ رہ تو بہت سی باتیں چھپا لیتا ہے مگر ہاتھ خود بخود یا ہوتے ہیں۔ ہاتھ کا صاف ستھرا رکھنا ہی بصورتی میں داخل نہیں بلکہ ایسا بنانا چاہیئے گو یا خود نہیں زبان حاصل ہے۔ ہاتھ نچا نچا کے باتیں کرنا بُرا علوم ہوتا ہے۔ مگر ہاتھوں کو باندھ کے گود میں رکھ لینا ن سے بھی بُرا ہے۔ یہ طریقہ بدن کو خود بخود ڈھیلا نا ہے۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ باتیں کرتے وقت موقع ے ہاتھ ہلانا بات میں اثر پیدا کرتا ہے۔ لفظوں میں بہت معنے آجاتے ہیں۔ سُننے والے کے دل پر اُس حصّہ کا خاص اثر پڑتا ہے جہاں ہاتھ ہلا مگر بعض عورتوں کو ضرورت سے زیادہ ہاتھ ہلانے کی عادت ہوتی ہے۔ س سے بات کرتی ہوں بعض بار بار اُس کے کندھے ہاتھ مارتی رہتی ہے۔ بعض بار بار سامنے والی کی بات رتے وقت کوئی نہ کوئی چیز ٹھیک کرتی رہتی ہے۔ پنے کپڑوں پر سے خیالی چیونٹیاں یا گرد کے ذرّے ھاڑتی رہتی ہیں۔ ایسی حرکتوں سے مجلس میں وحشت یدا ہوجاتی ہے۔ بولتے یا کھاتے وقت کسی اُنگلی کو دوسری اُنگلیوں سے مروڑ کے الگ رکھنا یا چھنگلیا باہر نکالے رکھنا بُرا معلوم ہوتا ہے۔ ہاتھوں میں ضرورت سے زیادہ چھلّے وغیرہ پہننا بناوٹ پیدا کرکے بدنما بنا دیتا ہے۔

ہاتھوں کی خشکی

گھر کا کام کاج کرنے کی وجہ سے ہاتھ خراب معلوم ہونے لگتے ہیں۔ ہتھیلیاں خشک ہو جاتی ہیں اور لکیریں گہری اور الگ الگ نظر آنے لگتی ہیں۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔ یہ شکایت عام طور سے گھر کی بیبیوں اور بچیوں میں نظر آتی ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہاتھوں کی جلد نرم کی جائے۔ مندرجہ ذیل محلول گھر بنایا جا سکتا ہے۔ چند بار لگانے سے معلوم ہو جائے گا کہ اس نے کھال کو کس قدر نرم کر دیا ہے۔ اور لکیریں غائب ہو گئی ہیں۔

سپرٹس آف کیمفر Spirits of Cemphor گلیسرین اور ایلڈر فلاور واٹر Elderflawer water مساوی مقدار میں ملائیں۔ اور جب ہاتھ پانی میں کام کرنے کے بعد باہر نکالیں اسے مل لیں۔ رات کو کچھ دیر تک سفید ویسلین ہاتھوں میں مل لیا کریں اور اگر ممکن ہو تو ڈھیلا ڈھالا دستانہ پہن لیا کریں۔ اس کی اُنگلیوں کے سرے کاٹ ڈالیں۔ اس کی وجہ سے بستر کی چادر چکنی نہ ہوگی اور ساتھ ہی یہ ہاتھوں کو زیادہ ملائم بنا دیں گے۔

سردیوں میں جلدی خرابی

ٹھنڈی ہوا سے چہرہ کی جلد کھُردری اور غیر ملائم ہو جاتی ہے۔ گلیسرین وغیرہ لگانے سے بھی نرمی نہیں آتی۔ ہونٹ بھی بدرنگ ہو جاتے ہیں۔ بعض کے ہونٹوں کا رنگ ارغوانی ہو جاتا ہے اور ہونٹ پھٹ بھی جاتے ہیں۔ گلیسرین یا خالص کلائن

Carmine (قرمزی یالال رنگ) کے چند دانے
گھول کے ہونٹوں پر لگا لی جائے ارغوانی رنگ دب
جائے گا۔ بلکہ ہونٹوں میں تندرستی کی سی آب پیدا کر دیگا۔
اسے کسی شیشی میں رکھنا چاہیئے اور اسے اس کی ڈاٹ
سے لگایا کریں۔ اگر یہ عمل روزانہ جاری رکھا گیا تو
ہونٹ ملائم ہو جائیں گے۔ اور کوئی موسم ہو اُن کا
رنگ بھی بارونق ہو جائے گا۔

ٹھنڈی ہواؤں سے چہرہ کھردرا اور اُس کی جلد
موٹی ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے صابن کی بجائے کریم
سے جلد صاف کیا کریں۔ کریم رات کے وقت چہرہ اور
گردن میں مل مل کے لگائیں۔ اور بعد میں اسے کپڑے
سے پونچھ ڈالیں۔ صبح کے وقت صرف اس قدر کام کریں
کہ گرم پانی میں ذرا سا دودھ ملا کے سپنج سے چہرہ پر
لگائیں۔ ہلکے ہلکے خشک کرلیں۔ اور کوئی اچھا سا چھڑکا
جانے والا پوڈر Dusting Powder لگائیں۔ دوڈ
سے ہلکی ہلکی سفیدی پیدا ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ
جلد کو قوت بھی بخشے گا۔

اگر آپ کی پلکیں چھوٹی اور سیدھی ہیں تو جناب
سی معمولی ویسلین لگائیں اس سے وہ سیاہ نظر آنے
لگتی ہیں۔ ہر رات کو لگانے سے وہ بڑھ بھی جائیں
گی۔ اُنہیں لازمی طور پر اُوپر کی طرف برش کرتے رہا
کرو۔ اس سے اُن میں خوبصورت خم پیدا ہو جائیگا۔

محمد ظفر

"بنات" کی اشاعت میں کبھی دیر نہیں ہوتی
ہمیشہ ۲۰ تاریخ کو شائع ہو جاتا ہے۔ منیجر

پہیلیاں

(۱)

دھوپ میں وہ پیدا ہو گرمی لگے لہرائے
اے سکھی میں تجھ سے پوچھوں ہوا لگے مرجھائے

(۲)

ایک مُرغا چلتے چلتے تھک گیا
لایا چاقو کاٹی گردن پھر بھی وہ چلنے لگا

(۳)

اسلتا مسلتا۔ ہاتھ میں پھسلتا

(۴)

کانچ کا گھڑا اکھنار کی کلی
شربت کا پیالہ مصری کی ڈلی

جوابات

(۱) پسینہ (۲) قلم (۳) صابن (۴) تربوز

رشیدہ شیریں دیوبند

(۵)

اُلٹا بہشت میں سیدھا تیرے پاس
اُلٹا تجھ کو جب ملے جب تو ہو حق شناس

(۶)

چار گرم چار نرم چار سرمہ دانی
بتاؤ تو بتاؤ ورنہ مرے تمہاری نانی

(۷)

یہاں نہیں وہاں نہیں۔ خانم کے بازار نہیں
چھیلو تو چھلکا نہیں۔ چوسو تو گٹھلی نہیں

جوابات۔ (۵) روح (۶) موسم (۷) اولہ۔

حضرت علامہ راشد الخیری کے مضامین کے متفرق مجموعے

- …مشرق — مغربی تہذیب کے زہرآلود اثر سے خواتین کو محفوظ رکھنے کے لیے نہایت موثر مضامین — ۱۲ر
- …میں لعل — عورتوں کو سگھڑ، ہنرمند، کفایت شعار اور منتظم بنانے کے لیے — ۱۲ر
- …حقوق — حقوق نسواں کی حمایت میں درد و اثر میں ڈوبے ہوئے مضامین — عہ
- …زار — عورتوں کی مظلومیت کا مرقع، اُن کے مصائب آلام کی دردانگیز داستان — ۱۴ر
- …بہار — لڑکیوں کی تربیت اور تعلیم اور بے بہا خیالات — ۱۲ر
- …جن موانی — تسخیر شوہر کا راز۔ میاں بیوی کے تعلقات کی خوشگواری کا نسخہ — ۵ر
- …ادی کا انتخاب — اولاد کی شادی کے وقت کیا باتیں ضرور دیکھنی چاہئیں — ۱۰ر
- …ریب ہستی — مسلمان گھرانے اندر ہی اندر کس طرح کھوکھلے ہو رہے ہیں — ۷ر
- …ری کا آخری دن — اور دوسرے مضامین جنہیں پڑھکر لڑکیاں کنوار پنے کی قدر کریں گی — ۵ر
- …ستان مغرب — خواتین کے مطلب کے چند بہترین انگریزی مضامین کے عام فہم ترجمے — عہ
- …کی رانی پتیاں — مختلف موضوعوں پر متفرق مضامین کا دلکش مجموعہ — ۶ر

تصانیف محترمہ خاتون اکرم مرحومہ

- …ان نشین — فلسفیانہ و شاعرانہ مضامین مع دیباچہ علامہ راشد الخیری مرحوم — عہ
- …خاتون — زنانہ لٹریچر کے بلند پایہ غیر فانی افسانوں کا حسین مجموعہ آرٹ کاغذ بار سوم — ؏
- …نسا — ایک دلآویز سبق آموز نتیجہ خیز افسانہ بار چہارم — ۸
- …کی بیٹی — ایک مختصر افسانہ جسے پڑھ کر مرحومہ کے کمال افسانہ نگاری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے بار چہارم — ۶ر

تصانیف محترمہ نذر سجاد حیدر صاحبہ

- …نسیمہ — مصنفہ کا بہترین ناول جس کے صرف ایک اعلان پر پانچ سو درخواستیں آگئی تھیں — عہ
- …جان باز — مصنفہ کا بہت مشہور اخلاقی اصلاحی ناول حد درجہ دلچسپ — ۱۲ر

تصانیف محترمہ صغرا ہمایوں مرزا ایم۔ آر۔ اے۔ ایس

- …سوانح زہرہ — ایک دلچسپ اخلاقی ناول جس سے لڑکیوں کو بہت سی مفید باتیں معلوم ہوتی ہیں — ۶ر
- …ندت اجرہ — دلچسپ سبق آموز قصوں کے پیرایہ میں اصلاحی اخلاقی جواہرات کا ذخیرہ — ۶ر
- …تحریر النساء — مستورات کے لیے جدید طرز پر خطوط جن میں کام کی باتیں بتائی گئی ہیں — ۶ر
- …مونی — اخلاقی معاشرتی افسانہ جس میں ابتدائی مستورات پر بھی دلچسپ معلومات ہیں — ۸ر

تصانیف محترمہ بلقیس بیگم (بی۔ اے) صاحبہ

- …داری کے تجربات — گھرداری کے متعلق بے بہا مشورے بہو بیٹیوں کو سگھڑ بنانے کے لیے — ۶ر
- …تعلیم نسواں — خانہ داری کے تجربات کا دوسرا حصہ تندرستی بیماری باورچی خانہ کے متعلق ضروری مضامین — ۱۲ر

تصانیف محترمہ حجاب امتیاز علی

- …ادب زریں — چھوٹے چھوٹے لطیف مضامین طرز بیان حد درجہ دلآویز — ۱۲ر
- …لمات موت — شاعرانہ خیالات۔ تخیل کی بلندی۔ عبارت کی رنگینی۔ ہر مضمون درد میں ڈوبا ہوا — ۱۰ر

دیگر تصانیف محترمہ آمنہ نازلی ادیب فاضل

- …ت پر قربانیاں — روپیہ کے لالچ میں تعلیم یافتہ روشن خیال لڑکیوں کی شادیوں کے عبرتناک نتائج — ۱۲ر
- …لطیفے — دنیا کے نامور مصنفوں شاعروں بادشاہوں شہزادیوں کی بذلہ سنجی حاضر جوابی کے نمونے — ۱۲ر
- …کی باتیں — عامیانہ اور بازاری لطیفے نہیں۔ مہذب ظرافت کی کتاب بار سوم — ۸ر
- …عقل کی باتیں — بڑے بڑے پیغمبروں بادشاہوں ادیبوں فلاسفروں کے زریں اقوال — ۱۲ر

تصانیف محترمہ سرور جہاں۔ بی۔ اے

- …پھول پھلواری — پھولوں کی کاشت۔ اور باغیچہ کی نگہداشت موسموں اور بیجوں کا حال — ۱۴ر
- …ن نیلوفر — اور دوسری کہانیاں، چھوٹے بچوں اور بچیوں کے مطلب کی — عہ

تصانیف منشی پریم چند

- …دودھ کی قیمت — منشی جی کی زندگی کے آخری دس سال کے بہترین افسانے — ؏
- …رسانی شادی — دلچسپ و نتیجہ خیز عبرتناک اور تفریحی ڈرامہ — ۱۰ر

تصانیف مولانا رازق الخیری

- …سیدہ کی بیٹی — حضرت زینب کبریٰ کی مفصل و جامع سوانحعمری کربلا کا دردانگیز حال — ؏
- …سوانح راشد — حضرت علامہ راشد الخیری کا دم واپسین ذاتی اوصاف اور مختلف انسانی حیثیتوں کا دردناک تذکرہ — ۱۲ر
- عصمت کی کہانی — مشہور زنانہ رسالہ عصمت کی تقریباً نصف صدی کی تاریخ افسانے سے زیادہ دلچسپ — ۱۲ر

تصانیف مولوی عبد الغفار صاحب الخیری

- بچوں کی تربیت — بچوں سے بچوں کی پرورش اور تربیت پر عام فہم زبان میں بے نظیر مشورے — ۱۴ر
- حسلیہ — ایک نیک لڑکی کی زندگی کے سبق آموز حالات دلچسپ پیرایہ میں — ۶ر

تالیفات سید رضا احمد صاحب جعفری

- وصلی کی دستکاری — کارڈبورڈ یا گتہ کے کام کی ماہر ہو کر عورتیں کس طرح مالی پریشانی دور کر سکتی ہیں — ۱۰ر
- لکڑی کا باریک کام — یعنی فریٹ ورک۔ یہ کام سیکھ کر معقول آمدنی کی صورت نکل سکتی ہے — ۱۰ر

تصنیفات مولانا سیماب اکبر آبادی

- زنانہ بستہ — بچیوں کے لیے دس مفید کتابیں بہت آسان زبان میں بار چہارم — ۱۲ر
- آفتاب زندگی — ایک لڑکی کی کنوارپنے کے دلچسپ اور سبق آموز حالات — ۸ر
- شباب زندگی — آفتاب زندگی کا دوسرا حصہ شادی کے بعد اس عورت کے حالات — ۸ر

صاحبزادہ ولی احمد خاں صاحب ایم۔ اے۔ ایم۔ ایف

- مختصر ذہن — بالشتیوں کی دنیا میں ایک سیاح جا نکلا تھے بالشتیے دیکھتے گئے بار دوم — ۸ر
- انشائے سلمیٰ — لڑکیوں کو خط و کتابت سکھانے کے لیے پسندیدہ کتاب — ۱۲ر
- انوکھا سفر — ایک مہارانی کے سفر انگلستان کے نہایت ہی دلچسپ حالات نصف صدی پہلے کے — ۶ر

علمی و ادبی تصانیف

- دیہاتی گیت — ڈاکٹر اعظم کریوی نے بڑی محنت سے دیہاتی گیت جمع کر کے ان کا مطلب بیان کیا — ۱۲ر
- خیابانِ نسواں — مولوی نصیر الدین ہاشمی کے دلچسپ پیرایہ میں عورتوں کے متعلق مضامین نثر نو فطرتی سامان — عہ
- دامن باغباں — ڈاکٹر سید احمد بریلوی کے مختصر افسانے دلآویز پیرایہ میں — ؏
- پردہ و تعلیم — ہندوستان کے دو مشہور ادیبوں کے خیالات اپنی نوعیت کی ایک ہی کتاب ہے — ۱۲ر
- خواتین اندلس — سپین میں مسلمانوں کے عہد میں کیسی کیسی مدبر مدبرہ قابل خواتین گذری ہیں — ۸
- افسانۂ حرم — دس کہانیاں لڑکیوں کے لیے جن سے اچھی اچھی باتیں معلوم ہوں گی — ۱۲
- مثنوی عائشہ صدیقہ — ام المومنین کے منظوم حالات زندگی بید موثر ارمنات وقار واقعی — ۴ر

بچوں اور بچیوں کے لیے مزیدار کتابیں

- جاپانی کہانیاں — مسز فضل جاپان کی قصیں دلوں سے بچوں کے لیے پسندیدہ تحفہ لائی ہیں — ۱۲ر
- بچوں کی دنیا — روسی مصنف ٹالسٹائی نے بچوں کے لیے جو کہانیاں لکھی تھیں ان میں سب سے اچھی کہانیاں — ۱۲ر
- مزیدار کہانیاں — واقعی ایسے مزے کی کہ ننھے بچے لطف لے کر بار بار پڑھتے ہیں با تصویر — ۷ر

زنانہ نظمیں

- شمع خاموش — مرحومہ تہمینہ بیگم لکھنوی کی دردانگیز موثر نظموں کا مجموعہ مرتبہ مولانا رازق الخیری — ۸ر
- آئینۂ جمال — دور حاضرہ کی مشہور شاعرہ محترمہ بلقیس جمال بریلوی کی ۸۰ نظموں کا مجموعہ — ۱۴ر

عورتوں کی خاص کتب

- زچہ خانہ — از کپتان ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب۔ ہندوستانی عورتوں کے لیے اس سے بہتر کسی زبان میں کوئی کتاب نہیں۔ بیسیوں تصویریں دیتے ہیں۔ حاملہ تا زچہ کا ہر دور حصے — للعہ
- سنگھار خانہ — عورتوں کے لیے سنگھار و آرائش اور خوبصورتی کے قابل قدر مشورے — ۶ر

نامور افسانہ نگار خواتین کے افسانے اور ناول

- انوری بیگم — از مسز خدیو جنگ مرحومہ۔ زنانہ لٹریچر کا مشہور و مقبول بلند پایہ ناول بار سوم — ۶ر
- غیرت کی پتلی — از محترمہ فاطمہ بیگم منشی فاضل تین مختلف الخیال عورتوں کا افسانہ — ۸ر
- شہید وفا — محترمہ امت الوحی کا دلچسپ مختصر افسانہ بار دوم — ۱۲ر
- چار رُخ — چار عورتوں کی آپ بیتی از محترمہ امتہ الفاطمہ — ۶ر
- فیروزہ — از محترمہ جمیلہ بیگم۔ ایک دولت مند یتیم لڑکی کا دردناک عبرت خیز افسانہ — ۱۲ر

نہایت کارآمد کتابیں

- صنعت و حرفت — از محترمہ امتہ الحفیظ مختلف چیزیں بنانے کی تجربہ شدہ ترکیبیں مفلسی دور کرنے کا علاج تجارت کر کے کس طرح مالی حالت اچھی بنائی جا سکتی ہے — ۶ر
- تندرستی ہزار نعمت — از محترمہ زہرا بیگم صحت قائم رکھنے کے اصول ڈاکٹر اور حکیم کے مشاہدے — ۵ر
- کپڑے کی چھپائی — سائنٹفک طریقوں سے کپڑے کس طرح چھاپنے چاہئیں رنگوں کے متعلق معلومات — ۱۲ر
- آئینۂ موٹر — موٹر ڈرائیوری سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے اردو میں سب سے بہتر کتاب — ۶

ملنے کا پتہ: عصمت بکڈپو۔ کوچہ چیلان دہلی

محمد رضوان پرنٹر

کھانے پکانے کی بہترین کتابیں

عصمتی دسترخوان حصہ اول جس کی ایک نمایاں خصوصیت جو اس موضوع کی اور کسی کتاب میں نہ نکلے گی یہ ہے کہ تمام ترکیبیں تجربہ کرنے کے بعد لکھی گئی ہیں اس لیے ترکیبیں بالکل صحیح ہیں اور وزن بالکل درست ۔ ہندوستان بھر کے ہر حصہ کی تقریباً ۸۰ عصمتی بہنوں نے اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا ہے اور ایڈیٹر صاحب عصمت کی اہلیہ محترمہ آمنہ نازلی صاحبہ نے بڑی محنت سے کتاب مرتب فرمائی ہے باورچی خانہ کے انتظام اور کھانوں کے متعلق نہایت قیمتی ہدایات اور مضامین درج کئے گئے ہیں ایک ایک چیز کئی کئی قسم کی تیار کرنے کے لیے بھی عصمتی دسترخوان سے بہتر کتاب ملنی ناممکن ہے ۔ چاول سلونے اور میٹھے ۔ سویاں ۔ کھیر فیرنی ۔ سادے اور ترکاری کے سالن ۔ مچھلی ۔ مرغ ۔ جیلی ۔ بسکٹ ۔ پڈنگ ۔ کباب ۔ کیک ۔ دالیں ۔ مٹھائیاں ۔ حلوے ۔ چٹنیاں ۔ مربے ۔ آچار ۔ سموسے ۔ بڑے ۔ پوری کچوریاں ۔ پراٹھے ۔ روٹی ۔ غرض ہر قسم کے کھانوں کی بڑی بڑی اچھی ترکیبیں ہیں اور ہر چیز کی کئی کئی درجن صحیح ترکیبیں !! اس کتاب کا ہر گھرانے میں ہونا ضروریات میں سے ہے بہت سی عورتیں اس کتاب کی بدولت عمدہ عمدہ ذائقہ دار کھانے پکانے لگیں ۔ لڑکیوں کو یہ کتاب اشد ضروری سمجھ کر جہیز میں دیجاتی ہے ۔ چند ہی سال میں ہاتھوں ہاتھ ۹ ایڈیشن نکل گئے ۔ قیمت ۱۲

عصمتی دسترخوان حصہ دوم عصمتی دسترخوان کا دوسرا حصہ ہے جس میں ۱۰۰ صفحوں کے نہایت ہی کارآمد اور قابل قدر مضامین ہیں مثلاً

مشرقی مغربی کھانے ہماری خوراک اور غذا کے متعلق تحقیقی مضامین ۔ کھانے کے اصول ۔ کھانے کی حفاظت ۔ جرمنی باورچی خانہ ۔ جاپانی باورچی خانہ ۔ کچی سبزی ۔ ترکاریوں کے خواص ۔ کھانے کا کمرہ ۔ اناج کا صندوق ۔ ایرانی دعوت وغیرہ ۔ ترکیبیں سب نئی اور آزمودہ ہیں اور ایک ایک چیز کی متعدد ترکیبیں ۔ عربی ۔ ایرانی ۔ ترکی ۔ جاپانی ۔ عراقی ۔ روسی ۔ اطالوی ۔ انگریزی ۔ فرانسیسی ۔ کھانوں کی کئی ترکیبیں ہیں ۔ قیمت ۱۲ عصمتی دسترخوان مکمل یعنی دونوں حصوں کی قیمت ۔ صرف ۲

عصمتی ہنڈکلیا سوا سو کھانوں کی صحیح ترکیبیں بچیوں کے مطلب کی درج کی گئی ہیں ۔ کھانے پکانے کے متعلق نہایت مفید مضامین اور کارآمد ہدایتیں بھی ہیں قیمت ۱۰

ناشتہ دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل صبح اور سہ پہر کے ناشتے ۔ چائے ۔ کوکو ۔ شربت ۔ لسی ۔ فالودہ ۔ آئس کریم ۔ بسکٹ کیک ۔ توسٹ ۔ کڑاہی وغیرہ کی کئی ترکیبیں ہیں قیمت ۱۲

بچوں کے کھانے ننھے بچوں کو اصول صحت سے کس قسم کی غذا دینی چاہیے ۔ کون سے کھانے مفید ہیں اور وہ کس طرح تیار ہوتے ہیں ۔ کئی درجن تجربہ کی ہوئی ترکیبوں کے علاوہ کارآمد مضامین بھی ملک کے قابل ڈاکٹروں کے لکھے ہوئے ہیں قیمت ۱۰

بیماروں کے کھانے بیماروں کے جو کھانے بہت مفید ہیں اس میں صرف انہی کی ترکیبیں ہیں اور کئی قابل تجربہ کار ڈاکٹروں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے ۔ ۱۲

مذاقیہ کھانے دولہا بھائی سے نند دئی سے سہیلیوں سے مہذب مذاق کرنے کے نہایت دلچسپ کتاب ہے قیمت ۶

زنانہ دستکاری کی مفید کتابیں

عصمتی کروشیا عام فہم ہدایات اور مختلف قسم کی جھالروں ۔ کونوں ۔ انسرشن ۔ تولیوں وغیرہ کے خوبصورت نمونے چند عنوانات ۔ تاج محل ۔ گل طیب ۔ گلدان ۔ ہرن ۔ گھوڑے ۔ شیر ۔ مرغ ۔ راج ہنس ۔ بچہ معہ تیر کمان ۔ گاڑی ۔ مور وغیرہ چوتھا ایڈیشن قیمت دو روپیہ ۲

عصمتی کشیدہ میز پوش ۔ پلنگ پوش ۔ چادریں ۔ رومال ۔ کرسیوں کے گدے ۔ تکیے وغیرہ کے کئی درجن نمونے ۔ دلکش پھول ۔ دلاویز بیلیں وغیرہ چوتھا ایڈیشن

گلدستہ کشیدہ وضع وضع کے پھول بیلیں کونے ۔ بوٹیاں ۔ چادر ۔ میز پوش ۔ گریبان کے لیے ۔ ۲۰ مشہور دستکار خواتین نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے چوتھا ایڈیشن

گلزار درخشاں کشیدہ کاری کے سو بہترین نمونے از محترمہ آر کے درخشاں ۱۲

گلشن زہرا ۴۳ بیلیں ۔ ۲۰ پھول ۔ ۲۸ کونے ۔ ۱۱ گملے ۔ ۱۱ ٹوکریاں ۔ ۲۵ مرکزی خاکے ۔ ۷ گریبان ۔ غرض کشیدہ کے متعدد نمونے ہیں قیمت ۱۲

مجموعہ کشیدہ کاری پہلے ۴۴ نمونے ان کے بعد نئی نئی وضع کی کڑھت کے ۔ چند نامور خواتین کے دیے ہوئے ۳۹ بہترین نمونے ہیں

روح کشیدہ جس میں متعدد نمونے چھوٹے بڑے درمیانی پھولوں ۔ بیلوں ۔ گلدستوں ۔ مرکز کونوں کے ہیں قیمت ۱۲

کڑھت کی قسمیں مختلف قسم کی کڑھت کی عام فہم ترکیبیں اور ہدایتیں نمونے دیدہ زیب

کراس اسٹچ ورک ترچھے ٹانکوں کے کام کی مشہور کتاب ۔ چند نمونوں کے عنوانات ۔ چڑیا ۔ سارس ۔ جوزہ ۔ مور ۔ بلی ۔ چوہا ۔ گلہری ۔ ہرن ۔ ہاتھی وغیرہ ۔ پھولوں بیلوں گلدانوں وغیرہ کے بھی بہت سے نمونے ہیں قیمت ۱۲

تارکشی کا کام جس کی مدد سے کپڑے سے دھاگہ نکالنے کا کام آجاتا ہے متعدد نمونے

گلدستہ تارکشی مضامین اور ہدایتیں نہایت سلیقہ اور محنت سے لکھی گئی ہیں ۵۷ نمونے ہیں ایک سے ایک

اونی کام سلائیوں سے نٹنگ کے بہترین نمونے ۔ مضامین اور ہدایتیں عام فہم ۔ رنگین اور سادے نمونے بہت کافی ہیں دوسرا ایڈیشن قیمت

موتیوں کا کام ۸۴ پھول ۔ ۷۲ بیلیں ۔ ۲۶ جھالریں ۔ ۳ فریم ۔ ۱۱ انسرشن ۔ ۳ جالیاں ۔ ۱۱ پنکھے ہینڈ اور منی بیگ ۔ ۲ پردے ان کے علاوہ متعدد اور نمونے مفصل اور مکمل ۔ ۲۷ عصمتی بہنوں نے یہ کتاب تیار کی ہے بارسوم قیمت تین روپیہ ۳

سلمہ ستارہ کا کام کلابتون ۔ گوکھرو ۔ سلمہ ۔ گوٹائی ۔ موتی ستارہ وغیرہ کے کام کے نمونے دیدہ زیب ۔ مرحومہ خدیجہ بائی کی دستکاری کی یادگار ہے

چمنستان خیاطی پاسوئی کا کام بچوں کے کپڑے سوٹ جانگیے ۔ باڈی ۔ پجامے ۔ قمیص ۔ زنانہ کپڑے لباس شب خوابی ۔ انڈرویر ۔ کالر کف ۔ غرض کٹائی سلائی کی ترکیبیں اور نمونے بہترین قیمت ۱۲

گلستان خیاطی کپڑے کی کٹائی سلائی کی بہترین کتاب قیمت ۱۲

گوٹہ کناری کا کام ہندوستان کی قدیم دستکاری و صنعت پر بیش بہا کتاب سوا سو کے قریب نمونے ہیں ترکیبیں عام فہم ہیں ۔ قیمت صرف دو روپیہ ۱۲

جالی کا کام لہریں ۔ جال ۔ سیدھے الٹے فیتے ۔ گملے پھول بیلیں ۔ گلدستے ۔ مختلف وضع کے متعدد ہیں ۔ ہدایتیں بہت آسان مگر مکمل ہیں بار دوم قیمت دو روپیہ ۱۲

شمیم سوزن کاری جس میں زری کا کام ۔ ڈار جیٹا درک ۔ کامدانی کا کام کانچ کے ٹکڑوں کا کام ۔ سلک ایمبرائڈری اور کروشیا کے نمونے ڈیڑھ سو کے قریب ہیں معہ ہدایات ۲

ملنے کا پتہ :- عصمت بک ڈپو ۔ کوچہ چیلان ۔ دہلی

محصول ڈاک بذمہ خریدار — محصول ڈاک

[ما]ہنامہ
بنات دہلی

[اٹ]ھارہواں سال | فہرست مضامین ماہ جنوری ۱۹۴۵ء | جلد ۳۵ نمبر ۴

[ع]ام رازق الخیری پرنٹر پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر
[دف]تر رسالہ عصمت کوچہ چیلاں دہلی سے شائع ہوا۔

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں، جنوری کے پرچے کے ساتھ اُن کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کر دیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دے دیں ورنہ فروری کا رسالہ ایک روپیہ بارہ آنے کا وی۔ پی حاضر خدمت ہوگا۔ منیجر

۴۰ - ۱۶۲ - ۱۶۹ - ۱۸۵ - ۳۵۳ - ۴۱۰ - ۸۴۳
۱۲۳۸ - ۱۷۰۵ - ۲۱۳۳ - ۲۱۹۳ - ۲۶۰۰ - ۲۷۳۷
۲۷۴۴ - ۲۹۱۹ - ۳۰۳۰ - ۳۰۴۷ - ۳۱۰۰ - ۳۱۵۰ - ۳۱۶۲
۳۲۴۷ - ۳۲۹۷ - ۳۵۶۸ - ۳۵۷۷ - ۳۵۸۰ - ۳۵۸۴
۳۵۸۷ - ۳۵۹۰ - ۳۶۶۲ - ۳۸۳۷ - ۳۹۰۰ - ۳۹۷۴
۳۹۶۸ - ۳۹۸۰ - ۳۹۸۷ - ۳۹۹۳ - ۳۹۹۶ - ۳۹۹۸
۴۰۶۲ - ۴۰۶۴ - ۴۰۷۶ - ۴۱۰۰ - ۴۲۶۰ - ۴۳۳۳
۴۳۵۳ - ۴۳۵۵ - ۴۳۵۷ - ۴۳۵۸ - ۴۳۶۳ - ۴۳۶۵
۴۳۶۸ - ۴۳۷۰ - ۴۳۷۱ - ۴۳۷۳ - ۴۳۷۵ - ۴۳۷۷
۴۳۸۳ - ۴۳۸۴ - ۴۳۹۹ - ۴۶۳۰ - ۴۶۳۱ - ۴۶۳۳
۴۶۳۵ - ۴۶۳۸ - ۴۶۳۹ - ۴۶۴۰ - ۴۶۴۲ - ۴۶۴۳
۴۶۴۴ - ۴۶۴۵ - ۴۶۴۶ - ۴۶۴۹ - ۴۶۵۱ - ۴۶۵۳
۴۶۵۴ - ۴۶۵۵ - ۴۶۵۶ - ۴۶۵۷ - ۴۶۵۹ - ۴۶۶۰
۴۶۶۱ - ۴۶۶۳ - ۴۶۶۴ - ۴۶۶۵ - (۹۸۵) ۴۶۷۰

"میرے بھائی بہن" کے عنوان سے دسمبر کے بنات میں صدیقہ بانو صاحبہ الہ آباد کا جو مضمون شائع ہوا ہے اُس میں عزیزہ جیبیہ بانو سلمہا کے حالات کاتب کی غلطی سے رہ گئے جس کا ہمیں بہت افسوس ہے۔ جیبیہ کے (خدا اُن کی عمر دراز کرے) حالات یہ ہیں:- **ایڈیٹر**

جیبیہ:- یہ ایک گوری چٹی بھولی سی لڑکی ہے۔ اس کو پڑھنے لکھنے سے زیادہ مصوری کا شوق ہے۔ اس کو تصاویر بنانے اور فلمی ریکارڈ سننے کا شوق اور تمام چیزوں سے زیادہ ہے۔ گو خاموش رہتی ہے مگر غضب کی حاضر جواب بھی ہے۔

صدیقہ بانو - از ہادزہ

ہماری باتیں

۱۹۴۵ء بناتی بچیوں کو اُن کے بزرگوں اور عزیزوں کی سلامتی میں مبارک ہو۔ ۱۹۴۴ء بہت بُرا سال تھا۔ جنگ کی وجہ سے ساری دُنیا پریشان رہی۔ لاکھوں آدمی لڑائی میں مارے گئے۔ ضرورت کی چیزیں بے حد مہنگی ہوگئیں۔ خدا کرے ۱۹۴۵ء میں لڑائی ختم ہو جائے۔ اور ہمیں، تمہیں اور ساری دُنیا کو چین، اطمینان نصیب ہو۔

ہمیں افسوس ہے کہ ۱۹۴۴ء میں بنات کا کوئی خاص نمبر شائع نہ ہو سکا۔ لیکن ۱۹۴۵ء میں انشاء اللہ بنات کا کہانی نمبر شائع ہوگا جس کا اعلان آیندہ ماہ کے پرچہ میں کیا جائے گا۔

بجنور کے سول سرجن کپتان یار محمد صاحب صدیقی کی بیٹی قیصر صدیقی بنات کی بڑی ہمدرد اور سچی قدردان ہیں۔ اور اپنی سہیلیوں کو بنات کا خریدار بنا کر اپنے پرچہ کی اشاعت بڑھانے میں حصہ لیتی رہتی ہیں۔ اُنہوں نے ایک خط میں بنات کی خوبیاں بیان کر کے ہم سے تین شکایتیں کی ہیں۔ اُن کے خط کا خلاصہ یہ ہے کہ خانہ داری کی بابت بنات میں بہت کم مضامین ہوتے ہیں جو بچیوں کے لئے بہت ضروری ہیں۔ کشیدہ کاری کے نمونے بھی اب چھپنے بند ہو گئے ہیں جس سے رسالہ کچھ رُوکھا پھیکا معلوم ہونے لگا۔ تیسری اور سب سے بڑی شکایت یہ ہے کہ ہر چیز کی قیمت بہت زیادہ ہوگئی۔ "بنات" کا چندہ کیوں نہیں بڑھایا جاتا کم سے کم ایک روپیہ بڑھا دینا چاہیئے۔" قیصر صدیقی صاحبہ نے یہ سب شکایتیں بنات کی محبت کی وجہ سے کی ہیں۔ اِن شکایتوں کا جواب یہ ہے۔ بیشک بنات میں سب سے ضروری مضامین خانہ داری کے ہونے چاہئیں۔ اور ہم خاص طور پر اس کا خیال رکھتے ہیں مگر ۱۹۴۴ء میں خانہ داری کے مضامین زیادہ نہیں چھپے۔ اب آیندہ ماہ سے کم از کم ایک مضمون ضرور شائع ہوگا۔ کشیدہ کاری کے نمونے اچھے اچھے خود بنا کر بھیجنے کی بجائے لڑکیاں رسالوں کتابوں میں سے نقل کر کے یا دوسرے کے نمونے اپنے نام سے بھیجنے لگی تھیں کچھ تو اس وجہ سے اور کچھ اس لئے کہ کاغذ کی کمی تھی - کشیدہ کاری کے نمونے بند کر دیئے گئے تھے۔ آیندہ مہینے سے ہم بنات کے ۴ صفحے اور بڑھا رہے ہیں۔ ایک دو صفحے پھر کشیدہ کاری کے شائع ہونے لگیں گے۔ مگر بناتی لڑکیاں خود نمونے بنا کر بھیجیں اِدھر اُدھر سے [illegible] ہوئے نمونے نہ بھیجیں۔ [illegible] ہوں۔ بنات کا [illegible] ضرورت تو ہم دو سال سے محسوس کر رہے ہیں۔ مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ بناتی بچیوں کے جیب خرچ پر بنات کا چندہ بوجھ معلوم ہو۔ بنات لڑکوں کا پرچہ ہوتا تو ہم دو سال پہلے اس کا چندہ تین روپے کر دیتے۔ مگر ہندوستان میں لڑکیوں اور بچیوں کا تنہا یہی پرچہ ہے۔ کم سے کم چندہ اسی وجہ سے ہے کہ بچیوں کو اسکی خریداری میں زیادہ سے [illegible]

۳ فروری ۱۹۴۵ء میں بنات کے بانی اور ہندوستانی عورتوں کے محسنِ اعظم حضرت علامہ راشد الخیری کے انتقال کو ۹ سال ہو جائیں گے۔ اس تاریخ کو پڑھی لکھی عورتیں اور مرد تلاوتِ قرآن مجید سے اور غریبوں کو کھانا کھلا کر کپڑے پہنا کر اور مالی مدد کر کے اپنے محسن کی روح کو ثواب پہنچائیں گے بناتی بچیوں کا بھی فرض ہے کہ وہ ۳ فروری کو مرحوم کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

مضمون نگاری کی ہدایتیں

لمبے مضمونوں کے لئے کئی کئی مہینے تک جگہ نہیں نکلتی۔ نئے نئے موضوعوں پر عمدہ عمدہ مضامین جلدی شائع ہو جاتے ہیں مضمون کے نیچے اپنا پورا نام اور مکمل پتہ ضرور لکھئے۔

کسی اَور کا مضمون اپنے نام سے ہرگز نہ بھیجئے۔ اور نہ کسی کتاب یا رسالہ سے نقل کیجئے۔ البتہ دوسری زبانوں کے مفید اور دلچسپ ترجمے قبول کر لئے جاتے ہیں۔

مضمون دفتر میں ہمیشہ مکمل بھیجنا چاہیئے نامکمل مضمون ضائع کر دیا جاتا ہے۔

جب آپ کوئی مضمون بھیجیں تو اُس کی نقل اپنے پاس ضرور رکھ لیں۔ کیونکہ کوئی مضمون واپس نہیں کیا جاتا۔ چاہے وہ چھپے چاہے نہیں۔

مضمون ہمیشہ ایڈیٹر کے نام بھیجنے چاہئیں۔

ایڈیٹر

اسلام سے محبت

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب دشمنوں اور مخالفوں کا بانی ابوسفیان تھا۔ یہ مشرک کافر ہر جگہ رسول اکرمؐ کی مخالفت کرتا اور مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتا۔ ابوسفیان کی بیٹی بی بی حفصہؓ اگرچہ ایک کافر کے گھر پیدا ہوئی تھیں لیکن اُن کے دل میں اسلام کی محبت بھری ہوئی تھی۔ اُنہوں نے اسلام قبول کرکے آنحضرت سے نکاح کیا۔ اس واقعہ سے ابوسفیان کو صدمہ تو ہوا لیکن قہر درویش برجانِ درویش خاموش ہوگیا۔

ابوسفیان کے دل میں یہ خیال بُری طرح سما چکا تھا کہ میں مسلمانوں کو شکست دے کر اُن پر غالب ہوجاؤں گا لیکن ہمیشہ سچ کی فتح اور جھوٹ کی شکست ہوتی ہے۔ کافر گو لاکھوں کی تعداد میں تھے لیکن اُن کے سیاہ دل اسلام کی محبت، خدا کے خوف سے بالکل خالی تھے۔ گنتی کے چند مسلمان جن کے بازوؤں میں پروردگار نے تلوار کی سی طاقت بخش دی تھی۔ جن کے دل و دماغ اسلام کی پاک تعلیم سے منوّر تھے، جن کے خون میں اسلام کی محبت جوش مارتی تھی جنگ میں کافروں پر ایسے غالب آئے کہ تمام کافر حیران رہ گئے۔ جنگ اُحد، جنگ بدر وغیرہ میں مسلمانوں نے وہ شاندار کارنامے دکھائے کہ کافروں کے تمام ارادے ریت کی دیوار کی طرح ٹوٹ گئے اور ابوسفیان رسول اکرمؐ سے صلح کا خواستگار ہوا اور اسی خیال سے آنحضرتؐ کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ جب یہ رسول اکرمؐ کے گھر پر پہنچا آپؐ کہیں باہر تشریف لے جاچکے تھے۔ اور بی بی حفصہؓ گھر کے کام کاج میں مصروف تھیں۔ اپنے باپ کو دیکھ کر سلام کیا اور بیٹھ جانے کو کہا۔ قبل اس کے کہ ابوسفیان چارپائی پر بیٹھتا اُس چارپائی پر آنحضرتؐ کا بسترِ مبارک بچھا ہوا تھا۔ بی بی حفصہؓ نے جلدی سے بستر لپیٹ کر دوسری جگہ رکھ دیا۔ ابوسفیان اپنی بیٹی کا یہ کام دیکھ کر کہنے لگا:۔

"دیکھا میری بیٹی کو معلوم ہے کہ میرے باپ کے لئے یہ معمولی بستر اچھا نہیں اس لئے میرے بیٹھنے سے پہلے ہٹا دیا"۔

بی بی حفصہؓ اپنے باپ کا تمام فقرہ سُن کر بولیں "آپ کا خیال غلط ہے۔ تمہاری نظر میں یہ بستر معمولی ہوگا لیکن میری نظر میں اس بستر کی قدر و محبت ہے۔ کیونکہ یہ بستر دوجہان کے مالک خدا کے حبیب، لوگوں کو سیدھی راہ پر چلانے والے بانی اسلام کا ہے۔ اور تم ایک مشرک کافر ہو۔ میں یہ نہیں چاہتی تھی کہ تمہارا ناپاک جسم اُن کے پاک بستر کو چھوئے جس چارپائی پر تم بیٹھے ہو یہ میری ہے۔ اگر یہ بھی رسول اکرمؐ کی ہوتی تو تم کو ہرگز نہ بیٹھنے دیتی"۔ اپنی بیٹی کے مُنہ سے یہ بات سُن کر وہ غصہ سے لال ہوگیا اور کہنے لگا "آخر مذہب اسلام میں کیا جوش ہے؟ جس نے بیٹی کو باپ کا مخالف بنا دیا ہے"۔ بی بی حفصہ بولیں "اسلام کا جوش اور محبت اُن سے پوچھو جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ تم کیا جانو"۔ ابوسفیان اپنا مقصد ظاہر کئے بغیر بڑبڑاتا چلا گیا۔

نیا سال

"مبارک ہو تم کو نیا سال بہنو" ہر شخص ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کر رہا ہے۔ اور خاص کر دہلی لکھنؤ پٹنہ اور کلکتہ جیسے شہروں میں تو اس خوشی پر توپیں بھی داغی گئی ہوں گی۔ تاکہ ہر خاص و عام کو اس بات کی خبر ہو جائے کہ نیا سال شروع ہے۔ پھر گورنر اور وائسرائے صاحبان کے بنگلوں کی حالت کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کہ کس خوبصورتی سے سجایا گیا ہوگا اور خوشیاں منائی گئی ہوں گی۔ تمہارے گھر میں بھی نئے سال کی خوشی منائی گئی ہو نگی۔

لیکن بھئی بات تو یہ ہے مجھے تمہاری یہ خوشیاں کچھ اچھی نہ لگیں۔ کیونکہ میرا خیال کچھ اور ہی ہے۔ اور اگر تم برا نہ مانو تو کہوں۔ وہ یہ کہ تمہاری ان خوشیوں پر میری آنکھیں نم ہیں، اور مجھے قدرے افسوس ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس خوشی کی کیا وجہ ہے۔ خوشی تو انسان کو اس وقت حاصل ہوتی ہے، جب کسی سخت کام کے بعد کامیابی حاصل ہو، یا کسی محنت کے بعد اس کا جائز صلہ ملتا ہو۔

افسوس ایک سال ختم ہو گیا۔ گویا تمہاری مقررہ عمر میں ایک سال کی کمی ہو گئی۔ پھر ذرا سوچو تو کہ ایک سال کا قیمتی وقت آن کی آن میں تم سے ہمیشہ کے لئے چھین لیا گیا۔ کیوں؟ پھر ذرا غور کرو کہ کسی چیز کے کھو جانے پر کوئی خوشیاں مناتا ہے۔ تم نے کبھی یہ بھی غور کیا ہے کہ گذشتہ سال تم نے کون کون سی اچھی باتیں سیکھیں۔ نئی چیزیں حاصل کیں؟ یا وقت یوں ہی کھیل کود میں ضائع کر دیا۔ تم طالب علم ہو۔ طالب علم نئی نئی باتیں معلوم کرتا ہے۔ دنیا میں سب سے بیش قیمت چیز وقت ہے۔ تم تمام چیزیں حاصل کر سکتی ہو۔ لیکن وقت کو کسی طرح بھی نہیں خرید سکتیں۔ ایک مشہور انگریز سر ہوریس ہورا نے کہا ہے "کاش میں کتاب کی طرح وقت بھی خرید سکتا۔ جس آسانی سے تم ایک کتاب کو جب اور جس وقت چاہو خرید سکتی ہو۔ اس قدر آسانی سے تم وقت نہیں خرید سکتیں۔ کیونکہ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ بلکہ تم کو اس کا منتظر رہنا پڑے گا۔ تمہیں یاد ہو نہیں "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں" لہذا ہر چیز کا کچھ نہ کچھ بدلہ ضرور ملتا ہے۔ یہاں تک کہ ماں باپ کی بھی تلافی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر نہیں ہے تو وقت کی۔ جو وقت تمہارے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس کو تم پھر نہیں پا سکتیں۔ اور یہ وقت تمہارے جاننے اور سیکھنے کا ہے۔ اس لئے وقت کی قدر بہت افضل اور ضروری ہے۔ کہتے ہیں کہ جس کے دو دن برابر ہوں، تو وہ نقصان میں ہے۔ یعنی اگر تم نے آج ایک لفظ سیکھا اور کل بھی اسی لفظ کے سیکھنے اور سمجھنے میں وقت گنوایا۔ تو گویا تم نے ایک ہی لفظ کے جاننے میں دو دن لگائے سو تم نے نقصان اٹھایا۔

اب تم ہی بتاؤ کہ یہ خوشیاں جو تم سال کے اس دن
پر مناتی ہو، یہ کہاں تک صحیح اور جائز ہے مجھے امید ہے
تم ضرور دل ہی دل میں اپنی اس غلطی پر پچھتاتی ہوئی
کہو گی، کہ ہاں! واقعی ہماری کتنی غلطی ہے کہ ہم بجائے
افسوس کے خوشیاں مناتے ہیں، تم کو سوچنا چاہئے کہ تمام
دن کے کاموں سے فراغت پا کر جب تم رات کو سونے جاتی ہو تو کیا
تم اپنے دن بھر کی بری بھلی باتوں پر نظر ڈالتی ہو؟ نئی نئی باتیں
جو سیکھی ہیں، اس کے بارے میں سوچتی ہو۔ یا یہ بھی غور
کرتی ہو، اور پھر خدا کے دربار میں بری باتوں سے بچنے
کی دعا کرتی ہوئی آنکھیں بند کر لیتی ہو۔ اسی طرح سال کے آخر
میں تم کو سال بھر کی بری بھلی باتوں کا سوچ بچار کرنا چاہئے
اور آئندہ آنے والے سال کا استقبال اس خیال سے
کرنا چاہئے کہ گذشتہ سال جو تم نے غلطیاں اور برائیاں
سرزد ہوئی ہیں۔ اس سال تم کوشش کرو گی کہ وہ نہ ہونے
پائیں۔ اور تمہاری زندگی اور زیادہ پاک اور خوش گوار گذرے،
میں اسی خیال سے اپنی گذری ہوئی اچھی بری باتوں پر خوشی و
افسوس منانا چاہئے۔ فرض کرو کہ اگر تمہارا سال گذشتہ کچھ کامیاب
رہا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ تم اسی پر قناعت کرلو۔ بلکہ تمہیں بلند ہمتی
سے یہ سوچنا چاہئے کہ ہماری ان خوشیوں میں جو کچھ خامیاں رہ گئی ہوں
وہ آنے والے سال میں نہ رہنے پائیں۔ اور ہم اس سے زیادہ خوشی
و ترقی حاصل کر سکیں۔

اب جن بچوں کا سال کھیل کود میں ضائع ہوا ہو ان
کو ہرگز اظہار غم سے جان نہ کھونا چاہئے۔ کیونکہ در اصل موت ان
کی ہے، جو موت سے ڈر کر جان دیں۔ جو زندہ رہنے کی کوشش میں
موت سے لپٹ جائیں وہ زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

نئے سال میں اپنے نئے کام نئے جوش و مسرت کے ساتھ کرو۔
گذشتہ سال کی کامیابی پر خوشی و گھمنڈ نہ کرو۔
سال نو کے گذرنے والے لمحات کے ایک سکنڈ کو بھی برباد اور رائیگاں
مت ہونے دو، پل بھر کا ہنر گھنٹوں کھیل کود اور وقت ضائع
کرنے سے بہتر ہے۔
صحیح آداب و اخلاق کو اپنا زیور سمجھو۔
خدا کی عبادت سے بہتر ذریعہ روح اور قلب کی صفائی کے
لئے کوئی اور نہیں۔
محتاجوں کی مدد بھی عبادت میں داخل ہے۔

مرزا امین بیگ۔ میڈیکل اسٹوڈنٹ (بی ایس ایم) بنگال

صفحہ ۷ کا بقیہ

رولینڈ کی آواز سن کر پرستان کا بادشاہ
غصہ میں بھرا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا اور غصہ سے
رولینڈ کی طرف دیکھا۔ رولینڈ نے جلدی سے اپنے
باپ کی جادو کی تلوار نکالی اور بادشاہ کی طرف جھپٹا
وہ دونوں بہت بے جگری سے لڑے اور کچھ دیر میں رولینڈ
نے بادشاہ کو نیچے گرا دیا۔ بادشاہ زور سے چلایا۔
"مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہاری بہن کو ہی نہیں تمہارے
دونوں بھائیوں کو بھی چھوڑ دوں گا" یہ سن کر رولینڈ
نے بادشاہ کو چھوڑ دیا۔ اور پھر بادشاہ سے اپنے وعدہ
کے مطابق رولینڈ کے دونوں بھائیوں اور بہن کو رہا
کر دیا۔ پھر رولینڈ مع اپنے دونوں بھائیوں اور بہن کے
خوش خوش واپس اپنے ملک لوٹ آیا اور جادوگر کا شکریہ
ادا کیا۔

(ترجمہ) صفیہ بانو۔ الہ آباد

ایک لڑکے کی بہادری

بادشاہ آرتھر کے چار بچے تھے۔ تین لڑکے اور ایک لڑکی۔ لڑکی کا نام ایلن تھا اور سب سے چھوٹے لڑکے کا رولینڈ تھا۔ ایک دفعہ وہ سب بہن بھائی گیند کھیل رہے تھے کہ رولینڈ نے گیند کے ایک ایسی ٹھوکر ماری کہ وہ سیدھی گرجا کے اوپر جاکر گری۔ ایلن گیند لانے کے لئے گئی اور جب بہت دیر ہوگئی اور وہ واپس نہیں آئی تو اُس کے بھائیوں نے اُس کو ہر جگہ تلاش کیا مگر وہ کہیں نہ ملی۔ آخر کار اُس کے بڑا بھائی ایک مشہور جادوگر میرلن نامی کے پاس گئے اور اُس سے اپنی بہن ایلن کے متعلق دریافت کیا۔ میرلن نے کہا کہ "تمہاری بہن کو پریاں اُڑا کر لے گئی ہیں اور وہ اب پرستان کے بادشاہ کے محل میں ہے۔ یہاں کوئی شخص ایسا بہادر نہیں ہے جو اُس کو چھڑا کر لا سکے"۔

یہ سن کر ایلن کے بڑے بھائیوں نے میرلن سے پرستان کا راستہ پوچھا اور میرلن نے پرستان کا راستہ بتانے کے علاوہ اُن کو چند ضروری ہدایتیں بھی کر دیں۔ مگر ان دونوں نے وہاں پہونچ کر اُس کی ہدایتوں پر بالکل عمل نہیں کیا اور اس کے بعد وہ بھی کبھی وہاں سے واپس نہیں ہو سکے۔

چند دن تک تو اُن کے چھوٹے بھائی رولینڈ نے انتظار کیا اور جب وہ نہ آئے تو وہ خود جادوگر میرلن کے پاس گیا۔ اور اُس سے مدد مانگی، تب میرلن نے اُس کو پرستان کا راستہ بتایا اور کہا کہ "وہاں کی کسی چیز کو کھانا پینا مت۔ ورنہ تم کبھی وہاں سے لوٹ کر نہ آسکو گے"۔

القصہ جب رولینڈ پرستان پہنچا تو اُس نے ایک پری سے پرستان کے بادشاہ کے گھر کا راستہ پوچھا۔ پری نے کہا کہ "اس سبز پہاڑی کے چاروں طرف تین مرتبہ چکر لگاؤ۔ اور یہ کہتے جاؤ" دروازے کھل اور مجھے اندر آنے دے"۔ اس طرح کہنے سے دروازہ خود بخود کھل جائے گا"۔

جیسا پری نے کہا تھا رولینڈ نے کیا اور سبز پہاڑی کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔ رولینڈ کے اندر داخل ہونے کے بعد دروازہ بند ہوگیا اور رولینڈ اُس سڑک پر تیزی سے بھاگا چلا گیا جس طرف وہ محل تھا۔ کچھ دیر بعد اُس نے اپنے آپ کو ایک نہایت خوبصورت کمرے میں پایا۔ کمرے کے آخری حصے میں اُس نے دیکھا کہ اُس کی بہن ایلن ایک گنگا جمنی پلنگ پر بیٹھی ہوئی ہے۔ ایلن نے اپنے بھائی کو اندر آتے ہوئے دیکھ کر کہا "رولینڈ واپس چلے جاؤ۔ مجھے اس ظالم بادشاہ کے پنجہ سے کوئی نہیں چھڑا سکتا"۔

مگر بعد میں جب اُس نے دیکھا کہ اس کا بھائی بہت بھوکا اور تھکا ہوا ہے تو اُس نے اُس کو ایک چاندی کے پیالے میں تھوڑا سا دودھ اور ایک روٹی کھانے کو دی۔ جیسے ہی رولینڈ نے دودھ کا پیالہ ہونٹوں سے لگایا، اُس کو میرلن کی بات یاد آگئی اور رولینڈ نے اُسی وقت تمام دودھ فرش پر بہا دیا۔ اور زور سے کہا "میں اُس وقت تک کوئی چیز نہیں کھاؤں گا جب تک کہ تمہیں اس ظالم بادشاہ کے پنجے سے نہ چھڑا لوں"۔ (باقی دیکھو ص ۲۶ کالم ۲)

میرے بہن بھائی

بھائی جان - میرے بھائی بہنوں میں سب سے بڑے ہیں۔ یہ بہت خوبصورت اور ساتھ ہی نہایت خوش پوشاک اور خوش مزاج ہیں۔ ہم سب سے محبت کرتے ہیں۔ سب کو تحفے دینے کا ان کو بہت شوق ہے۔ اب ہمارے پاس نہیں رہتے۔ مگر جب آتے ہیں تو گویا ہماری عید ہو جاتی ہے ہمارے لئے کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور لاتے ہیں۔ تصویر کشی ور نئے رسالے اور کتابیں پڑھنے کا شوق ہے۔ اسی وجہ سے آرٹ کالج میں داخل ہیں۔ افسانے لکھنے کا بھی شوق ہے۔ جو لکھتے ہیں وہ مجھے ضرور دکھاتے ہیں۔

چھی بھائی - نام تو آصف ہے مگر بچپن میں سب اچھی کہتے ھے۔ بچپن میں ہم دونوں ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ ریڈیو سننے بے حد شوق ہے۔ یہ انجنیر بننا چاہتے ہیں۔ بچپن میں پنے اور ہمارے کھلونے اکثر یہ دیکھنے کے لئے کہ کس طرح ے بنتے ہیں توڑ دیا کرتے تھے۔ ابھی نویں جماعت میں پڑھتے ں۔ مگر گھر کا ریڈیو موٹر بجلی فٹنگ ہر چیز پر تجربے کرتے رہتے ں۔ اب تو خاصے ماہر ہو گئے ہیں۔ اور گھر کے بہت سے م جن کے لئے انجنیروں کو بیسیوں روپے دینا پڑیں خود ہی لیتے ہیں۔ افسانے پڑھنے کا کافی شوق ہے۔ جماعت میں میشہ اچھے نمبر حاصل کرتے ہیں۔ بہت زور سے بولنے کے دی ہیں۔ نوکروں پر ڈانٹ ڈپٹ رکھتے ہیں نقل اُتارنے ماہر ہیں۔ ان کے بعد ہماری باری ہے اور مجھ سے چھوٹے

صوف ہیں۔ یہ ایک دبلے پتلے چھوٹے قد کے انسان ۔ ان میں بھی مصوری کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔

ہم نے اِن کو بچپن میں بہت تنگ کیا ہے مگر پھر بھی ہم سب سے محبت کرتے ہیں۔ اگرچہ کبھی کسی نے ان کو اس کا اظہار کرتے ہوئے نہیں سُنا میرے کام سے کبھی انکار نہیں کرتے۔ جب ہنسنے پر آتے ہیں تو اتنا ہنستے ہیں کہ خدا کی پناہ۔

رؤف - یہ ہمارے بہت اچھے بھائی ہیں۔ ان کی عمر چھ سال ہے۔ ہر وقت کہتے ہیں" باجی ہمیں سب سے زیادہ اچھی لگتی ہیں۔ باجی ہی تو ہمیں چاہتی ہیں۔ میرے بغیر کوئی چیز نہیں کھاتے۔ رات کو میرے پاس سوتے ہیں۔ اپنے گراموفون کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے۔ ہر وقت یہ چاہتے ہیں کہ کوئی اُن سے باتیں کئے جائے اور کسی دوسرے سے بات نہ کرے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ناراض ہو جاتے ہیں۔ مگر بہت جلد من جاتے ہیں۔ ذہین کافی ہیں۔ اتنے چھوٹے ہونے کے باوجود بیڈمنٹن اتنا اچھا کھیلتے ہیں کہ بڑے بڑوں کے دانت کھٹے کر دیتے ہیں کسی سے شرماتے نہیں۔ ہر ایک سے بہت جلد گھل مل جاتے ہیں اور خوب باتیں کرتے ہیں۔ یہ بھی ہنسنے میں کافی مہارت رکھتے ہیں

بے بی - یہ بہت خوبصورت اور ہر ایک سے محبت کرنے والی بچّی ہے۔ گانا گانے کی بے حد شوقین ہے۔ ہر وقت ہنستی رہتی ہے۔ کار میں بیٹھنے کی شوقین ہے۔ بہت کم اور آہستہ آہستہ ایک آدھ لفظ بولتی ہے۔ میری گود میں فوراً آجاتی ہے۔

عمیم - یہ ہمارے سب سے چھوٹے بھائی ہیں۔ لاڈلے ہونے کی وجہ سے قدرے ضدّی ہیں۔ لکھنے پڑھنے کے بہت شوقین ہیں۔

کفایت شعاری

میں دیکھتا ہوں کہ آج کل ہر طرف یہی چیخ پکار ہے کہ کس طرح روپیہ کو بچانا چاہیئے۔ وہ کیا تدبیریں ہیں جن پر عمل کرنے سے آرام و آسائش کے ساتھ زندگی بسر ہو۔ کیا کھانا ادنیٰ درجہ کا کھایا جائے یا کپڑا موٹا جھوٹا پہنا جائے۔ یا کچّے مکان میں بازار سے دور گلی کوچے میں رہائش اختیار کی جائے۔ کس خرچ کو گھٹائیں۔ کس کو موقوف کریں؟

کفایت شعاری کوئی خاص فن یا علم نہیں اور نہ کوئی گھر کے دھندوں سے علیحدہ بات ہے۔ بلکہ خانہ داری کے کام کو باقاعدہ خاص آمدنی میں سرانجام دینے کا نام ہے۔ بغیر کفایت شعاری کے کوئی دولت مند نہیں بن سکتا۔ کفایت شعاری ہماری آج کی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ انگریزی زبان کی ایک مشہور مثل ہے کہ "تم پیسوں کی حفاظت کرو تو اشرفیاں خود جمع ہو جائیں"۔ یعنی تم اپنی عقلمندی سے اگر روزمرّہ چار پیسے بچاؤ گی تو ایک مہینے میں دو آنے کم دو روپے۔ اور سال بھر میں ساڑھے بائیس روپے جمع ہو جائیں گے۔

دنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں جو آیندہ کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اپنی تمام آمدنی کھانے پینے اور ظاہرداری کی باتوں میں صرف کر دیتے ہیں۔ جس کے باعث اُن کو تمام عمر پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ اکثر لوگ ایسے بھی دیکھے جاتے ہیں جو روپیہ کمانے کی پوری قابلیت تو رکھتے ہیں مگر اُسے باقاعدہ صرف کرنا نہیں جانتے۔ اور اپنی یا بیوی کی فضول خرچی کے سبب ہمیشہ مفلس و نادار رہتے ہیں۔ اسی فضول خرچی کی بدولت آئے دن خاندان کے خاندان تباہ ہو رہے ہیں۔

میں اپنی بناتی بہنوں سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی ہندو بہنوں سے سبق حاصل کریں کہ وہ کیسی قدر خوش حال ہیں۔ اور کیسے چین سے چلتی ہیں اور کم سے کم آمدنی میں بھی گذارا کرلیتی ہیں۔ لیکن ہمارے ہاتھوں میں اگر کم سے کم سو روپے ماہوار بھی آئیں تو بھی ہر وقت ہائے ہائے سنائی دیتی ہے۔

میرے خیال میں اپنے گھر کے تمام قسم کے اخراجات کی ایک فہرست بنا کر اس کو چند حصوں میں اس طرح تقسیم کیجئے کہ ایک قسم کی ضرورت کی چیزیں ایک جگہ جمع کی جائیں۔ پھر اُن کی قیمت کا اندازہ ماہوار یا سالانہ کر کے اپنی آمدنی میں کچھ حصہ اس کے لئے مقرر کر دیجئے۔ مثلاً ضروریات زندگی کی موٹی اور عام تقسیم اس طرح کر سکتی ہیں:-

(۱) کھانے پینے کے ضروری چیزیں (۲) لباس اور بچھانے کا سامان (۳) سامانِ آرائش۔ اب اپنی آمدنی کو ان خرچوں پر بانٹ دیں اور ایک حصہ خاص ضروریات کے لئے جمع رکھیں۔ لیکن واضح رہے کہ جو رقم جس حصہ کے لئے تجویز کی ہے جہاں تک ہو سکے اسی میں

سے خرچ کیجئے۔ ایسا کبھی نہ کرنا چاہیئے کہ ایک ضرورت کا روپیہ دوسرے کاموں میں صرف کر دیا جائے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تمام انتظامات بگڑ جائیں گے۔ اور ہرگز کچھ بھی باقی نہ بچ سکے گا۔

اگر میری بہنیں ذیل کی باتوں پر عمل کریں تو وہ لازمی طور پر کفایت شعار بن جائیں گی۔

(۱) بے کار چیز خواہ کتنی ہی سستی کیوں نہ ہو مت خریدئے۔ کیونکہ اس سے فضول خرچی کی عادت پڑ جاتی ہے۔

(۲) جہاں تک ممکن ہو اناج وغیرہ فصل پر سال بھر کا یا کم سے کم مہینہ بھر کا خرید لیا جائے۔

(۳) بچوں کے خرچ کے لئے علیحدہ بینک میں کچھ ماہوار جمع ہونا چاہیئے۔

(۴) بچوں کا جیب خرچ ماہوار ملنا چاہیئے تاکہ ان کو خود پیسے کا استعمال آئے اور اُن کو یہ معلوم ہو کہ روپیہ کیسی مفید شے ہے۔

(۵) ہر ایک کو گھر کا حساب کتاب ضرور لکھنا چاہیئے اس لئے کہ ہر مہینے کے ختم ہونے پر آمدنی و خرچ کا اندازہ ہو جائے اور ایک نظر میں معلوم ہو جائے کہ کونسی شے بے ضرورت خریدی گئی۔ کونسی چیز زیادہ خرچ ہوئی اور کیوں ہوئی؟ اور کتنا روپیہ بچا۔ پھر اگلے مہینے اُن غلطیوں سے پرہیز کرنا چاہیئے جو اس سے پہلے مہینہ میں آپ کی بے پروائی سے ہوئی ہیں۔

اس طرح ایک سال کے الٹ پھیر میں آپ کے پاس کافی روپیہ باقی بچ رہے گا۔

نیاز فاطمہ بنت مس رنسگر

ذرا بتائیے تو؟

عنوان مندرجۂ بالا کے سوالات بنات دسمبر ۱۹۵۷ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ جوابات ترتیب وار اب ملاحظہ ہوں۔ ایڈیٹر

(۱) ساڑھے تیئیس سنکھ ٹن۔

(۲) ۸۱ پونڈ۔

(۳) بارہ سو پچاس پونڈ۔

(۴) سان فرانسسکو میں خلیج آکلینڈ کا پل۔ لاگت پچاس لاکھ ڈالر۔

(۵) مشہور سائنس داں مارکونی۔

(۶) ۲۹۰۰۷ فٹ۔

(۷) آواز کی رفتار ۷۹۰ میل فی گھنٹہ ہے۔

(۸) ریڈیو کی لہروں کی رفتار ایک لاکھ ۸۶ ہزار میل فی سکنڈ

(۹) ایک جنگی طیارہ کے بنانے میں ۱۸ ہزار گھنٹے لگتے ہیں

(۱۰) ایک فوجی دستہ ۱۰ منٹ میں ۴۷ ٹن فولاد اور بارود ضائع کر دیتا ہے۔

(۱۱) دنیا میں سب سے بڑا پھول سماترا میں پایا جاتا ہے اس کی گولائی ۱۲ فٹ ہے۔

(۱۲) دنیا کی سب سے زیادہ تیز رفتار بھاپ سے چلنے والی ریل گاڑی "چلٹنہم فلائر" ہے۔ جس کی رفتار کا اوسط ۷۱۳ میل فی گھنٹہ ہے۔

(۱۳) دنیا کا سب سے بڑا جہاز بنانے والا کارخانہ "فلاڈیلفیا" (امریکہ) میں ہے۔

سید محمد عباس

نڈر لڑکا

ایک گاؤں میں ایک زمیندار رہتا تھا اُس کا ایک لڑکا تھا۔ وہ کم عمر تھا۔ مگر کسی سے نہیں ڈرتا تھا۔ اور نہ اندھیرے میں جانے سے گھبراتا تھا۔ ایک روز اُس کا باپ اُس کی شرارتوں سے پریشان ہو کر لڑکے کو لے کر گاؤں کے پادری کے پاس گیا۔ اور کہا میں اس لڑکے سے بہت ناخوش ہوں۔ نہ یہ ہم لوگوں سے ڈرتا ہے اور نہ اندھیرے میں جانے سے ڈرتا ہے اس لئے آپ اس کو پڑھنا اور ڈرنا سکھا دیجئے۔

پادری نے سمجھا بچہ ہے۔ ڈرنا سیکھ لے گا۔ اُس نے لڑکے کو رکھ لیا۔ شام کو پادری نے اُس لڑکے سے کہا۔ "تم رات کو ۱۲ بجے گرجا پر چڑھ کر گھنٹہ بجانا" اُس لڑکے نے خوشی سے منظور کیا۔ جب رات ہوئی اور بارہ بجے تو گرجا پر چڑھنے لگا۔ وہ آدھی سیڑھیاں چڑھا ہوگا کہ پیچھے موم بتی کی روشنی نظر آئی۔ پلٹ کر دیکھا تو ایک سفید پوش دو موم بتیاں ہاتھ میں لے کر اُس کے پیچھے اُوپر آرہا ہے۔ نڈر لڑکا وہیں ٹھہر گیا۔ دراصل وہ سفید پوش پادری تھا۔ جو اُس کو ڈرانے کے لئے آرہا تھا۔ جب پادری لڑکے کے قریب پہنچا تو لڑکے نے ایک لات اس زور سے ماری کہ پادری سیڑھیوں سے نیچے گر گیا۔ لڑکا اپنا فرض ادا کرنے کے لئے اُوپر چلا گیا۔ اور گھنٹہ بجا کر واپس آگیا۔ پادری نے جل بھن کر اُس لڑکے کو اُس کے باپ کے پاس بھیج دیا۔

لڑکے کا باپ اُس سے تنگ آچکا تھا۔ اُس سے کہا۔ "جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ۔ اور میرے گھر اُس وقت واپس آنا جب ڈرنا سیکھ لو۔" یہ سُن کر لڑکا بہت پریشان ہوا اور یہ سوچا کہ چلو جنگل میں جانے سے مجھے ڈرنا آجائے گا۔ چنانچہ وہ گھر سے روانہ ہوا۔ ویران جنگلوں میں سے گذرنے لگا۔ آخر وہ جنگل کے اُس سرے پر پہنچا تو ایک گاؤں ملا۔ اُس نے سوچا چلو گاؤں والوں کے پاس۔ شاید اُن سے ڈرنا سیکھ جاؤں۔ جب اُس نے کہا مجھ کو ڈرنا سکھاؤ تو لوگوں نے پوچھا: "کیوں بھائی تم ڈرنا کیوں سیکھنے چلے" اُس نے بتایا کہ مجھ کو میرے باپ نے گھر سے نکال دیا ہے۔ اور کہتا ہے جب تک تم ڈرنا نہ سیکھو گے گھر نہ آنا۔ یہ سُن کر لوگوں نے خیال کیا بچہ ہے۔ مُردے ہوئے آدمی کو دیکھ کر ضرور ڈر جائے گا۔ اُن لوگوں نے اُس سے کہا۔ "تم گاؤں کے باہر جنگل میں پیپل کے درخت کے نیچے آگ جلا کر رات گذارو۔ ڈرنا آجائے گا۔" گاؤں والوں نے اس لئے اُس لڑکے کو وہاں بھیجا کہ درخت پر ایک شخص کو پھانسی دی گئی تھی اور وہ درخت سے لٹکا ہوا تھا۔ جب لڑکا پیپل کے درخت کے نیچے جا کر رات گذارنے لگا اور اُس کی نظر درخت پر پڑی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی لٹکا ہوا ہے۔ لڑکا اُس کو آوازیں دینے لگا: "ارے بھائی تم اُوپر کیا کر رہے ہو۔ نیچے آؤ۔ تم کو سردی

لگ رہی ہوگی۔ اُس لڑکے نے کئی آوازیں دیں جب
کوئی جواب نہ ملا تو لڑکا خود درخت پر چڑھا اور اُس
لاش کو نیچے لایا۔ اور سمجھا کہ یہ شخص سردی سے
اکڑ گیا ہے۔ آگ روشن کی اور رات بھر اُس لاش
کی خدمت کی اور صبح گاؤں والوں کو بُرا بھلا کہا۔
کہ تم لوگ رات ایک آدمی کو سردی میں چھوڑ کر
چلے گئے۔

یہ دیکھ کر گاؤں کے لوگوں نے سمجھا یہ بچہ
نہیں کوئی بھوت ہے۔ وہاں سے بھاگ گئے۔

لڑکا ڈرنا سیکھنے کے لئے بیابان اور خوف
زدہ جنگلوں میں گھومنے لگا۔ وہ ایک مُلک میں
جا نکلا۔ جہاں کے بادشاہ نے ایک محل بنایا تھا
اُس میں جو شخص رات کو رہتا صبح کو محل سے اُس
کی لاش نکلتی۔ اس لئے بادشاہ نے ڈھنڈورا
پٹوا دیا کہ جو شخص اس محل کو ہمارے رہنے کے
قابل بنا دے اُس کے ساتھ میں اپنی لڑکی کی
شادی کر دوں گا۔ اُس نڈر لڑکے نے جو یہ سُنا
تو سوچا کہ چلو اسی بہانہ سے مجھ کو ڈرنا آجائے گا۔
یہ سوچ کر وہ بادشاہ کے پاس گیا اور اُسی مکان
میں رات گزارنے کی خواہش کی۔ بادشاہ نے
اجازت دے دی۔

نڈر لڑکا جب محل میں پہنچا تو مغرب کا وقت
ہو گیا تھا محل اتنا بڑا تھا کہ بڑے بڑے بہادروں
کو محل میں اکیلے جاتے ہوئے ڈر لگتا تھا۔ نڈر لڑکا
محل میں گیا اور آگ جلا کر بیٹھ گیا۔ کچھ اندھیرا بڑھنے
کے بعد محل کے ہر کونے سے ایک ایک بلی آنے
لگی۔ اور سب آکر آگ کے پاس بیٹھ گئیں۔ اور لڑکے
کو ایک پھول سونگھنے کو دیا۔ اُس نے وہ خوشی سے
لے لیا۔ اور اُن بلیوں سے باتیں کرتا ہوا رات گذارتا
رہا۔ جب نیند آنے لگی تو اُن بلیوں سے کہا کہ بھئی
ہمیں تو نیند آتی ہے۔ ہم سوتے ہیں۔ خدا حافظ
کہہ کر سو گیا۔ اور صبح کو محل سے اچھا خاصا نکلا۔
لوگ سخت حیران ہوئے۔ جب بادشاہ کے پاس گیا
تو بادشاہ کو اطمینان نہ ہوا۔ لڑکے کو حکم دیا کہ چھ دن
اور اُس میں سوئے۔ لڑکے نے منظور کیا اور اُسی
طرح بلیوں کے ساتھ ہنستے بولتے چھ دن گذر گئے اور ساتویں
دن بہت رات گئے محل کے ہر کونے سے نڈر لڑکے کی
شکل کے آدمی آنے لگے اور ہر ایک لڑکے کے قریب
آتا۔ ہنستا اور چلا جاتا۔ یہ دیکھ کر لڑکے کو غصہ آیا تو اُس
نے چاقو نکال کر ایک کو پکڑ کر پوچھا تم کون ہو مگر وہ ہنسا
اور کچھ جواب نہ دیا۔ لڑکے نے چاقو اُس کے پیٹ
میں گھونپ دیا۔ یہ دیکھ کر تمام آدمی جُھک گئے اور
کہنے لگے۔ ہم یہاں سے آج ہی چلے جاتے ہیں۔
یہ مکان تمہارا ہے اور پھر کبھی یہاں نہیں آئیں گے۔
یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔

صبح کو اس لڑکے کی شادی بادشاہ کی لڑکی
سے ہو گئی اور وہ ہنسی خوشی رہنے لگے۔ کچھ
دن بعد نڈر لڑکا خود اُس ملک کا بادشاہ بن گیا۔

سید امتیاز علی
حیدرآباد دکن

پرندستان

کوّا

"کائیں! کائیں!! کائیں!!!"

"ارے یہ کیسی آواز ہے؟" اوہو یہ تو کوّے
پنی داستان سُنا رہے ہیں۔ آؤ ذرا سُنیں تو
ہی کیا کہتے ہیں؟

کائیں! کائیں!! ہم بڑے ہوشیار ہیں۔ کوئی
جانور ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جوں ہی ہم شور مچاتے
ہیں ہمارے سینکڑوں بھائی بند جمع ہو جاتے ہیں۔
کسی کی کیا مجال کہ ہمیں ستائے۔ ہم نے کئی بار
ازوں سے بازی جیتی ہے۔ ہم نے کئی عقابوں کا
ستیاناس کیا ہے۔ ہم ایک قسم کے سپاہی ہیں۔
ہوک گارڈ کے نہیں۔ پنجاب پولیس کے نہیں۔ بلکہ
کالی وردی والے بہادر سپاہی۔ جن کی تمام دُنیا
میں دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔ ہم ہوا کی طرح ہر جگہ
موجود رہتے ہیں۔ کوئی پہاڑ، جنگل۔ وادی اور بستی
ہم سے خالی نہیں۔ ہم ہر جگہ موجود رہتے ہیں۔ ہر
یک چیز کو اُٹھا کر لے جانا ہمارا ہی کام ہے۔ راہ چلتے
آدمی کے ہاتھ سے گوشت، پنیر، صابن وغیرہ اُڑا
کر لے جانا ہمارے ہی بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ منڈیو
بازاروں۔ باورچی خانوں اور قصائیوں کی دوکانوں
سے دیکھتے ہی دیکھتے اپنے کام کی چیزیں لے اُڑنا
ہمارا ہی کام ہے۔

کائیں! کائیں!! ہم بڑے ہوشیار ہیں۔ کوئی
جانور ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہم گِدھوں سے بھی
اعلانِ جنگ کرنے سے نہیں چُوکتے۔ ننّھے ننّھے پرندے
اور اُن کے انڈے ہمارا من بھاتا کھاجا ہے۔ ہم کئی
میل دُور سے اپنا شکار دیکھ لیتے ہیں۔ ہماری بینائی
ضرب المثل بن چکی ہے۔ اور نگاہ کی طرح ہماری سُننے
کی طاقت بھی بہت تیز ہے۔ بس ہم جونہی ذرا بھی آہٹ
پاتے ہیں تو دو گیارہ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے بھائی
جو برہما میں رہتے ہیں اُن کا رنگ سفید ہوتا ہے۔
اور وہاں کے بے رحم دِل لوگ اُنہیں نہایت مزے
سے کھاتے ہیں۔ ہمیں اِس بات سے نفرت ہے۔ جانے
دیجئے اِس ذکر کو۔

کائیں! کائیں!! ہم بڑے ہوشیار ہیں۔ کوئی
جانور ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دِن کے وقت تو ہم
ہر جگہ دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن رات کے وقت ہم ایسے
غائب ہوتے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔
ہم اپنے گھونسلوں میں رات گذارتے ہیں جو جنگل میں
نہایت اُونچے اونچے درختوں پر گھاس پھونس سے
بنے ہوتے ہیں۔ ہماری مادہ جون اور جولائی میں اُن
گھونسلوں میں انڈے دیتی ہے۔ جن کا رنگ ہلکا
نیلا ہوتا ہے۔ اکیس دِن کے بعد اِن سے بچّے

نکل آتے ہیں اور اُن کا رنگ بھی ہماری طرح سیاہ ہوتا ہے۔ آپ تو شاید ہمارے رنگ کی وجہ سے باپ اور بیٹوں میں بھی تمیز نہ کر سکیں۔

کائیں! کائیں!! ہم بڑے ہوشیار ہیں۔ کوئی جانور ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ لوگ بہت عقلمند ہیں جو ہمیں شگونی پرندہ سمجھتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ اگر ہم صبح کے وقت اُن کی منڈیر پر بولیں تو وہاں ضرور مہمان آئے گا۔ اور یہ بات عموماً ہوتی بھی ٹھیک ہے۔ لیکن جو ہمیں فضول اور نکما پرندہ خیال کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ بڑے بڑے ڈاکٹروں کے قول کے مطابق ہمارا وجود انسانی زندگی کے لئے ازحد ضروری اور مفید ہے۔ کیونکہ ہم ایک دن میں کھیتوں سے ایسے ہزاروں کیڑے کھا جاتے ہیں جو ایک سومیں سیر غلّہ کو تباہ کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ اور اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک سال میں ہماری مدد سے فصلوں میں تیس فی صدی اضافہ ہو جاتا ہے۔ جو کہ ہمارے نہ ہونے کی صورت میں تباہ ہو جائے۔

کائیں! کائیں!! ہم بڑے ہوشیار ہیں کوئی جانور ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہماری عقلمندی قسم کھانے کے قابل ہے۔ کیا آپ نے نہیں سُنا کہ ایک پیاسا کوّا اِدھر اُدھر پانی تلاش کر رہا تھا کہ دُور سے اُسے ایک برتن نظر آیا جس میں پانی تھا۔ وہ فوراً قریب گیا اور پانی پینے کو جُھکا۔ لیکن پانی اُس کی چونچ سے بہت دُور تھا۔ اُس نے فوراً ایک ترکیب سوچی اور چند پتھر اکٹھے کر کے اُس برتن میں ڈال دئے جس سے پانی اوپر چڑھ آیا اور وہ اپنی پیاس بجھا کر اُڑ گیا۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ کوّا

تڑپ

جب پردیسی بہن کا مہمان بھائی وطن کو سدھارا
تو رنجِ فرقت اور دردِ جُدائی اشعار کی صورت میں
ڈھل گیا۔ میری اُس نظم کے جواب میں عزیز از جان
برادر میاں نثار احمد طولعمرہٗ نے یہ نظم کہی ہے جو اُن
کی دلی محبّت و اخوّت کی سچّی ترجمانی کرتی ہے۔ اس
خیال سے کہ ممکن ہے بناتی بہنیں ایک بھائی کی سچّی
محبت کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور لطف اُٹھائیں۔
بغرض اشاعت روانہ کر رہی ہوں۔ ساتھ ہی خواہشمند
ہوں کہ محترم بہنیں میرے ہونہار بھائی کی درازیٔ عمر
و ترقیٔ علم کی بارگاہِ ایزدِ تعالیٰ میں دعا فرمائیں گی جو
ابھی کم عمر طالب علم ہے خدا اُس کا حافظ و معاون ہو۔
اور اسے اپنی قوم و ملّت کا قابلِ فخر و ناز فرزند اور سچّا
خدمت گزار بنائے۔

آپا جان کی نظم پڑھنے کے بعد

آپ کی نظم پڑھ رہا ہوں مَیں — خود کو حیرت سے دیکھتا ہوں میں
دانہ ہائے سرشکِ الفت کو — تارِ دل میں پرو رہا ہوں میں
ہے رواں جوئے حبّ پاکیزہ — اک کنارے کھڑا ہوا ہوں میں
کس قدر صاف ہے یہ جوئے رواں — جس میں اک عکس دیکھتا ہوں میں
آنکھ حیرت زدہ ہے دل بیتاب — اور کچھ غور ... کر رہا ہوں میں
ہاں! نمایاں نہیں ہیں سارے نقوش — کچھ تو ظاہر ہوں کچھ چھپا ہوں میں

اُٹھ رہے ہیں خیال سے طوفاں
تیز لہروں میں بہہ رہا ہوں میں

اِس گھڑی آپ سے جُدا ہوں میں — دردِ دُوری سے آشنا ہوں میں
دُور ہوں تو قریب تر ہوں گا — چاہ کا حال جانتا ہوں میں
آپ کا دل عجیب دل ہے بہن — قدر و قیمت کو جانتا ہوں میں
پھر بھی میں بھاگ کر چلا آیا — سچ تو یہ ہے کہ بے وفا ہوں میں
ہے مگر یہ شرف مجھے حاصل — آپ کا بھائی لاڈلا ہوں میں
یوں تو بے کار دل کا مالک ہوں — ہاں! مگر درد آشنا ہوں میں
ہمہ تن یاد ہو گیا ہے دل! — ہمہ تن درد ہو گیا ہوں میں
درد ہے راحتِ دلی مجھ کو — دائمی سوز چاہتا ہوں میں

اِس لئے آپ سے جُدا ہوں میں
اِس لئے دُور آ گیا ہوں میں

بیتی باتیں ستائے جاتی ہیں — یاد کر کے تڑپ رہا ہوں میں
کھول کر روزنِ نگاہِ خیال — موہنی شکلیں دیکھتا ہوں میں
ناز میرے اُٹھا رہا ہے کوئی — اور ناراض ہو رہا ہوں میں
قمر تی سے جم گیا ہے نقشۂ جنگ — بات بے بات ڈانٹتا ہوں میں
رنجا ہوتی چلی ہر کیا بے حس — اس کو باتیں سُنا رہا ہوں میں
اور سنجو کہ بناتے ہیں مجھے — کھیل کو عذر ڈھونڈتا ہوں میں
مجھ کو غصّہ دلائے جاتا ہے، — اب جو کھیلیں تو جیتتا ہوں میں
دِل کلب جانے کو ہوا بے چین — کس خوشامد سے جا رہا ہوں میں
وہ پکارے گئی اِدھر اور لے — ننھی نزہت سے بچ رہا ہوں میں

"منّھیوں" کی مٹھاس کیا کہئے
"کیٹوں" کو ترس رہا ہوں میں

ختم کرتا ہوں اپنی کہانی
آپ سے طالبِ دُعا ہوں میں

جیبہ مہر خاتون۔ بمبئی

سوجا میرے پیارے! لوری

سوجا میرے پیارے سوجا میری آنکھ کے تارے سوجا

کلیاں سوئیں پتّے سوئے
تتلی سوئی بھونرے سوئے
مینا سوئی طوطے سوئے
مچھلی سوئی بگلے سوئے

تو بھی میرے پیارے سوجا میری آنکھ کے تارے سوجا

چھوٹی سی ندّی کے کنارے
ننھا سا جو پھول اُگا ہے
اپنے ننھے سر کو جھکائے
گہری نیند میں محو ہوا ہے

تو بھی میرے پیارے سوجا میری آنکھ کے تارے سوجا

نندیا ہے اِک پیڑ پہ بیٹھی
چھوٹی سی چپ چاپ اکیلی
دیکھتی ہے وہ صورت تیری
بھولی بھولی پیاری پیاری

تو بھی میرے پیارے سوجا میری آنکھ کے تارے سوجا

میرے بچّے میرے بالے
اس کو اپنے پاس بلالے
تجھ ضدّی کو آکے منالے
پیار کرے آنکھوں سے لگالے

سوجا میرے پیارے سوجا میری آنکھ کے تارے سوجا

سیّد محمد عباس نرسنگھ پور
سی۔پی

ٹکٹ کیسے بنتے ہیں

جب کبھی نئے ٹکٹ نکالنا ہوتے ہیں تو پہلے یہ طے کیا جاتا ہے کہ یہ کتنا بڑا ہو۔ اور اس پر کیا چیز چھاپی جائے۔ یہ طے ہو جانے کے بعد نقشہ بناتے ہیں اور نمونے کے لئے ایک آزمائشی بلاک تیار کرتے ہیں۔ یہ بلاک اپنی منشاء کے مطابق چھپ جاتا ہے۔ تو اصلی بلاک بنائے جاتے ہیں۔ تم سمجھتے ہو گے کہ بس ایک ہی بلاک سے تمام ٹکٹ چھاپ لیتے ہیں۔ اگر ایسا کریں تو ایک ہی ٹکٹ کے چھاپنے میں برسوں لگ جائیں اس لئے کہ ایک ایک ٹکٹ لاکھوں کی تعداد میں چھپتا ہے۔ اس تکلیف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایک ساتھ بہت سے بلاک بنوا لیتے ہیں۔ تاکہ پورا شیٹ ایک ساتھ چھپ جائے۔ یہ شیٹ تم نے ڈاک خانوں میں اکثر دیکھے ہوں گے۔

ٹکٹ کا نقشہ پہلے ایک پالش کی ہوئی پلیٹ پر بنایا جاتا ہے۔ پھر ٹکٹ میں جہاں جہاں لفظوں یا شکل کو نمایاں کرنا مقصود ہو وہاں احتیاط سے تیزاب ڈالتے ہیں۔ تیزاب اُس جگہ کو کھا لیتا ہے۔ مثلاً ٹکٹ پر پوسٹیج ریونیو لکھا ہو تو اُس پر تیزاب ڈال دیں گے۔ یہ اتنی جگہ کو کھود دے گا۔ پھر لوہے کے ایک سخت رُول سے اتنی زور سے دباتے ہیں کہ ٹکٹ کی پوری شکل اُتر آتی ہے۔

اس کے بعد اس رُول کے ذریعہ پُورے ایک شیٹ کے ٹکٹوں کی پلیٹ تیار کرتے ہیں۔ اس پلیٹ میں بھی پہلے کی طرح مثلاً پوسٹیج ریونیو یا دوسرے الفاظ کی جگہ کھُدی ہوگی۔ اور آس پاس کی جگہ کچھ اونچی ہوگی۔ اب چھاپنے والا اس پلیٹ پر روشنائی کا رُول گھماتا ہے اِس سے کھُدی ہوئی جگہ میں روشنائی بھر جاتی ہے۔ باقی حصّوں کی روشنائی بہت احتیاط سے صاف کرتے ہیں۔ اب پلیٹ پر کاغذ دباتے ہیں۔ لیجئے ٹکٹ تیار ہو گیا۔

مگر ابھی کہاں ابھی تھوڑی سی کسر ہے۔ یہاں چھپنے کے بعد ٹکٹ دوسری مشینوں کے حوالے کیا جاتا ہے۔ یہ مشینیں ٹکٹ کی دوسری طرف گوند لگاتی ہیں۔ اور اس کے چاروں طرف ننھے ننھے سوراخ کرتی ہیں۔

لیجئے اب یہ ٹکٹ مکمل اور آپ کے استعمال کے قابل ہے۔

سلطان احمد کلکتوی
(غازی آباد)

بہن کی محبت

آسمان، زمین، سورج، چاند ستاروں کی کہانی

کسی زمانہ میں ایک غریب آدمی رہا کرتا تھا۔ اس کے تین لڑکے تھے۔ اور ایک لڑکی۔ بڑے لڑکے کا نام آسمان، منجھلے کا نام سورج اور چھوٹے کا نام چاند۔ اس کی لڑکی زمین جو ایک خوبصورت اور نیک دل لڑکی تھی اپنے ہمجولی ستاروں کے ساتھ کھیلتی کودتی تھی۔ بوڑھا اپنی لڑکی کو بے حد چاہتا تھا، اور زمین کے تینوں بھائی بھی اس سے بے حد محبت کرتے تھے۔ ایک دن تینوں بھائیوں یعنی آسمان، سورج چاند نے سیر کو جانے کی ٹھانی۔ اور باپ سے اجازت لینے گئے ان کے باپ نے ان کو اجازت دیدی۔ تینوں بھائیوں نے کہا کہ ہم زمین کو بھی ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ بھی سیر کا لطف اٹھائے۔ ان کے باپ نے پہلے تو منع کیا۔ لیکن جب انہوں نے بے حد اصرار کیا اور کہا کہ زمین کے ہمجولی ستارے بھی ساتھ چل رہے ہیں، زمین ان کے ساتھ رہے گی۔ تو بے چارے بڑھے نے اجازت دے دی۔ سب مل کر سیر کے لئے چلے۔ سیر کرتے کرتے ہر ایک چیز کا مشاہدہ کرتے ہوئے وہ چلے جا رہے تھے۔ اتنے میں انہیں ایسا معلوم ہوا جیسے بھونچال آرہا ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دیو اڑا چلا آرہا ہے۔ وہ لوگ ڈر کر جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے رہ گئے۔ دیو کی نظر ان پر پڑی اور اس کے قریب آکر اترا۔ اور غصہ بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے بعد وہ زمین کی طرف بڑھا، اور چاہتا تھا کہ اسے لے کر اڑ جائے۔ کہ تینوں بھائی دوڑ کر اس سے لپٹ گئے۔ اور زمین کا ہاتھ چھڑا لیا۔ یہ دیکھ کر دیو غصے میں بھر گیا، اور اس نے کچھ پڑھ کر زمین پر پھونکا۔ اور اڑ گیا۔ ادھر زمین ایک قسم کی مٹی بن کر چاروں طرف پھیل گئی۔ یہ حال دیکھ کر تینوں بھائی رونے لگے اور ستارے تو سکتے کی حالت میں رہ گئے۔ آخر سب روتے دھوتے باپ کے پاس گئے اور تمام حال کہا، باپ یہ سن کر غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو اٹھا اور کہا کہ مجھے اس جگہ لے چلو جہاں میری نورِ نظر پر یہ واقعہ پیش آیا۔ تینوں بھائی اسے لے کر وہاں پہنچے۔ بوڑھا اپنی بچی کی یہ حالت دیکھ کر "ہائے بیٹی" کہہ کر زمین پر گر پڑا۔ اس کے بیٹوں نے اسے اٹھانا چاہا لیکن دم ہار چکا تھا۔ بوڑھا بھی اپنی بیٹی سے جا ملا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ اور بھی رونے لگے۔ اور اسی مٹی میں گڑھا کر کے اس کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد تینوں بھائیوں نے سوچا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ انہیں ڈر تھا کہ کہیں وہ دیو پھر آکر انہیں نہ ستائے۔ چنانچہ انہوں نے ایک ترکیب سوچی جس سے ان کی حفاظت ہو سکتی تھی۔ اور انہیں یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں وہ دیو پھر آکر زمین کو اصلی حالت پر لا کر

باقی صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ کریں

میرا روزانہ پروگرام

صبح ساڑھے چھ بجے سو کر اٹھتی ہوں نماز کے بعد روزانہ تو نہیں، مگر چھٹی کے دن ضرور قرآن شریف کی تلاوت کرتی ہوں۔

سات بجے سے اپنے کمرے کی صفائی میں مشغول ہو جاتی ہوں۔ کتابیں سلیقے سے جماتی ہوں۔ تقریباً آدھ گھنٹہ روزانہ کمرے کی صفائی پر صرف کرتی ہوں ساڑھے سات بجے سے اسکول کا ہوم ورک کرنے بیٹھ جاتی ہوں۔ اور آٹھ بجے تک اسکول کا کام کر لیتی ہوں، پھر اسکول جانے کی تیاری کرتی ہوں۔ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے اسکول کی لاری آجاتی ہے۔ اور اسکول چلی جاتی ہوں۔ اسکول جا کر باقی کام اسکول میں کر لیتی ہوں۔

ساڑھے پانچ بجے گھر آتی ہوں۔ منھ ہاتھ دھو کر ناشتہ کرتی ہوں۔ پھر سب بھائی بہنوں کو ساتھ لے کر ٹہلنے چلی جاتی ہوں۔ یا بیڈمنٹن کھیلتی ہوں۔ ۷ بجے ہم سب بھائی بہن مل کر اپنے اسکولوں کی باتیں کرتے اور لطیفے سناتے، یا ایک دوسرے کے جنرل نولج کا امتحان لیتے ہیں۔

۹ بجے کھانا کھا کر سب اپنے اپنے کمروں چلے جاتے ہیں۔ اس وقت میں اپنے کمرے میں آکر خطوط کے جواب لکھتی ہوں۔ یا مضمون اور افسانہ لکھتی ہوں، یا لائبریری کی کتاب پڑھا کرتی ہوں۔ کسی دن ریڈیو والے کمرے میں جا کر ڈرامہ سنتی ہوں۔ چھٹی کے دن کشیدہ کاری کرتی ہوں، کتابوں کے کور وغیرہ ٹھیک کرتی ہوں۔ پھر کبھی لیڈیز کلب بھی چلی جاتی ہوں۔ مگر گھر سے نکلنا ذرا کم ہوتا ہے، گھر کی صفائی ہم سب مل کر کرتے ہیں۔ اگر کوئی چیز پرانی ہوتی ہے تو وہ بدل دیتے ہیں۔
ہر ہفتہ اپنے کمرے کی نشست ضرور بدل دیتی ہوں۔ ایک ہی طرح سب چیزوں کو دیکھتے دیکھتے دل گھبرانے لگتا ہے۔

اختر جمال ناگپور

صفحہ ۱۸ کا بقیہ

اڑنہ جائے۔ چنانچہ آسمان ایک قسم کی بڑی چھت بن کر زمین پر چھا گیا۔ اور اس کی حفاظت کرتے ہوئے آج تک اسی طرح ہے۔ سورج روز صبح کو آکر اپنی بہن کو دیکھ جاتا ہے۔ اور چاند ستارے بھی ہر روز شام کو آکر اپنی بہن کو دیکھتے ہیں۔ چونکہ زمین ایک نیک دل لڑکی تھی۔ اس لئے اب بھی وہ دوسروں کی مدد کرتی ہے اور ہزاروں انسان جانور، پرند وغیرہ اس پر رہتے بستے ہیں۔ اس کے بھائی بھی ہماری بے حد مدد کرتے ہیں۔ یعنی سورج ہم کو روشنی دیتا ہے۔ جس کی مدد سے ہم سب کام کاج کرتے ہیں۔ اور لکھتے پڑھتے ہیں۔ رات کو چاند تارے بھی ہم کو تھوڑی سی روشنی دیتے ہیں اور اس سے ہم کو بے حد مدد ملتی ہے۔

پیاری بہنو! آپ کو بھی چاہئے کہ زمین کی طرح نیک دل بنیں، اور ہر ایک کی مدد کریں۔ خواہ وہ امیر ہو یا غریب، اور جس طرح ان بھائیوں اور بہنوں میں محبت تھی، اسی طرح آپ کو مل جل کر رہنا چاہئے۔

عاقلہ سہیل متعلم تھرڈ فارم

ذرا ہنسیے

اُستاد (شاگرد سے) دس روپیہ کی اکنیاں بناؤ
شاگرد۔ آپ کا تو کچھ نہ بگڑے گا سرکار ہمیں جیل بھجوادے گی۔
اُستاد۔ وہ کیسے۔
شاگرد۔ جناب نقلی سکے بنانا جرم ہے۔

(۲)

بچہ۔ (ماں سے) اباجان کے سر پر بال کیوں نہیں
ماں۔ بیٹا سر پر بال نہ ہونا عقلمندی کی علامت ہے
بچہ۔ مگر آپ کے سر پر تو بہت سے بال ہیں۔

(۳)

لڑکا۔ (باپ سے) "مائی ہیڈ" کے کیا معنی ہیں
باپ۔ "میرا سر"
لڑکا۔ (جھنجلا کر) ماسٹر صاحب کہتے ہیں میرا سر آپ کہتے ہیں میرا سر۔ اب میں آپ کا کہوں یا انکا سر

(۴)

مریض۔ آپ کی دوا سے بخار تو کم ہے مگر کمر میں درد باقی ہے۔
ڈاکٹر۔ اچھا آج ایسی دوا دیتا ہوں جس سے بخار کی طرح کمر بھی ٹوٹ جائے۔

(۵)

جج۔ (ملزم سے) تمہیں شرم نہیں آتی پانچویں دفعہ عدالت میں آئے۔ اب کی دفعہ سخت سزا دی جائیگی۔ ملزم۔ حضور آپ غریب کا اڑھی مستقل خریدار کے ساتھ رعایت کرتا ہے اور پھر آپ......؟

رشیدہ قاسمی

پہیلیاں

۱۔ ندی کنارے تھا اک چیتا ٭ رات اور دن کو پانی پیتا
جب بھر جائے اس کا پیٹ ٭ کمر سے لگ کر جائے لیٹ
۲۔ بے سن کی تو بنتی نہیں سن کی بنائی جاتی ہے۔
کھانے کی تو ہے نہیں پر کھائی جاتی ہے۔
۳۔ رشتہ مری حیات کا بالشت بھر کا ہے
اور تن پہ میرے گوشت کسی جانور کا ہے
سوز و گداز سے ہوں سراسر بھری ہوئی
بجھتی ہے آکے پاؤں میں سر کی لگی ہوئی
۴۔ چار حرفی اس کا نام ہے۔ رنگ ہے اس کا کالا
سر کاٹو تو چین بنے اور بیچ کا ٹو تو پیالا
۵۔ امبر میں نیو دھری اور دھرتی میں دروازہ
پون چلے ہالن لاگے سوئے صاحب زادہ
۶۔ ساری جالی جل میں گئی جلا نہ ایک تاگا
گھر بانس پکڑے گئے گھر موری سے بھاگا

رشیدہ شیریں قاسمی۔ دیوبند

جوابات

(۱) مشک (۲) عمر (۳) موم بتی
(۴) جامن (۵) بے کا گھونسلا
(۶) دریا اور مچھلیاں۔

بنات کی اشاعت میں کبھی دیر نہیں ہوتی ہمیشہ وقت پر شائع ہوتا ہے ڈاکخانہ کی غفلت سے کسی ماہ پرچہ وقت پر نہ ملے تو خریداری نمبر کے حوالہ سے فوراً ہمیں لکھئے۔ منیجر

عجائب خانہ

آسمان کے تارے۔ سورج زمین سے ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل دور ہے۔ اگر ریل ۲۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے رات دن پگڈنڈی کے راستے کی صورت میں چلتی رہے تو اسے سورج تک پہنچنے میں ۵۳۰ سال لگیں۔ سورج کے بعد کا تارہ زمین اور سورج کے باہم فاصلہ سے دو لاکھ ۶۰ ہزار گنا زیادہ دُور ہے۔ یعنی زمین سے دو پدم ۴۶ کھرب ۷۳ ارب ۵۰ کروڑ میل کے فاصلہ پر وہ تارہ واقع ہے۔ اسی ریل کو وہاں تک پہنچنے میں کم وبیش ۱۵ کروڑ ۶۳ لاکھ ۲۷ ہزار ۶ سو برس لگیں۔ دُب اکبر شمالی آسمان میں سات چمکدار تاروں کا مجموعہ ہے۔ اس کی شکل بڑے ریچھ کی سی ہے۔ یہ زمین سے ۲۹ پدم ۷۳ کھرب ۵۰ ارب میل دُور ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اس کی روشنی کو زمین تک پہنچنے میں ۵۰ سال لگتے ہیں۔ حالانکہ روشنی کی رفتار ۱۸۶۲۸۵ میل فی سکنڈ ہے۔ چونکہ ہماری گنتی مہاسنکھ سے آگے نہیں چلتی، اس لئے ہیئت دانوں نے روشنی کی رفتار کا سال بھر کا اندازہ کر کے اسے اکائی قرار دے لیا۔ سال بھر میں فی سکنڈ رفتار کے حساب سے روشنی ۵۸ کھرب ۷۵ ارب میل چلتی ہے یہ روشنی کا سال کہا گیا یعنی یہ اکائی ہوئی۔ اس کے بعد دہائی، پھر سینکڑہ۔ اس طریقہ سے قطب تارہ زمین سے ۴۵ روشنی کے سال کے فاصلہ پر ہے یعنی ۴۵×۵۸۷۵۰۰۰۰۰۰۰۰ میل دُور ہے۔ اگر قطب تارہ پر سے ۱۹۴۴ء کے آخر کی جرمن کی پیشقدمی کا نظارہ کرنا چاہے تو وہ اسے ۱۹۹۲ء میں نظر آئے گا یعنی ۴۹ سال بعد۔

آسمان میں دس پدم تارے ہیں۔ اور ان تاروں کے آسمانی میدان کا قطر ۳۰ لاکھ روشنی کے سال ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹا تارہ ہماری زمین کے برابر ہے۔ اور بڑے سے بڑا تارہ زمین سے ۱۴ پدم تیس کھرب گنا زیادہ بڑا ہے۔ چمکدار تارہ سورج سے ۱۰ ہزار گنا زیادہ اور سب سے زیادہ چمکدار دس لاکھ گنا زیادہ روشن ہے۔

مکڑی کا جالا۔ مڈغاسکر میں ایک عجیب کاروبار جاری ہے۔ وہاں ایک بڑی مکڑی پکڑی جاتی ہے۔ جو دو تین انچ لمبی ہوتی ہے۔ ایک خاص موسم میں لاکھوں مکڑیاں باغوں میں نمودار ہو جاتی ہیں۔ لوگ انہیں ٹوکروں میں بھر بھر کر لے جاتے ہیں اور چرخوں میں اسے اس طرح لگا دیا جاتا ہے کہ ایک خاص شکنجے سے چرخے کے ایک سرے پر اُس کی انتڑیوں کا حصہ لگ جاتا ہے۔ اور اس کی ٹانگیں سینہ اور سر دوسری طرف آزاد رکھے جاتے ہیں، مکڑیوں میں سے جالے کا تار نکالا جاتا ہے۔ اور ریل کے ایک ٹکڑے میں اسے باندھ دیا جاتا ہے۔ ایک لڑکی ہاتھ کو پاؤں کی حرکت سے دستہ گھما گھما کے چلاتی رہتی ہے۔ جب اس کا سارا جالا ختم ہو جاتا ہے تو خالی مکڑیوں کے ٹوکرے میں اسے رکھ دیا جاتا ہے۔ اور انہیں پھر باغ میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ جہاں خالی مکڑیاں پھر جالے جمع کر لیتی ہیں۔ دس دن میں اُن کا ذخیرہ پورا ہو جاتا ہے۔ انہیں پھر زندہ پکڑ لیا جاتا ہے۔ حساب لگایا گیا، ایک مادہ مکڑی سے ۴ ہزار تار اس کی زندگی بھر میں حاصل ہو جاتا ہے، یہ تار اس قدر مضبوط ہوتے ہیں کہ ان سے پرندے پکڑے جا سکتے ہیں۔

عجیب قبرستان۔ ڈبلن آئرلینڈ کے دارالسلطنت

میں ایک گرجا ہے۔ جس کے ساتھ ایک قبرستان لگا ہوا ہے۔ اس زمین میں شاہ بلوط کے درخت گڑے ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہوا اور مٹی میں ایسا اثر پیدا ہو گیا ہے کہ لاشیں جوں کی توں موجود ہیں۔ گو بعض قبروں کی چھتیں بیٹھ گئی ہیں۔ اور مُردوں کے صندوق گل کر مٹی میں مل گئے ہیں۔ جن میں سے لاشوں کے بدن بخوبی نظر آتے ہیں۔ کہیں تختہ گل جانے کی وجہ سے مردہ کی ٹانگیں لٹک گئی ہیں یا بانہہ ایک طرف کو جھول رہی ہے۔ گیارہویں صدی کے مردے بھی بالکل صحیح سالم نظر آتے ہیں۔ ہاتھ لگانے سے بدن ایسا معلوم ہوتا ہے گویا زمانہ زیادہ گذر جانے کی وجہ سے پتھر بن گیا ہے۔ جس میں سے ہاتھ پاؤں کے ناخن بہت قدر نے نمودار کر دیئے ہیں۔ ان مُردوں میں ایک بے پاؤں کی عورت کی لاش دیکھ کر آدمی کے بدن میں سنسنی سی پیدا ہونے لگتی ہے۔ وہ ایک ان پڑھ دایہ تھی جس نے اُس زمانہ کے قانون کے مطابق ایسا جرم کیا، جس کی سزا اُسے یہ دی گئی کہ اس کے پاؤں کاٹ ڈالے گئے۔ اس مقام پر ایک قسم کی مکڑی پائی جاتی ہے۔ آئرلینڈ میں اور جگہوں میں بھی یہ مکڑی قبرستانوں میں دیکھی جاتی ہے، وہ مُردوں کے صندوقوں اور کھل جانے والی لاشوں پر جالا تنی رہتی ہے۔ گویا وہ اسی اُدھیڑبُن میں رہتی ہے کہ مُردوں کا پردہ ڈھکا رہے، دنیا کے ہر حصہ سے چھان بین کرنے والے لوگ اس مکڑی اور اس کے حالات دیکھنے اور سننے کے لیے جاتے رہتے ہیں۔

موتیوں کی ڈبیہ امریکہ میں ایک شخص ربڑ کے لیس میں خاص رنگ اور پودا کے بیج پر لیپ کر دیتا ہے۔ جب وہ پھوٹ کے پودا بنتا ہے تو اس کے پھولوں میں وہی رنگ اور خوشبو ہوتی ہے جو وہ شخص لیپ میں ملا دیتا ہے۔

جزیرۂ ارم (آئل آف مین) ۱۸۵۴ء میں ایک دیہاتی نے پن چکی رانگ کی کان کو پانی سے بالکل خالی کر دینے کے لئے ایک پن چکی بنائی۔ اس کا محیط ۲۲۷ فٹ قطر ۷۲½ فٹ اور عرض ۶ فٹ ہے۔ وہ ۱۲ سو فٹ کی گہرائی سے ۲۲ من ۲۶ سیر، ۱۰½ فٹ تک پانی فی منٹ کھینچ سکتی ہے۔ اس کے ستون کے گرد ۹۵ سیڑھیاں ہیں۔ وہ دُنیا کی سب سے بڑی پن چکی ہے۔

ایک جرمن حساب داں نے اندازہ لگایا ہے کہ ۲½ لاکھ سال پہلے سب سے پہلا آدمی دنیا میں آیا۔ اُس وقت سے اب تک ۳۳۲۴ پشتیں گذر چکی ہیں۔ اور ایک کھرب ۳۳ ارب آدمی پیدا ہو کر دنیا کے پردے پر آ چکے ہیں۔ واشنگٹن کی یادگار ۵۵۵ فٹ بلند ہے اور خالی آنکھ سے ۷۲ میل کا چاروں طرف کا نظارہ دیکھا جا سکتا ہے، جس کا رقبہ ۱۶۲۸۶ مربع میل ہوتا ہے۔ اور اُس کل اراضی پر ۴۰۰۲۲۲۶۷۲۰۴۵۴۵ آدمی یعنی اندازہ کی ہوئی اب تک کی کل مندرجہ بالا آبادی سے چار گنا زیادہ آدمی کھڑے کر کے دیکھے جا سکتے ہیں۔

محمد ظفر

استانی لاثانی

میلی زبان۔ صبح کو جاگنے کے بعد منہ کا مزہ خراب ہو اور زبان پر تہ سی جمی ہو تو اٹھ کے اس کی خبر لیں، زبان جسم کی حالت کی میزان ہے۔ اگر اس پر تہ یا دندانے سے پڑے ہوں تو علامات سمجھ جائیں۔ اور فوراً سنبھلیں۔ میلی زبان اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ آنتوں میں گڑبڑ ہے زیادہ کھا پی لینے سے یہ شکایت پیدا ہوتی ہے۔ اس صورت میں ایک بڑے گلاس میں پانی بھر کے بائیکار بونٹ آف سوڈا کی ایک چمچیہ ڈالیں اور آدھا لیموں نچوڑیں اور پی جائیں۔ شکایت دور کرنے میں جادو کا کام کرے گا۔

معدہ کی خرابی اور بدہضمی میں زبان پر میلی میلی سفید تہ جم جاتی ہے۔ اور منھ کا مزہ خراب ہو جاتا ہے۔ خون کی کمی اور اعصاب کی کمزوری میں بھی ایسا ہو جایا کرتا ہے دن میں کھاتے پیتے رہنے سے یہ میل کم نظر آتا ہے۔ لیکن رات کو معدہ کی تیزابیت اور آنتوں کی بدنظمی سے منھ کا مزہ زیادہ خراب ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں خوراک کی طرف خاص توجہ کی جائے، اور ایسی چیزیں خارج کر دیں، جن سے بدہضمی اعصاب کی کمزوری، معدہ کی تیزابیت، خون کی کمی اور قبض پیدا ہوتا ہو۔ یہ سب شکایات بے قاعدہ خوراک سے نمودار ہو جایا کرتی ہیں۔ غرغرہ کرنے سے منھ کا برا ذائقہ جاتا رہتا ہے۔ دواساز سے گلائیکو تھائی مولائن

بنوالیں۔ اور صبح اور رات کو اس کے غرغرے کریں۔ صبح کے وقت دانت خوب صاف کیا کریں۔ اس کے بعد اناناس کے رس کا ایک چھوٹا سا گلاس پی لیا کریں۔ یہ الکلی پیدا کرتا ہے، معدہ اور آنتوں کو درست کرتا ہے اس طریقہ سے زبان کا میلا پن دور ہو جائے گا۔

اسباب و علاج۔ معدہ میں زیادہ مرغن اغذیہ پہنچنے سے اس پر فضول بار پڑ جاتا ہے۔ میوے، سبزیاں کھانے کی گنجائش نہیں رہتی جن میں الکلی معدنیات اور حیاتین (طاقت دینے والے اجزا) ہوتے ہیں۔ مرغن اشیا میں کیک پیسٹری مٹھائی۔ گوشت تلا ہوا غذا اور چربی شامل ہیں۔ دل تو ان سے خوش ہوتا ہے مگر معدہ ان سے دب جاتا ہے۔ اچھے ہاضمہ کی بنیاد نشاستہ پر ہے جیسے خوب چبا چبا کر منھ کی رال سے لت پت کیا جائے مٹھاس حل ہو جانے کی وجہ سے ہاضمہ کی محتاج نہیں، معدہ کے عرق اور صفرا سے چربی وغیرہ ہضم ہوتی ہے لیکن سب کے لئے غذا کا معدنی جز درکار ہے تاکہ ہاضمہ درست رہے اس کی وجہ سے بدن کا نظام دوسرے وقت کی خوراک کے لئے تیار ہو جاتا ہے زیادہ غذا پہنچ جانے سے ترشی آ جاتی ہے اور معدہ بگڑ جاتا ہے اور زبان میلی ہو جاتی ہے خون بنانے والے معدنی اجزا خون میں ہی بے خون ہو جاتے ہیں۔ علاج خوراک کی درستی ہے ذیل میں خوراک کا دستور العمل بہت کامیاب ثابت ہوگا۔ ناشتہ (چھوٹے گلاس) میں اناناس کا عرق پئیں، پھر ایک سیب کھائیں چھلا کر یا کیلا بھون کر ملائی کے ساتھ کھائیں اس کے بعد عمدہ قسم کا بسکٹ۔ گیارہ بجے ایک گلاس میں دودھ بھر کے لیموں کے عرق میں پھاڑ لیں مٹھاس ملائیں۔ دوپہر کے ناشتہ میں سبزی کا بھرتہ یا بھجیا توس سے کھائیں، یا مونگ پھلی، پنیر یا نصف ابلا انڈا اور توس اور مکھن استعمال کریں۔ چار کول کا بسکٹ کھائیں۔ شام کو ابلی ہوئی ترکاریاں۔ تھوڑا سا گوشت یا مچھلی ہلکی سی میٹھی چیز یعنی دودھ کی بنی ہوئی کوئی چیز پیئے۔

محمد ظفر

منڈ کلیا

مانڈے:- چپاتی ۳ عدد۔ گھی ایک چھٹانک، دودھ آدھ سیر۔ کھویا آدھ پاؤ۔ شکر پاؤ بھر۔

ترکیب۔ پہلے چپاتیوں کو قینچی سے مہین مہین کر لیجئے اور سب گھی کڑکڑا کر اور لونگ الائچی ڈال کر اُس میں کتری ہوئی چپاتیاں ڈال کر خوب گلابی گلابی بھون لیجئے۔ پھر دودھ سب ڈال دیجئے اور بند کر دیجئے جب ٹکڑے گل جائیں تو کھویا مہین مہین مل کر ڈال دیجئے اور شکر ڈال دیجئے۔ جب شکر کا پانی جل جائے تو اُتار کر ٹھنڈا ہو جانے کے بعد نوش کیجئے۔ اور مجھ ناچیز کو بھی یاد کرتی جائیے۔ اس کا نام ہے "مانڈے"۔ حامدہ زریں - بارہ بنکی

میٹھا ٹکڑہ - بالائی پاؤ سیر۔ چینی پاؤ سیر۔ میدہ آدھی چھٹانک۔ سوجی آدھی چھٹانک۔ گھی، کیوڑہ، زعفران حسب ضرورت۔

ترکیب۔ چینی کا گاڑھا قوام تیار کریں۔ جب دیکھیں کہ قوام ہو گیا تو بالائی کو قوام میں ڈال کر دو تین مرتبہ کھدکائیں۔ بعد اس کے چولھے پر سے اُتار لیں اور کیوڑا وغیرہ حل کر کے ملا دیں۔ اب میدہ و سوجی ملا کر ایک چھٹانک اچھا گھی دے کر خستہ روغنی روٹی کا آٹا گوندھیں توے پر ہلکی آنچ میں پکائیں۔ یہ خیال رہے کہ روٹی بالکل نہ پک جائے بلکہ کچھ کچی رہے۔ پھر کڑاہی میں گھی ڈال کر روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے تلیں۔ تلے ہوئے ٹکڑے بالائی کے قوام میں ڈالتی جائیں۔ جب سب تلے ہوئے ٹکڑے ڈال دئے جائیں تو کسی چیز سے چلا دیں۔ ٹھنڈا ہونے پر نوش فرمائیں۔

یہ میٹھا ٹکڑہ عام طور پر ہر گھر میں نہیں بنتا۔ اس لئے ترکیب پیش کی گئی۔ زہرہ بنت علی حسن صاحب۔ پٹنہ

کیا تمہیں معلوم ہے؟

(۱) دُنیا کا سب سے لمبا ٹیلی فون لندن میں ہے۔

(۲) دُنیا کا سب سے خوبصورت ملک سوئٹزرلینڈ ہے۔

(۳) دُنیا کا سب سے لمبا پلیٹ فارم مانچسٹر کا ہے۔

(۴) دُنیا میں سب سے زیادہ فوج رُوس کے پاس ہے۔

(۵) دُنیا میں سب سے بڑی توپ جرمنی کے پاس ہے۔ اور اس سے چھوٹی امریکہ کے پاس۔

(۶) دُنیا کا سب سے لمبا آدمی محمد غازی مصری ہے اُس کا قد ۱۰ فٹ ۸ انچ ہے۔

(۷) دُنیا کا سب سے بوڑھا درخت آسٹریلیا میں ہے۔

(۸) دُنیا کی سب سے بڑی لائبریری لینن گراڈ (روس) میں ہے۔

(۹) دُنیا کا سب سے اُونچا شہر پاسکو (پیرو) جنوبی امریکہ میں ہے۔

(۱۰) دُنیا میں سب سے لمبی ریل کی لائن روس میں ہے۔ جو رنیگا سے شروع ہو کر سائبریا میں لاڈی واسٹک تک گئی ہے۔ یہ سات ہزار میل لمبی ہے اور اس پر سفر کرنے میں تیرہ دن خرچ ہوتے ہیں۔

(۱۱) آدمی کا دماغ قریباً سوا سیر وزنی ہوتا ہے۔

(۱۲) پرندوں میں سب سے تیز دوڑنے والا پرندہ شتر مرغ ہے جس کی رفتار فی گھنٹہ ساٹھ میل ہے۔

(۱۳) پیرس میں ایک مینار ہے جس کی اُونچائی ۱۰۰۰ فٹ ہے۔

(۱۴) عقاب ایک گھنٹہ میں ۱۲۵ میل پرواز کرتا ہے۔

م - ع

D. 927 فروری ۱۹۴

D. 2222

دُھیلے بڑ

حضرت علامہ راشد الخیریؒ نے

سنہ ۱۹۲۷ء میں جاری کی

The BANAT DELHI

رسالہ بنات

بنات دہلی

بچیوں کیلئے ماہوار رسالہ

جس میں دلچسپ اور مفید مضامین

سبق آموز نظمیں اور مزیدار

کہانیاں شائع ہوتی ہیں

بنات دہلی

ہر انگریزی مہینہ کی بیس تاریخ کو

"عصمت" و "جوہر نسواں" کی طرح

نہایت پابندیٔ وقت کیساتھ

یکو چہ چیلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر:- رازق الخیری

چندہ سالانہ پیشگی مع محصولڈاک بذریعہ منی آرڈر ڈیڑھ روپیہ (ﻟﻌﻤ) بذریعہ وی۔پی ایک روپیہ بارہ آنے (ﺻﮧ)

رسالہ بنات دہلی

۱۸ سال اٹھارہواں	فہرست مضامین ماہ فروری ۱۹۴۵ء	جلد ۳۵ نمبر ۵

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں فروری کے پرچے کے ساتھ اُن کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کردیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دے دیں ورنہ مارچ کا رسالہ ایک روپیہ بارہ آنے (۱۲/۱ر) کا وی پی حاضر خدمت ہوگا۔

منیجر

۷۰ - ۷۱ - ۷۴ - ۸۰ - ۸۹ - ۸۲۸ - ۱۷۷۷
۲۱۸۰ - ۲۱۹۵ - ۳۱۶۱ - ۳۱۹۹ - ۳۲۴۰ - ۳۴۳۷
۳۴۶۹ - ۳۵۸۵ - ۳۶۰۵ - ۳۶۲۰ - ۳۶۲۱ - ۳۶۲۲
۳۶۲۶ - ۴۰۱۲ - ۴۰۶۶ - ۴۱۷۹ - ۴۲۵۸ - ۴۳۷۴
۴۳۷۷ - ۴۳۷۹ - ۴۳۸۱ - ۴۳۸۵ - ۴۳۸۷ - ۴۳۹۳
۴۳۹۴ - ۴۳۹۵ - ۴۳۹۶ - ۴۴۰۴ - ۴۴۰۵ - ۴۴۰۶
۴۴۴۰ - ۴۴۷۴ - ۴۶۵۲ - ۴۶۶۲ - ۴۶۶۶ - ۴۶۶۷
۴۶۷۲ - ۴۶۷۳ - ۴۶۷۴ - ۴۶۷۵ - ۴۶۷۶ - ۴۶۷۷
۴۶۸۲ - ۴۶۸۳ - ۴۶۸۴ - ۴۶۸۵ - ۴۶۸۶ - ۴۶۸۷
۴۶۸۸ - ۴۶۸۹ - ۴۶۹۰ - ۴۶۹۱ - ۴۶۹۳ -
۴۶۹۵ - ۴۶۹۷ - (۹۶۳) ۴۶۹۸ -

باہتمام رازق الخیری پرنٹر پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ عصمت کوچہ چیلاں دہلی سے شائع ہوا

اچھی اچھی، پیاری پیاری، کتابیں

کہانیاں ہی کہانیاں

نام	قیمت	
سوتیلی بہن	قیمت	چار آنے
چیلا دیو	″	″
کالا دیو	″	″
لال دیو	″	″
پیلا دیو	″	″
سبز پری	″	″
لال پری	″	″
ڈالی پری	″	″
جمہو [illegible]	″	″
منّی [illegible] کہانیاں	″	″
میٹھی ہی میٹھی	″	پانچ آنے
عجیب کہانی	″	″
شریر شیرا	″	″
میجر حمید	″	″
چھنکلی خاں	″	″
قرقم قاقیل	″	″
لال انگور	″	″
نونی مرچی	″	″
بھوتوں کا ریڈیو	″	″
کہانی نانی کی زبانی	″	چھ آنے
باتونی بچھوا	″	″
گاؤں کا مکھیا	″	″
طالب علم اور جن	″	سات آنے
[illegible]	″	″

کیسی عمدہ کتابیں

نام	قیمت	
اچھی کہانی	قیمت	چار آنے
ہمارے نبیؐ	″	پانچ آنے
سنہری گھنٹی	″	″
نادرہ	″	″
نورانی کہانیاں	″	چھ آنے
یارانِ نبیؐ	″	″
نیا میلاد	″	آٹھ آنے
ستارے	″	″
چار یارؓ	″	″
حرکت میں برکت	″	″
دردانہ	″	″
سونے کی چڑیا	″	″
نصیحت کا کرن پھول	″	″
چند بند	″	دس آنے
کھٹی میٹھی بتیاں	″	″
وفادار دوست	″	بارہ آنے
دغاباز دوست	″	″
سمندری شہزادہ	″	″
چور اور گرہ کٹ	″	″

بچوں کا ادب

بے شمار کہانیاں ڈرامے، کھیل، نظمیں، گیت، سائنس۔ تاریخ جغرافیہ حساب۔ دستکاری۔ [illegible] لطیفے وغیرہ سب ایک جلد میں جو نہایت اچھے اچھے نمبروں کا مجموعہ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ

نئی نئی کتابیں

سفینے دنیا بھر کے بہترین افسانوں کا مجموعہ ان کا انتخاب اور ترجمہ صادق الخیری ایم اے نے کیا ہے۔ قیمت ۱۲

بلقیس اس خوبصورت کتاب میں صادق الخیری کے ۲۰ پاکیزہ اور شائستہ افسانے اور ڈرامے ہیں۔ قیمت ۱۲

شمع انجمن صادق الخیری کے افسانوں کا مجموعہ جن کی سارے ہندوستان میں دھوم مچ گئی۔ قیمت ۱۲

قمر جہاں بیگم ضیاء الحسن صاحبہ کا لاجواب ناول۔ نہایت دلچسپ نہایت اچھا۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ (۱۸)

پھانسی دنیا کا عجیب ترین ناول۔ اتنا خوفناک کہ رونگٹے کھڑے ہو جائیں مترجمہ شاہد احمد بی۔ اے۔ ایڈیٹر ساقی۔ قیمت ۱۲

نوشاب نہایت خوبصورت اور [illegible] ناول از رضیہ سلطانہ قیمت ۱۲

شمع فروزاں ایک بیکس عورت اور ایک ظالم مرد کی داستان۔ مترجمہ صادق الخیری ایم۔ اے۔ قیمت سوا روپیہ [illegible]

بہت سی کتابیں اکٹھی منگانے میں آپ کو فائدہ ہوگا

پتہ

خاتون کتاب گھر اردو بازار (ب) دہلی

اردو کی تمام کتابیں ہم سے منگائیے

مسلمان بیبیاں

اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

ہماری بہنیں اچھی طرح جانتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے بادشاہ تھے۔ ہم آج اُن کی صاحبزادی بی بی اسماء کا ایک واقعہ لکھتے ہیں :-

بی بی اسماء بڑی بہادر اور صابرہ بیوی تھیں۔ اُنہوں نے کئی لڑائیوں میں شریک ہوکر اپنی بہادری کا ثبوت بھی دیا۔ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی، حضرت زبیرؓ کی بیوی اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی ماں تھیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر سے حجاج نامی ایک مشہور آدمی سے جنگ چھڑ گئی۔ حجاج کے پاس بہت سی فوج تھی اور وہ بڑی تیاریوں اور شان و شوکت سے حضرت عبداللہ سے لڑنے آیا تھا۔

حضرت عبداللہ کے سپاہیوں نے جب اتنی بہت سی فوج دیکھی تو وہ گھبرائے اور حضرت عبداللہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ حضرت عبداللہ بہت گھبرائے۔ بہت کم آدمی اُن کا ساتھ دینے کے لئے رہ گئے۔

حضرت عبداللہ گھبرائے ہوئے اپنی والدہ بی بی اسماء بنت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا :-

"مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حجاج سے صلح کر لوں"

حضرت اسماء کو اُن کی یہ بات سُن کر غصہ آگیا اُنہوں نے کڑک کر جواب دیا "عبداللہ تمہاری فوج کم ہو گئی دشمن کی فوج زیادہ دیکھ کر اِتنی سے جی چُرا رہے ہو جاؤ اگر تم سچائی پر ہو تو مرتے دم تک لڑو۔ اور اگر جھوٹ کے حمایتی ہو تو صلح کر لو۔" اُن کی یہ باتیں سُن کر عبداللہ کو بھی جوش آگیا۔ اُنہوں نے اپنے بدن پر ہتھیار سجائے۔ جنگ پر جانے کے لئے اپنی والدہ کے پاس آئے حضرت اسماء نے دعائیں دیں اور ان کو سینے سے لگایا۔ سینے سے لگاتے وقت اُن کو محسوس ہوا کہ عبداللہ کا بدن بہت زیادہ سخت ہے پوچھا "بیٹا کیا بات ہے" عبداللہ نے جواب دیا "ماں میں نے اس ڈر سے کہ حجاج میری لاش کی بوٹیاں نہ کر ڈالے دوسری زرہ پہن لی ہے" حضرت اسماء نے سمجھایا "بیٹا تم سچائی پر ہو۔ تم کو کسی کا ڈر نہ ہونا چاہیئے۔ تمہارا اللہ مددگار ہوگا۔ جاؤ یہ زرہ اُتار ڈالو۔ پرواہ نہ کرو کہ دشمن تمہاری لاش کے ٹکڑے کرے گا۔ بکرا ذبح ہونے کے بعد کھال کھینچنے کی تکلیف نہیں محسوس کرتا اللہ کا نام لے کر جاؤ۔ بہادری سے لڑو خوف نہ کرو کہ تم سچائی پر قربان ہو جاؤ گے۔" حضرت عبداللہ نے زرہ اُتار ڈالی۔ اور میدان میں بہادری سے لڑتے ہوئے سچائی پر قربان ہو گئے۔ حجاج نے عام راستہ پر اُن کی لاش کو ٹانگ دیا تاکہ سب لوگ دیکھیں۔ ایک دن اُدھر سے بی بی اسماء بھی آ

بطخ کا جوڑا

ہمارے پاس بطوں کا ایک جوڑا ہے۔ ان کی گردن لمبی، پر سفید اور قد کافی بڑا ہے۔ ان بطوں کو انگریزی زبان میں سوآن کہتے ہیں۔ ہماری بطوں کا جوڑا ہر وقت ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ اگر مادہ چگتے چگتے ذرا دور چلی جاتی ہے تو نر اس کو آواز دیتا ہے یا تو مادہ اس کی آواز سن کر آجاتی ہے ورنہ وہ خود ہی چیختا ہوا مادہ کے قریب چلا جاتا ہے۔ یہ دونوں دنیا بھر کی چیزیں کھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ امرود وغیرہ کے چھلکے تک کھا جاتے ہیں۔ ہم روزانہ صبح کے وقت ان کو جوار کھانے کو دیتے ہیں۔ کیچڑ وغیرہ میں سے کیڑے نکال نکال کر کھانا ان کی مرغوب غذا ہے۔ جب مادہ کسی دلدلی جگہ کو ڈھونڈ کر کیڑے تلاش کر چکتی ہیں تو پھر دوسری جگہ تلاش جانے سے پہلے اس پہلی کھدی ہوئی جگہ کو اپنے جھلی دار پنجوں سے کود کود کر بند کر دیتی ہیں جس وقت وہ حوض میں غسل کرتی ہیں تو قابل دید ہو جاتی ہیں۔ اپنی چونچ سے تمام جسم کو اپنی لمبی گردن کو چاروں طرف گھما گھما کر دھوتی ہیں۔ پھر پانی میں خوب غوطے لگاتی ہیں۔ اس کے بعد پانی سے باہر نکل کر پروں کو خوب پھڑپھڑاتی ہیں۔

مادہ بط ہمیشہ دسمبر کے اخیر ہفتہ سے انڈے دینے شروع کرتی ہے۔ وہ ایک روز بیچ کر کے انڈا دیتی ہے۔ اس کے انڈوں میں دو سائز کے انڈے ہوتے ہیں۔ ایک بڑا اور ایک چھوٹا۔ بڑے انڈے میں سے نر اور چھوٹے میں سے مادہ نکلتی ہے۔ نر قد میں ہمیشہ مادہ سے بڑا ہوتا ہے۔ ایک سال قبل جب مادہ نے انڈے دیئے تو گیارہ عدد دئے تھے۔ ہم نے ان انڈوں کو بہت حفاظت سے سوکھی گھاس میں رکھ دئے مادہ ان کو سینے کے لئے بیٹھ گئی۔ اور وہ اپنا زیادہ وقت انڈوں پر بیٹھ کر گذار دیتی اور اس کا نر ایک ٹانگ اونچی کئے کوٹھڑی کے دروازہ پر خاموش کھڑا رہتا۔ وہ کبھی تنہا دانہ چگنے نہ جاتا جب اس کی مادہ اس کے ساتھ جاتی تب وہ بھی جاتا۔

اکیس روز بعد جب انڈوں میں سے بچے نکلنے کا زمانہ آیا تو مادہ نے کوٹھری سے نکلنا بالکل بند کر دیا وہ ہر وقت بھوکی پیاسی انڈوں پر بیٹھی رہتی۔ ایک روز ہم نے دیکھا کہ جو دانہ ہم نے نر کو کھانے کے لئے دیا تھا اس میں سے تھوڑا وہ اپنی چونچ میں بھر کر مادہ کے پاس گیا۔ اور وہ دانہ مادہ کے سامنے ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ اپنی چونچ میں پانی بھر کر لایا اور مادہ کو پلا دیا ہم لوگ بطخ کی یہ دانائی اور محبت دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ دیکھو لڑکیو جانور ایک دوسرے کا کس قدر خیال رکھتے ہیں۔ ہمیں بھی ایسے ہی تمام لوگوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

ایک روز ہم نے دیکھا کہ دو زرد رنگ کے گول

مٹول بچے مادہ کے قریب چوں چوں کرتے ہیں۔ اُن میں سے ایک تو مادہ کے پروں میں چھپا ہوا تھا اور ایک اُس کی پیٹھ پر بیٹھا تھا۔ دوسرے روز جب ہم نے پھر جاکر دیکھا تو ہمیں یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا کہ ان بچوں میں سے ایک مرا ہوا پڑا تھا۔ ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں یہ دوسرا بچہ بھی نہ مر جائے۔ اُس کو گھر میں اُٹھا لائے اور بہت احتیاط سے رکھنے لگے۔ پانی میں آٹا گھول کر پلاتے۔ اس طرح وہ بچہ دس بارہ روز کا ہو گیا تو ایک روز ایک چھوٹی لڑکی نے اس بچہ کو غسل کرایا اور اُس کے ننھے مُنے زرد پروں کو سکھانے کے لئے اُس بچہ کو ہتھیلی پر رکھ کر دھوپ میں کھڑی ہو گئی۔ شومیٔ قسمت سے ایک چیل نے بچہ کو دیکھا اور ایک جھپٹے میں اُس کو اپنے پنجوں میں دبوچ کر لے گئی۔ اب رہے نو انڈے تو وہ بھی خراب ہو چکے تھے۔ کیونکہ جب ایک ماہ بعد اُن کو توڑ کر دیکھا گیا تو اُن میں سے زرد پروں والے مُردہ بچے نکلے۔ گذشتہ سال بطخ نے پھر دسمبر کے اخیر میں انڈے دئے۔ اس مرتبہ دس انڈے دئے تھے۔ ہم نے ان انڈوں کو بالکل کسی کو چھونے نہ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بخیر و خوبی دس بچے زندہ چوں چوں کرتے نکل آئے جن میں سے پانچ مادہ اور پانچ نر نکلے۔ جب تک کہ ان بچوں کے زرد ریشم سے پر سفید مضبوط پروں میں نہ تبدیل ہو گئے۔ اُس وقت تک ہم نے اُن کو کوٹھری میں بند رکھا۔ جب وہ اس قابل ہو گئے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ باہر نکل کر دانہ چُگ سکیں تو باہر نکلنے لگے۔ مادہ بچوں کے آگے چلتی اور نر بچوں کے پیچھے رہتا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ بطخ کے بچے دھوپ میں [illegible] حوض کے کنارے آ کر بیٹھ گیا۔ [illegible] کو دیکھا اس نے ایک ہی جست میں کوے کو اپنے پنجوں سے نیچے گرا لیا اور اپنی چونچ مار مار کر اُسی وقت اُس کوے کو جان سے مار دیا۔

آجکل مادہ پھر انڈوں پر بیٹھی ہے اور نر غریب کبھی مادہ کی کوٹھری کے قریب جا کر چیختا چلاتا ہے اور کبھی اپنے بچوں کو اِدھر اُدھر احاطہ میں دانہ کی تلاش میں لے جاتا ہے۔ گو بچے ایک سال کے ہو گئے ہیں مگر نر یا مادہ اب بھی اُن کی کافی حفاظت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے قبلہ والد صاحب کو بتایا کہ جس گھر میں بطخیں ہوتی ہیں وہاں سے لے کر دو تین فرلانگ دور تک سانپ آنے سے گریز کرتا ہے۔ اور جہاں کہیں بھی سانپ بطخ کا پر پڑا ہوا پاتا ہے فوراً وہاں سے نو دو گیارہ ہو جاتا ہے۔

بطخیں گھر کی حفاظت بھی بہت اچھی طرح کرتی ہیں۔ ایک رات کا واقعہ ہے۔ گرمی کا زمانہ تھا۔ ہمارا خانساماں اپنے کوارٹر کے سامنے چارپائی بچھائے سو رہا تھا۔ ہماری بطخوں کا جوڑا اُس روز خانساماں کی پٹی کے پاس ہی محوِ خواب تھا کہ ایک چور آیا اور وہ خانساماں کے کوارٹر میں گھسنا ہی چاہتا تھا کہ دونوں بطخیں چیختی چلاتی

چور کی طرف لپکیں۔ چور نے جو یہ بلائے ناگہانی اپنی طرف آتے دیکھی تو وہ بہت گھبرایا۔ مگر جوں ہی بطخوں کے شور وغل کی آواز ملازمین نے سنی وہ فوراً بیدار ہو گئے۔ اور کیا دیکھتے ہیں کہ چور بطخوں کے نرغے میں پھنسا ہوا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ چور کے پیر نہیں ہوتے۔ یہی اُس چور کا حال ہوا۔ جاگ ہوتے ہی وہ بے تحاشا بھاگا اور پھر کبھی اس طرف کا رُخ نہ کیا۔ بطخو کی وجہ سے اُس روز خانساماں کے یہاں چوری ہونے سے بچ گئی۔

اب یہ بطخیں اپنے بچوں کو لئے ہوئے ہر جگہ گھومتی ہیں۔ کبھی ہمارے چھوٹے کتے "روبی" کی دُم پکڑ کر تمام جگہ کھینچے کھینچے پھرتا ہے۔ کبھی اجنبی لوگوں پر دھاوا بولا جاتا ہے۔ غرض تمام دن شور برپا رہتا ہے۔ یہ رشید احمد کی پیاری بطخیں ہیں جو ہر سال تعداد میں بڑھ رہی ہیں۔

صدیقہ بانو الہ آباد

داغ دھبے دور کرنیکے علاج

چکنائی کے دھبے۔ امونیا اور پٹرول لگانے سے دُور ہو جاتے ہیں۔

روشنائی کے دھبے۔ داغ کو گیلا کر کے اُس پر نمک پھیلا دیجئے۔ اس کے بعد لیمو کا عرق نچوڑئیے۔ دھوپ میں خشک کر لیجئے۔ اس ترکیب کو بار بار کیجئے جب تک داغ دُور نہ ہو جائیں۔

" " ۲۔ کپڑے کو رات بھر دہی یا مٹھے میں بھگوئیے جب چھٹ جائے تو صابون اور تیز پانی سے دھو ڈالئے۔

زنگ کے داغ۔ نمک کے تیزاب سے تر کریے۔ جب چھٹ جائے صابون اور گرم پانی سے دھو ڈالئے۔

کتھے کے داغ۔ لیمو کے عرق سے چھٹ جاتے ہیں۔ داغ کو دہی سے دھونے اور پھر تارپین کے تیل ملنے اور صابون کے دھونے سے چھڑایا جاتا ہے۔

چائے، پھل اور گھاس کے داغ } پرانے داغ سوڈا اور سہاگہ سے چھٹ جاتے ہیں۔ داغ چھٹنے کے بعد گرم پانی سے دھو ڈالنا چاہئے۔

انڈے اور تھوک کے داغ } کپڑے پر نمک گرم پانی لگانے سے دُور ہوتے ہیں۔

تارکول کے داغ۔ پہلے کپڑے کو پٹرول یا مٹی کے ۴

۴ تیل میں تر کیجئے۔ اور صابون اور امونیا سے دُور کرئیے

وارنش کے داغ۔ تارپین کے تیل سے دُور ہو جاتے ہیں۔

یہ سب آزمودہ ہیں۔ اس لئے بہنوں کی خدمت میں پیش کر رہی ہوں۔

پروین انصاری

چاند شہزادی

ایک بادشاہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ
ت اُداس رہتا تھا۔ ہر روز رات کو اولاد
دعا مانگا کرتا تھا۔ خدا رحیم اور کریم ہے بادشاہ
دُعا قبول ہو گئی۔

ایک رات بادشاہ دعا مانگتے مانگتے سو گیا۔
اب میں دیکھتا کیا ہے کہ ایک بہت ہی خوبصورت
ی زرق برق لباس پہنے کھڑی ہے۔ پری
کہا "میں تمہاری صرف ایک آرزو پوری
لتی ہوں۔ تم اپنی کوئی آرزو بتاؤ تاکہ میں
ی کردوں"۔ بادشاہ بولا "میں اولاد چاہتا
ں" پری نے کہا "یہاں سے شمال کی جانب
پہاڑ ہے۔ اُس کی چوٹی پر ایک جھیل ہے
میں صرف ایک مچھلی ہے۔ اُس کو پکڑ لاؤ اور
کا دل نکال کر چیرو۔ اُس میں سے ایک
نکلے گا۔ اُس کو پیس کر ملکہ کو کھلا دو۔ پہاڑ
تے ہوئے تم کو ایک خرگوش ملے گا جو تم کو
ستہ بتائے گا۔ وہ خرگوش شہزادی کا جان
دوست ہوگا"۔ یہ کہہ کر پری غائب ہو گئی
بادشاہ کی آنکھ کھُل گئی۔

بادشاہ نے سارا خواب ملکہ کو سُنایا۔ اور
گھوڑے پر سوار ہو کر لال پہاڑ کی طرف چلا
ستے میں اُس کو خرگوش ملا جو اُس کو لال پہاڑ
کی چوٹی پر لے گیا۔ اور بادشاہ مچھلی لے کر واپس
آگیا۔ اور موتی نکال کر پسوا کر ملکہ کو کھلا دیا۔

کچھ عرصہ کے بعد ملکہ کے ہاں ایک خوبصورت
لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کے چہرے سے کرنیں
نکلتی تھیں۔ اور آس پاس روشنی پھیل جاتی
تھی۔ تمام شہر میں خوشیاں منائی گئیں۔ اور
شہزادی کا نام "ماہ بانو" رکھا گیا۔

ماہ بانو جیسے جیسے بڑھتی جا رہی تھی ویسے ویسے
اُس کے چہرہ کی روشنی تیز ہوتی جا رہی تھی۔ وہ بڑی
رحمدل تھی۔ اُس کی عادت تھی کہ روز شام کو
اپنے محل کے سب سے اُونچے مینار پر چڑھ جاتی
اور دو گھنٹے تک شہر کے لوگوں کو اپنے چہرے
سے روشنی پہنچاتی تھی۔

جب شہزادی بڑی ہو گئی تو بادشاہ نے
ایک شہزادے سے اُس کی بڑی دھوم دھام
سے شادی کر دی۔

شہزادی اپنے ساتھ خرگوش بھی لے گئی شہزادی
شادی کے بعد بھی روز شام کو دو گھنٹے لوگوں
کو روشنی پہنچاتی تھی۔ لیکن شہزادے کو یہ بات
پسند نہ تھی۔ اُس نے کئی بار شہزادی کو اِس
بات پر ٹوکا تھا۔ لیکن شہزادی ہمیشہ ٹال
دیتی تھی۔

ایک دن شہزادے نے ماہ بانو کو اسی بات پر بہت برا بھلا کہا۔ اور اُس کو سختی سے منع کیا کہ آیندہ وہ وہاں نہ بیٹھا کرے۔ شہزادی کو اس کا بڑا رنج ہوا۔ اور وہ چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

جب شہزادہ باہر چلا گیا تو ماہ بانو نے ایک خط لکھ کر میز پر رکھا اور پیٹ میں چھرا گھونپ کر مر گئی۔ اُس کا خرگوش بھی اُس کے ساتھ مر گیا۔

جب شہزادہ واپس آیا اور اُس نے ماہ بانو کو مرا ہوا پایا تو اُس کو اور دوسرے لوگوں کو بڑا رنج ہوا۔ اُس کو وہ خط بھی ملا اُس میں لکھا تھا کہ "چونکہ تم نے مجھ کو غریبوں کی بھلائی کرنے سے روکا اس لئے میں نے مرجانا بہتر سمجھا لیکن میں مرنے کے بعد بھی لوگوں کو روشنی پہنچاؤں گی۔ یہ میری آخری آرزو ہے کہ میرے مرنے کے بعد تم میرا دل نکال کر چیرنا۔ اُس میں سے کوئی چیز نکلے گی۔ جو تم کو خود معلوم ہو جائیگی فقط۔ ماہ بانو"

سب نے مل کر فیصلہ کیا کہ شہزادی کی آخری آرزو پوری کرنی چاہیئے۔ جب شہزادی کا دل چیرا گیا تو اُس میں سے چمکتا ہوا چھوٹا سا گولا نکلا۔ اور آسمان کی طرف اُڑنے لگا جیسے جیسے وہ اونچا ہو رہا تھا ویسے ویسے بڑا ہو رہا تھا۔ آسمان پر پہنچ کر وہ چاند بن گیا۔ اُس پر شہزادی کے جاں نثار خرگوش کا عکس نظر آیا جو آج بھی نظر آتا ہے۔

پرمیگنیٹ سے علاج

میں اپنی بناتی بہنوں کی دلچسپی کے لئے سانپ بچھو کے کاٹنے میں پرمیگنیٹ آف پوٹاش کے استعمال کا طریقہ لکھ رہا ہوں۔ جب سانپ کاٹے تو پہلے سانپ کے کاٹے ہوئے مقام سے ذرا ہٹ کر اُس پر بند باندھ دیجئے۔ تاکہ اس کا زہر اوپر نہ چڑھنے پائے۔ پھر کٹے ہوئے مقام کو چیر کر خشک پوٹاشیم پرمیگنیٹ اس میں بھر دیجئے اور اس پر پانی کے چند قطرے ٹپکاتی رہیئے۔ تاکہ دوا گیلی ہو کر اپنا اثر کرے اور زہریلے اثر کو کھو دے۔

اگر بچھو کاٹے تو اس صورت میں بھی پہلے بند باندھ دیجئے۔ اور پھر تین ماشہ پوٹاشیم ۳ چھٹانک پانی میں حل کر کے اور باریک کپڑے کی دو انچ چوکور چار تہہ کی گدّی بنا کر اس دوا میں تر کر لیجئے۔ اور کاٹے ہوئے مقام پر رکھ دیجئے۔ ایسی دو گدّیاں بنا لیجئے تاکہ پہلی سوکھ جائے تو دوسری اور دوسری سوکھ جائے تو پہلی رکھ دی جائے۔ کیونکہ زہر دوا فوراً چوس لے گا۔ جس سے گدّی جلد سوکھ جائیگی۔

اگر ممکن ہو تو اُس مقام کو جہاں سانپ یا بچھو نے کاٹا ہو دوا ہی میں ڈوبا رہنے دیں۔ مثلاً ہاتھ یا پیر میں کاٹا ہو۔ تو ان اعضا پر گدّی رکھنے کی بالکل ضرورت نہیں۔ بلکہ بڑے برتن میں دوا ڈال کر ہاتھ یا پاؤں اُس میں ڈال دیں۔

اس دوا سے پھوڑے پھنسی کا بھی علاج ہو سکتا ہے۔ ایسی تکالیف میں اس کے استعمال کا طریقہ یوں ہے کہ جب پھنسی نکلے۔ اس دوا کو ایک برتن میں قریب دو ماشہ کے آدھ پاؤ پانی میں گھول لیجئے اور اس میں گدّی بھگو کر پھنسی پر رکھ دیجئے اور بذریعہ پھوہا دوا گدّی پر پہنچائیے۔ اور اس پر پٹی باندھ دیجئے تاکہ گدّی رُک جائے۔

اگر زہریلا دانہ نکلے تو فوراً پوٹاشیم ۳ ماشہ ۳ چھٹانک پانی میں حل کر کے اور باریک پرانا کپڑا دوا میں تر کر کے پندرہ پندرہ منٹ بعد دانے پر برابر ٹپکاتی رہیئے۔ یعنی اس دوا سے دانے کو دھوتی رہیئے۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔

یہ دوا ڈاڑھ کے درد کے لئے بھی مفید ہے۔ جب ڈاڑھ میں درد ہو تو پانی اتنا گرم کیجئے کہ جتنا سہا جا سکے۔ پاؤ بھر پانی میں پوٹاشیم گھول کر دن میں بارہ مرتبہ اس پانی کی کلیاں کیجئے۔ اور درد کی طرف روئی گرم کر کے باندھ دیجئے تاکہ منہ کو ہوا نہ لگے۔

اگر بھڑ کاٹے تو بھی بچھو کی طرح علاج کیجئے۔
اگر کبھی چاقو یا کسی اوزار سے زخم آجائے تو بھی پوٹاشیم پانی میں ہلکی گھول کر اُس زخم کو دھوتی رہیئے۔ یہ خیال رہے کہ زخم پھوڑے پھنسی کو دھوتے وقت

یہ دوا ذرا الکلی ہے۔ لیکن اس دوا سے پچاس
فی صدی تو قطعی فائدہ ہوتا ہے۔ پھر ہے
ایسی بے ضرر کہ اگر فائدہ نہ ہو تو نقصان کسی طرح
کا نہیں ہوتا۔

جاڑوں کے موسم میں ہلکے گرم پانی میں اور
گرمی کے موسم میں سرد پانی میں استعمال کرنا بھی مفید ہے۔

اگر خدانخواستہ کسی کے کھجلی ہو جائے اور
یہ مرض جلد ہی کا ہو تو ہر صبح دو گاگر پانی کھولائیے
جب ٹھنڈا ہو جائے تو اس میں ایک چٹکی پوٹاشیم
ڈال کر غسل خانے میں رکھوا دیجئے۔ پہلے گنگنے یا
سرد پانی سے جو موسم کے لحاظ سے مناسب ہو خوب
نہائیے۔ اور پھر سنلائٹ سوپ جسم پر خوب مل کر
اس دوا کے پانی سے نہا لیجئے۔ اسی طریقہ سے روزانہ
نہایا کیجئے۔ کھجلی دور ہو جائے گی۔

یہ دوا مہاسوں کے لئے بھی فائدہ مند ہے
جب دیکھئے کہ چہرہ پر مہاسے نکل رہے ہیں تو
تین ماشہ دوا پاؤ بھر پانی میں گھول کر دن میں
بارہ تیرہ مرتبہ چہرہ دھوتی رہیں۔ مہاسے فوراً
مرجھا جائیں گے۔ لیکن مہاسے نکلتے ہی یہ علاج
شروع کر دیجئے۔ کیونکہ جتنے زیادہ دنوں کے ہو گئے
اتنے ہی دیر میں اچھے ہوں گے۔

جسم کے کسی عضو پر اگر ورم آ جائے اور کھجلی
ہو کے ورم بڑھتا جائے تو پہلے یہ دیکھئے کہ جب آپ
کھجلاتی ہیں تو وہاں سے آگ نکلتی تو معلوم نہیں
ہوتی۔ اگر معلوم ہوتی ہو تو اس دوا سے اس کو
دھوئیے۔ انشاءاللہ تکلیف رفع ہو جائے گی۔

اگر برسات میں بچوں کے پھنسیاں نکلتی ہوں
تو اس دوا سے برابر زخم دھوتی رہیں یہ پھنسیاں
جاتی رہیں گی اور آپ ناحق کی زیر باری سے بچ
جائیں گی۔

دکھتی ہوئی آنکھیں بھی اس دوا سے دھویا
کیجئے۔ صبح کو اس دوا سے دھو کر پھر اور دوا لگائیے
اس طرح آنکھیں زیادہ دکھنے نہیں پاتیں۔ اور
کبھی کبھی دکھتی ہوئی آنکھ اچھی بھی ہو جاتی ہے۔

میں نے یہاں تک تو اس دوا سے علاج
کرنے کا طریقہ بتلایا ہے۔ اب خانہ داری میں اس
کے استعمال کا طریقہ بتاتا ہوں۔ جب پھل کھانے
بیٹھیں تو پہلے یہ دوا پانی میں ڈلوا کر پھل دھو لیجئے
پھر شوق سے کھائیے۔ ہیضہ اور طاعون کے زمانہ
میں اس دوا سے برتن دھلوائیے۔ مصالحہ پسوائیے
آٹا گندھوائیے۔ گوشت پہلے سادہ پانی سے دھلوا کر
پھر اس سے دھلوائیے۔ آپ کا گھر وبا کے حملے سے
انشاءاللہ محفوظ رہے گا۔

ایسے موقعہ پر یہ دوا ٹب میں گھلوا کر رکھا
دیجئے تو زیادہ اچھا ہے کہ ہر وقت کام میں آ سکے۔
اس سستی اور بے نظیر دوا کی ہر وقت گھر
میں موجود رہنے کی ضرورت ہے۔

سید محمد عباس
نرسنگھ پور

پرندستان

گوریّا

مداری چوراہے میں مجمع لگائے کھڑا تھا ں کے سامنے ایک چھوٹی پرانی دری بچھی تھی ر دائیں بائیں دو چار سیاہ رنگ کے پنجرے کھے تھے، جن میں کبوتر، طوطے اور چڑیاں ند تھیں۔ دری کے بیچ میں ایک لکڑی کی توپ کھی تھی۔ اور ساتھ ہی چند اور کھلونے پڑے دئے تھے۔ وہ کبوتروں وغیرہ کے کئی کھیل شے دکھا کر بولا۔ "اچھا تو اب تمہیں توپچی چڑیا لھائی جاتی ہے۔ جو توپ چلانے میں بڑی شیار ہے۔"

یہ کہہ کر مداری نے ایک ننھا سا پنجرہ کھولدیا ں میں پانچ سات رنگ برنگی چڑیاں بند تھیں ں نے ایک چڑیا کو ہاتھ میں لیا۔ اور توپ کے یچھے کھڑا کر دیا۔ پھر ایک ڈبیہ نکالی اور تھوڑا سا رود توپ میں ڈالا اور اس چڑیا کے منہ میں تیزاب تر کی ہوئی ایک سلائی دیتے ہوئے بولا۔

"حملہ کرو"

چڑیا نے فوراً وہ سلائی توپ کے بارود خانے ڈال دی۔ ایک زور کا دھماکا ہوا اور سب کے

یہ تماشہ دکھا کر مداری کہنے لگا۔ "اس ننھے سے پرندے میں ایک اور خوبی بھی ہے۔ وہ یہ کہ اگر آپ اسے کوئی انعام دینا چاہتے ہیں تو یہ خود آپ کے ہاتھ سے لے کر اپنے پنجرے میں ڈال دے گا۔"

لوگوں نے اپنی جیبوں سے پیسے نکالنا شروع کئے۔ جوں ہی کوئی شخص ہاتھ کھڑا کرتا یہ پرندہ پھر سے اڑتا۔ اور پیسہ لے آتا۔ اس جانور کی بدولت مداری نے ذرا سی دیر میں پانچ روپے کما لئے۔

بناتی بچو! کیا تم جانتے ہو کہ یہ چڑیا کونسی تھی؟ اگر نہیں جانتے تو لو سنو:-

"اس خوبصورت چڑیا کو گوریّا کہتے ہیں۔ اس کی آواز اتنی دلکش ہوتی ہے کہ جسے سن کر انسان بھی دنگ رہ جاتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ اسے "گانے والی چڑیا" ہی کہا کرتے ہیں۔ صبح ہوئی اور اس نے گانا شروع کر دیا۔ جب گاتی ہے تو بہت سے چھوٹے چھوٹے پرندے، اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ جس طرح کہ مداری کے گرد لوگ جمع ہو گئے تھے۔

یہ ننھا سا جانور بہت پیارا ہے۔ کسی کو نہیں

ستاتا۔ مگر افسوس کہ دُنیا میں کمزور ہونا بھی گناہ ہے۔ اس معصوم جانور کو چیل، کوّے اور باز بہت تنگ کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ اپنا گھونسلہ درختوں پر نہیں بناتا۔ ڈرتا ہے کہ ظالم جانور اس کے انڈے اور بچّے نہ کھا جائیں۔

اس کا گھونسلہ جھاڑیوں میں ہوتا ہے اور اس طرح بنا ہوتا ہے کہ اُسے انسانی آنکھ بھی تلاش نہیں کر سکتی۔ یہاں مادہ چھ انڈے دیتی ہے جو بالکل ننّھے ننّھے ہوتے ہیں۔ انڈوں سے پندرہ دن میں بچّے نکلتے ہیں۔ مادہ ہی ان کے لئے دانہ دُنکا لاتی ہے۔ اور خود اُن کی چونچ میں ڈالتی ہے۔ سال بھر میں یہ بچّے پُورے قد کے ہو جاتے ہیں۔

لوگ گورّیا کو پنجروں میں پالتے ہیں۔ اس کے کھانے کے لئے پنجروں میں چھوٹے چھوٹے برتن رکھے ہوتے ہیں۔ تمام چڑیا گھروں میں یہ جانور دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی عمر نو دس برس کی ہوتی ہے اور یہ عقلمندی اور دانائی کے لئے مشہور ہے۔

یہ جانور کسانوں کا بڑا محسن ہے۔ کیونکہ یہ کھیتوں سے ہزاروں ایسے کیڑے کھا جاتا ہے جو فصلوں کو نقصان پہونچاتے ہیں۔ اسی لئے کسان اپنے کھیتوں کے گرد درختوں کے ساتھ برتن لٹکا دیتے ہیں۔ جہاں سینکڑوں گورّے آکر بیٹھتے ہیں۔

گورّیا سرِ شام ہی سو جاتا ہے۔ اور سونے سے پہلے بڑا شور مچاتا ہے۔ یہ شور بھی بڑا دل خوش کُن ہوتا ہے۔ اس کی نیند بڑی گہری ہوتی ہے۔ لیکن صبح سویرے خود بخود اس کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ رات کو توپ کی آواز بھی اسے بیدار نہیں کر سکتی۔

ہندوستان کے لوگ اسے شکار کر کے کھاتے بھی ہیں۔ بعض ہوٹلوں میں اس کے گوشت کی ایک ایک پلیٹ دو دو روپیہ میں آتی ہے۔

عزیزو! اس کے پر بڑے خوبصورت ہوتے ہیں۔ اور موروں کے پَروں کی طرح انگریزی طرز کی ٹوپیوں اور کتابوں میں بھی رکھے جاتے ہیں۔

خوش باش

کبوتر

میں نے ایک کبوتر پالا
اچھا اچھا بھولا بھالا
رنگ برنگا پیارا پیارا
پینے کا ہے ڈھنگ نرالا
بال ہیں اس کے کتنے ملائم
جیسے روئی کا ہو گالا
بچّے اس کے پیارے پیارے
کوئی ہے بھورا کوئی کالا

راشد حسن قادری

دہرہ دُون میں برف باری کا منظر

نئے سال کو شروع ہوئے صرف ایک دن گذرا تھا کہ کالے کالے بادلوں نے آسمان کو آگھیرا ننھی ننھی بوندیں اس انداز سے پڑ رہی تھیں گویا نئے سال کے آنے کی خوش آمدید کہہ رہی ہیں۔

رفتہ رفتہ جنوری کی ۱۰ تاریخ ہوگئی مگر دھوپ نے ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی صورت نہ دکھائی۔ ہر وقت کالے کالے بادل آسمان پر منڈلاتے رہتے اور پانی بہت زور شور کے ساتھ برستا رہتا۔

انسان حیوان سب ہی دھوپ کے لئے ترستے تھے۔ سردی اس قدر پڑی کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ ان میں بجائے پانی کے چائے پی جاتی۔ ایک چھوڑ کئی کئی انگیٹھیاں سلگی ہوئی ہوتیں۔ لیکن پھر بھی کچھ اثر نہ ہوتا۔ جانوروں کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔

میرے کتّے اور بلّی نے تو غضب ہی کر دیا تھا انگیٹھی کے اتنے قریب بیٹھتے تھے کہ اکثر ان کے بال جلنے کی چڑاہند نکلنے لگتی تھی۔ ہم لوگ ہٹاتے ہٹاتے تھک جاتے۔ مگر ان بے چاروں کو بغیر انگیٹھی کے بے چین آتا تھا۔

انہیں دنوں میرے خالو اّبا لکھنؤ سے آئے ہوئے تھے۔ جو میر انیس صاحب مرحوم کے پوتے ہیں ان کے ساتھ میرے ایک رشتہ کے بھائی بھی آئے تھے اُن لوگوں کے آنے سے ہمارے گھر میں رونق ہو گئی تھی۔

بات بات پر شاعری کر کے ہم لوگوں کو خوب ہنساتے تھے۔ اُن کی باتوں سے ہنسی کے مارے ہم لوگوں کے پیٹ میں بل پڑجاتے تھے۔

پاپا نے اُن لوگوں کے آنے کی خوشی میں اور اُن کو اپنے دوستوں سے ملانے کے لئے اپنے دوستوں کو دعوت دی۔ مہمانوں کو آٹھ بجے کا وقت دیا گیا۔

قریب آٹھ بجے کا وقت تھا اور کھانا تیار ہو چکا تھا۔ صرف مہمانوں کا انتظار تھا۔ پانی اب بھی زور شور سے برس رہا تھا۔ خالو اّبا کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور کمبل کو خوب اوڑھے لپیٹے تھے اور انگیٹھی اُن کے سامنے رکھی ہوئی تھی۔

یکا یک کسی نے کہا کہ یہ سفید سفید کیا گر رہا ہے۔ سب لوگ اُس طرف متوجہ ہو گئے معلوم ہوتا تھا کہ چنبیلی کے پھول آسمان سے جھڑ رہے ہیں۔ برف بہت تیزی سے پڑ رہی تھی۔ ہم لوگ اس منظر سے بجلی کی روشنی میں لطف اُٹھا رہے تھے۔ بچے چھتریاں لے کر باہر نکل جاتے تھے۔ اور جب برف چھتری پر کافی جم جاتی تھی تو بڑی خوشی کے ساتھ برف سے ایک دوسرے سے کھیلتے تھے۔

لیکن ہمارے خالو ابّا کچھ فکرمند نظر آرہے تھے۔ اور ہم لوگوں پر برف کا کچھ اثر نہ دیکھ کر فرمانے لگے۔ ارے بچو! خدا سے ڈرو اس وقت دُنیا پر خدا کا قہر نازل ہو رہا ہے۔ غرض اسی طرح بہت دیر تک مذاق ہوتا رہا۔ ہم لوگ مہمانوں کا بہت دیر تک انتظار کرتے رہے۔ آخر ناامید ہو کر خود ہی مہمانوں کی جگہ کھانا شروع کیا۔

اُس وقت بجلی کو بھی کھیل سُوجھا اور اُس نے بھی آنکھ مچولی کھیلنا شروع کی۔ گو کہ آنکھ مچولی ایسا کھیل ہے جو ہر دل عزیز ہے مگر ہم لوگ بجائے اس کے کہ اس کھیل میں دلچسپی لیں اُس وقت بجلی کا یہ کھیل خود ہم لوگوں کو ناگوار گذرا۔ مختصر یہ کہ شمع جلا کر بڑی مشکل سے کھانا کھایا۔ بجلی اُسی طرح اپنا کھیل دکھاتی رہی۔ ہم سب لوگ سردی کی وجہ سے اس قدر گھبرائے کہ کھانے کے بعد چائے بھی پینا بھول گئے۔ اور جلدی جلدی بستر میں گھس کر سونے کی کوشش کرنے لگے۔ مگر نیند کہاں کیونکہ ہاتھ پیر خود ہی برف ہو رہے تھے۔ بستر سے باہر نکل کر انگیٹھی تک جانا بھی دشوار تھا۔

صبح کو سب تو بستر پر لیٹے ہوئے سردی منا رہے تھے مگر ہمارے خالو ابّا سویرے اُٹھے اور نماز سے فارغ ہو کر چائے بنائی اور سب کو پلوائی۔

صبح کا سین دیکھنے کے قابل تھا۔ سائبانوں پر برف اس طرح جمی ہوئی تھی گویا روئی کی سفید چادریں بچھی ہیں۔ قریب سات آٹھ دن کے بعد دھوپ نے منہ دکھایا۔

ہمارے بھائی صاحب نے ہم لوگوں کے بہت سے فوٹو لئے اور پھر باغ گئے۔ وہاں کئی فوٹو لینے کے بعد ہم لوگ اپنے ڈرائنگ ماسٹر صاحب کے یہاں گئے اور اُن کے کوٹھے پر چڑھ گئے۔ اُس وقت پہاڑوں کا منظر قابلِ دید تھا۔ اکثر کہانیوں میں سونے چاندی کے پہاڑوں کا نام سُنا تھا۔ دراصل سورج کی شعاعیں جب برف سے ڈھکی ہوئی پہاڑیوں پر پڑتی تھیں پہاڑ سونے اور چاندی کی طرح چمکنے لگتے تھے۔ تمام پیڑ پودوں پر برف گری ہوئی تھی۔ جو پھولوں کے مانند تھی اور پہاڑ سونے چاندی کے بنے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

سالِ گذشتہ اسی لُطف کو حاصل کرنے کے لئے ہم لوگ منصوری گئے۔ مگر اس سال گھر بیٹھے منصوری کے برف کا لطف حاصل کیا۔

کہا جاتا ہے کہ اب کی مرتبہ دہرہ دون میں سو سال کے بعد برف پڑی۔

مختصر یہ کہ سورج کی شعاعیں سامنے کی برف پوش چوٹیوں پر لوٹ رہی تھیں اور آسمان جھک کر ہمالیہ کی پیشانی کو چوم رہا تھا۔ اور ہم اقبال کی یہ نظم گنگنا رہے تھے۔

اے ہمالہ اے فصیلِ کشورِ ہندوستاں
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں

فرحت کاظمی۔ دہرہ دون

بی نازو

(کہانی)

ایک بلی کسی جنگل میں رہتی تھی جو بہت خوبصورت
[illegible] اور اُسے اپنی خوبصورتی پر بڑا ناز تھا۔ اسی
[illegible] جنگل کے دوسرے جانور اُس کو "بی نازو"
[illegible] تے تھے۔

ایک روز بی نازو کہیں ٹہلنے کے لئے جا رہی
[illegible]ں۔ راستے میں سوچنے لگیں کہ "اگر میرے دو
[illegible] ہوتیں تو میں اَور زیادہ خوبصورت ہوتی"۔
[illegible]قاً ایک پری آئی اور کہنے لگی کہ "بی نازو
تم کو کچھ فکر معلوم ہوتا ہے اچھا ہوا کہ تم سے
[illegible]ت ہو گئی"۔ بی نازو نے جواب دیا "کیا
[illegible]را ایک کام کر دو گی؟" "ضرور! کہیئے کیا کام ہے"
[illegible] بولی۔

"تم تو بہت سے جادو جانتی ہو نا" "ہاں یہ
[illegible]وگوں کی دعا کا اثر ہے"۔ "پھر تو تم میرے
[illegible] دُم ضرور لگا سکتی ہو" بی نازو نے دریافت کیا۔
[illegible] لگاتی ہوں" پری نے کہا۔ "ذرا آپ آنکھیں
[illegible] لیجئے"۔ پری نے دُم کے پاس ہاتھ پھیرتے
[illegible] کہا۔ "اب آنکھیں کھول لو"۔ بی نازو نے
[illegible] بجائے ایک دُم کے اُن کے دو دُمیں لگ
[illegible] دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ شکریہ ادا کر کے
آگے چل گئیں۔ تھوڑی دُور جا کر خیال آیا کہ "ارے
میں نے کیسی بے وقوفی کی۔ اتنی اچھی پری کہیں
بار بار تھوڑی ملتی ہے ایک دُم اَور لگوا لیتی تو بہت
زیادہ اچھا ہوتا"۔

اِس خیال کے آتے ہی اُلٹے پَیر واپس گئیں
پری ابھی تک کھڑی تھی۔ بی نازو کو دیکھ کر مسکرا کر
کہا "کہیئے بی نازو اب کیا کام یاد آیا"۔
"اتنا احسان تو آپ نے کیا مگر ایک دُم اَور
لگا دیجئے تو بہت مہربانی ہو گی"۔ بی نازو نے کہا۔
"بی نازو پھر آپ مصیبت میں پڑ جائیں گی"۔
"واہ مصیبت کیا تھی۔ کہیئے کہ بہت خوبصورت ہو جائیں
گی" بی نازو نے ہنس کر کہا۔

"اچھا بھئی آپ کی مرضی" یہ کہہ کر پری نے
تیسری دُم بھی لگا دی۔ اب بی نازو کی خوشی کا کیا ٹھکانا
خوش خوش ٹہلنے کے لئے اور آگے بڑھیں۔ کچھ دُور چل کر
ایک خوبصورت باغ دکھائی دیا۔ بی نازو باغ میں
چلی گئیں۔ یہ باغ ایک شہزادی کا تھا اور شہزادی
اُس وقت باغ میں ٹہل رہی تھی یکایک اُس کی نظر
بی نازو پر پڑی۔ اُس نے کبھی تین دُم والی بلی نہیں
دیکھی تھی۔ بی نازو کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور اپنے

ملازموں سے کہا کہ "اس بلی کو پکڑ کر لے آؤ" شہزادی کے ملازم دوڑ پڑے اور بی نازو کو پکڑ لیا۔ پھر ایک سونے کی زنجیر گلے میں ڈال کر شہزادی کو دیا۔ شہزادی بہت خوش ہوئی۔ اور اپنے محل میں لے گئی۔ وہاں ایک ملازمہ کے سپرد کر دیا۔ کہ وہ بی نازو کی دیکھ بھال کرے۔

اب بی نازو قید ہونے سے بہت گھبرائیں اور یاد آیا کہ پری سچ کہتی تھی کہ "تم مصیبت میں پڑ جاؤ گی" مگر میں نے ہنس کر ٹال دیا تھا۔

بی نازو دن رات دعائیں مانگتی تھیں کہ وہ پری پھر مل جائے۔

ایک دن شہزادی بی نازو کی زنجیر ہاتھ میں لئے ہوئے باغ میں گئی وہاں اُس کی کئی سہیلیاں ملنے آئی تھیں وہ سب بھی نئی قسم کی بلی کو دیکھ کر متعجب ہوئیں اور خوب بلی سے کھیلتی رہیں۔

تھوڑی دیر بعد شہزادی نے بی نازو کو دور ایک درخت سے بندھوا دیا اور خود سہیلیوں کے ساتھ سیر کرنے چلی گئی۔

بی نازو چپ چاپ بیٹھی ہوئی کچھ سوچ رہی تھیں کہ دفعتہً وہ پری آ گئی۔ اور بی نازو کو بندھا ہوا دیکھ کر بولی۔ "کہو بہن کیا حالت ہے؟" بی نازو نے سارا قصہ سُنا دیا۔ اور رو کر کہنے لگیں "خدا کے لئے میری دُمیں واپس لے لیجئے۔" پری نے دو دُمیں غائب کر دیں۔ اور ایک رہنے دی۔ پھر زنجیر سے آزاد کر کے کہا۔ "اب جائیے بھاگ جائیے۔ ورنہ پھر گرفتار ہو جائیں گی۔" بی نازو پری کا شکریہ ادا کرتی ہوئی اپنے گھر واپس گئیں۔

آصفہ بیگم

دُنیا

(نظم)

مُوڑکھ[1] اور بٹ مار[2] ہے دُنیا
جھوٹوں کا دربار ہے دُنیا

ہار کو دُنیا جیت کہے ہے
ہائے اِک آزار[3] ہے دُنیا

کون کسی کا غم کھاتا ہے
کہنے کو غم خوار[4] ہے دُنیا

وقت پڑے تو کام نہ آئے
لکڑی کی تلوار ہے دُنیا

پیتل سونا بن جاتا ہے
دھوکے کا بیوپار[5] ہے دُنیا

اُمیدوں کی عمر ہی کتنی
دو دن کی پھوہار[6] ہے دُنیا

دِل میں کپٹ[7] اور میٹھی باتیں
کتنی دُنیا[8] دار ہے دُنیا

تو دُنیا کو سمجھا کیا ہے
بابا[9] کس کی یار[10] ہے دُنیا

[1] احمق [2] راہزن [3] بیماری [4] غم کھانے والا [5] سوداگری۔ [6] ہلکی ہلکی بوندوں کی بارش [7] دُشمنی [8] دنیا سے تعلق رکھنے والا۔ [9] بزرگ۔ [10] دوست۔

سید محمد عباس
نرسنگھ پور

میرے بھائی بہن

بھائی جان ۔ صورت اور سیرت دونوں کے اچھے ۔ ظاہر میں بہت سنجیدہ مگر ہنسی مذاق خوب آتا ہے۔ سب ان سے محبت کرتے ہیں۔ ان کی طبیعت کی وجہ سے ۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کیا تھا ۔ بزرگوں کا بہت ادب ولحاظ کرتے ہیں ۔ بھائی بہنوں کے بہت ہمدرد ہیں ایف ۔ اے کے سال اول میں تعلیم پاتے ہیں خدا کے فضل سے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں ۔ لیمپ اور سائیکل صاف کرنے ، جوتوں کی پالش کرنے بلکہ اپنا کمرہ خود صاف کرنے کو عیب نہیں سمجھتے۔ اپنے کیا غیروں کا بھی ادب کرتے ہیں۔ بڑے سیر چشم ہیں ۔ اپنی چیز کسی کو دینے سے انکار نہیں کرتے۔

بھائی ۔ بھائی جان کی طرح گورے ہیں۔ اکثر مسکراتے رہتے ہیں۔ کبھی کبھی غصہ بھی آجاتا ہے۔ بہنوں سے کام لینا بھی خوب جانتے ہیں۔ میٹرک میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ پڑھنے کا بالکل شوق نہ تھا کیونکہ ہر وقت کھیل میں دھیان پڑا رہتا تھا۔ لیکن میٹرک میں آنے کے بعد پڑھنے میں دل لگنے لگا۔ پرانے زمانہ کی چیزیں بڑے شوق سے جمع کرتے ہیں ۔ دوستوں کا حلقہ وسیع ہے ۔
بھائی جان کی طرح سات سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کیا ۔ روزہ بڑے شوق سے رکھتے ہیں والدہ صاحبہ کے بڑے چہیتے ہیں ۔

آپا جان ۔ بھائی کی ہم رنگ ہیں ۔ ان کو غصہ بھی آتا ہے ۔ مضامین لکھنے کا بہت شوق ہے چند مضامین تہذیب النسواں میں شائع ہو چکے ہیں ۔ تعلیم گھر ہی پر پاتی ہیں ۔ شاعری میں بھی دخل ہے ۔ قرآن مجید چھ سال کی عمر میں ختم کیا تلوّن مزاج ہیں مستقل مزاج نہیں اسلام کی شیدا ہیں ۔ علامہ اقبالؒ کے اشعار گنگناتی رہتی ہیں ۔ پہلے گڑیوں کا بہت شوق تھا لیکن اب نہیں ہے ۔

آپا ۔ سرحدیوں کی طرح سُرخ وسفید رنگ ۔ بہت کم سخن ہیں ۔ وقت کی سخت پابند ۔ غصہ آتا ہے لیکن بات کی بات میں ہوا کی طرح غائب ۔
اسلام کی حد سے زیادہ پابند ۔ دستکاری کا شوق ہے ۔ بہت محتاط ہیں ۔ دُور اندیشی کوئی اُن سے سیکھے ۔ شعر وشاعری سے لگاؤ بالکل نہیں ۔
یہ بھی گھر پر ہی تعلیم پاتی ہیں ۔ والدہ صاحبہ کی چہیتی ہیں ۔
سب سے آخر میں ہمارا نمبر ہے لیکن . . . . فقط

اعظم النساء

میرا روزانہ پروگرام

میں صبح نو بجے بہت مشکل سے اُٹھتی ہوں۔ جبکہ سب گھر والے اُٹھاتے اُٹھاتے تھک جاتے ہیں اور جب اسکول جانے میں دیر ہو جاتی ہے تو سب پر خفا ہوتی ہوں کہ مجھے کسی نے اُٹھایا نہیں۔ خیر اُٹھ کر جلدی جلدی مُنہ وغیرہ دھو کر کپڑے تبدیل کرتی ہوں۔ بعض اوقات ناشتہ ہی کرتی رہتی ہوں کہ ساڑھے نو بج جاتے ہیں اور اسکول کی لاری آجاتی ہے۔ میں اُلٹی سیدھی کتابیں لے کر چلی جاتی ہوں۔

لاری میں بیٹھ کر سب سے پہلا یہ کام ہوتا ہے کہ لڑکیوں سے کام پوچھتی ہوں اگر کسی نے ذرا بھی پس وپیش کیا تو فوراً لڑنے لگتی ہوں۔ اسکول پہونچ کر جلدی جلدی کام کرتی ہوں۔ اتنے میں گھنٹہ بج جاتا ہے۔ اور سب لڑکیاں دعا کے بعد کلاس میں چلی جاتی ہیں۔ اور میں کہیں چھپ کر بیٹھ جاتی ہوں۔ اور رسالہ پڑھتی رہتی ہوں۔ کلاس میں بھی کبھی جاتی ہوں کیونکہ سب استانی کہتی ہیں کہ محنت کرو۔ مجھے اس سے نفرت ہے۔ مجھے اس لئے سزا بھی بہت ملتی ہے۔ کیونکہ شور بہت کرتی ہوں۔

ساڑھے پانچ بجے گھر آتی ہوں آتے ہی لیٹ جاتی ہوں اور چھ بجے تک لیٹی رہتی ہوں۔ پھر چائے پیتی ہوں اور باغ میں جاتی ہوں۔ وہاں سے آکر ریڈیو سنتی ہوں یا سینما جاتی ہوں۔ پھر کھانا کھاتی ہوں۔ اگر پھر مجھے کوئی کام کو کہے یا بات کرے تو مجھ کو بہت غصہ آتا ہے۔ کیونکہ وہ وقت میرا رسالہ پڑھنے کا ہوتا ہے۔ پھر سو جاتی ہوں۔ گرمیوں میں یا چھٹی کے دن لیٹی رہتی ہوں یا ریڈیو سنتی رہتی ہوں۔ کیونکہ میں بہت سست واقع ہوئی ہوں۔ اور یہاں میں زیادہ کسی سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتی۔ ہر وقت خاموش رہتی ہوں۔ گھر کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتی کہ کیا ہو رہا ہے۔ چاہے میرے کمرے میں ایک ایک انگل گردی کیوں نہ جم جائے۔ اور میری کتابوں کے ورق چاروں طرف کمرے میں ہی کیوں نہ بکھرے رہیں مجھے پرواہ نہیں ہوتی۔ ہاں کبھی کبھی کسی دوست کو دو ماہ بعد جواب دے دیتی ہوں جبکہ بیچاری کے دو تین خط آجاتے ہیں۔ میں دوست بھی بہت کم بناتی ہوں یا کوئی میری دوست بنتی ہی نہیں کیونکہ سب میرے مزاج سے ڈرتی ہیں باوجود ان باتوں کے اب کے سالانہ امتحان میں فرسٹ آگئی تھی کیونکہ بورڈ کا امتحان تھا۔ لیکن اس سال پاس ہونے کی اُمید نہیں۔

نجمہ مسعود انصاری۔ بھوپال

میرا روزانہ پروگرام

میں ہر روز صبح چھ بجے اُٹھتی ہوں اور نماز پڑھنے کے بعد تلاوت اور پھر سات بجے کنگھی وغیرہ کرتی ہوں۔ اور بچوں کو بھی اسکول جانے کے لئے کنگھی کر کے منہ ہاتھ دُھلاتی ہوں۔ آٹھ بجے ہم سب ناشتہ کرتے ہیں اسکے بعد امی جان کے ساتھ ترکاری وغیرہ چھیل کاٹ کر ماما کو دیتی ہوں اور جہاں تک ہو سکتا ہے اناج وغیرہ

بھی اپنی ہی نگرانی میں نکال کر دیتی ہوں۔ ۱۲ بجے سے ۱۲ بج کر ۴۰ منٹ تک ریکارڈ سنتی ہوں۔ مجھے سوائے ریکارڈ اور گانوں کے دوسرا پروگرام اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اس کے بعد بجلی کے چولھے پر میں اور میری پھوپھی زاد بہن سلمیٰ جو میری ہم عمر ہے دونوں دو قسم کی چیزیں پکا کر چار بجے کے ناشتہ کے لئے رکھ دیتے ہیں۔ جیسے ہمارے پاس عصمتی دسترخوان ہے جو نہایت ہی اچھی کتاب ہے ۳۰۰ سے زیادہ ترکیبیں نہایت ہی آسان طریقہ سے اس میں درج ہیں میں کئی مرتبہ ہر ایک چیز کو آزما چکی ہوں نہایت ہی لذیذ کھانوں کی ترکیبیں ہیں۔ اس لئے سلمیٰ منہ سے تو نہیں دل میں حسد کرتی ہے۔ اس کے بعد گھر کی صفائی کرتی ہوں۔ اور تقریباً آدھا گھنٹہ اس میں صرف ہوتا ہے۔ نماز کے بعد کھانے سے فارغ ہو کر ایک گھنٹہ آرام کرتی ہوں۔ اور چائے وغیرہ مردانے میں بھجواتی ہوں۔ جو چیز ابا جان کو پسند آتی ہے۔ اس پر انعام ملتا ہے۔ میں نے بہت سی رقم جمع بھی کی ہے۔ اور اپنی غریب سہیلیوں کو جو باعث غربت اسکول کی فیس اور کتابیں تک نہیں منگا سکتیں دے دیتی ہوں۔ جس سے مجھے بہت ہی خوشی ہوتی ہے۔ ۵ بجے ٹیچر کے پاس انگریزی اور دستکاری سیکھتی ہوں۔ ۸ بجے نماز سے فارغ ہو کر کھانا کھاتے ہیں۔ اور میں اور سلمیٰ نماز عشا سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا وقت ہنسی دل لگی میں گذار لیتے ہیں۔ اور پھر سو جاتے ہیں۔

خاکسار
راجہ بالی بنت حسن سیٹھ میسور

ذرا ہنسئے

(۱) مریض۔ ڈاکٹر صاحب! میرا پیر ٹوٹ گیا لیکن کمر کا درد جاتا رہا ہے۔
ڈاکٹر۔ اگر تم پوری فیس ادا کر دیتے تو کمر بھی ٹوٹ جاتی۔

(۲) استانی جی۔ (ایک شاگرد سے) فصل کی تعریف کرو؟
رشیدہ۔ استانی جی فصل کی تو کوئی تعریف نہیں کرتا جو پاس ہو اس کی تعریف کی جاتی ہے۔

(۳) ایک صاحب اپنے دوست کو خط لکھنا چاہتے تھے لیکن پتہ یاد نہیں تھا۔ اس لئے پریشان تھے۔
ایک دوسرے صاحب جو پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے! اجی پتہ کے لئے اس قدر پریشانی کی کیا ضرورت ہے؟ پہلے دوست کو خط لکھ کر پتہ منگا لیجئے۔

(۴) کسی کنجوس کی ایک ریوڑی گر گئی دیکھا بھالا مگر کہیں نہ ملی۔ مایوس ہو کر کہنے لگا خیر ریوڑی کا تو کچھ غم نہیں۔ یہ خیال ہے کہ کسی ناقدرے کے ہاتھ لگ گئی تو وہ ایک ہی دفعہ میں کھا جائے گا۔

بلقیس بیگم کیرانوی

ہنڈکلیا

گاجر کا پلاؤ۔ گاجروں کو چھیل کر لمبی لمبی پھانکیں بنا کر گھی میں تل لیں۔ چاول اور مصالحہ گھی میں ڈال کر خوب بھونیں جب چاول بریاں ہو جائیں تو حسب ضرورت پانی ڈال کر دو جوش دیں پھر تلی ہوئی گاجریں اسی میں ڈال دیں۔ پھر دم دیں۔ تیاری پر نہایت لذیذ پلاؤ ہوگا۔

انڈے کا لذیذ حلوا۔ انڈوں کو توڑ کر زردی الگ اور سفیدی الگ رکھیں۔ زردی میں شکر ڈال کر کفگیر سے خوب پھینٹیں کہ جھاگ اٹھ آئیں۔ اس میں کشمش، بادام کیوڑہ ڈال کر (پاؤ بھر گھی کو دیگچی میں ڈال کر ہلکی آنچ پر رکھ دیں) چمچ خوب چلائیں۔ حلوا تیار ہے۔ اسے جمالیں۔ خوب طاقتور اور نہایت لذیذ ہوتا ہے۔

نرگسی پلاؤ۔ گوشت آدھ سیر۔ چاول آدھ سیر۔ گھی دو چھٹانک۔ لونگ۔ الائچی۔ دارچینی مرچ سیاہ۔ ہر ایک ایک ماشہ۔ پیاز ایک چھٹانک انڈے تین عدد۔ گاجر۔ پالک دو دو چھٹانک۔ نمک حسب ضرورت۔ گوشت کے پارچے لے کر ادرک دھنیا حل کر کے حسب دستور یخنی پکالیں۔ پھر گوشت نکال کر باقی پانی کو بگھار دے کر چاول ڈال دیجئے اور مصالحہ چھڑک کر گاجر کے چھوٹے ٹکڑے بنا کر ۱۶ منٹ نرم آنچ پر دم دیں۔ اور پیاز کا بگھار دیدیں۔ پالک معمولی طور سے پکایا جاتا ہے۔ پکانے کے بعد اس پر بیضہ مرغ ہلکی آنچ پر رکھ کر پکائیے۔ ذرا سا نمک چھڑک کر دم دیں۔ تیاری پر بہت زیادہ مزے دار اور لذیذ ہوگا۔

شکر قند کی کھیر۔ شکر قند سرخ دو چھٹانک دودھ آدھ سیر۔ سفید شکر پاؤ سیر۔ کیوڑہ۔ پستہ ڈیڑھ ڈیڑھ تولہ۔

ترکیب:۔ پہلے شکر قند کو ابال کر اس کے چھلکے اتار کر قاشیں ہمراہ دودھ کے چڑھا دیں ۳۔۴ جوش دے کر گھونٹیں اور بالائی اس میں ملا کر شکر ڈالیں۔ دو یا تین جوش دے کر کیوڑہ ڈال کر پستہ کی ہوائیاں چھڑک دیں۔ نہایت خوش ذائقہ کھیر تیار ہوگی۔

سہال۔ میدہ آدھ سیر۔ گھی آدھ سیر۔ دودھ پاؤ سیر۔ نمک حسب ذائقہ۔ میدہ کو نصف گھی میں ڈال کر خوب ملیں۔ نمک دودھ میں گھول کر اس سے میدہ کو گوندھیے۔ پھر چار روٹیاں بنائیں اور ان پر چوپارہ خط بنا کر دھیمی آنچ پر تلیں۔ نہایت خوش مزہ ہوں گے۔

رشیدہ شیریں قاسمی

دیوبند

عجائب خانہ

موتی کی بناوٹ۔ جواہرات میں موتی نہایت خوبصورت چیز ہے۔ اُس کی دلکشی ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ سمندر کی تہ عجائب گھر ہے۔ اُس میں بڑے بڑے صدف بکھرے پڑے ہیں۔ یہ ایک کیڑا ہے جو سیپ میں رہتا ہے۔ اس کے ایک سرے پر کچھوے کا سا کھلا ہوا منہ ہوتا ہے۔ اُس میں سے ریشمی فیتہ کا سا گوشت جس کا رنگ سیاہی مائل زرد یا سیاہ ہوتا ہے۔ باہر نکل آتا ہے۔ اور سمندر کی ننھی ننھی مخلوق کو چپکی سے اپنی طرف کھینچتا اور کھاتا رہتا ہے۔ یہ اس کی غذا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس غذا کے ساتھ ساتھ ریت کا ذرّہ یا سیپ کا ریزہ یا سمندری گھاس کا کوئی ننھا سا تنکا کھنچا چلا آتا ہے۔ جو اس کے جوف میں جلن اور تکلیف پیدا کر دیتا ہے۔ کیڑا اگر اسے باہر نہ نکال سکے تو اس کی سیپیوں کے رگ و ریشے ایک چکنا اور لیسدار مادہ خارج کر کے اُس ذرّہ کے گرد لپیٹ دیتا ہے۔ یہ چونہ کا کشتہ ہوتا ہے اور پیاز کی طرح تہ پر تہ جمتی چلی جاتی ہے۔ سیپ کا اندرونی حصّہ یعنی پیٹ ایک صاف چمکدار لجلجی شے ہوتا ہے۔ جسے سیپ کا دامن کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے کیڑے کو آرام ملتا ہے۔ اور دکھ نہیں ہوتا۔ ذرّہ اندر داخل ہو کر اُس کے جسم کو تکلیف پہنچاتا ہے جس طرح انسان کے ناخن اُنگلیوں میں سے نکل کر بڑھتے رہتے ہیں اسی طرح اس دامن میں سے لیسدار مادّہ نکل کر سخت ہوتا جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ تہیں اُس ذرّہ کو موتی بنا دیتی ہیں۔ سیپ کے پیٹ میں یہ ذرّہ ڈھلکتا پھرتا رہتا ہے۔ اس کی وجہ سے موتیوں کی شکلوں میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ کوئی گول ہو جاتا ہے۔ کوئی بیضوی کوئی رخ کی صورت۔ اور کوئی گوندنی کی مانند بن جاتا ہے۔ روشنی کی شعاع اندر پڑتے رہنے کی وجہ سے اس میں رنگ برنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اصلی اور بناوٹی موتی کی پہچان یہ ہے کہ اگر دانت کے نیچے دبانے سے صاف ستھرا معلوم ہو تو بناوٹی ہے اور اگر کھردرا اور سخت معلوم ہو تو اصلی۔

موتیوں کی تلاش۔ موتی برآمد کرنا نفع بخش لیکن اکثر خطرناک اور دلشکن کام ہے۔ آج کل تو غوطہ خوری کے لباس پہن پہن کر لوگ سمندروں کی تہوں میں غوطے لگاتے ہیں۔ مگر دیسی لوگ صرف لنگوٹ باندھ کر سمندر کے اندر انھیں ٹٹولتے اور سیپیوں کو جمع کرتے رہتے ہیں۔ آسٹریلیا موتیوں کی کان ہے۔ دُنیا کے موتیوں کی تین چوتھائی پیداوار اسی علاقہ سے حاصل ہوتی ہے۔ آسٹریلیا کے شمالی سمندروں میں طوفان آیا کرتے ہیں۔ اُن کی تباہی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جب سے وہاں موتیوں کی تلاش کا کاروبار جاری ہوا ہے غوطہ خوروں کی ۲۳۰ بلکہ زیادہ کشتیاں تباہ ہو چکی ہیں اور ۱۲۹۰ آدمی ڈوب چکے ہیں۔ چند سال ہوئے ایک ہی طوفان میں ۷۵ کشتیوں کا بیڑا کا بیڑا اور ۳۰۷ آدمی غرق ہو گئے۔ غوطہ خوروں کی ایک بڑی تعداد اس کے علاوہ لقمۂ اجل ہوتی رہتی ہے۔ سمندر کے اندر کی خوفناک مخلوق اُن کے ٹکڑے اُڑا دیتی ہے۔ بڑی سے بڑی شارک مچھلیاں پہاڑ جیسے آدم خور کرکینٹے اور گرانڈیل اژدہے ایک ہی لقمہ میں آدمی کو ہڑپ کر جاتے ہیں۔ ان مصیبتوں میں یہ ہجوم

کام کرتا ہے اور سیپ جمع کرتا ہے۔ باہر ان کو ٹٹولا جاتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سینکڑوں سیپیوں میں سے کسی ایک میں بھی موتی نہیں نکلتا۔ بعض کو چند ہی سیپیوں میں موتی پر موتی مل جاتے ہیں کوئی گھر مایوس آتا ہے کوئی تھوڑی سی محنت سے مالا مال گھر آکر ساری عمر عیش کرتا ہے۔ اس میں سختیاں بھی ہیں اور خوشیاں بھی۔ مایوسیاں بھی اور کامیابی بھی۔

موتیوں کی دستیابی۔ آسٹریلیا کے شمال میں موتیوں کی دنیا میں سب سے بڑی جھیل ہے۔ کچھ عرصہ ہوا وہیں سے دنیا کا نہایت قیمتی موتی دستیاب ہوا جس کی قیمت سوا لاکھ روپیہ سے زیادہ ہے ۱۸۶۸ء سے برابر وہاں سے موتی حاصل کئے جا رہے ہیں سب سے پہلے کپتان بینز کو وہاں کا حال معلوم ہوا۔ اُسے خلیج طورس کے اندر جزیرہ جنگجو میں اُترنے کا اتفاق ہوا اُس کی آنکھیں یہ دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ مرد عورت اور بچے گلوں میں بڑے قیمتی قیمتی موتیوں کی مالائیں اور ہار ڈالے پھر رہے ہیں۔ کانوں میں جگمگ جگمگ کرتے ہوئے موتیوں کے بُندے لٹک رہے ہیں۔ باہوں اور ٹخنوں میں اُن کی لڑیاں بندھی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ سیپی کے کیڑے غذا کے طور پر پکڑتے تھے اور اُن میں سے موتی نکال دیتے تھے۔ بہت سے بچے چھوٹے چھوٹے موتی گولیوں کی طرح کھیل میں استعمال کرتے تھے۔ اُس نے یورپ میں جاکر حال سنایا تو وہاں سے لوگ ان جزیروں میں ٹوٹ پڑے اور تہذیب نے اِن سادہ لوح بندگانِ خدا پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ ایک صلیب نما موتی ملا۔ اُس میں نو موتی قدرتی طور پر جڑے ہوئے ہیں۔ خوردبینوں سے خوب دیکھا گیا۔ یہ جوڑ انسان کے ہاتھ کے نہ تھے۔ دستہ پر سات موتی ۱½ انچ کی لمبائی اور دو موتی ایک ایک طرف باہوں کے طور پر جڑے ہوئے ہیں۔ جسے یہ ملا اُس نے معمولی سمجھ کر ۱۲۵ میں بیچ دیا چند ماہ بعد اِس دوسرے نے ۲۵۰۰ روپیہ میں بیچ دیا اور اس نفع پر اسے بڑی خوشی ہوئی کہ لندن میں یہ جاکر تیرا ساٹھ ہزار روپیہ میں بکا۔ اب یہ پوپ کے پاس روم میں منتقل ہے۔ مہاراجہ بڑودہ کے پاس ایک کروڑ روپیہ کے موتی بتائے جاتے ہیں۔ ایک جُبّہ میں سینکڑوں آسٹریلوی جواہرات جڑے ہوئے ہیں۔ اس کی مالیت تقریباً ۳۴ لاکھ روپیہ ہے۔ ایک دیسی نے ایک انگریز کپتان بیک کو ایک پُرانے چاقو کے بدلے میں ۱۸۴۲ء میں ایک قیمتی موتی دیا۔ اسے اُس نے لندن میں سات ہزار روپیہ میں بیچ دیا۔

موتیوں کی ڈبیہ۔ امرتسر میں ایک حکیم صاحب رہتے ہیں جن کی عمر ۸۶ سال ہے اُن کے ۵۶ بیٹے بیٹیاں اور پوتے پوتیاں ہیں۔ سب سے بڑے کی عمر ۶۰ سال اور سب سے چھوٹے بیٹے کی ۲ سال ہے گیارہ بیویاں اُن کے ساتھ رہتی سہتی اصلی موت سے مر چکی ہیں بارہویں بیوی کی تلاش ہے۔ ایک حکمت کے رسالہ کے مالک اور اڈیٹر ہیں۔

۱۸ جنوری ۱۸۷۱ء کو جرمن مملکت کے قائم ہو جانے کا اعلان کیا گیا۔ اس سے پہلے چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں۔ اُس کے بعد سے برابر جرمن جنگجوئی کو ترقی ہوتی رہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں فاتح کی حیثیت اختیار کرنے کے لئے ۲ مرتبہ عالمگیر جنگیں ہوئیں۔

کورسیکا جزیرہ میں لڑکی پر فرض ہے کہ منگنی کے بعد وہ ہفتہ میں ۲ مرتبہ ۲ صاف ستھرے ریشمی رومال لڑکے کے گھر بھیجتی رہے۔ منگنی کے بعد پہلے ایسٹر کے پیر کے دن محلہ کے بچے آتے ہیں اور لڑکی کو باہر بُلا کر پانی ڈال ڈال کر تر ابور کر دیتے ہیں ہر ایک بچے کو پیسے انڈے وغیرہ ملتے ہیں۔ شادی کے بعد ماں باپ کے گھر لڑکی کا آنا بدشگونی اور بدقسمتی سمجھا جاتا ہے + کوریا میں شادی کے دو دن بعد

اُستانی لاثانی

موٹاپے کی شکایت۔ عورتوں کو ضرورت سے زیادہ
ٹے ہونے کی شکایت رہتی ہے۔ کسی زنانہ رسالہ کی
زم سوال کو دیکھ لیں ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ کوئی بہن
تبائیں کہ میں کس طرح اپنا زائد موٹاپا دُور کرسکتی ہوں۔
ہر ورزش کر چکی۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بات یہ ہے کہ موٹے
دہی ہوتے ہیں جن کے مزاج میں احتیاط و پروا نہیں
ہوتی۔ غفلت، تن آسانی، توکل ایسی صفات ہیں
ن کی وجہ سے پریوں کی سی چھب جسم کی موزونیت
اور زندگی کا لطف جاتا رہتا ہے۔

دُبلے ہونے کا خیال اور دواؤں کا استعمال
قلمندی میں داخل نہیں۔ دوائیں بہت بکتی ہیں۔
ضول گوشت چھٹ جانے کا اشتہار دیکھا اور اُسے
ورًا منگالیا گیا۔ مگر جو دوائیں خاص طور سے اُس کے
لئے مخصوص ہیں وہ یا تو ہاضمہ کو خراب کردیتی ہیں یا پھوں
والیسا نقصان پہنچا دیتی ہیں کہ کھایا پیا انگ نہیں لگتا۔
یفیت ہاضمہ کے خراب ہو جانے سے بھی بُری ہے۔
یک علاج ورزش بھی ہے سوال یہ ہے کہ کس قدر
رزش پسند کرنے والے لوگ موٹے ہوتے ہیں۔ اور کتنے
وٹے آدمی ورزش کرنے کی ہمت اور برداشت رکھتے
یں۔ اس کے علاوہ اس سے آدمی تھک بھی جاتا ہے۔
موک بڑھتی ہے پیچھے تھکن کی وجہ سے بے جان معلوم
ہونے لگتے ہیں۔ اور یہ بُری بات ہے۔ بیٹھنے اُٹھنے لیٹنے
پچلنے پھرنے کا درست طریقہ ایک عادت بن جاتا ہے۔
اور یہ چربی کا دشمن ثابت ہوتا ہے۔

موٹاپے کا علاج۔ نیویارک امریکہ میں ہوٹلوں
میں نو دن یا اٹھارہ دن کا سلسلۂ غذا جاری ہے۔
لوگ اِن میں بکثرت جاتے ہیں۔ نوکروں سے کچھ کہنے
سُننے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جو دن ہوتا ہے اُس کا
مقررہ کھانا وہ سامنے چُن دیتے ہیں۔ اس طریقہ
سے چونہ، فولاد، بھوسی وغیرہ کی کافی مقدار جسم
میں پہنچ جاتی ہے۔ اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ اپنا
کام انجام دے کر جسم کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ کوئی زائد چیز
جسم میں نہیں جاتی۔ ایک توازن قائم رہتا ہے۔

صحیح جسم حاصل کرنے کا گُر یہ ہے کہ جس قدر
رغبت ہو کھاؤ پیو۔ بازاری بنی ہوئی دوائیں ترک
کردو۔ جس قدر گوارا ہو اُس سے زیادہ ورزش
نہ کرو۔ دِل چاہے تو دیر تک یعنی کافی وقت سویا کرو۔
ہنسا کرو۔ مگر موٹے نہ ہو کیونکہ ہنسنے والے لوگ ہی موٹے
ہو جایا کرتے ہیں۔

یہ گُر بالکل معمولی معلوم ہوتا ہے مگر سوال یہ ہے
کہ کھائیں کیا۔ ہر چیز کھائی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ بہت
نفیس اور زیادہ پکا کے بے جان کی ہوئی نہ ہو۔ نرم
آنچ پر پکی ہوئی غذا کھانا شروع کرو۔ جب تک بھوک
نہ لگے کچھ نہ کھاؤ۔ گھڑی کی پابندی سے کھانا پینا ترک
کردو۔ خواہ تمہارے خانگی دستور العمل میں اس سے
کیسا ہی کیوں نہ خلل پڑے۔

اگر آپ جلد دُبلا ہونا چاہتے ہیں تو ناشتہ

کلام کرتا ہے اور سیپ جمع کرتا ہے۔ باہر ان کو ٹٹولا جاتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سینکڑوں سیپیوں میں سے کسی ایک میں بھی موتی نہیں نکلتا۔ بعض کو چند ہی سیپیوں میں موتی پر موتی مل جاتے ہیں کوئی گھر مایوس آتا ہے کوئی تھوڑی سی محنت سے مالا مال گھر آکر ساری عمر عیش کرتا ہے۔ اس میں سختیاں بھی ہیں اور خوشیاں بھی۔ مایوسیاں بھی اور کامیابی بھی۔

موتیوں کی دستیابی۔ آسٹریلیا کے شمال میں موتیوں کی دُنیا میں سب سے بڑی جھیل ہے۔ کچھ عرصہ ہوا وہیں سے دُنیا کا نہایت قیمتی موتی دستیاب ہوا جس کی قیمت سوا لاکھ روپیہ سے زیادہ ہے ۱۸۶۸ء سے برابر وہاں سے موتی حاصل کئے جا رہے ہیں۔ سب سے پہلے کپتان بینز کو وہاں کا حال معلوم ہوا۔ اُسے خلیج طورس کے اندر جزیرہ جنگجو میں اُترنے کا اتفاق ہوا اُس کی آنکھیں یہ دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ مرد عورت اور بچے گلوں میں بڑے قیمتی قیمتی موتیوں کی مالائیں اور ہار ڈالے پھر رہے ہیں۔ کانوں میں جگمگ جگمگ کرتے ہوئے موتیوں کے بُندے لٹک رہے ہیں۔ باہوں اور ٹخنوں میں اُن کی لڑیاں بندھی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ سیپی کے کیڑے غذا کے طور پر پکڑتے تھے اور اُن میں سے موتی نکل آتے تھے۔ بہت سے بچے چھوٹے چھوٹے موتی گولیوں کی طرح کھیل میں استعمال کرتے تھے۔ اُس نے یورپ میں جا کر حال سُنایا تو وہاں سے لوگ ان جزیروں میں ٹوٹ پڑے اور تہذیب نے اِن سادہ لوح بندگانِ خدا پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ ایک صلیب نما موتی ملا۔ اُس میں نو موتی قدرتی طور پر جڑے ہوئے ہیں۔ خوردبینوں سے خوب دیکھا گیا۔ یہ جوڑ انسان کے ہاتھ کے نہ تھے۔ دستہ پر سات موتی ۱½ انچ کی لمبائی اور دو موتی ایک ایک طرف باہوں کے طور پر جڑے ہوئے ہیں۔ جسے یہ ملا اُس نے معمولی سمجھ کر ۱۲۵ روپیہ میں بیچ دیا چند ماہ بعد اِس دوسرے نے ۲۵۰ روپیہ میں بیچ دیا اور اس نفع پر اُسے بڑی خوشی ہوئی۔ لندن میں یہ جا کر تین لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ میں بکا۔ اب یہ پوپ کے پاس روم میں منتقل ہے۔ مہاراجہ بڑودہ کے پاس ایک کروڑ روپیہ کے موتی بتائے جاتے ہیں۔ ایک جُبہ میں سینکڑوں اسٹر بلوی جواہرات جڑے ہوئے ہیں۔ اس کی مالیت تقریباً ۴۳ لاکھ روپیہ ہے۔ ایک دیسی نے ایک انگریز کپتان بیک کو ایک پُرانے چاقو کے بدلے میں ۱۸۲۲ء میں ایک قیمتی موتی دیا۔ اسے اُس نے لندن میں سات ہزار روپیہ میں بیچ دیا۔

موتیوں کی ڈبیہ۔ امرتسر میں ایک حکیم صاحب رہتے ہیں جن کی عمر ۸۶ سال ہے اُن کے ۵۶ بیٹے بیٹیاں اور پوتے پوتیاں ہیں۔ سب سے بڑے کی عمر ۶۰ سال اور سب سے چھوٹے بیٹے کی ۲ سال ہے گیارہ بیویاں اُن کے ساتھ رہتی سہتی اصل میں سے مر چکی ہیں بارہویں بیوی کی تلاش ہے۔ ایک حکمت کے رسالہ کے مالک اور اڈیٹر ہیں۔

۱۸ جنوری ۱۸۷۱ء کو جرمن مملکت کے قائم ہو جانے کا اعلان کیا گیا۔ اس سے پہلے چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں۔ اُس کے بعد سے برابر جرمن جنگجوئی کو ترقی ہوتی رہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دُنیا کا فاتح کی حیثیت اختیار کرنے کے لئے ۲ مرتبہ عالمگیر جنگیں ہوئیں۔

کورسیکا جزیرہ میں لڑکی پر فرض ہے کہ منگنی کے بعد وہ ہفتہ میں ۲ مرتبہ صاف ستھرے ریشمی رومال لڑکے کے گھر بھیجتی رہے منگنی کے بعد پہلے ایسٹر کے پیر کے دن محلہ کے بچے آتے ہیں اور لڑکی کو باہر بُلا کر پانی ڈال ڈال کر تر ابور کرتے ہیں ہر ایک بچے کو پیسے انڈے وغیرہ ملتے ہیں۔ شادی کے بعد ماں باپ کے گھر لڑکی کا آنا بدشگونی اور بدقسمتی سمجھا جاتا ہے۔ + کوریا میں شادی کے دو دن بعد

استانی لاثانی

پے کی شکایت۔ عورتوں کو ضرورت سے زیادہ
ہونے کی شکایت رہتی ہے۔ کسی زنانہ رسالہ کی
ال کو دیکھ لیں ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ کوئی بہن
کہ میں کس طرح اپنا زائد موٹا پا دُور کرسکتی ہوں۔
ش کر چکی۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بات یہ ہے کہ موٹے
ہوتے ہیں جن کے مزاج میں احتیاط و پروا نہیں
۔ غفلت، تن آسانی، توکّل ایسی صفات ہیں
ں وجہ سے پریوں کی سی چھب جسم کی موزونیت
ندگی کا لطف جاتا رہتا ہے۔

دُبلے ہونے کا خیال اور دواؤں کا استعمال
دی میں داخل نہیں۔ دوائیں بہت بکتی ہیں۔
ں گوشت چھٹ جانے کا اشتہار دیکھا اور اُسے
منگالیا گیا۔ مگر جو دوائیں خاص طور سے اُس کے
مخصوص ہیں وہ یا تو ہاضمہ کو خراب کر دیتی ہیں یا پھول
یا نقصان پہنچا دیتی ہیں کہ کھایا پیا انگ نہیں لگتا۔
بیت ہاضمہ کے خراب ہو جانے سے بھی بُری ہے۔
۔علاج ورزش بھی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کس قدر
ش پسند کرنے والے لوگ موٹے ہوتے ہیں۔ اور کتنے
ئے آدمی ورزش کرنے کی ہمت اور برداشت رکھتے
۔ اس کے علاوہ اس سے آدمی تھک بھی جاتا ہے۔
ل بڑھتی ہے پیچھے تھکن کی وجہ سے بے جان معلوم
نے لگتے ہیں۔ اور یہ بُری بات ہے۔ بیٹھنے اُٹھنے لیٹنے

چلنے پھرنے کا درست طریقہ ایک عادت بن جاتا ہے۔
اور یہ چربی کا دشمن ثابت ہوتا ہے۔

موٹاپے کا علاج نیویارک امریکہ میں ہوٹلوں
میں نو دن یا اٹھارہ دن کا سلسلۂ غذا جاری ہے۔
لوگ ان میں بکثرت جاتے ہیں۔ نوکروں سے کچھ کہنے
سُننے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جو دن ہوتا ہے اُس کا
مقررہ کھانا وہ سامنے چُن دیتے ہیں۔ اس طریقہ
سے چونہ، فولاد، بھوسی وغیرہ کی کافی مقدار جسم
میں پہنچ جاتی ہے۔ اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ اپنا
کام انجام دے کر جسم کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ کوئی زائد چیز
جسم میں نہیں جاتی۔ ایک توازن قائم رہتا ہے۔

صحیح جسم حاصل کرنے کا گُر یہ ہے کہ جس قدر
رغبت ہو کھاؤ پیو۔ بازاری بنی ہوئی دوائیں ترک
کردو۔ جس قدر گوارا ہو اُس سے زیادہ ورزش
نہ کرو۔ دل چاہے تو دیر تک یعنی کافی وقت سویا کرو۔
ہنسا کرو۔ مگر موٹے نہ ہو کیونکہ ہنسنے والے لوگ ہی موٹے
ہو جایا کرتے ہیں۔

یہ گُر بالکل معمولی معلوم ہوتا ہے مگر سوال یہ ہے
کہ کھائیں کیا۔ ہر چیز کھائی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ بہت
نفیس اور زیادہ پکا کے بے جان کی ہوئی نہ ہو۔ نرم
آنچ پر پکی ہوئی غذا کھانا شروع کرو۔ جب تک بھوک
نہ لگے کچھ نہ کھاؤ۔ گھڑی کی پابندی سے کھانا پینا ترک
کردو۔ خواہ تمہارے خانگی دستور العمل میں اس سے
کیسا ہی کیوں نہ خلل پڑے۔

اگر آپ جلد دُبلا ہونا چاہتے ہیں تو ناشتہ

کام کرتا ہے اور سیپ جمع کرتا ہے۔ باہر ان کو ٹٹولا جاتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سینکڑوں سیپیوں میں سے کسی ایک میں بھی موتی نہیں نکلتا۔ بعض کو چند ہی سیپیوں میں موتی پر موتی مل جاتے ہیں کوئی گھر مایوس آتا ہے کوئی تھوڑی سی محنت سے مالا مال گھر آکر ساری عمر عیش کرتا ہے۔ اس میں سختیاں بھی ہیں اور خوشیاں بھی۔ مایوسیاں بھی اور کامیابی بھی۔

موتیوں کی دستیابی۔ آسٹریلیا کے شمال میں موتیوں کی دنیا میں سب سے بڑی جھیل ہے۔ کچھ عرصہ ہوا وہیں سے دنیا کا نہایت قیمتی موتی دستیاب ہوا جس کی قیمت سوا لاکھ روپیہ سے زیادہ ہے۔ سنہ ۱۸۶۸ء سے برابر وہاں سے موتی حاصل کئے جا رہے ہیں۔ سب سے پہلے کپتان بینز کو وہاں کا حال معلوم ہوا۔ اُسے خلیج طورس کے اندر جزیرہ جنگجو میں اُترنے کا اتفاق ہوا اُس کی آنکھیں یہ دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ مرد عورت اور بچے گلوں میں بڑے قیمتی قیمتی موتیوں کی مالائیں اور ہار ڈالے پھر رہے ہیں۔ کانوں میں جگمگ جگمگ کرتے ہوئے موتیوں کے بُندے لٹک رہے ہیں۔ باہوں اور ٹخنوں میں اُن کی لڑیاں بندھی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ سیپی کے کیڑے غذا کے طور پر پکڑتے تھے اور اُن میں سے موتی نکل آتے تھے۔ بہت سے بچے چھوٹے چھوٹے موتی گولیوں کی طرح کھیل میں استعمال کرتے تھے۔ اُس نے یورپ میں جا کر حال سنایا تو وہاں سے لوگ ان جزیروں میں ٹوٹ پڑے اور تہذیب نے اِن سادہ لوح بندگانِ خدا پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ ایک صلیب نما موتی ملا۔ اُس میں نو موتی قدرتی طور پر جڑے ہوئے ہیں۔ خوردبینوں سے خوب دیکھا گیا۔ یہ جوڑ انسان کے ہاتھ کے نہ تھے۔ دستہ پر سات موتی ا½ انچہ کی لمبائی اور دو موتی ایک ایک طرف بازوؤں کے طور پر جڑے ہوئے ہیں۔ جسے یہ ملا اُس نے معمولی سمجھ کر ۲۵ میں بیچ دیا چند ماہ بعد اس دوسرے نے ۲۵۰ روپیہ میں بیچ اور اس نفع پر اُسے بڑی خوشی ہوئی۔ لندن میں یہ جا کر ساٹھ ہزار روپیہ میں بکا۔ اب یہ پوپ کے پاس روما میں ہے۔ مہاراجہ بڑودہ کے پاس ایک کروڑ روپیہ کے موتی بتائے جاتے ہیں۔ ایک جُبّہ میں سینکڑوں اسٹریلوی جواہرات جڑے ہوئے ہیں۔ اس کی مالیت تقریباً ۳۴ لاکھ روپیہ ہے۔ ایک دیسی نے ایک انگریز کپتان بیک کو ایک پرانے چاقو کے بدلے سنہ ۱۸۷۲ء میں ایک قیمتی موتی دیا۔ اسے اُس نے لندن میں سات ہزار روپیہ میں بیچ دیا۔

موتیوں کی ڈبیہ۔ امرت سر میں ایک حکیم صاحب رہتے ہیں جن کی عمر ۸۶ سال ہے اُن کے ۵۶ بیٹے بیٹیاں اور پوتے پوتیاں ہیں۔ سب سے بڑے کی عمر ۶۰ سال اور سب سے چھوٹے بیٹے کی ۳ سال گیارہ بیویاں اُن کے ساتھ رہتی رہتی اصلی موت سے مر چکی ہیں۔ بارھویں بیوی کی تلاش ہے۔ ایک حکمت کے رسالہ کے مالک اور اڈیٹر ہیں

۱۸ جنوری سنہ ۱۸۷۱ء کو جرمن مملکت کے قائم ہو جانے کا اعلان کیا گیا۔ اس سے پہلے چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں۔ اُس کے بعد سے برابر جرمن جنگجوئی کو ترقی ہوتی رہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کا فاتح کی حیثیت اختیار کرنے کے لئے ۲ مرتبہ عالمگیر جنگیں ہوئیں۔

کورسیکا جزیرہ میں لڑکی پر فرض ہے کہ منگنی کے بعد وہ ہفتہ میں ۲ مرتبہ صاف ستھرے ریشمی رومال لڑکے کے گھر بھیجتی رہے۔ منگنی کے بعد پہلے ایسٹر کے پیر کے دن محلّہ کے بچے آتے ہیں اور لڑکی کو باہر بلا کر پانی ڈال ڈال کر تر ابور کر دیتے ہیں ہر ایک بچے کو پیسے انڈے وغیرہ ملتے ہیں۔ شادی کے بعد ماں باپ کے گھر لڑکی کا آنا بدشگونی اور بدقسمتی سمجھا جاتا ہے + کوریا میں شادی کے دو دن بعد

اُستانی لاثانی

...اپے کی شکایت۔ عورتوں کو ضرورت سے زیادہ
...ہونے کی شکایت رہتی ہے۔ کسی زنانہ رسالہ کی
...ال کو دیکھیں ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ کوئی بہن
...کہ میں کس طرح اپنا زائد موٹاپا دور کر سکتی ہوں۔
...ش کر چکی۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بات یہ ہے کہ موٹے
...ہوتے ہیں جن کے مزاج میں احتیاط و پروا نہیں
...غفلت، تن آسانی، توکل ایسی صفات ہیں
...وجہ سے پریوں کی سی چھب جسم کی موزونیت
...مرگی کا لطف جاتا رہتا ہے۔

ڈبلے ہونے کا خیال اور دواؤں کا استعمال
...ری میں داخل نہیں۔ دوائیں بہت بکتی ہیں۔
...گوشت چھٹ جانے کا اشتہار دیکھا اور اُسے
...نگا لیا گیا۔ مگر جو دوائیں خاص طور سے اُس کے
...صوص ہیں وہ یا تو ہاضمہ کو خراب کر دیتی ہیں یا پٹھوں
...نقصان پہنچا دیتی ہیں کہ کھایا پیا انگ نہیں لگتا۔
...ت ہاضمہ کے خراب ہو جانے سے بھی بُری ہے۔
...علاج ورزش بھی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کس قدر
...پسند کرنے والے لوگ موٹے ہوتے ہیں۔ اور کتنی
...، آدمی ورزش کرنے کی ہمت اور برداشت رکھتے
...اس کے علاوہ اس سے آدمی تھک بھی جاتا ہے۔
...بڑھتی ہے پیٹھے تھکن کی وجہ سے بے جان معلوم
...لگتے ہیں۔ اور یہ بُری بات ہے۔ بیٹھنے اُٹھنے لیٹنے

پہ چلنے پھرنے کا درست طریقہ ایک عادت بن جاتا ہے۔
اور یہ چربی کا دشمن ثابت ہوتا ہے۔

موٹاپے کا علاج۔ نیویارک۔ امریکہ میں ہوٹلوں
میں نو دن یا اٹھارہ دن کا سلسلۂ غذا جاری ہے۔
لوگ ان میں بکثرت جاتے ہیں۔ نوکروں سے کچھ کہنے
سُننے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جو دن ہوتا ہے اُس کا
مقررہ کھانا وہ سامنے چُن دیتے ہیں۔ اس طریقہ
سے چونہ، فولاد، بھوسی وغیرہ کی کافی مقدار جسم
میں پہنچ جاتی ہے۔ اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ اپنا
کام انجام دے کر جسم کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ کوئی زائد چیز
جسم میں نہیں جاتی۔ ایک توازن قائم رہتا ہے۔

صحیح جسم حاصل کرنے کا گُر یہ ہے کہ جس قدر
رغبت ہو کھاؤ پیو۔ بازاری بنی ہوئی دوائیں ترک
کر دو۔ جس قدر گوارا ہو اُس سے زیادہ ورزش
نہ کرو۔ دل چاہے تو دیر تک یعنی کافی وقت سویا کرو۔
ہنسا کرو۔ مگر موٹے نہ ہو کیونکہ ہنسنے والے لوگ ہی موٹے
ہو جایا کرتے ہیں۔

یہ گُر بالکل معمولی معلوم ہوتا ہے مگر سوال یہ ہے
کہ کھائیں کیا۔ ہر چیز کھائی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ بہت
نفیس اور زیادہ پکا کے بے جان کی ہوئی نہ ہو۔ نرم
آنچ پہ پکی ہوئی غذا کھانا شروع کرو۔ جب تک بھوک
نہ لگے کچھ نہ کھاؤ۔ گھڑی کی پابندی سے کھانا پینا ترک
کر دو۔ خواہ تمہارے خانگی دستور العمل میں اس سے
کیسا ہی کیوں نہ خلل پڑے۔

اگر آپ جلد ڈبلا ہونا چاہتے ہیں تو ناشتہ

کام کرتا ہے اور سیپ جمع کرتا ہے۔ باہر ان کو ٹٹولا جاتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سینکڑوں سیپیوں میں سے کسی ایک میں بھی موتی نہیں نکلتا۔ بعض کو چند ہی سیپیوں میں موتی پر موتی مل جاتے ہیں کوئی گھر مایوس آتا ہے کوئی تھوڑی سی محنت سے مالا مال گھر آکر ساری عمر عیش کرتا ہے۔ اس میں سختیاں بھی ہیں اور خوشیاں بھی۔ مایوسیاں بھی اور کامیابی بھی۔

موتیوں کی دستیابی ۔ آسٹریلیا کے شمال میں موتیوں کی دنیا میں سب سے بڑی جھیل ہے۔ کچھ عرصہ ہوا وہیں سے دنیا کا نہایت قیمتی موتی دستیاب ہوا جس کی قیمت سوا لاکھ روپیہ سے زیادہ ہے۔ ۱۸۶۸ء سے برابر وہاں سے موتی حاصل کئے جا رہے ہیں۔ سب سے پہلے کپتان بینز کو وہاں کا حال معلوم ہوا۔ اسے خلیج طورس کے اندر جزیرہ جنگجو میں اترنے کا اتفاق ہوا اس کی آنکھیں یہ دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ مرد عورت اور بچے گلوں میں بڑے قیمتی موتیوں کی مالائیں اور ہار ڈالے پھر رہے ہیں۔ کانوں میں جگمگ جگمگ کرتے ہوئے موتیوں کے بندے لٹک رہے ہیں۔ باہوں اور ٹخنوں میں ان کی لڑیاں بندھی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ سیپی کے کیڑے غذا کے طور پر پکڑتے تھے اور ان میں سے موتی نکل آتے تھے۔ بہت سے بچے چھوٹے چھوٹے موتی گولیوں کی طرح کھیل میں استعمال کرتے تھے۔ اس نے یورپ میں جاکر حال سنایا تو وہاں سے لوگ ان جزیروں میں ٹوٹ پڑے اور تہذیب نے ان سادہ لوح بندگان خدا پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ ایک صلیب نما موتی ملا۔ اس میں نو موتی قدرتی طور پر جڑے ہوئے ہیں۔ خورد بینوں سے خوب دیکھا گیا۔ یہ جوڑ انسان کے ہاتھ کے نہ تھے۔ دستہ پر سات موتی ۱½ انچ کی لمبائی اور دو موتی ایک ایک طرف باہوں کے طور پر جڑے ہوئے ہیں۔ جسے یہ ملا اس نے معمو... میں بیچ دیا چند ماہ بعد اس دوکاندار نے ۲۵... اور اس نفع پر اسے بڑی خوشی ہوئی۔ لندن... ساٹھ ہزار روپیہ میں بکا۔ اب یہ پوپ کے پاس... مہاراجہ بڑودہ کے پاس ایک کروڑ روپیہ کے... ہیں۔ ایک جبہ میں سینکڑوں اسٹریلوی جواہرا... ہیں۔ اس کی مالیت تقریباً ۳۴ لاکھ روپیہ... دیسی نے ایک انگریز کپتان بیک کو ایک بڑا... میں ۱۸۷۲ء میں ایک قیمتی موتی دیا۔ اسے ا... میں سات ہزار روپیہ میں بیچ دیا۔

موتیوں کی ڈبیہ ۔ امرت سر میں ا... جن کی عمر ۸۶ سال ہے ان کے ۶۵ بیٹے بیٹیاں ا... ہیں۔ سب سے بڑے کی عمر ۶۰ سال اور سب سے چھو... گیارہ بیویاں ان کے ساتھ رہتی ہیں اصلی مقصد سے بیوی کی تلاش ہے۔ ایک حکمت کے رسالہ کے مالک...

۱۸ جنوری ۱۸۷۱ء کو جرمن مملکت کے قائم ہو... گیا۔ اس سے پہلے چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں۔ ا... برابر جرمن جنگجوئی کو ترقی ہوتی رہی۔ جس کا ن... فاتح کی حیثیت اختیار کرنے کے لئے ۲ مرتبہ عالمگیر جنگ...

کوریا جزیرہ میں لڑکی پر فرض ہے کہ منگنی میں ۲ مرتبہ صاف ستھرے ریشمی رومال لڑکے کے گ... منگنی کے بعد پہلے اسی لڑکے کے پیر کے دن محلے کے بچے ا... باہر بلا کر پانی ڈال ڈال کر تر بتر کر دیتے ہیں پھر ایک... انڈے وغیرہ ملتے ہیں۔ شادی کے بعد ماں باپ کے گ... بدشگونی اور بدقسمتی سمجھا جاتا ہے۔ کوریا میں شاد...

اُستانی لاثانی

موٹاپے کی شکایت۔ عورتوں کو ضرورت سے زیادہ موٹے ہونے کی شکایت رہتی ہے۔ کسی زنانہ رسالہ کی بزمِ سوال کو دیکھ لیں ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ کوئی بہن بتائیں کہ میں کس طرح اپنا زائد موٹاپا دُور کرسکتی ہوں۔ ہر ورزش کر چکی۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بات یہ ہے کہ موٹے وہی ہوتے ہیں جن کے مزاج میں احتیاط و پروا نہیں ہوتی۔ غفلت، تن آسانی، توکل ایسی صفات ہیں جن کی وجہ سے پریوں کی سی چھب، جسم کی موزونیت اور زندگی کا لطف جاتا رہتا ہے۔

دُبلے ہونے کا خیال اور دواؤں کا استعمال عقلمندی میں داخل نہیں۔ دوائیں بہت بکتی ہیں۔ فضول گوشت چھٹ جانے کا اشتہار دیکھا اور اُسے فوراً منگا لیا گیا۔ مگر جو دوائیں خاص طور سے اُس کے لئے مخصوص ہیں وہ یا تو ہاضمہ کو خراب کردیتی ہیں یا پھیپھڑوں کو ایسا نقصان پہنچا دیتی ہیں کہ کھایا پیا انگ نہیں لگتا۔ یہ کیفیت ہاضمہ کے خراب ہوجانے سے بھی بُری ہے۔ ایک علاج ورزش بھی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کس قدر ورزش پسند کرنے والے لوگ موٹے ہوتے ہیں۔ اور کتنے موٹے آدمی ورزش کرنے کی ہمت اور برداشت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس سے آدمی تھک بھی جاتا ہے۔ بھوک بڑھتی ہے پیچھے تھکن کی وجہ سے بے جان معلوم ہونے لگتے ہیں۔ اور یہ بُری بات ہے۔ بیٹھنے اُٹھنے لیٹنے چلنے پھرنے کا درست طریقہ ایک عادت بن جاتا ہے۔ اور یہ چربی کا دُشمن ثابت ہوتا ہے۔

موٹاپے کا علاج۔ نیویارک امریکہ میں ہوٹلوں میں نو دن یا اٹھارہ دن کا سلسلۂ غذا جاری ہے۔ لوگ ان میں بکثرت جاتے ہیں۔ نوکروں سے کچھ کہنے سُننے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جو دن ہوتا ہے اُس کا مقررہ کھانا وہ سامنے چُن دیتے ہیں۔ اس طریقہ سے چونہ، فولاد، بھوسی وغیرہ کی کافی مقدار جسم میں پہنچ جاتی ہے۔ اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ اپنا کام انجام دے کر جسم کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ کوئی زائد چیز جسم میں نہیں جاتی۔ ایک توازن قائم رہتا ہے۔

صحیح جسم حاصل کرنے کا گُر یہ ہے کہ جس قدر رغبت ہو کھاؤ پیو۔ بازاری بنی ہوئی دوائیں ترک کردو۔ جس قدر گوارا ہو اُس سے زیادہ ورزش نہ کرو۔ دل چاہے تو دیر تک یعنی کافی وقت سویا کرو۔ ہنسا کرو۔ مگر موٹے نہ ہو کیونکہ ہنسنے والے لوگ ہی موٹے ہوجایا کرتے ہیں۔

یہ گُر بالکل معمولی معلوم ہوتا ہے مگر سوال یہ ہے کہ کھائیں کیا۔ ہر چیز کھائی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ بہت نفیس اور زیادہ پکا کے بے جان کی ہوئی نہ ہو۔ نرم آنچ پر پکی ہوئی غذا کھانا شروع کرو۔ جب تک بھوک نہ لگے کچھ نہ کھاؤ۔ گھڑی کی پابندی سے کھانا پینا ترک کردو۔ خواہ تمہارے خانگی دستورالعمل میں اس سے کیسا ہی کیوں نہ خلل پڑے۔

اگر آپ جلد دُبلا ہونا چاہتے ہیں تو ناشتہ

بالکل ترک کر دیں۔ آپ پریشان ہوں گی کہ یہ کیسی بھدّی تجویز ہے کیونکہ ناشتہ میں تو جو جی چاہتا ہے اناپ شناپ کھالینا ضروری بات ہے۔ مگر یاد رکھیں صبح کے وقت بہت ہی کم لوگوں کو بھوک لگا کرتی ہے کسی تازہ میوے یا سنگترہ کے عرق کا گلاس بہترین اولین چیز ثابت ہو گا۔ جس غذا میں وزن تو ہو مگر چربی نہ ہو جلد جی بھر دیتی ہے۔ اس سے دل و دماغ صاف اور ہاضمہ درست رہتا ہے۔ اس کی ذیل میں سبزیاں میوے وغیرہ آتے ہیں۔ مندرجہ ذیل نقشہ رغذائی طاقت اور جان پیدا کرتا ہے۔ اور جو چربی اور موٹاپا کسی میں موجود ہو اس سے دست بگریباں ہو جاتا ہے۔

ناشتہ - میوہ۔ یا میوہ کا عرق جسقدر دل پسند کرے۔ چھاچھ میں میٹھا نہ ملایا جائے۔ بعد دوپہر سبزیوں کا صاف شوربہ یا بھاپ سے پکائی ہوئی گاجریں۔ جڑوں کی ترکاریاں یعنی چقندر شلجم وغیرہ جو پسند ہوں۔ پالک یا بتھوا جیسے ہلکا ہلکا پکایا جائے۔ کھولتے ہوئے پانی میں توڑ کے تلا ہوا انڈا۔ چھاچھ کا گلاس۔ تازہ میوہ۔

رات کے کھانے میں ٹماٹر کا صاف شوربہ۔ پتلا گوشت کچے ٹماٹر پیاز وغیرہ جن میں سنگترہ کا ذرا عرق ملا کے چٹنی کے طور پر استعمال کیا جائے۔ میوے۔ کھانے کی مختلف اشیاء کا درست جوڑ رکھنا چاہیئے۔ پھر ان سے نقصان نہیں ہوتا۔ بے جوڑ غذائیں تکلیف دیا کرتی ہیں۔

محمد ظفر

پہیلیاں

(۱) کٹورے پر کٹورا۔ بیٹا باپ سے گو[illegible]

(۲) وہی بنئے کے پاس وہی بزاز [illegible]
پاس۔

بلقیس بیگم بنت انوار الحق[illegible]
کیرانوی

---

(۳) رستے رستے دو جوگی جائیں
دو سو پھول بکھراتے جائیں

(۴) تنی سرکار گئی تنی دربار گئی پھر نئی کی نئ[illegible]

(۵) چار گھڑے رس کے بھرے
چور تکے پر لے نہ سکے

(۶) چار کھڑے چار پڑے۔
ایک ایک کے منہ میں دو دو پڑے۔

(۷) چار کھڑے دو پڑے ایک بیٹھا۔

بی بی خدیجہ سلطان[illegible]
تھانہ سندھیان ضلع سیتاپور

جوابات

(۱)	ناریل	(۲)	قند
(۳)	گنّا	(۴)	مکھی
(۵)	بھینس کے تھن	(۶)	چارپائی
(۷)	کرسی۔		

رسالہ بنات دہلی

اٹھارہواں سال ۱۸ | فہرست مضامین ماہ مارچ سنہ ۱۹۴۵ء | جلد ۳۵ نمبر ۶

خریداری نمبر

جن بہنوں اور بھائیوں کے خریداری نمبر درج ذیل ہیں مارچ کے پرچہ کے ساتھ اُن کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے۔ اس لئے وہ اگلے سال کا چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے بذریعہ منی آرڈر خریداری نمبر لکھ کر روانہ کردیں۔ رسالہ جاری رکھنا منظور نہ ہو تو فوراً انکاری اطلاع دیدیں ورنہ اپریل کا رسالہ ایک روپیہ بارہ آنے (۱۲/۱) کا وی پی حاضر خدمت ہوگا۔

---

۱۳۱ - ۱۶۷ - ۱۸۸ - ۲۱۷ - ۳۲۲ - ۳۲۴ -
۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۳۰ - ۴۳۷ - ۵۶۱ - ۸۷۱ -
۱۸۰۴ - ۱۸۱۶ - ۱۸۴۱ - ۲۲۱۸ - ۲۷۸۸ - ۲۸۱۴ -
۲۸۱۹ - ۲۸۲۲ - ۳۱۸۹ - ۳۲۱۴ - ۳۲۱۷ -
۳۲۳۲ - ۳۲۹۱ - ۳۶۴۸ - ۳۶۵۳ - ۳۶۴۱ - ۳۶۴۳ - ۳
۳۷۴۹ - ۴۰۷۹ - ۴۰۸۹ - ۴۰۹۰ - ۴۲۷۷ - ۴۲۷۸ - ۴
۴۲۷۹ - ۴۲۸۰ - ۴۲۸۱ - ۴۳۹۷ - ۴۴۰۱ - ۴۴۰۷ - ۴
۴۴۱۰ - ۴۴۱۸ - ۴۴۲۳ - ۴۴۲۵ - ۴۴۳۹ - ۴۶۷۱ -
۴۶۷۸ - ۴۶۷۹ - ۴۶۸۰ - ۴۶۸۱ - ۴۶۹۳ - ۴۶۹۴ - ۴۶۹۶ -
۴۶۹۹ - ۴۷۰۰ - ۴۷۰۱ - ۴۷۰۲ - ۴۷۰۳ - (۹۶۱) -
۴۷۰۴ -

مینجر

باہتمام رازق الخیری پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپ کر دفتر رسالہ عصمت کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوا

کوارپتہ

(از حضرت علامہ راشد الخیری رحمۃ اللہ علیہ)

مسرت اور راحت کی زندگی، آزادی اور بے فکری کی زندگی "کوار پتہ" ہے جو بدقسمتی سے بہت جلد ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی بہن ایسی نہ ہوگی جو اپنی گذشتہ زندگی کو حسرت سے نہ یاد کرتی ہوں۔ بچپن تو کھیل کود غفلت میں گذرتا ہی ہے۔ مگر ہوشیار ہو کر بھی کسی بات کا خیال نہیں ہوتا۔ کوئی کتنا ہی بکے۔ یا دن بھر کام کاج کیا کریں، ذرا ماتھے پر شکن نہیں آتی۔ کوئی بات ہنسنے کے قابل نہ ہو۔ اُس پر بھی ہنسی آتی ہے۔

والدین کسی فکر میں ہوں۔ پریشان رہیں اپنی طبیعت بالکل متاثر نہیں۔ کیسی لاپرواہی کا زمانہ رہتا ہے۔ بڑی خوش قسمتی کی بات تھی اگر انقلاب نہ ہوتا۔ اپنے ماں باپ بھائی بہن کی خدمت میں عمر گذارتی۔ بے فکری سے دن رات کٹتے رہتے ہیں کہ یکایک یہ سنتے ہیں۔ "فلاں جگہ رشتہ طے ہو گیا۔ اب اتنے دن بعد شادی ہوگی"! ساری خوشیاں مایوسی سے بدل جاتی ہیں۔ یہ پہلی منزل ہے کہ بے فکری میں ایک فکر پیدا ہو جاتا ہے۔ گو وہی دل و دماغ، وہی لوگ وہی مکان رہتا ہے۔ مگر طبیعت پہلے کی طرح بشاش نہیں رہتی۔ ذرا ذرا سی بات پر آنکھ سے آنسو نکل آتے ہیں۔ جُوں جُوں دن گذرتے ہیں اور ایک مہینہ ختم ہوتا ہے دوسرا آتا ہے دل اور بھی پژمردہ ہوتا جاتا ہے۔ کسی طرف دیکھ کر خوشی نہیں ہوتی۔ ہر وقت یہی خیال رہتا ہے کہ اب سب عزیزوں، سہیلیوں سے جُدا ہو جائیں گے۔ ایک ایک کو دیکھنے کے لئے ترسیں گے کس طرح اجنبی لوگوں کے ساتھ رہیں گے۔ کیونکر آئندہ زندگی بسر ہوگی۔

بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ موت سر پر ہے۔ اِس دُنیا سے اب دوسری دُنیا میں جا رہی ہیں۔ جیسے جیسے دن قریب ہوتا ہی ہاتھ پیروں کا دم نکلا جاتا ہے۔ کیا سخت امتحان کا وقت ہے اللہ کامیاب کرے۔

عصمت سنہ ۱۹۲۴ء

اچھی عورت

دیکھئے یہ بھی اِک عورت ہے — ہے یہ عورت مگر پڑھی لکھی

ہے بدن اور لباس صاف اِس کا — نت یہ رہتی ہے صاف اور ستھری

پاک صورت ہے پاک سیرت ہے — ہے حیا اور شرم کی پُتلی

اپنا اچھا بُرا سمجھتی ہے — جان سکتی ہے یہ بدی نیکی

اِس کے دَم سے بنا بہشت مکان — اِس کے دَم سے ہے آبرو گھر کی

خانہ داری میں اِس کو ہے ملکہ — ہے سلیقہ میں اپنے لاثانی

جتنا سامان گھر میں ہوتا ہے — یہ قرینے سے سب کو ہے رکھتی

جانتی ہے حساب بھی کرنا — ہے کفایت پہ بھی نظر اِس کی

اِس کے بچے بھی صاف رہتے ہیں — خوب ہے اُن کی تربیت کرتی

گھر تو گھر، ہے پڑوس اِس سے خوش — یہ کسی سے کبھی نہیں لڑتی

گھر کے ہوتے ہیں جس قدر بھی کام — رہتی ہے رات دِن یہ اُن میں لگی

یہ جہاں بھی ہے اِس کی برکت سے،
اِس کی ہستی خدا کی رحمت ہے

محمد شفیع الدین نیّر جامعہ نگر دہلی

اپریل فول

نانی اماں! یہ دیکھئے آپ کے نام ایک لفافہ آیا ہے" اختر نے کمرے سے آتے ہوئے کہا۔ "موئی بیوی میرے نام کون خط بھیجے گا۔ لئے کس کا ہے ذرا پڑھو تو؟" نانی اماں حیرت سے بولیں "سنئے نانی اماں یہ انہیں نواب صاحب کی اہلیہ محترمہ کا خط ہے۔ جن کی صاحبزادی سے اور ہماری نازنین سے بہنا پا ہے۔" اختر لفافہ پڑھ کر بولا۔ نازنین خوش ہو کر بولی۔ "شہناز نے ہمیں بلوایا ہوگا۔ اب تو ضرور جائیں گے۔ کئی مرتبہ وہ دعوت دے چکی ہے مگر نانی اماں نے اکیلے کی وجہ سے جانے نہ دیا اور آج تو خود نانی اماں ہی مدعو ہیں۔" مہ جبین ہنس کر بولی۔ "باجی بچاری شہناز کس قدر اچھی ہیں صرف ہماری خاطر اُن کو سب کی دعوت کرنی پڑی۔" نانی اماں نے کہا۔ "لئے نازنین بیٹیا! یہ وہ نواب صاحب تو نہیں، جن کی لڑکی سے ہمارے اختر کی نسبت ٹھیرائی جارہی ہے؟" نازنین بولی۔ "جی ہاں نانی اماں وہی نواب صاحب ہیں۔ آپ کہہ بھی رہی تھیں کہ میں لڑکی کو دیکھے بغیر شادی نہیں کروں گی۔ لیجئے آپ خوب اچھی طرح سے پسند کر لیجئے۔" اختر مسکرا کر بولا "یہی وجہ ہے کہ جو آج پانچ بجے چائے کی دعوت دی گئی ہے۔" نازنین ہنس کر بولی۔ "اللہ! اختر بھیا آپ شرماتے نہیں۔ بڑی شان سے اپنی ہونے والی سسرال کا نام لے رہے ہیں"۔ نانی اماں بولیں "لو اور سنو آج کل لڑکیاں تو شادی کے بارہ میں شرماتی نہیں اور خدا رکھے اختر کو وہ مرد ذات ہے۔ وہ کیوں شرمانے لگا"۔ اختر نے ہنس کر کہا۔ "تو نازنین یہ لفافہ تو اپنے پاس رکھ لو یہ اُن ہی کا ہے یعنی تمہاری ہونے والی بھابی کا"۔ نازنین نے قہقہہ مار کر کہا۔ "اہا ہا ابھی سے بھابی بھی بن گئیں"؟

اس گفتگو کے بعد اختر دیوان خانے میں چلے جاتے ہیں اور تمام گھر دعوت میں جانے کی تیاری میں مصروف ہو جاتا ہے ——— !

کوئی دو ہی بجے سے نانی اماں اور دادی اماں عمدہ اطلس کا پائجامہ اور بھڑک دار قمیص، رنگین پھولدار دوپٹے پہن اوڑھ کر بیٹھ گئیں۔ نازنین و مہ جبین نے بھی زری بوٹی کی شلواریں پہن رکھی ہیں۔ غرض کہ بجائے (۵) بجے کے دو بجے سے سب تیار ہو گئے ——— نانی اماں نازنین کو دیکھ کر بولیں۔ "بیٹیا نازنین! پہلے پہل بھائی کی سسرال جارہی ہو اور ایسی ہلکی پوشاک میں؟ کوئی دوسرا عمدہ کمخواب کا پائجامہ پہن لیا ہوتا" دادی اماں نے کہا۔ "میرا کوئی بھاری سا جوڑا لے کر پہن لو اے بٹیا آج ہی دن تو بن سنور کر دولھا کی بہنیں جاتی ہیں۔ جاؤ نرگس سے کہو وہ نکال دے گی"۔ نازنین ہنس کر

ولی۔ " دادی اماں! آپ لوگ تو ایسی باتیں کرتے
ہیں گویا شادی ہو رہی ہے۔ اُنہوں نے یوں ہی
بلوایا ہے۔ اور میرے کپڑے تو اچھے ہیں بہت بھاری
پہنوں گی تو شہناز مجھے ستائے گی۔" مہ جبین نے
گھڑی دیکھ کر کہا۔ "ارے ابھی تو ڈھائی بجے ہیں
نانی اماں کو تو اس قدر جلدی رہتی ہے۔ کیا چلچلاتی
دھوپ میں شادی ٹھیرانے چلے جائیں گے؟"
دادی اماں۔ "ہاں سچ تو ہے ابھی بہت سویرا ہے
لیکن کام بھی تو بہت ہے۔ اے سمدھیانے جا رہے
ہیں اور خالی ہاتھ سے۔ یہ تو بہت بُری بات ہوگی۔
ایک دس روپیہ کی مٹھائی اور کچھ پھولوں کا گہنا
منگوا لیا جائے۔ وہی لے جائیں گے۔" نانی اماں
خوش ہو کر بولیں۔ "اختر بیٹا ذرا باہر کسی سے مٹھائی
اور پھولوں کے گجرے منگوا دو۔ تمہاری دُلہن کے
واسطے لے جائیں گے۔" اختر مسکرا کر بولا۔ "نانی
اماں اس وقت تو باہر کوئی نہیں ہے۔ سب کھانا
کھانے گئے ہوئے ہیں۔ البتہ صرف شبراتی ہے تو وہ
میرے سوٹ پر استری کر رہا ہے۔ ہاں اگر آپ کا
حکم ہو تو یہ خادم حاضر ہے۔" نازنین نے کہا۔ "ہاں
آپ کیوں نہیں کام کریں گے شادی جو ہو رہی ہے۔
ورنہ کبھی ہل کر پانی بھی نہ پیتے تھے۔" دادی اماں
بولیں۔ "اری نرگس، تو یوں ہی باندیوں کی طرح پھر
رہی ہے؟ جا جلدی سے کپڑے بدل، دیکھ وہی
جوڑا پہننا جو میں نے عید میں بنوایا ہے۔" مہ جبین نے
کہا۔ "اور ہمارے ساتھ کون جائے گا۔ شبراتی یا خیراتی؟"

نانی اماں گھبرا کر۔ "اے لو۔ میں کم بخت بھول ہی گئی
تھی ارے شبراتی! تو بھی اپنا صافہ بدل لے۔ ذرا
اُجلے کپڑے پہننا۔۔۔۔۔ تجھے معلوم نہیں آج چھوٹے
نواب کی نسبت ٹھیرانے جا رہے ہیں۔" شبراتی۔ "جی
اچھا۔" کہہ کر چھلانگیں مارتا ہوا بھاگا۔۔۔۔۔۔
اختر دوڑے ہوئے آئے اور پوچھا۔ "اے نانی اماں!
آپ سب کس سواری پر نواب صاحب کے ہاں جائیں گے؟"
نانی اماں ہنس کر بولیں۔ "میرا تو دل چاہ رہا تھا
کہ تمہاری موٹر پر بیٹھ کر چلے جاتے۔ مگر موٹر ڈرائیور
جو چمپت ہو گیا۔ اب کیسے جا سکتے ہیں۔" دادی اماں۔
"ایک تانگہ منگوا لیجئے۔ دو قدم پر تو اُن کی کوٹھی ہے۔
لمحہ بھر میں پہنچ جائیں گے۔" نانی اماں جھٹ سے بولیں۔
"اے نوج بیوی! تانگہ پر جائیں۔ خدا رکھے لڑکے
کی شادی ٹھیرانے جا رہے ہیں۔ اور تانگہ پر۔ سمدھن
بھی کیا خیال کریں گی۔" نازنین۔ "تو اختر بھیا آپ
ہی کچھ دیر کے لئے شوفر بن جائیے۔ ہرج کی کونسی
بات ہے؟ پیاری پیاری دُلہن تو مل جائیں گی"!

غرض کہ سب تیار ہو کر سوار ہونے کو کھڑے
ہیں۔ اختر صاحب بھی بن ٹھن کر آ گئے کہ اتنے میں
نانی اماں چلائیں۔ "نازنین تم جیتی رہو بیٹی ذرا
گاؤ کے نیچے سے میری عینک تو لے آؤ۔ یوں ہی مجھے
سُوجھتا نہیں اور اب تو شام ہو جائے گی۔ لڑکی کو
کس طرح پسند کروں گی۔" دادی اماں" اور سنو
ناجو! میری پان کی ڈبیہ بھی لیتی آنا۔ پہلے پہل سمدھیانے
میں پان نہیں کھاتے۔"

اس گڑبڑ کی آواز سن کر نانا ابا اور دادا ابا بھی صحن میں نکل آئے اور بولے۔ ارے بھئی کیا تم لوگ اختر کی نسبت ٹھیرانے جارہے ہو؟ تو میں بھی جاؤں گا۔ آخر مہر، کرٹھی، موٹر وغیرہ کی بابت کون بات کریگا؟"

نانی اماں بولیں "نا صاحب! میں نہیں جاؤں گی اتنے قافلہ کو لے کر۔ لو بیوی سمدھن بھی کہیں گی کہ پورے خاندان کو لے آئیں"

غرض موٹر پر باہر تو اختر اور نانا ابا، دادا ابا شبراتی وغیرہ بیٹھے اور اندر دوسرے سب لوگ۔ آن کی آن میں نواب صاحب کا بنگلہ آگیا پھاٹک بند تھا۔ شبراتی نے اتر کر کھولا۔ اور احاطہ میں بھی سناٹا سا چھایا ہوا تھا سب دروازے مقفل تھے۔ میاں اختر ہارن پر ہارن دے رہے ہیں مگر کوئی ہو تو جواب دے۔ آخر کار نانی اماں بولیں۔ "اے بیٹا اختر اتر کر دیکھو کوئی ہے بھی یا نہیں؟"

نازنین بولی۔ "اختر بھیا آج اپریل کی کونسی تاریخ ہے؟۔ کیونکہ شہناز کہہ رہی تھی کہ اپریل کے پہلے ہفتہ میں ہم لوگ شملہ چلے جائیں گے"

یکایک اختر کی نظر ایک سائن بورڈ پر پڑی جو سامنے دیوار پر لٹک رہا تھا۔ اور وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ بولا۔ نازنین یہ سامنے بورڈ پر کیا لکھا ہے ذرا پڑھو تو؟"

نازنین "کہاں؟ اختر بھائی کدھر؟" اختر ہنس کر بولا۔ وہ دیکھو میری انگلی کی سیدھ میں"۔ نازنین پڑھ کر بے اختیار قہقہہ لگاتی ہے۔ اور مہ جبین چیخ کر بولی ہے۔ "ارے......؟ اپریل فول!؟"

سیدہ زہرہ رضویہ۔ اورنگ آباد دکن

ذرا ہنسئے

اُستاد (شاگرد سے) جہانگیر کی موت کے بعد کیا ہوا؟
شاگرد۔ ہوا کیا اُسے کفن میں لپیٹ کر مٹی میں دبا دیا گیا

(۲)

جج۔ تم ملزم کے پیچھے بھاگے اُسے پکڑا کیوں نہیں؟
سپاہی۔ واہ حضور میں تو اُس کے پیچھے بھاگتا رہا جب وہ ایک مکان میں گھس گیا تو میں یہ دیکھ کر رُک گیا۔ دروازہ پر لکھا تھا " اندر آنے کی اجازت نہیں"

(۳)

ایک اندھا اور ایک بہرا ایک ٹکٹ لے کر فلم دیکھنے چلے گیٹ کیپر نے اندر جانے سے منع کیا۔ اور کہا ایک آدمی جاسکتا ہے۔
اندھا۔ جناب میں اندھا ہوں اور یہ بہرا ہے اسلئے سنوں گا میں اور دیکھے گا یہ۔ گیٹ کیپر نے مسکرا کر اندر بھیج دیا۔

(۴)

لڑکا۔ ابا ہمیں ایک ڈھولکی منگا دو۔
باپ۔ نہیں۔ تم اتنا شور و غل کرتے ہو کہ میں پریشان ہو گیا۔ ڈھولکی آنے سے اور زیادہ غل کرو گے۔
لڑکا۔ نہیں ابا جب آپ سو جایا کریں گے تب بجایا کریں گے۔

رشیدہ شیریں قاسمی دیوبند

بھائی جان

"اب آپ ہی بتلایئے کیا مجھے غصہ نہ آئے" میں کتنی دلچسپ کتاب پڑھ رہی تھی۔ پشت کی جانب سے آکر اُچک لی۔ لکھنے کے لئے قلم نکالا تب غائب۔ کشیدہ کاڑھتے کاڑھتے ضرورت سے اُٹھ گئی قینچی غائب۔ کمرے میں سے گانے کی آواز آئی۔ میز کا جائزہ لیا تو مضمون کی کاپی غائب۔ اور تو اور میرا چاکلیٹ کا ڈبہ غائب۔ نعمت خانے میں جاکر دیکھا، کیلے کے چھلکے حاضر گودا غائب۔ جھلّا کر آوازیں دیں تو بھائی جان خود غائب —— اب آپ ہی بتایئے کیا مجھے غصّہ نہ آئے۔"

ہزار مرتبہ کہا کہ "بھائی جان براہ مہربانی آپ سگریٹ نوشی کا شغل اپنے کمرہ میں فرمالیا کریں۔ اس کی بو سے میرا جی مالش کرنے لگتا ہے۔" مگر توبہ کیجئے جو کچھ اثر ہو۔ "میں کوئی عادی تو نہیں جو کمرے میں بیٹھ کر کش لگایا کروں" کہتے ہوئے سگرٹ جلا میرے منہ کے سامنے دھوئیں کے بادل اُڑانے شروع کردئے۔ اب آپ ہی بتایئے کیا مجھے غصّہ نہ آئے۔"

سینما جانے کو تیار ہوئے میں نے کہا بھائی جان! بہت اچھی فلم ہے مجھے بھی دکھالایئے۔" فرمانے لگے۔ "اونہہ روز روز فلمیں دیکھنے سے دماغ خراب ہو جائیگا۔ لکھنا نہ پڑھنا۔ بس دن رات سینما بینی۔" آخر میں بھی زبان رکھتی تھی کہہ دیا۔ "جی ہاں! دو دو بجے رات تک دماغ سوزی آپ ہی کرتے ہوں گے۔ امتحان کے پرچے آپ ہی دیتے ہونگے۔ اعلیٰ نمبروں پر پاس آپ ہی ہوئے ہوں گے۔ اور کیا آپ کا دماغ خراب نہیں ہو جائے گا" بڑی کج بحث ہو۔ جاؤ جلدی تیار ہوکر آجاؤ۔" میں خوشی سے ناچ اُٹھی۔ دس منٹ میں تیار ہوکر آگئی۔ چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ بھائی جان غائب۔ اب آپ ہی بتایئے کیا مجھے غصّہ نہ آئے۔"

اور پھر آپ کی سرکار سے حکم ہوتا ہے۔ "میرے دو چار دوست آئے ہیں شمو! ذرا چائے تو بنالاؤ۔" رات مجھے سینما لے گئے تھے جو حکم بجالاتی۔ جل کر کہہ دیا۔ "میں کوئی آپ کی نوکر نہیں۔" بس لگے بڑبڑانے "امی کے لاڈ میں بے طرح بگڑی جارہی ہے بہت سرکش ہوگئی ہے" وغیرہ وغیرہ۔ امی برآمدہ میں سے بولیں "توبہ ہے میرے اللہ کیا برے بچے ہیں۔ ارے اس چند دن کی یکجائی کو غنیمت شمار کرو۔ پھر جب تعطیل ختم ہو جائیگی تو ایک دوسرے کی صورت کو ترسا کروگے۔ دُنیا میں دیکھو بہن بھائی کیسی محبّت سے رہتے ہیں ایک تم لوگ ہو کہ ہمیشہ آمادۂ پیکار" "امی میں نہیں لڑ رہا یہ چوہیا ہی قینچی کی طرح زبان چلایا کرتی ہے" کہتے ہوئے سر پہ چپت رسید کردی۔

"اب آپ ہی بتایئے کیا مجھے غصّہ نہ آئے۔"

اور آج چھٹیاں ختم ہوگئیں بھائی جان چلے گئے۔ درودیوار پر اُداسی برس رہی ہے۔ اب مجھ سے کون لڑے گا۔ کتنی مٹھاس ہوتی تھی اُس لڑائی میں بھی۔ آنسو خود بخود نکل رہے ہیں۔ رخصت کے وقت مجھے نہ پاکر میرے کمرہ میں چلے آئے اور بڑی محبت سے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

مضمون لکھئے

اگر آپ مضمون نہیں لکھتیں جب بھی ایک مضمون لکھنے کی کوشش کیجئے، جس میں مندرجہ ذیل الفاظ یا جملے استعمال کیجئے۔ کوشش یہ کیجئے کہ عبارت بے ربطہ نہ ہونے پائے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جس ترتیب سے نام۔ الفاظ۔ اور جملے وغیرہ لکھے گئے ہیں اُسی ترتیب سے آپکے مضمون میں آئیں۔ جو لفظ یا نام یا جملے آپ چاہیں پہلے لکھیں چاہے آخری سطروں میں۔ اس کوشش سے آپ کو یہ اندازہ آسانی سے ہو جائے گا کہ آپ مضمون لکھ سکتی ہیں یا نہیں۔

اور اگر آپ کو مضمون لکھنے کی مشق ہے تو مضمون لکھنے کے بعد بنات یا عصمت کے کسی پرچہ میں اسی موضوع پر چھپے ہوئے کسی مضمون سے مقابلہ کر کے دیکھئے کہ آپ کا مضمون اچھا ہے یا کسی اَور کا شائع شدہ مضمون۔

الفاظ وغیرہ یہ ہیں:- علامہ راشد الخیری ..... اُردو زبان ..... عورتوں کی اصلاح .... عورتوں کی ہمدردی ..... ناول ..... افسانے ..... بہت بڑے مصنف .... ایشیا ..... مصورِ غم ..... شامِ زندگی ..... طرزِ بیان .... صبحِ زندگی .... مرحوم ..... احسان ..... مسلمانوں ...... دردناک ..... عورتوں کی جہالت ...... مردوں کے مظالم ...... فروری ۱۹۳۶ء ..... بنات ..... ۱۹۳۶ء ..... حیاتِ صالحہ ...... نظمیں ..... مذہبی مضامین۔ پے اغنیا را آنسو ..... سچی تصویریں ..... مزیدار زبان .... برسی ..... رسالے ..... محسنِ اعظم .... پہلا ناول ..... طعنے ..... پھبتیاں ..... نڈر۔ بے خوف ..... ہمت ..... مقصد ..... قربانی ..... مدرسہ ..... تربیت گاہ بنات ..... سفر ..... یتیم بچیاں ..... بورڈنگ ..... عصمت ..... ۱۹۰۸ء ..... مضمون نگاری ..... عورتوں میں شوق ..... انعامات ..... دردو غم میں ڈولی ..... دل کے پارہ ..... مغربی تقلید ..... اسلامی تہذیب ..... خلاف ..... جوہرِ قدامت ..... ہنسی مذاق ..... بنت الوقت ..... تاریخی ناول ..... دلچسپی ..... نانی عشو ..... ماہِ عجم ..... مقبولیت ..... ماتم ..... اخبارات ..... جلسے ..... ہمیشہ زندہ ..... خدمات ..... نام .....

صفورہ بیگم

دُنیا کا پہلا گراموفون

گراموفون کا رواج آج کل اتنا زیادہ ہوگیا ہے کہ ہمیں ریکارڈوں میں سے نکلتی ہوئی آواز سُن کر ذرا بھی حیرت نہیں ہوتی۔ لیکن گراموفون کی ایجاد سے پہلے۔ یہ بات کسی کے وہم وگمان میں نہ تھی کہ ایک دفعہ مُنہ سے نکلی ہوئی آواز کو ہم بار بار سُن سکیں گے۔ اگر کوئی شخص ایسا کہہ بھی دیتا تھا تو دوسرے اُسے بیوقوف سمجھ کر ہنستے تھے۔

چنانچہ ایڈیسن جس نے گراموفون ایجاد کیا تھا اُس کا بھی یہی حال ہونا تھا۔ وہ جب لوگوں سے گراموفون کا ذکر کرتا وہ اُس کا مذاق اُڑانے لگتے لیکن ایڈیسن لوگوں کی ایسی باتیں سُن سُن کر ہمّت نہ ہارتا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ دُنیا میں بھیجنے کے لئے قدرت کے تحفے ابھی ختم نہیں ہوئے۔

ایک دِن ایڈیسن نے جان کروسی نامی ایک ہوشیار مستری کو ایک مشین کا ڈھانچہ بنانے کو کہا۔ مستری کے پُوچھنے پر ایڈیسن نے اُسے بتایا کہ یہ مشین باتیں کرے گی۔

ایڈیسن کے مُنہ سے یہ فقرہ سُن کر مستری سخت حیران ہوا اور پھر وہ مشین کی طرف گھُور گھُور کر دیکھنے لگا۔ اُسے ایڈیسن کی بات کا بالکل یقین نہ آیا۔ اور اُس نے ایڈیسن کے ساتھ شرط لگا لی اور کہا کہ "ایسا کبھی نہیں ہوسکتا"۔

دوسرے دِن ایڈیسن کے کہنے کے مطابق جان کروسی اُس مشین کا ڈھانچہ تیار کر کے لے آیا۔ ایڈیسن نے مشین کو ایک میز پر رکھ کر اُس کا ہینڈل گھُمایا اور مشین کے گھومنے کی جگہ پر ایک بھدّی سی سوئی لگا دی۔ اس کے بعد اُس نے پھر ہینڈل گھُمایا۔ اور مشین چلنے لگی۔ اُس وقت لوگوں کی حیرانی اور خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ کیونکہ مشین ہُوبہُو ایڈیسن کے کہے ہوئے الفاظ بار بار دُہرا رہی تھی اُس وقت مشین سے یہ آواز نکل رہی تھی۔

"میری کے پاس ایک بکری کا بچّہ ہے۔ میری کے پاس ایک بکری کا بچّہ ہے"۔

اب ایڈیسن نے کئی بار مشین کے ہینڈل کو گھُما گھُما کر مشین کو چلایا اور ہر بار مشین سے یہی آواز نکلی۔ لوگ اس آواز کو سُن سُن کر خوشی سے دیوانہ ہوگئے۔ سب اُچھل اُچھل کر تالیاں بجانے لگے۔

دوسرے دِن تمام نیویارک میں ایڈیسن کی اِس ایجاد کا چرچا ہونے لگا۔ لوگ دُور دُور سے اِس عجیب ایجاد کو دیکھنے کے لئے آنے لگے۔ ہر شخص مشین کو دیکھ کر ایڈیسن کی محنت کی داد دیتا۔ دُنیا میں یہ سب سے پہلا گراموفون تھا۔

اب چونکہ ثابت ہوگیا تھا کہ ایک دفعہ مُنہ سے نکلی ہوئی آواز کو بار بار سُنا جا سکتا ہے۔ اس لئے ایڈیسن نے اپنی محنت کو جاری رکھا اور کئی نئے نئے گراموفون بنائے۔

ایماندار لڑکا

رامو کی عمر ابھی بارہ سال ہی تھی کہ وہ اپنے والد
کے شفقت بھرے سایہ سے محروم ہوگیا۔ اُسوقت وہ گاؤں
کے ایک اسکول میں تعلیم پا رہا تھا۔ اُس کے تین
بھائی اور ایک ماں تھی۔ اُن سب کا بوجھ اب اس کے
نحیف کندھوں پر پڑا اور اِس لئے رامو کو مجبوراً
اسکول چھوڑ دینا پڑا۔ اور وہ نوکری کی تلاش میں
شہر روانہ ہوا۔

ایک دن جبکہ رامو نوکری کی تلاش میں شہر میں
بھٹکتا پھر رہا تھا۔ اُس نے کسی اجنبی کے جیب سے
...ن روپے کے دو نوٹ جبکہ وہ تانگہ کا کرایہ ادا کر رہا
تھا گرتے ہوئے دیکھے۔ اُس نے بڑھ کر اُن نوٹوں کو
اُٹھا لیا اور دوڑا دوڑا اجنبی کے پاس گیا اور نوٹ
دیتے ہوئے کہا۔

"جناب یہ آپ کے نوٹ ہیں جو ابھی گر پڑے تھے۔"

"تم غلطی کر رہے ہو" اجنبی نے جواب دیا۔ "یہ نوٹ
میرے نہیں ہیں۔"

"نہیں نہیں جناب" رامو نے کہا۔ "یہ آپ کے
نوٹ ہیں جو گاڑی کا کرایہ ادا کرتے وقت گر پڑے تھے۔"

اجنبی نے اپنا بٹوہ جیب سے نکالا اور دیکھا تو معلوم
ہوا کہ نوٹ اُسی کے تھے۔ اُس نے نوٹ واپس لے لئے
اور پوچھا کیا تم مالدار ہو؟ "نہیں" راموں نے جواب
دیا میں تو کام کاج کی تلاش میں پھر رہا ہوں۔

"تو تم نے یہ نوٹ اپنے پاس کیوں نہیں رکھ لئے" اجنبی نے
سوال کیا۔ "کیونکہ یہ نوٹ میرے نہیں۔ آپ کے تھے۔ میں
کمانا چاہتا ہوں چرانا نہیں چاہتا۔" رامو نے جواب دیا۔

اجنبی پر اُس کی ایمانداری کا گہرا اثر ہوا۔ اُس نے
رامو کا شکریہ ادا کیا اور اُس کا پتہ دریافت کر کے چلا گیا۔

دراصل وہ اجنبی شہر کے مشہور بینک کا منیجر امرناتھ تھا۔
چند دنوں کے بعد جب بینک میں ایک جگہ خالی ہوئی تو اُس نے
رامو کو لکھا اور بینک میں کلرک کے کام پر ملازم رکھ لیا۔
رامو اب اپنی بوڑھی ماں اور بھائیوں کے ساتھ شہر
میں رہنے لگا۔

رامو نے یہاں بھی ایمانداری کو ہاتھ سے نہ جانے
دیا۔ وہ بینک میں بھی کام کرتا رہا۔ اور ساتھ ہی ساتھ تعلیم
بھی جاری رکھی۔ چند سال میں اُس نے جان توڑ محنت کے
بعد میٹرک کا امتحان پاس کر لیا۔ اور پرائیویٹ طور پر
کالج کے امتحان کی تیاری شروع کی۔ آخر کار بی۔ اے کا
امتحان پاس کر لیا۔ اب رامو کی تنخواہ بھی بڑھ گئی۔ اور
اُس کے بھائی بھی اسکول میں پڑھنے لگے۔

رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے رامو بینک کا اسسٹنٹ منیجر بن گیا
امرناتھ نے بھی اُس کی ایمانداری اور جفاکشی کو دیکھتے ہوئے
اُس کو اپنا داماد بنا لیا۔ اب رامو کی ماں اور اُس کے بھائی
سب امرناتھ کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہنے سہنے لگے۔

بینک کے منیجر امرناتھ کے بعد رامو بینک کا منیجر بن گیا۔ منیجر
بن جانے کے بعد بھی رامو نے دیانت داری کو ہاتھ سے
جانے نہ دیا۔ غربا پروری اور رحم دلی میں وہ مشہور ہو گیا
اور سارا شہر اُس کی عزت کرنے لگا۔ اور اس طرح

چائے

دُنیا میں سب سے زیادہ چائے انگلستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ فرانس اور اسپین کے باشندے کافی کو ترجیح دیتے ہیں لیکن رُوس کے باشندے چائے کے خواہشمند ہیں۔ یہ ایک خوشگوار سستی چیز ہے۔

چائے ہندوستان میں زیادہ مقبول ہوتی جارہی ہے۔ کئی سو سال قبل چین کے باشندوں نے سب سے پہلے چائے کا استعمال کیا۔ کیونکہ وہیں سب سے پہلے چائے کا پودا پیدا ہوتا تھا ہندوستان کی آب وہوا چائے کے لئے بہت موزوں ہے۔ اور آج کل سیلون اور آسام اور جنوب میں نیلگری کی پہاڑیاں عمدہ چائے کے لئے مشہور ہیں۔

چائے بونے کے بعد چار سال تک اُس کے پیدا ہونے کا عمل جاری رہتا ہے۔ پھر مزدور بڑی بڑی ٹوکریوں کے ساتھ گشت لگاتے ہیں۔ اور اُن کے پتّوں کو توڑ لیتے ہیں۔ ہر پودے سے صرف چند پتیاں توڑ لی جاتی ہیں۔

چائے کو فیکٹری بھیجنے سے پہلے ٹوکریوں کا وزن کیا جاتا ہے۔ مزدوروں کی مزدوری وزن کے لحاظ سے دی جاتی ہے۔

جب سب سے پہلے چائے انگلستان لائی گئی تو لوگ اُس کو استعمال کرنے کا طریقہ نہیں جانتے تھے۔ اور ایک پونڈ چائے کی قیمت پچاس روپیہ تھی۔ اس کو صرف بڑے بڑے مالدار آدمی خریدتے تھے۔ اور پہلے لوگ چائے کو اُبال لیتے تھے اور اس کا پانی پھینک کر پتّیاں کھاجاتے تھے۔ مگر اب گرم گرم پانی چائے کی پتّیوں پر ڈالتے ہیں اور اس کو تقریباً دو منٹ کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کے بعد شکر دُودھ ملا کر اُس کا پانی استعمال کرتے ہیں لیکن رُوس اور عرب کے لوگ اس طریقہ سے چائے نہیں بناتے۔ بلکہ کچھ شکر اور لیمو کا کچھ ٹکڑا اُس میں ڈال کرتے ہیں۔

چائے ایک خوشگوار چیز ہے۔ اور اتنی سستی ہے کہ غریب بھی اس کو استعمال کرسکتے ہیں۔ ایک آنے میں کئی پیالیاں بن سکتی ہیں۔

چائے اچھی چیز ہے۔ اُس کے نتائج خراب نہیں ہوتے۔

لیکن اگر چائے کا استعمال کثرت سے کیا اور سستی قسم کی گاڑھی چائے پی جائے تو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

نفیس کاظم حسین

حیدرآباد

کیا تمہیں بات کرنی آتی ہے؟

(۱) ہمیشہ مناسب آواز سے گفتگو کرو۔ نہ تو اتنی دھیمی ہو کہ سنائی نہ دے اور نہ اتنی سخت کہ سننے والوں کو ناگوار ہو۔

(۲) بولنے میں تیزی اور جلدی نہ کرو کہ بات سمجھ میں نہ آئے نہ اس قدر رک رک کر بولو کہ سننے والے کا دل گھبرا جائے۔

(۳) جب کسی سے گفتگو کرنا چاہو تو اوّل موقع اور وقت دیکھ لو بے موقع بات نہ کرو۔

(۴) دوست سے ایسی بات نہ کہو جو اس کو بری لگے۔ یا جس کے سننے سے اس کے دل کو رنج ہو کیونکہ جو بات دل میں لگ جاتی ہے وہ نہیں نکل سکتی ہے؎

چھری کا تیر کا تلوار کا تو گھاؤ بھرا
لگا جو زخم زباں کا رہا ہمیشہ ہرا

کسی کی بات کاٹنا سخت عیب ہے جب تک دوسروں کی بات ختم نہ ہو تو تم بات شروع نہ کرو۔ البتہ کوئی سخت ضرورت ہو تو پہلے اجازت مانگو۔ تب بات کرو۔

(۵) بات کرنے سے پہلے بات کو سوچ لو۔ بات بات پر ہاتھ ہلانا۔ منہ بنانا، آنکھیں مٹکانا بھی بہت برا ہے۔

(۶) بے سوچے جوش میں آ کر گفتگو کرنا۔ غصہ ظاہر کرنا۔ اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا ذلیل کام ہے۔ اس سے پرہیز کرو۔

(۷) ایسی باتیں مت کہو جن کی سچائی میں شک ہو۔ اگر اتفاق سے ایسی کہنی پڑے تو ا کے ساتھ ہی اپنا شک بھی ظاہر کردو۔

(۸) کسی کے مذہب یا بزرگوں کی شان ب برے الفاظ ہرگز زبان پر نہ لاؤ۔

(۹) بزرگوں سے بات کرنا ہو تو پہلے اجاز چاہو جب اجازت دیں تو ادب سے بات ک بات بڑھا کر مت کہو صاف و مختصر کہو۔

(۱۰) چھوٹوں سے نرمی، محبت۔ اور مہربا سے بات کرو۔ غرور اور شیخی نہ جتاؤ۔ کوئی حقا کا لفظ نہ بولو۔ کسی قصور پر ملامت کرنا ہو تو علیحد میں کرو۔

(۱۱) دوست سے ہمیشہ اچھی بات کرو۔ محبت کر بے وفائی مت کرو۔ جیسا کہ آج کل کے دوست کرتے ہیں۔

اگر محبت کرو تو سچی ہو، مطلب کی نہ ہو۔ فریبی دوست سے بچو۔

(۱۲) دوست کی برائی مت کرو۔ اگر دوست غریب ہے تو اس کو حقیر نہ سمجھو۔

سید محمد عباس (از سنگھ پور) سی پی

میرا روزانہ پروگرام

میں صبح سات بجے اُٹھتی ہوں۔ وضو کر کے صبح کی نماز ادا کرتی ہوں۔ کبھی اُٹھنے میں دیر ہو جاتی ہے نماز قضا کر لیتی ہوں۔ پھر کچھ دیر قرآن شریف کی تلاوت کرتی ہوں۔ اس کے بعد باورچی خانہ جاتی ہوں۔ کیونکہ ابّا جان دوکان جانے کے لئے ناشتہ کو جلدی کرتے ہیں۔ ساڑھے آٹھ بجے تک ناشتہ سے فارغ ہو جاتی ہوں۔ پھر ماما کو دوپہر کے لئے پکانے کی چیزیں دیتی ہوں۔ گھر کی بکھری ہوئی چیزوں کو قرینے سے رکھتی ہوں۔ بستر وغیرہ ٹھیک کرتی ہوں۔ گھر میں جھاڑو دلواتی ہوں اور گھر کے کام کاج میں والدہ کا ہاتھ بٹاتی ہوں۔ اس کے بعد ریڈیو پر پروگرام سنتی ہوں۔ مگر ساتھ ہی ساتھ کچھ سینے پرونے کا کام بھی کرتی ہوں۔

ایک بجے کھانا نکلوا کر ابّا جان کے لئے اور اسکول جانے والے بھائیوں کے لئے روانہ کر دیتی ہوں اور خود کھانا کھا کر ظہر کی نماز ادا کرتی ہوں۔ اور کچھ دیر کتابوں اور رسالوں کا مطالعہ کر کے آرام کرتی ہوں۔ سو کر اُٹھنے کے بعد ہاتھ مُنہ دھو اور کپڑے بدل کر تیار ہو تی ہی ہوں کہ اُستانی صاحبہ تشریف لاتی ہیں۔ اُن کے پاس ایک گھنٹہ پڑھتی ہوں۔ اتنے میں بھائی بہن بھی اسکول سے آجاتے ہیں۔ سب کو چائے بنوا کر دیتی ہوں اور خود پی کر عصر کی نماز کے لئے کھڑی ہو جاتی ہوں۔

عصر کی نماز کے بعد اپنے چھوٹے بھائی بہن کو ساتھ لے کر تھوڑی دیر باہر سیر کے لئے چلی جاتی ہوں۔ واپسی پر شام کے کھانے کا بندوبست کرتی ہوں اور دسترخوان بچھوا کر مغرب کی نماز پڑھتی ہوں۔ مغرب کے بعد ابّا جان بھی دوکان بڑھا کر گھر پہنچ جاتے ہیں۔ اور سب مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد ریڈیو پر خبریں سنتی ہوں۔ پھر عشاء کی نماز کے بعد گھر کی چیزوں کو حفاظت سے رکھ کر دروازے وغیرہ بند کر کے سو جاتی ہوں۔

سلمیٰ صالح محمّد (میسور)

کون اور کیا؟

(۱) وہ کیا شے ہے جس کے دونوں سرے کاٹ دیں تو لمبائی اور بڑھ جاتی ہے؟

(۲) کس وقت ہماری ساتھ دوسرا آدمی نہیں ہوتا؟

(۳) کونسی عورت کبھی بیوہ نہیں ہو سکتی؟

(۴) وہ کون شخص ہے جو بادشاہ کی بات بھی نہیں سُنتا؟

(۵) کونسی شے وقت کو لمبا کرتی ہے؟

(۶) کیا شے جا کر واپس نہیں آتی؟ سلمیٰ صالح محمد

جوابات ۔ (۱) خندق (۲) جب ہم تنہا ہوں۔ (۳) کنواری لڑکی۔ (۴) بہرہ (۵) انتظار (۶) جوانی۔

جانوروں کے نام بوجھو

(۱) میں آج حامد کے گھر گیا تھا۔ (۲) پانی کا جگ نوکر لے آیا۔ (۳) فرلونس اور امین تین بھائی ہیں۔ (۴) آدمی

جوابات:- (۱) [illegible] (۲) جگنو (۳) [illegible] (۴) [illegible]۔ عبس صالح محمد (میسور)

ننھا بھوت

کسی زمانہ میں ایک غریب کسان رہتا تھا اُس کے صرف ایک لڑکی تھی جس کے متعلق کسان نے جھوٹ یہ مشہور کر رکھا تھا کہ میری لڑکی لکڑی کا سونا بنا دیتی ہے۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی۔ بادشاہ نے اُسی وقت کسان کو دربار میں طلب کیا اور ایک مَن لکڑی دے کر کہا کہ ایک ہفتہ کے اندر اس کا سونا بنوا کر لے آؤ۔ ورنہ تم کو اور تمہاری لڑکی کو پھانسی دے دُوں گا۔ یہ سُن کر کسان لکڑیاں لے کر پریشان گھر واپس آیا۔ لڑکی نے اُس سے پریشانی اور بادشاہ کے طلب کرنے کی وجہ دریافت کی۔ کسان نے سب ماجرا بیان کیا اور کہا: "بیٹی کوئی ترکیب بتا ورنہ جان کی خیر نہیں ہے" لڑکی نے کہا کہ "بابا جان خدا کا نام لے کر آج رات کو مجھے مع لکڑیوں کے اِس چھوٹی کوٹھڑی میں بند کر دیجئے۔ پھر خدا کی شان دیکھئے۔" چنانچہ کسان نے ایسا ہی کیا۔ لڑکی بیچاری ایک کونے میں بیٹھ کر اپنی قسمت کو رونے لگی۔ اور سوچ رہی تھی کہ اب میری اور میرے باپ دونوں کی جان کی خیر نہیں ہے کہ یکایک کوٹھڑی کا ایک کونا پھٹ گیا۔ اور ایک چھوٹا آدمی نکل کر لڑکی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ لڑکی اُس کو دیکھ کر بہت گھبرائی۔ اُس آدمی نے کہا کہ تم گھبراؤ نہیں مجھ کو ننھا بھوت کہتے ہیں۔ تم یہ بتاؤ کہ آخر اس قدر پریشان کیوں ہو۔ جو بات ہو مجھ سے کہو۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔" لڑکی نے لکڑیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ "اِن کا سونا بنا دو ورنہ میری اور میرے باپ کی جان کی خیر نہیں ہے"۔ بھوت نے کہا کہ "اپنی آنکھیں پانچ منٹ کے لئے بند کر لو"۔ لڑکی نے آنکھیں بند کر لیں۔ پانچ منٹ بھوت نے کہا "آنکھیں کھولو"۔ لڑکی نے دیکھا کہ لکڑیوں کے بجائے سونے کا ڈھیر لگا ہے۔ وہ بہت خوش ہوئی اور ننھے بھوت کا شکریہ ادا کیا۔ ننھے بھوت نے کہا کہ اچھا اب میں جاتا ہوں۔ اگر تم کو پھر ضرورت ہو تو یاد کرنا میں حاضر ہوں گا۔" یہ کہہ کر ننھا بھوت اُسی کونے میں بیٹھ گیا۔ اور ذرا دیر میں زمین برابر ہو گئی۔ صبح کو جب کسان نے کوٹھڑی کھولی تو سونے کا ڈھیر دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور سب سونا لے کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ بھی اِس سونا دیکھ کر خوش ہوا۔ اور دوبارہ دو مَن لکڑیاں دے کر کہا کہ "اگر اِن سب کا سونا بنوا دے تو میں تیری لڑکی سے اپنے لڑکے کا عقد کر دوں گا۔"

کسان لکڑیاں لے کر پھر گھر آیا اور رات کو اُسی طرح لڑکی کو اور لکڑیوں کو کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ لڑکی پھر کونے میں بیٹھ کر رونے لگی کہ کونا پھٹ کر ننھا بھوت نمودار ہوا۔ اور کُل ماجرا سُن کر اُس لڑکی سے کہا کہ "اچھا اب میں اس شرط پر سونا بناؤں گا کہ تم اپنا پہلا لڑکا مجھ کو دے دینا۔" لڑکی

شرط پر تیار ہوگئی۔ ننھا بھوت سونا بنا کر اُسی
نے میں غائب ہوگیا۔
صبح کو کسان خوشی خوشی سونا لے کر بادشاہ کی
ت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اپنے حسب وعدہ
دن بہت دھوم دھام سے اپنے لڑکے کا عقد
ن کی لڑکی سے کر دیا۔ اب کسان بھی اپنی لڑکی کے
تھ بہت آرام سے رہنے لگا۔ تھوڑے عرصہ
کسان کی لڑکی کے ہاں چاند سا لڑکا ہوا جس کو
کر وہ بہت خوش ہوئی۔ مگر ننھے بھوت سے اس
جو وعدہ کیا تھا وہ یاد آگیا۔ اور سوچنے لگی کہ ایسا
ا پیارا بچہ دینا بہت مشکل ہے۔ وہ کچھ دیر کے لئے
ین ہوگئی۔ لیکن پھر خود ہی کہنے لگی کہ ننھے بھوت سے
دوسری بات سے بچہ بدل لوں گی۔ دو ماہ تک
ہنسی خوشی بچہ کے ساتھ کھیلتی رہی اور جب ننھے
ت کا خیال آتا کہ وہ اب تک نہیں آیا۔ تو یہ کہہ کر
کو تسلی دیتی کہ شاید اُس نے مجھ سے مذاق کیا ہو اور
سے بچہ نہیں لے گا۔ جب بچہ دو ماہ کا ہوگیا ایک
ت کسان کی لڑکی بچہ کو اپنی گود میں لئے بیٹھی تھی کہ
یک کونے سے وہی ننھا بھوت نمودار ہوا اور لڑکی کو
وعدہ یاد دلا کر بچہ طلب کیا۔ اور تین بار بآواز بلند
کہ "لڑکا دو۔ لڑکا دو۔ لڑکا دو"۔ اُس کی آواز سے
ا بہت گھبرائی۔ اور سنبھل کر کہا کہ "بچہ نہ لو۔ کوئی اور چیز
لو دے دوں گی"۔ ننھے بھوت نے کہا کہ "اچھا میرا نام
دو تو لڑکا نہیں لوں گا"۔ لڑکی نے بہت نام مثلاً حامد۔
ہد۔ راشد وغیرہ بتائے مگر اُس نے کہا کہ ان میں ایک نام

بھی نہیں ہے۔ اچھا چار یوم کی مہلت دیتا ہوں۔
اگر چار یوم بعد نام نہ بتایا تو لڑکا لے لوں گا۔
صبح کو لڑکی باغ میں جا کر رونے لگی اور سوچنے
لگی کہ خدا معلوم کیا نام ہے۔ اب میں کس طرح نام معلوم کروں۔
ورنہ میرا بچہ مجھ سے چھن جائے گا۔ اس خیال کے آتے
ہی وہ بے تاب ہو کر زور زور سے چیخ کر رونے لگی کہ ایک
سبز پوش بزرگ کا اُس طرف گذر ہوا۔ لڑکی کو اس طرح
روتے دیکھ کر اُنہوں نے حال دریافت کیا اور پھر لڑکی سے
کہا کہ نام تو میں بتا دوں لیکن تم بھوت کو اُس کا نام بتاؤ گی
تو تم پتھر بن جاؤ گی لیکن لڑکی ہاتھ جوڑنے اور خوشامد
کرنے لگی کہ میں نام اُس کو نہیں بتاؤں گی۔ تم مجھ کو تو بتاؤ۔
سبز بزرگ نے کہا کہ اے لڑکی تو نہیں مانتی تو سن۔ اُس کا
نام بدھو ہے۔ لڑکی نے ایک تھیلی اشرفیوں کی لا کر بزرگ
کی نذر کیں اور اُن کو رخصت کر کے خوش خوش محل واپس
چلی آئی۔ چار یوم بعد پھر رات کو ننھا بھوت آیا۔ اور آتے
ہی لڑکی سے کہا کہ "یا تو میرا نام بتا ورنہ حسب وعدہ بچہ دے"۔
پہلے لڑکی نے بہت حیلے بہانے کئے لیکن جب ننھا بھوت
کسی طرح نہیں مانا تو لڑکی نے مجبوراً اپنی زندگی سے صبر
کر کے اُس کا نام بتا دیا کہ تمہارا نام میاں بدھو ہے۔
نام بتاتے ہی لڑکی پتھر بن کر گر پڑی۔
یہ کہانی ہے تو جھوٹی مگر اس سے سبق ملتا ہے
کہ ہمارے والدین کو ہم سے کتنی محبت ہوتی ہے۔ وہ ہماری
محبت میں اپنی زندگی تک کی پرواہ نہیں کرتے۔
تو کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہمیشہ انہیں خوش رکھیں۔
اور سچے دل سے اُن کی خدمت کریں؟

کنیز زہرا فاطمہ

چیکوسلوواکیا

چیکوسلوواکیا کی نئی ریاست یورپ کے بیچ میں ہے۔ وہ مشرق اور مغرب کو ملاتی ہے اور یورپ کا چوراہا کہلاتی ہے۔ اس کے شمال میں پولینڈ اور جرمنی ہے۔ مغرب میں جرمنی جنوب میں آسٹریا۔ ہنگری اور رومانیہ اور مشرق میں روس واقع ہے۔ شمال جنوب اور مشرق کی طرف وہ اونچے اونچے پہاڑوں سے گھری ہوئی ہے۔ اور سمندر سے سیکڑوں میل دور ہے۔ یہاں کے باشندے اپنے پہاڑوں سے بہت محبت رکھتے ہیں۔

چیکوسلوواکیا میں پانچ صوبے ہیں۔ تین مغرب کی طرف، بوہیمیا، موراویہ اور سیلیشیا۔ اور دو مشرق کی طرف سلوواکیا اور روتھینیا۔ مغربی صوبے تجارت اور صنعت کے لحاظ سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ سلوواکیا اور روتھینیا کے زیادہ حصوں میں پہاڑ اور جنگل ہیں چیکوسلوواکیا ۱۹۱۸ء میں آزاد ہوا۔ اور ۱۹۳۸ء تک آزاد رہا۔ اس کے خوبصورت سلطنت کے نشان میں پانچوں صوبوں کی نشانیاں ہیں۔

(۱) سرخ زمین پر تاج پہنے ہوئے شیر کی تصویر، جو نشان کے ساتھ دو دمیں اٹھائے ہوئے ہے بوہیمیا کی نشانی ہے۔ شیر کی دوسری دُم بوہیمیا کے ایک پرانے بادشاہ کی بہادری کی نشانی کے طور پر بڑھائی گئی تھی۔

(۲) سلوواکیا کی نشانی دوہری سفید صلیب ہے۔

(۳) نیلی اور سنہری پٹیوں کی زمین پر سرخ ریچھ کی تصویر روتھینیا کی نشانی ہے۔

(۴-۵) موراویہ اور سلیشیا کے دو عقاب ہیں ایک نیلی زمین پر سرخ اور سفید رنگ کا ہے دوسرا سنہری زمین پر سیاہ۔ اور اُن پر جو الفاظ لکھے ہیں اُن کے معنی ہیں "سچ غالب ہوگا"۔ یہ چیک قوم کا جوشیلا نعرہ ہے۔ چیکوسلوواکیا کا ایک قومی جان نثار "جان ہس" تھا۔ اُس نے یہ لکھا اور منادی کی کہ "سچ کی عزت کرو، سچ کی حفاظت کرو، سچ بولو اور سچ سنو"۔

وہ غریب ماں باپ کا بچہ تھا۔ اُس نے چیکوسلوواکیا کی پراگ یونیورسٹی میں مذہبی تعلیم پائی اور وہیں بیتھلیم کے گرجے میں پادری ہوگیا۔ اُس نے چیک زبان کے املا کی درستی کی۔ اور مذہبی کتابیں لکھیں۔ بالآخر اس کے مذہبی خیالات کی وجہ سے ۶ر جولائی سنہ ۱۴۱۵ء کو لوگوں نے اُسے لکڑی سے باندھ کر جلا دیا۔ اس تاریخ کو چیکوسلوواکیا میں قومی جشن منایا جاتا ہے۔ اور اُس قومی جان نثار کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔ جس کی تعلیم نے چیک قوم کو زندگی بخشی۔

ساجد حسن قادری۔ ام اے۔ بی ٹی

(بقیہ صفحہ ۹ کا) آہستہ آہستہ اس ایجاد میں اتنی ترقی ہوگئی کہ آج دُنیا میں ایسے ایسے گراموفون ملتے ہیں جن کی آواز بالکل صاف اور سُریلی ہوتی ہے لیکن سچ پوچھا جائے تو دُنیا کے تمام گراموفونوں سے ایڈیسن کا وہ بھدا گراموفون زیادہ قیمتی اور حیرت انگیز تھا۔ جسے بجا طور پر ہم دنیا کا پہلا گراموفون کہہ سکتے ہیں۔

سید محمد عباس نرسنگھ پور سی پی

اور آج کل بجائے صبح کے نکاح اور مہمانداری کے پانچ بجے نکاح ہوتا ہے اور اُسی وقت سے مہمان بھی آتے ہیں۔ دروازے کے پاس سے اندر تک لال شالباف کی چاندنی بچھائی جاتی ہے تاکہ سمدھنیں اور دیگر مہمان اُسی پر رکھ کر چلیں۔ اور "بندھنوار" (تمام میووں کا) پورے گھر میں باندھا جاتا ہے۔ جہاں مند اور گاؤ وغیرہ لگائے جاتے ہیں۔ اُس کے اوپر چھوٹا سا لال رنگ کا "منڈوا" باندھا جاتا ہے تاکہ دولھا آکر اُس کے نیچے بیٹھے جب سمدھنیں اُترتی ہیں تو پہلے انہیں اس "منڈوے" کے نیچے لاکر مانگ میں "صندل" لگایا جاتا ہے۔ اس کے بعد دولھا کو اندر بُلوایا جاتا ہے اور شاید "پھرتیل شکری" کی رسم ادا ہوتی ہے اور اس کے بعد کھانا۔ کھانے کے بعد "جلوہ" (آرسی مصحف) ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد سات سہاگنوں کو یکے بعد دیگرے دُلہن کی مسہری پر لٹایا جاتا ہے اور پھر گھر کا کوئی بزرگ آکر دُلہن کا ہاتھ دولھا کے ہاتھ میں یا دولھا کے کسی بزرگ کے ہاتھ میں دیتے ہیں۔ اس کے بعد نوبت نقارے اور تمام ساز و سامان کے ساتھ دُلہن رخصت کر دی جاتی ہے۔ دوسرے دن صبح آتی ہے۔ چوتھی میں یہاں خوب مذاق ہوتے ہیں۔ دولھا کی سالیاں جوتا چُرا کر لے جاتی ہیں۔ اور خوب خوب دولھا کو تنگ کرتی ہیں اُس دن بھی اُنہیں خوب نیگ ملتا ہے۔ شام کو چوتھی کرکے دُلہن پھر چلی جاتی ہے۔ اس طرح پانچ جمعوں تک آتی رہتی ہے اور "کھروائے جمعگیاں" (چالے) کرتے ہیں۔ اور پانچویں جمعہ کو سسرال جو جاتی ہے تو اُسے گھر کی کُنجیاں دے دی جاتی ہیں کہ اب تم جانو اور تمہارا کام۔

سید کاظم زھرا

ہنڈکلیا

انڈے کی مٹھائی۔ انڈے دو عدد۔ گھی نصف چھٹانک۔ شکر آدھ پاؤ۔

ترکیب۔ پہلے ایک کڑھائی میں انڈے توڑ ڈال لیں۔ اور پھر گھی شکر ڈال کر تینوں چیزوں کو خوب ملائیں۔ اس کے بعد دھیمی آنچ پر رکھ کر کفگیر چلاتی رہیں جب اچھی طرح پک جائے اور گھی چھوٹ کر سوندھی بُو آنے لگے تو اُتار کر تھالے میں ڈال لیں۔ تھوڑا ٹھنڈا ہونے پر اُوپر سے گھی نکال لیں اور چاقو سے ٹکڑوں کی نشانی ڈال کر چھوڑ دیں۔ ٹھنڈا ہونے پر خود بخود ٹکڑے نکل آئیں گے۔

چاول کا حلوا۔ چاول آدھ پاؤ۔ دودھ ایک سیر گھی آدھ پاؤ۔ بادام آدھ پاؤ۔ شکر حسب خواہش

ترکیب۔ پہلے چاول کو بھگو لیں۔ بھیگنے کے بعد سل پر باریک پیس کر دودھ نکال لیں اور پھر چاول کا دودھ گھی اور دودھ ملا کر چولھے پر چڑھائیں۔ اور برابر کفگیر چلاتے رہیں۔ چھوڑ دینے سے داغ لگ جانے کا اندیشہ ہے۔ گاڑھا ہو کر گھی چھٹنے لگے تو بادام اور شکر ڈال کر تھوڑی دیر پکنے دیں۔ جب جمنے کے قابل ہو جائے تو خوشبو کے لئے تھوڑا سا گلاب ڈال کر جمنے کے لئے تھالے میں ڈال دیں۔ اس کے بعد حسب خواہش ٹکڑے کاٹ لیں۔ یہ حلوا باسی ہونے پر تازے سے بھی زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔

سلمیٰ صالح محمد میسور

جاپان کے باشندے

تم چین، افریقہ، کناڈا اور دیگر ملک کے باشندوں کا حال تو پڑھ چکی ہو۔ اب تم کو جاپان کے باشندوں کا حال بتایا جاتا ہے۔ یہ ملک بھی دیگر ممالک کی طرح ترقی یافتہ ہے۔ اس ملک کی تاریخ بھی نہایت عجیب وغریب ہے۔ اگر گزشتہ پچاس برس کے جاپان کا مقابلہ موجودہ زمانہ کے جاپان سے کیا جائے تو زبردست فرق دکھائی دے گا۔

جاپانیوں نے تمام ملک کو ریل اور تاروں سے بھر دیا ہے۔ ہزاروں کارخانے مختلف اشیاء کی تیاری کے لئے کھول دئے۔ جن کی وجہ سے بڑے بڑے شہر آباد ہو گئے ہیں اور اُن کا مال باہر بھیجنے کے لئے بڑے بڑے بندرگاہ بنا دئے گئے ہیں۔ ملک کی حفاظت کے لئے بڑی بحری اور برّی فوجیں موجود ہیں۔

یہ ملک چار جزیروں پر مشتمل ہے جو قریب قریب سب پہاڑی ہیں۔ ساحل اور وادیوں میں ہی کچھ آدمی رہتے ہیں جو زراعت کرتے ہیں۔ یہاں پر سب پہاڑ آتش فشاں ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ ایک پہاڑ مشہور ہے۔ جو فیوجی سان کہلاتا ہے۔ جاپانی اس پہاڑ کو بہت متبرک تصور کرتے ہیں۔ اور کارآمد اشیاء پر اس کی تصویر بناتے ہیں۔

ہندوستان کی طرح اس ملک کی آب و ہوا بھی مختلف قسم کی ہے اس وجہ سے یہاں پیداوار بھی مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ جس میں گیہوں اور جو بکثرت پیدا کیا جاتا ہے۔ یہاں کے ڈھالوں پر چائے بوئی جاتی ہے۔ جنگلوں میں لکڑی پیدا ہوتی ہے۔ جو کاغذ اور دیا سلائی بنانے کے کام میں آتی ہے۔ زیادہ گرم حصوں میں تمباکو۔ گنا۔ کپاس۔ کافور وغیرہ پیدا ہوتا ہے۔ جاپان میں جس چیز کی سب سے زیادہ افراط ہے وہ ریشم ہے۔ اس ملک میں ریشم کا کیڑا بکثرت پالا جاتا ہے۔

جاپانیوں کا خاص پیشہ کاشتکاری ہے لیکن بڑے شہروں میں سوتی اور ریشمی کپڑے بنانے کے بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ دیا سلائی اور دیگر قسم کی مفید اور کارآمد اشیاء کے بھی بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ علاوہ ازیں سمندروں اور دریاؤں میں مچھلیاں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں۔ جن کا یہ لوگ بڑی خوشی سے شکار کرتے ہیں۔

چینی مٹی۔ دھات۔ لکڑی۔ ہاتھی دانت۔ کاغذ گتا۔ پارچہ وغیرہ سے جاپانی خوبصورت کھلونے بناتے ہیں۔ جن کو تم نے اکثر اپنے بازاروں میں بکتے دیکھا ہو گا۔ اور غالباً اپنے اور اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے لئے خریدے بھی ہوں گے۔ جاپانی چیزیں خوبصورت اور کم قیمت ہوتی ہیں۔ لیکن نہایت کمزور۔

جاپانی بڑے محنتی اور ہوشیار ہوتے ہیں او دوسروں سے کام سیکھنے کے لئے ہمیشہ مستعد اور کمر بستہ رہتے ہیں۔

جاپان میں زلزلے اکثر آیا کرتے ہیں اس وجہ

یہ لوگ اپنے مکان لکڑی۔ کاغذ۔ اور بانس کے بناتے ہیں۔ کیونکہ اینٹ پتھر کے مکانات بہت جلد نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ اور اُن سے جانی و مالی بے حد نقصان ہوتا ہے۔ ۱۹۲۳ء میں یہاں ایک زبردست زلزلہ آیا جس نے سخت نقصان پہنچایا۔ پانچ لاکھ آدمی مر گئے۔ اور کروڑوں روپیہ کا مال ضائع ہو گیا۔ تمام ملک میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ مگر یہ لوگ محنت کی بدولت اُن ویرانوں کو بہت جلد اپنی اصلی حالت پہ لے آئے۔

جاپانی بھی اہلِ چین کی طرح بُدھ مذہب کے پیرو ہیں اور اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پہ چلتے ہیں۔ یہ لوگ ریشمین اور خوبصورت بیل بوٹوں دار لباس پہننے کے بڑے شوقین ہیں۔ باغبانی کے بھی ماہر ہیں۔ رنگ برنگ کے پھولوں سے انہوں نے اپنے ملک کو خوبصورت بنا رکھا ہے۔

یہ لوگ نئی تہذیب کے بھی دلدادہ ہیں۔ اور ہر اُس بات کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں جو اُن کے اور اُن کے ملک کے لئے مفید ہو۔ موجودہ جنگ میں یہ لوگ بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ اور مخلوق کو تباہ کرنے کے لئے نئی نئی چیزیں بنا رہے ہیں۔

آج کل انگریزوں اور امریکہ کی زبردست قوت اور ہوائی حملوں سے جاپان کے لوگ سخت پریشان ہیں اور ڈر رہے ہیں کہ اُن کا ملک برباد ہو کر نہ رہ جائے۔

ہمشیرہ محبوب

میرے بہن بھائی

انیس - یہ ایک دُبلا پتلا سانولے رنگ کا لڑکا ہے۔ ہر وقت کتابیں پڑھتے رہنا اس کا کام ہے۔ اسے کتابوں سے بہت زیادہ دلچسپی ہے۔ مجھ سے کہتا ہے کہ آپا جی ہمارے بزرگ حضرت علامہ راشد الخیری مرحوم (خدا اُن کو جنت الفردوس میں جگہ دے) کتنا اچھا رسالہ جاری کر گئے ہیں کہ بچوں کے رسالوں میں جس کا کوئی ثانی نہیں۔ اور لطف یہ کہ باوجود اتنا بہترین ہونے کے چندہ واقعی بہت کم ہے۔ بڑوں کا ملنسار بہت ہے۔

نفیس - یہ ایک نہایت ہنس مکھ اور پیارا بچہ ہے۔ میز پر سے میری کتابیں اُٹھا لاتا ہے۔ اور بیٹھ کر الحمد پڑھا کرتا ہے۔ سیب اور انار سے کھیلنا اسے بہت پسند ہے۔

گوہر بیگم - یہ ایک سانولے رنگ کی نہایت تیز فہم لڑکی ہے۔ خانہ داری کے کاموں سے اسے بہت دلچسپی ہے۔ ملماں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔ ساتھ ہی سنگار کا بھی بہت شوق ہے۔ صبح ہی آئینہ کے سامنے جا کھڑی ہوتی ہے۔ اور طرح طرح کے فیشن ختم ہوتے ہیں۔ گانے میں بہت تیز ہے۔ اسکول کا کام بھی بہت محنت سے کرتی ہے۔

رئیس فاطمہ - یہ ایک سفید رنگ کی نہایت نازک لڑکی ہے۔ اُردو لکھنے پڑھنے سے جی چراتی ہے۔ انگریزی میں کافی تیز ہے۔ خاموش رہنا اور نوکروں پر غصہ کرنا اس کی عادت ہے۔ کاجل لگانے اور ساڑھی باندھنے کا بہت شوق ہے۔ باغ جانے کے لئے ہر گھڑی تیار رہتی ہے۔ بیڈمنٹن وغیرہ بہت اچھا کھیلتی ہے۔

انیس فاطمہ - یہ بچی بالکل کشمیری معلوم ہوتی ہے۔ نہایت خوش طبع اور باتونی۔ اچھے اچھے ڈریس بدلنے کا ہر وقت ارادہ رہتا ہے۔

عجائب خانہ

ت میں محرومی۔ موتیوں کی جستجو میں کامیابی کے
ئو ساتھ محرومی کی حسرت ناک داستانیں بھی سننے
آئی ہیں۔ آسٹریلیا میں ایک جوہری کو بالکل گول
ا ملا جس کی قیمت کا اندازہ سوا لاکھ روپیہ سے
ب زیادہ تھا۔ اُس نے اُسے اپنی بیوی کو حفاظت
، رکھنے کے لئے دے دیا تاکہ وہ موتیوں کی اس فصل
بعد لندن جاکے اُسے بیچ سکے۔ اس غریب نے
ے ایک ننھی سی شیشی میں رکھ کر ایک چھوٹی سی زنجیر
، گلے میں لباس کے نیچے لٹکا لیا۔ اُس کی دانست میں
اظت کی یہ تدبیر تھی جس میں بظاہر کوئی شبہ
ں نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن قسمت ہنس رہی تھی۔ اس فصل
ں سمندر میں آخری گشت پر جوہری اپنی بیوی سمیت
ا۔ اچانک طوفان نے آ لیا۔ کشتی اُلٹ گئی۔ جوہری
سوا باقی سب ڈوب گئے۔ اُس کی بیوی بھی اپنی گردن
شیشی لٹکائے کشتی کے ساتھ سمندر کی تہ میں پہنچ گئی۔
ں کے شوہر نے کئی ہفتوں تک غوطہ خوروں کے ذریعہ
ں کی لاش کی تلاش کرائی۔ مگر پتہ نہ چلا۔ وہ قیمتی موتی
ب تک سمندر کے قبضہ میں ہے

عض قیمتی موتی۔ آسٹریلیا سے بے شمار موتی بڑی
ڑی قیمتوں میں فروخت ہوئے ہیں۔ جو سوا لاکھ سے
لے کر ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ روپیہ تک پہنچتی رہی۔ ایک
نہایت عمدہ اور سب سے بڑا بیضوی موتی ایک مال دار
یورپی شہزادی کے تاج میں جڑا ہوا ہے۔ اُس کا وزن
پانچ تولہ ایک ماشہ سات رتی ہے۔ اور اُس کی قیمت
پونے تین لاکھ روپیہ کے قریب ہے۔ ایک اور مشہور
موتی ستارۂ مغرب کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سب سے
عمدہ بوند کی شکل کا ہے۔ چڑیا کے انڈے کے برابر ہے
اس کا وزن ایک تولہ ۶ ماشہ، ۱/۲ رتی ہے۔ یہ سنہ ۱۹۱ء
میں دستیاب ہوا اور ایک لاکھ نوے ہزار روپیہ میں
لندن میں فروخت ہوا۔ ایک اور بوند کی شکل کا موتی
ایک لاکھ ۶۰ ہزار روپیہ میں بکا اور اب انگلستان کے
شاہی جواہرات میں شامل ہے۔ ایک نہایت بڑا اور
بے عیب موتی چند سال ہوئے وہاں ہاتھ آیا۔ ایسا
کبھی پہلے حاصل نہ ہوا تھا۔ وہ ایک لاکھ چونتیس ہزار
روپیہ میں بک گیا۔

بونوں کے مطالبات۔ موجودہ لڑائی سے
ذرا ہی پہلے کی بات ہے۔ اُس وقت دُنیا کی پنچایت
جسے مجلس اقوام کہا جاتا تھا موجود تھی گو بے کار
تھی کیونکہ لڑائیوں کو نہ روک سکی۔ ہنگری کے ۳۴
مرد و عورت بونوں نے بڈاپسٹ میں جلسہ کر کے ذیل
کے مطالبات قائم کئے۔ جن پر عمل کئے جانے کے لئے
مجلس اقوام سے درخواست کی گئی۔ اِن مطالبات
کی ایک ایک نقل دُنیا کی ہر حکومت کو بھیجی گئی۔ ان
کے مطالبات یہ تھے۔

(۱) بونوں اور عام قد کے آدمیوں کی باہم شادی
کی ممانعت کیونکہ بونے میاں یا بیوی کی عام قد کی بیوی
یا میاں کی جانب سے ہمیشہ توہین ہوتی رہتی ہے۔

(۲) ایسا قانون بنایا جائے جس کے ذریعہ اُن لوگوں کو جو بونوں کو ڈرائیں یا اُن پر حملہ کریں سخت سزا دی جائی جاسکے۔

(۳) تھیٹروں اور متحرک اور بولتی تصویروں کے تماشاؤں میں اُن سے بچوں کے برابر ٹکٹ کے دام لئے جایا کریں۔

(۴) بے کار اور اپاہج بونوں کے لئے خیرات خانے کھولے جائیں۔

(۵) جو لوگ شارع عام میں بونوں کا مذاق اُڑائیں اُن کو سزائیں دی جائیں۔

(۶) ایک ایسی بڑی مجلس فوراً قائم کی جائے جو دُنیا بھر کے بونوں کی ترتیب وتنظیم کرکے اُن کے فوائد کا ہر وقت خیال رکھا کرے۔

سب سے پرانی گھڑی۔ انگریزی دُنیا میں ایک سب سے پُرانی گھڑی دستیاب ہوئی ہے۔ یہ سونے چاندی کی ایک جیبی دھوپ گھڑی ہے۔ کنٹربری کے گرجا کی مرمّت کرتے وقت ایک جگہ سے یہ برآمد ہوئی۔ یہ ایک چاندی کی تختی ہے جس میں سونے کی زنجیر پڑی ہوئی ہے۔ جب یہ چلتی نہ ہو تو ایک سونے کی پن جس کا سر کسی حیوان کا ہے۔ جس کو نفاست سے گھڑا گیا ہے۔ اور جس میں موتیوں کی آنکھیں ہیں۔ تختی کے نیچے کے ایک سوراخ میں رُکی رہتی ہے تختی کے رُخوں پر دو دو ماہ کے مختلف نام درج ہیں۔ تختی پر تین تین کالم بنے ہوئے ہیں۔ ہر ایک کے سرے پر ایک ایک سوراخ ہے جن میں سے ہر ایک کے نیچے دو دو داغ ہیں۔ وقت معلوم کرنا ہو تو مہینہ کے مطابق اُسی کالم کے سوراخ میں پن کھڑی کر دی جاتی ہے اور تختی سورج کی طرف مُنہ کرکے لٹکا دی جاتی ہے۔ کہ سایہ اُس کالم کی طرف پڑے۔ دوپہر کے وقت یہ اُوپر والے داغ پر پڑے گا۔ نو بجے اور تین بجے نیچے والے داغ پر پڑے گا یہ اوقات پادری کی دعا کے لئے کام میں آتے تھے۔

نم دار زمین میں اتنے عرصہ دبے رہنے کے باوجود تختی کو بہت کم نقصان پہنچا ہے۔ سونے چاندی پر ذرا بھی دھبہ نہیں آیا۔ حروف بہت صاف ہیں۔ اکثر موتی آبدار پائے گئے۔ کام میں نہ آنے کی وجہ سے پن تختی کے نیچے والے چھید میں بدستور رکھی ہوئی تھی وہ پھنسی ہوئی نہیں پائی گئی۔

موتیوں کی ڈبیہ

مکڑی کا جالا اگر باریک تار کی صورت میں سیدھا کیا جائے تو وہ تین سو پچاس میل کی لمبائی تک کھنچتا چلا جائے گا۔

جبکہ یورپ اندھیرے میں پڑا تھا اور کسی کتب خانہ میں دو چار سے زیادہ کتابیں نہ ہوتی تھیں ہسپانیہ میں مسلمانوں کے کتب خانہ میں چھ لاکھ کتابیں موجود تھیں۔

نیویارک میں ایک شخص ایک منٹ میں ۲۸۰ الفاظ مختصر نویسی کے ذریعہ لکھ لیتا ہے۔ دُنیا میں اسے سب سے زیادہ تیز لکھنے والا مانا گیا ہے۔

چیونٹی کی اوسط عمر آٹھ سے دس سال ہے۔ بعض ایسی صورتیں بھی پائی گئیں کہ چیونٹی کی عمر ۱۵ سال ہوگئی۔

محمد ظفر

لاثانی اُستانی

گھریلو مشاغل ہندوستان میں عورتوں کا مشغلہ
گھر کی ترتیب اور اُس کا کامیاب انتظام ہے مرد
دن بھر باہر رہ کر کما کے لاتا ہے۔ عورت گھر سنبھالتی
ہے محنت بٹی ہوئی ہے۔ دونوں اپنے اپنے دائرہ
میں مفید کام کر کے گھر کا دھندا چلاتے ہیں۔ مغرب
کی طرح اُن میں کوئی ٹکر نہیں ہے۔ تعلیم کی موجودہ
رفتار البتہ اس کا کسی زمانہ میں اندیشہ دلاتی ہے۔

خالی وقت میں گھروں میں عورتیں کچھ نہ کچھ
کام کرتی رہتی ہیں۔ کپڑے سیتی ہیں یا گھر کے ضروری
یا زیبائشی سامان تیار کرتی ہیں۔ چند مثالیں مفید
ہوں گی۔ ہندوستانی گھروں میں اچار، چٹنیاں مربے
بہت ہی کم بازار سے خریدے جایا کرتے تھے۔ عورتوں
کو ان کی ترکیبیں معلوم تھیں۔ اور وہ بازار سے عمدہ
اور صاف ستھرے اچار وغیرہ تیار کر کے گھر میں رکھ
لیتی تھیں اور دسترخوان کا ذائقہ بڑھایا کرتی تھیں۔
اب تو اکثر دسترخوانوں پر چٹنی وغیرہ نظر نہیں آتی۔ انکی
جگہ بازار کی مٹھائیوں اور ترش چیزوں نے لی ہے۔

آم کے موسم میں پکے آموں کا رس نکال کے
ململ کے کپڑے میں چھان کے تھالی میں ڈال
دیا جاتا تھا۔ اور دھوپ میں رکھ دیتے تھے۔ جب وہ
سوکھ جاتا تو اور رس اسی طرح اس پر نکال کے پھیلایا
اور سکھالیا جاتا تھا۔ اس طرح حسب پسند موٹا پاپڑ
بن جاتا تھا۔ اور جس برتن میں اُسے سکھایا جاتا اُس
کی شکل کا ہو جاتا۔ یہ سال بھر تک درست حالت
میں رہتا۔ اور وقت بے وقت کھا کے چٹخارے
لئے جاتے۔ اس میں آم کا اصلی مزہ اور کھٹ
مٹھاپن پایا جاتا ہے۔

بڑیاں۔ مونگ اور اُرد کی دال پیس کے اُس میں
نمک مرچ اور دیگر مصالحہ ملا کے خمیر اُٹھایا جاتا ہے
اس کے بنانے میں ہُنر کی ضرورت ہے۔ ہر ایک
اچھی بڑیاں نہیں توڑ سکتی۔

عمدہ بڑی کے لئے ضرورت یہ ہے کہ اس
میں اس قدر خمیر ہو کہ بڑی معمولی اندازہ کے
مطابق اُٹھ آئے۔ اس میں پھوکا پن پیدا
ہو جائے۔ اور دال کے اجزاء میں باہم پیوستگی
ہو۔ اور بڑیاں سوکھ کر مضبوطی کے ساتھ
قائم رہیں۔ بکھر کر چورا نہ ہو جائیں۔ بڑیاں سینی
میں برابر برابر توڑ کے دھوپ میں کئی کئی دن
رکھی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ اُن کی نمی بالکل جاتی رہتی
ہے۔ وہ سینی سے اُکھڑ آتی ہیں۔ اُنہیں ڈبوں
میں بند کر کے مہینوں کام میں لایا جاتا ہے۔ کسی
وقت گوشت یا ترکاری نہ ملے تو فوراً ان کی وجہ
سے سالن تیار ہو سکتا ہے۔

یہی حال سیویوں کا ہے۔ گھر میں موجود ہوں
تو فوراً اُبال کے دودھ میں مہمان کے سامنے پیش
کر دی جائیں تو میزبان کی مہمان کے اچانک آجانے
سے بھد نہیں ہوتی۔

دیگر مشاغل یہ ہیں کہ مچھلیوں کے چھلکے خوب دھوئے جاتے ہیں۔ تاکہ بدبُو جاتی رہے انہیں سُکھا کے ایسے ہی یا رنگنے کے بعد تلگے میں پرو دیتے ہیں۔ زنجیریں یا ہار بنا کے کمرہ میں لٹکانے سے لمپ کی روشنی میں اصلی چاندی کے پترے معلوم ہوتے ہیں۔

کرن پھول رآئی کے بلسٹر میں اگر انڈے کی سفیدی ملا دی جائے تو لیپ کے مقام پر آبلے نہیں پڑتے۔

آٹے میں آس پاس کی بُو اور نمی سما جاتی ہے اس لئے اس کا ہمیشہ لحاظ رکھیں کہ ڈھکے خوب ڈھک کے رکھا جائے۔

کپڑے میں کسی جگہ زیادہ چمک معلوم ہو اور اچھی نہ لگے تو چمک کے مقام کو نم دار کرلیں۔ اُس پر گیلا کپڑا رکھ کے گرم گرم استری جلدی سے کر دیں گیلے کپڑے سے دُھواں اُٹھ رہا ہو اُسی وقت اُسے اصل کپڑے پر سے ہٹا دیں۔

محمّد ظفر

پہیلیاں

(۱) ایک راجا تفریح کو نکلا ساتھ لئے فوج جرار
جیوں ہی اِک بہادر نکلا بھاگا لشکر مع سردار

(۲) عدل کا آلہ رکھا دیکھا
تخت وزارت اُلٹا دیکھا

چھ ٹانگوں ہیں دو ہی سُم
پیٹھ پہ دیکھی اُس کے دُم

(۳) سیدھا دیکھو حرام مطلق ہے
اگر اُلٹو تو رحمتِ حق ہے

چاندی کا جسم تانبے کی خول
کتاب کی سیرت صورت گول

آفتاب انوار گدا گنج

(۵)

عجب نلیا پیرس اور رین ہی رین سہائے
اسے سکھی میں تو سے پُوچھوں پھُول بیل کو کھائے

(۶)

میں ہوں وہ چیز کہ ہر روز مجھے کھاتے ہو
رنگِ باطل میں مزہ اس کا بہت پاتے ہو
وائے حسرت مری بربادی پر مجھ دُکھیا کو
بے سَر اکر کے مجھے زہر ہی بتلاتے ہو

اُونچا پھُول گلاب کا جھک جھک جھولے کھائے
نہ راجا کے گھر پیدا ہوا نہ مالی کے گھر جائے

سید محمد عباس (نرسنگھپور سی پی)

پہیلیوں کے جوابات

(۱) سورج (۲) ترازو (۳) شراب
(۴) پیاز
(۵) چراغ (۶) قسم
(۷) چاند

(نوٹ) پھُول سے یہ مطلب ہے کہ جو چراغ کی بتی پر جم